UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226269

UNIVERSAL
LIBRARY

THE BOOK WAS DRENCHED

Teared Pages Within The Book Only

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲۹۷ ۶۹۱ Accession No. ۱۳۸۷۸

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

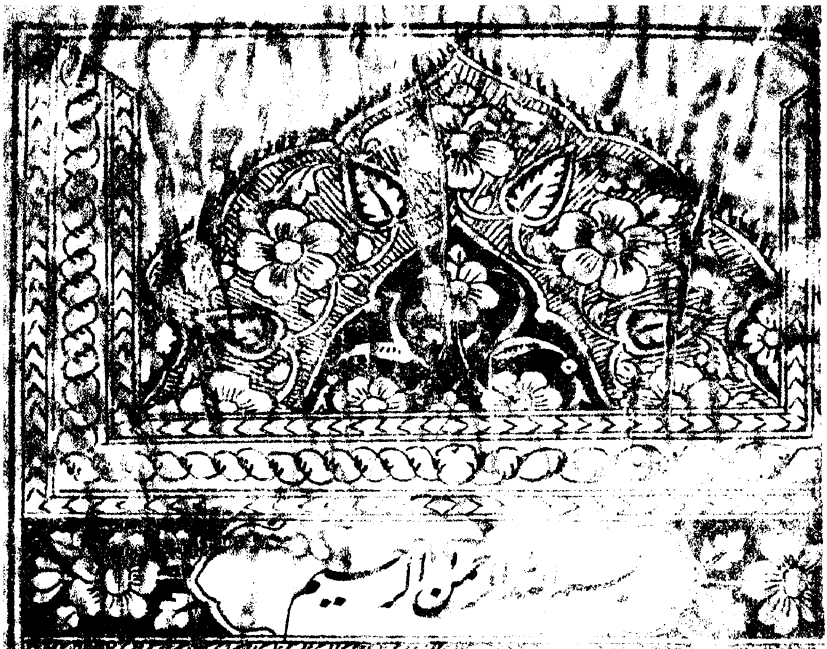

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مزار ... الحمد للہ الذی کشف ...
... سرائر حبیبہ ... وقدم المحبین ...
... هو الحی ... الذی ...
... الیہ ... الدائم ...
... محمد وآلہ واصحابہ ... سے ہمارے سب ...
... بیج اختیار کر ... لیے ہمارے ... تمام ...
... اپنے دوستوں پر عالم ملکوت کے راز ظاہر کیے ہیں ... پاک بندوں ...
... کے ... کھولے ہیں اور اپنے جلال کی شمشیر سے ... کا ... دیا ہے اور ... کے
... اپنے وصال کی راحت کا ذوق دیا ہے۔ وہ مردہ دلوں کو زندہ کرنے والا ... نبی پاک اور
... کے اور ... کے نوروں سے۔ اور اپنی معرفت کے روح کی راحت اور ایمان کے نور ...
... کے کھوٹ کو دور کرنے والا ہے۔ اور درود ہو اس کے رسول پر جو محمد ہیں اور ان کی آل پر
... کے اصحاب پر اور ان کی ازواج مطہرات پر۔

علی غزنوی (جسنے پھر ہجویریں سکونت کرلی تھی) جسکے باپ کا نام عثمان اور دادا کا نام علی تھا خدا اُن سے راضی ہو بیان کرتا ہے کہ مینے استخارہ کیا اور نفسانی غرضون کو دل سے دور کرکے اور تیری آرزو کے موافق (اللہ تعالی تجھے نیک کرے) ثابت قدم ہوکر اس کتاب سے تیری مراد پوری کرنے کے لیے پختہ ارادہ کیا اور اسکا نام **کشف المحجوب** رکھا جس سے تیرا مقصود معلوم ہوگیا اور اس کتاب مین جو تیرے مطلب کی بات تھی سمجھی گئی۔ مین اس کتاب کے تمام کرنے مین یاری اور مدد خدائے تعالی سے مانگتا ہون اور کردار و گفتار مین اپنی قوت پر بھروسا نہین کرتا اس سے پرہیز کرتا ہون اور اللہ ہی کو سب توفیق ہے۔

فصل ۱۔ کتاب کی ابتدا مین جو مینے اپنا نام لکھا ہے اس سے دو باتین مقصود تھین ایک تو خاص لوگون کے لیے دوسری عام کے لیے۔ عام کے لیے یہ تھی کہ جب جاہل بے علم کوئی نئی کتاب دیکھتے ہین جس مین مصنف کا نام کہین ایک جگہ نہین لکھا ہوتا تو اُس کتاب کو اپنے نام کر لیتے ہین اس سے مصنف کا مطلب نہین نکلتا جو کتاب کے جمع۔ تالیف۔ تصنیف کرنے سے ہوتا ہے کہ اُس کتاب مین اُسکا نام زندہ رہے اور اُس کے پڑھنے اور تعلیم پانے والے نیک دعا سے یاد کرین۔ مجھے یہ حادثہ دو دفعہ پیش آیا ہے۔ ایک دفعہ تو کسی نے میرے شعرون کا دیوان مانگ کر لیا جسکا اصل نسخہ اسکے سوا اور نہ تھا اُس نے اُس تمام دیوان کو پلٹ دیا اور میرا نام اُسکے ابتدا سے اُڑا دیا اور میری ساری محنت ضائع کردی۔ اللہ اُسپر رحمت کرے۔ دوسری دفعہ مینے تصوف کے طریقہ مین ایک کتاب تالیف کی جسکا نام **منہاج الدین** رکھا خدا اسے آبادی اور رونق دے۔ مدعیون مین سے ایک ادنی مدعی نے کہ خدا کرے اُسکا نام روشن نہ ہو میرا نام اُس سے مٹا دیا اور عام لوگون کے نزدیک ایسا ظاہر کیا کہ وہ کتاب اُس نے آپ تالیف کی ہے حالانکہ خاص لوگ اُسکے اس قول پر ہنستے تھے یہان تک کہ اللہ تعالی نے اس فعل کی بے برکتی اُسکے نصیب کی اور اپنی درگاہ کے طالبون کے دیوان سے اُسکا نام مٹا دیا لیکن جو بات خاص لوگون کے لئے مقصود تھی وہ یہ ہے کہ وہ جب کسی کتاب کو دیکھتے ہین اور جان لیتے ہین کہ اسکا مولف اس فن اور علم مین عالم اور محقق ہے تو اُس کے حقوق کی اچھی طرح رعایت کرتے ہین اور اُس کے پڑھنے اور رواج کرنے پر بہت کوشش فرماتے ہین۔ اس سے پڑھنے والے اور مصنف کی مراد اچھی طرح پوری ہوتی

ہے واللہ اعلم۔

فصل ۲ - اور جو مینے یہ کہا ہے کہ مینے استخارہ کیا اس سے خداوند بزرگ اور بلند کے آداب کی حفاظت مراد ہے۔ کیونکہ اُس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی پیروی کرنے والون کو فرمایا ہے کہ جس وقت تو قرآن پڑھے پس تو پناہ مانگ درگاہ خدا سے شیطان ننگسار کیے گئے کی بابت۔ استعاذت۔ استخارت۔ استعانت سب کے معنی پناہ مانگنا اور اپنے کامون کو خداوند بجانہ و تعالے کے سپرد کرنا ہے اور طرح طرح کے فتنون سے رہائی پانی۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابون نے روایت کی ہے کہ آپ ہمین اسی طرح استخارہ سکھلاتے تھے جسطرح قرآن۔ پس جب بندہ جانتا ہے کہ کامون کی بہتری اُسکی تدبیر اور کسب پر موقوف نہین ہے کیونکہ بندونکی بھلائی خدا تعالے بہتر جانتا ہے اور اُس کی طرف سے جونیکی بدی بندے کو پہنچتی ہے وہ پہلے سے ہی مقرر ہے تو اپنے آپ کو قضا کے سپرد کرنے اور خدا سے مدد مانگنے کے سوا اور کیا چارہ ہے۔ پس یہی کرنا چاہیے تاکہ اللہ جلشانہ نفس کا بُرا اور اثر اُسکی سرکشی تمام احوال مین بندہ سے دفع کرے اور اسکی بہتری بھلائی اُسے عطا کرے۔ پس چاہیے کہ تمام کامون کے ابتدا مین انسان استخارہ کرے تاکہ خداوند تعالی اُسے خطا اور خلل اور آفت سے بچائے رکھے و باللہ التوفیق۔

فصل ۳ - اور جو مینے یہ کہا ہے کہ نفسانی غرضین جو میرے دل مین آرہی تھین اُنہین دل سے دور کر دیا اس سے یہ غرض ہے کہ جس کام مین نفسانی غرض آجاتے اس سے برکت اُٹھ جاتی ہے اور دل راستی اور آزادی کے راستہ سے نکلکر کجی اور پابندی مین پڑ جاتا ہے اور بصورت دو حال سے خالی نہین یا تو نفس کی غرض پوری ہوگی یا نہ ہوگی۔ اگر نفس کی غرض پوری ہو جاتے۔ تو اُس مین اسکی ہلاکت ہے کیونکہ دوزخ کے دروازے کی چابی نفس کی مراد حاصل ہونے کے سوا نہین ہے اور اگر غرض پوری نہو تو ضرور تڑپنے سے پہلے ہی دل سے دور کر دی ہوگی کیونکہ اس کی نجات اسی مین ہوتی ہے۔ بہشت کے دروازے کی چابی نفسانی غرضون سے نفس کا دور رہنا ہے جیسا کہ خداوند تعالے نے فرمایا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔ اس آیت کا ترجمہ یون ہے روکا نفس ہوا سے پس تحقیق جنت اُس کا ٹھکانا ہے۔ اور کامونین نفسانی غرضین یہ ہین کہ انسان کسی کام مین جو وہ کرتا ہے خدا کی خوشنودی اور عذاب نفس کے

رہائی پانے کے سوا اور کچھ مانگے - اور تمام قسم کی خودی اور تکبر مین نفس کے لئے کوئی حد نہین ہو سکتی اور نہ ہی اُسکی بناوٹ مین جو عزت مین بناتا ہے پوری ظاہر ہوتی ہین - اگر خدا نے چاہا تو اس مطلب کے لئے اس کتاب مین اپنی جگہ پر ایک باب علیحدہ آئیگا -

فصل ۴ - اور جو مین نے یہ کہا ہے کہ تیری خواہش کے موافق مین ثابت قدم ہون اور اس کتاب سے تیری مراد پوری کرنے کے لئے پختہ ارادہ کیا اس سے یہ مطلب ہے کہ تو نے مجھے قابل سوال دیکھا اور مجھ سے اپنے دل کی بات پوچھی اور تصنیف کتاب کی آرزو کی جس سے تیری مراد فائدہ تھا - لاچار تیرے سوال کا حق ادا کرنا مجھ پر واجب ہوا - اور جب اُسی وقت تیرے سوال کے تمام حق کو مین نہ پہنچا تو مینے پختہ ارادہ کیا کہ اُسکے جواب کو ادا کرون - انسان کبھی کام کی ابتدا مین جب نیت کرے اور پھر اگر اس کام مین کچھ خلل واقع ہو تو وہ اُسمین معذور ہے کیونکہ پیغمبر صلعم نے کہا ہے نِیَّتُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِنْ عَمَلِہٖ مومن کی نیت اُسکے عمل سے اچھی ہے یعنی کام شروع کرنے کے ابتدا مین نیت کرنی نیت کے بغیر کام شروع کرنے سے بہتر ہے اور نیت کو کامون مین بڑا دخل ہے اور اسپر یہ بھی دلیل ہے کہ انسان ایک نیت سے ایک حالت سے دوسری حالت مین ہو جاتا ہے بغیر اسکے کہ ظاہر مین اسپر کوئی تاثیر پیدا ہو - جیسے کوئی شخص روزہ رکھنے کی نیت کے سوا بھوکا رہے تو اس سے اُسکو کچھ ثواب نہین ہوتا اور جب حال مین روزہ رکھنے کی نیت کرے تو مقربون مین سے ہو جاتا ہے بغیر اسکے کہ ظاہر مین اسپر کوئی اثر پیدا ہوا ہو اور اس کے سوا یہ دلیل بھی ہے کہ جب کوئی مسافر کسی شہر مین آکر ایک مدت تک پڑا رہے تو جب تک وہ ٹھیرنے کی نیت نہ کرے مقیم نہین ہوتا اور جب ٹھیرنے کی نیت کر دے تو مقیم ہو جاتا ہے - ایسی ہی اور بھی بہت سی دلیلین ہین - پس کام کے ابتدا مین نیک نیت کرنی اس کا حق ادا کرنا ہوتا ہے - واللہ اعلم بالصواب -

فصل ۵ - اور جو یہ کہا ہے کہ اس کتاب کا نام مینے کشف المحجوب رکھا اس سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ کتاب مین لکھا ہے کتاب کا نام اسپر ناطق ہے دلالت کرنیوالا ہو - جن لوگون کو بینائی حاصل ہوئی ہے وہ جب کتاب کا نام سنتے ہین تو جان لیتے ہین کہ اس مین کیا کیا مضامین لکھے گئے ہین اور شیخ ہجویر خدا سے بزرگ و برتر کے دوستون اور اسکی درگاہ کے عزیزون مین سے ہوا

تمام لوگ تحقیق کے نکتہ سے پردہ میں ہیں یعنی ناواقف ہیں اور چونکہ یہ کتاب راہ حق کے بیان میں تھی۔ اور کلمات تحقیق کی شرح اور کاشف حجاب بشریت تھی۔ اس کے نام کے سوا کوئی اور نام اس کتاب کے لائق نہ تھا اور حقیقت میں کشف۔ محجوب کے لئے ہلاکت ہے۔ جیسے حجاب کاشف کے لئے یعنے جیسے نزدیک دوری طاقت نہیں رکھتا ویسے دور کو نزدیکی کی طاقت نہیں جیسے وہ جانور جو سر کے سے پیدا ہوتا ہے اور جس چیز میں پڑتا ہے مرجاتا ہے اور جو دوسری چیزوں سے پیدا ہوتا ہے وہ سر کے میں پڑنے سے مرجاتا ہے۔ اور معانی اور تحقیق کا سمجھنا اختیار کرنا اس شخص کے سوا کہ جسے اس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے دوسرے شخص کے لئے مشکل ہوتا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ "جس امر کے لئے کوئی پیدا کیا گیا ہے اُسکے لئے وہ کام آسان ہے"۔ خدائے بزرگ و بلند نے ہر ایک کو ایک کام کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کام کرنے کا راستہ اسپر آسان کر دیا ہے لیکن حجاب دو ہیں۔ ایک تو حجاب زمینی ہے۔ اس حجاب سے ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں یہ کبھی دور نہیں ہوتا۔ دوسرا حجاب غیبی ہے یہ جلدی دور ہو جاتا ہے اسکی شرح یہ ہے کہ ایک انسان ہوتا ہے کہ اسکی ذات سچائی کے لئے ایسا حجاب ہوتی ہے کہ اُسکے نزدیک حق باطل برابر ہے اور دوسرا ایسا ہوتا ہے کہ وہ حق کے لئے حجاب تو ہوتا ہے مگر اس کی طبیعت حق کی طلب رہتی ہے اور باطل سے بیزار ہوتی ہے۔ پس ذاتی حجاب جو زمینی ہے کبھی نہیں اُٹھتا اور دین ختم طبع کے ایک ہی معنی ہیں۔ جیسا کہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ انہوں کے دلوں پر زنگ باندھا ہے اُس چیز نے جو کماتے تھے۔ اس کے بعد اس کا حکم ظاہر کیا اور فرمایا کہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ تحقیق جو لوگ کافر ہوئے برابر ہے کہ تو نے اُنہیں ڈرایا یا نہ ڈرایا وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اسکے بعد اسکی علت بیان کی خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ مہر لگائی اللہ نے ان کے دلوں پر۔ اور یہ بھی کہا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ مہر لگائی اللہ نے ان کے دلوں پر۔ اور اس صفت کا حجاب جو غیبی ہو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت کے دور بھی ہو جائے اور کسی وقت نہ دور ہو۔ کیونکہ ذات کی تبدیلی اور بدلنا ممکن ہے اور غیب میں ممکن ہے لیکن صفت کا تبدیل ہونا جیسا کہ ہے ہو سکتا ہے۔ اور ذات

غین کے معنون مین مشائخ اصفیا کا لطیف خیال ہے جیسا کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین ۔
اَلرَّیْنُ مِنْ جُمْلَۃِ الْوَطَنَاتِ وَالْغَیْنُ مِنْ جُمْلَۃِ الْخَطَرَاتِ رین وطنات کے ذاتیات سے
اور غین جملہ وسوسات سے ۔ وطن یعنے ذات پائیدار ہے اور خطرہ ناپائیدار ۔ جیسے کسی پتھر سے شیشہ
نہین بن سکتا چاہے کتنے ہی صیقل کرنے والے جمع ہون ۔ اور پھر جب شیشے پر پھپھوندی لگ
جائے تو مصقلہ سے صاف ہوجاتا ہے وجہ یہ ہے کہ پتھر مین تاریکی اور شیشہ مین روشنائی
اصلی ہے اور اصلی چیز پائیدار ہوتی ہے اور عارضی صفت کو بقا نہین پس مینے یہ کتاب اس لئے
بنائی ہے کہ اُن کے دلون کو جو حجاب غین مین گرفتار ہین اور نور حق کا مایہ ان مین موجود ہی صیقل
کرنے والی ہو تاکہ اُس کتاب کے پڑھنے کی برکت سے وہ حجاب اُٹھ جائے اور معنے کی حقیقت کی
طرف راستہ پائین ۔ اور جن لوگون کو حق کے انکار اور باطل کے اختیار کرنے سے دلی محبت ہے
ہرگز حق کے مشاہدون کی طرف راہ نہین پاتے ۔ پس اس کتاب سے بھی انہین کچھ فائدہ نہوگا
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نِعْمَتِہِ الْعِرْفَانِ ۔ اور شکر اللہ کے لئے اُس کی نعمتون پر جو
عرفان ہے ۔

فصل ٦ ۔ لیکن مینے جو یہ کہا ہے کہ تیرا مقصود معلوم ہوگیا اور تیری غرض کی بات اس
کتاب مین مفصل بیان کردی گئی ۔ اس قول سے یہ مراد ہے کہ جب تک مسئول کو سائل کا
مقصود معلوم نہ ہو ۔ سائل کی مراد حاصل نہین ہوتی کیونکہ مشکل باتون کو پوچھا کرتے ہین اور
جب جواب مین مشکلات حل نہ ہون تو کچھ فائدہ نہین ۔ اور مشکلات کو معرفت کے سوا نہین
حل کیا جاسکتا ۔ اور جو مینے یہ کہا ہے کہ اس کتاب مین جو تیرے مطلب کی بات تھی وہ
مفصل لکھی گئی ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ جو سوال جامع ہو اُسکا جواب بھی جامع ہی ہوتا ہے
بشرطیکہ سائل اپنے سوال کے چھوٹے بڑے سب درجون پر عالم ہو لیکن مبتدی کو تفصیل
کی حاجت ہوتی ہے اور اسکی تمام اقسام اور حدود کے بیان کرنے کی ضرورت ۔ خاصکر
تیری غرض (خدا تجھے نیک کرے) اس مین یہ ہے کہ مین تیرے سوال کی تفصیل کرون اور
ایک کتاب بناؤن وباللہ التوفیق ۔

فصل ٧ ۔ اور جو مین نے یہ کہا ہے کہ مین خداوند تعالےٰ سے توفیق اور مدد مانگتا ہون

اِس سے یہ مراد ہے کہ انسان کے لئے خدا کے سوا کوئی ایسا مددگار نہیں جو نیک عملوں پر اُسے یاری اور زیادتی کی توفیق دے اور توفیق کیا ہے؟ نیک کاموں میں انسان کے فعل سے خدا کی مدد کی موافقت۔ کتاب اور سنت کے صحیح ہونے کے وجود پر گواہ ہیں اور معتزلہ اور قدریوں کے گروہ کے سوا جو توفیق کے لفظ کو مہمل سمجھتے ہیں امت کا بھی اتفاق ہے۔ اور طریقت کے بزرگوں میں سے ایک گروہ نے یہ کہا ہے کہ التوفیق ھو القدرۃ علی الطاعت عند الاشتغال توفیق کیا ہے؟ طاعت پر عمل کے وقت قدرت پانا۔ جب انسان خدائے تعالیٰ کا فرمان بردار رہتا ہے تو خدا کی طرف سے اسکو پہلے سے بہت زیادہ طاقت حاصل ہوتی رہتی ہے کیونکہ وقتہً فوقتہً انسان سے جو حرکات وسکنات ہوتے ہیں خدا کی پیدایش اور اُسکے حکم سے ہیں پس اِسی قوت کو جس سے انسان خدا کی فرمان برداری اور بندگی کرتا ہے توفیق کہتے ہیں۔ اور یہ کتاب اِس مسئلہ کی جگہ نہیں کیونکہ اِس سے ایک اَور چیز مراد ہے۔ پس میں پھر اصل مطلب کی طرف لوٹتا ہوں اور اصلی سخن پر جانے سے پہلے اُس کے سوال کو بعینہٖ بیان کرتا ہوں اور یہیں سے کتاب شروع کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق بالاتمام۔

سوال کرنیوالے یعنی ابوسعید ہجویری کے اِس سوال کے جواب میں کہ تصوف کے طریقہ کی تحقیق اور اہل تصوف کے مقاموں کی کیفیت اور اُن کے قولوں اور مذہبوں کا ذکر اور اُن کی رمزیں اور اشارے اور خدائے بزرگ اور بلند کی حجت کی حقیقت اور دلوں پر اُسکے ظاہر کرنے کی کیفیت اور اُس کی ماہیت کے دریافت کرنے سے عقول[1] کے حجاب کا سبب اور اُسکی حقیقت سے نفس کی نفرت اور اپنی صفائی اور پاکیزگی سے روح کا آرام اور جو چیز پاکیزگی کے معاملہ سے روح کے ساتھ تعلق رکھتی ہے میرے لئے بیان کرے۔ مسئول[2] جو

---

[1] عقول عقل کی جمع۔ دانش۔ فرشتہ حکیموں نے لکھا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے پہلے ایک فرشتہ پیدا کیا۔ اسنے ایک اور فرشتہ اور ایک آسمان پیدا کیا۔ اسی طرح دوسرے نے کیا اور ایسا ہی تیسرے نے۔ یہاں تک کہ دس فرشتے اور نو آسمان پیدا ہو گئے۔ انہیں دس فرشتوں کو عقول عشرہ کہتے ہیں۔

[2] مسئول وہ جس پر سوال کیا جائے۔

عثمان جلابی کا بیٹا علی ہجویری کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں یہ علم حقیقت پرانا ہو گیا ہے خاصکر اس ملک میں کہ سب لوگ نفسانی خواہشوں میں پڑے ہوئے ہیں اور رضا[1] کے راستہ سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ اور زمانہ کے مدعیوں اور عام علماؤں نے طریقت[2] کی صورت اس طرح کی اصل کے خلاف پیدا کر دی ہے۔ پس ہمت کر واس چیز کے لئے کہ حضرت حق کے خاصوں کے سوا عام لوگوں کا ہاتھ بالکل اس سے کوتاہ تھا اور جتنے عام اہل ارادت ہیں سب کی مراد اس سے منقطع۔ اور حقیقت حق کے خاص لوگوں کے سوا باقی سب اہل معرفت کی معرفت بیکار۔ خاص و عام لوگوں نے معرفت سے اپنے کام پر کفائیت کی ہے اور جان و دل سے اس کے حجاب کے خریدار ہوتے ہیں اور کلام تحقیق سے تقلید میں پڑ گیا ہے تحقیق نے اس سے منہ ڈھانپ لیا ہے۔ اور عوام اپنے پر کفایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم حق کو پہچانتے ہیں اور خاص اسی پر خوش ہو گئے کہ دل میں یاد پاتے ہیں اور نفسوں میں محبت اور اس بھید سے سینے میں میلان یعنے مشغول ہونے کے سبب کہتے ہیں کہ ہمیں رویت کا شوق اور محبت کی خواہش ہے اور مدعی اپنے دعوے میں حلا معانی سے عاجز رہ گئے ہیں اور مریدوں نے مجاہدہ[3] سے ہاتھ ہٹا لیا ہے اور اپنے معلول[4] فہم کا نام مشاہدہ رکھا ہے۔ میں نے اس سے پہلے اس بارے میں کئی ایک کتابیں لکھی ہیں جو سب ضائع ہو گئیں۔ جھوٹے مدعیوں نے لوگوں کے چھپانے کے لئے ان سے بعض سخن چن لئے ہیں اور باقیوں کو دعوے ٹلا اور پارا کر دیا۔ کیونکہ ضائع لوگوں کے لئے حسد والے ایک خداداد نعمت ہے۔ ایک گروہ نے اوروں کے اوپر پڑھنے کے لئے بیچے مگر نہ پڑھا۔ اور ایک دوسرے گروہ نے انہیں پڑھ تو لیا مگر سمجھے نہ سمجھے اور اسی پر کفایت کی کہ ان کی عبارت کو یاد کر لیں اور ظاہر کریں کہ ہم تصوف اور معرفت بیان کرتے ہیں اور یہ بیان ایسا ہے۔ یہ سب اس لئے ہوا ہے

---

[1] رضا اسلام کی اصطلاح میں قضائے الٰہی سے بندے کو جو پہنچے اس پر خوش ہونا۔ اس سے ادنیٰ رتبہ صبر ہے اور اعلیٰ تسلیم۔

[2] طریقت راستہ۔ اور سالکوں کی اصطلاح میں باطن کی صفائی ہے جیسے شریعت ظاہر کی۔

[3] مجاہدہ۔ رنج و مشقت۔ کوشش اور کافروں سے جنگ کرنا۔

[4] معلول وہ علت اور اسکے ضروری سببوں سے ثابت کیا ہو۔

کہ یہ معانی نمبر ۱ کبریت احمر کے ہین جو پیاری اور قیمتی ہے اور جب اسکو پالیتے ہین تو کیمیا ہوتی ہے اور اسکا چھ رتی بھر وزن بہت سے تانبے اور کانسی کو خالص سونا بنا دیتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہر شخص وہ دارو مانگتا ہے جو اُس کے درد کے موافق ہو اور اِس کے سوا اور اُسے نہین چاہئے۔ جیسا کہ بزرگون مین سے ایک بزرگ کہتا ہے ؎

فکل فی فواد ہ دجم یطلب شیئًا یوافق الوجعا

جس شخص کے دل مین درد ہے وہ ایسی ہی شئے ڈھونڈتا ہے جو اُس کے درد کی دوا ہو"۔ جسکی مرض کا دارو ادنی چیزین ہون اسے لعل اور مروارید نہین چاہئے کہ انہین دوائمسک مین ملائے اور یہ بات اُس وجہ سے زیادہ تر عزیز ہے کہ ہر کسیکو اس سے حصہ ہو" یعنی ہر ایک کو ان سے حصہ نہین مل سکتا"۔ اِس سے پہلے اِس علم کے جاہلون نے بزرگون کی کتابون کے ساتھہ ایسا ہی کیا ہے۔ جب خداوند کے بھیدون کا وہ خزانہ اِن کے ہاتھہ مین آیا اور اُس کے معنے نہ سمجھے تو کالا۔ سینے والے جاہلون اور ناپاک جلد باندھنے والے آدمیون کے ہاتھہ مین دیدیا جنہون نے اِسے کلاہ کے استر اور ابو فراس کے شعرون کے دیوانون اور جاحظ[۵] کے ہزلیات کی جلد بنا ڈالا۔ جیسا کہ دار العدالت کی جماعت کے بادشاہ کا باز کسی بوڑھی عورت کے مکان پر جا بیٹھے تو لاچار اُس کے پر اور بازو کاٹ ڈالتے ہین۔ خداوند بزرگ اور بلند نے ہمین اُس زمانہ مین پیدا کیا ہے جبکے لوگون نے حرص اور لالچ کا نام شریعت۔ تکبر و جاہ و ریاست کے طلب کا نام عزت اور علم۔ ریاے خلق یعنے دکھلاوے کا نام خوف الٰہی۔ اور دل مین کینہ پوشیدہ رکھنے کا نام حلم۔ آپس مین لڑائی جھگڑے کا بحث و مباحثہ۔ اور لڑای بھڑای کمینگی کا نام عطا و نفاق کا زہد۔ خواہش کا ارادت۔ طبع کے بدہان یعنے بکواس کا معرفت۔ نفسانی باتون اور دل کی حرکتون کا محبت۔ خدا کے راستے سے پھرنے اور بیدین ہونیکا فقر۔ جان بوجھ کر انکار کرنے کا صفائی۔ زندقہ یعنے دو خدا کے قائل ہونے اور حق تعالے اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا فنا فی اللہ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ترک کر دینے کا طریقت۔ اور اہل زمانہ کی آفت کا نام معاملہ رکھا ہے۔ اِسی لئے معنی اور حقیقت جاننے والے لوگ الگ ہو گئے ہین اور اِن دوسرون نے غلبہ پالیا ہے جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی پریشانی اور ضعف کے پہلے زمانے

[۵] ایک مشہور عالم کا۔ [۵] ہزلیات۔ بیہودہ اور مسخراپن کی باتیں۔

مین ابوبکر واسطی نے جو حقیقتون کے جاننے ۔ دلیل لانے ۔ تحقیق کرنے ۔ نکتہ جاننے والون کا بادشاہ ہے" آل مروان کو کیا اچھا کہا ہے ؎

ابتلینا بزمانٍ لیس فیہ آداب الاسلام ولا اخلاق الجاھلیۃ ولا احکام ذوی المروۃ ۔ ہم ایسے زمانہ مین مبتلا ہوئے ہین جسمین اسلام کے آداب اور اہل مروت کے احکام تو کجا زمانہ جاہلیت کے سے اخلاق بھی نہین ۔ اور اُسکے موافق شبلی یہ کہتا ہے ؎

لجاء اللہ ذی الدنیا سناخا لراکبٍ فکل بعید لھم فیھا معذب

یعنی دنیا دار کی التجا اللہ کی درگاہ مین ایسی ہے جیسے اونٹ کو بٹھانے والے سوار کا نخ نخ کرنا پس جو دنیا مین لئے غم ہے وہ آخرت مین عذاب دادہ ہے ۔

فصل ۔ اے طالب حق! اللہ تجھے قوت دے یہ جان کہ مینے اِس جہان کو خدا کے دوستون کے لئے اسکے بعض بھیدون کا محل ۔ اور مخلوقات کو اُسکی امانتون کی جگہ اور موجودات کو اُس کے لطیفون کا مقام پایا اور جوہر ۔ عرض ۔ عنصر ۔ جرم* ۔ بدن ۔ طبیعتین یہ سب اُن بھیدون کے لئے پردہ ہین ۔ اور توحید کے مقام مین اِن مین سے ہر ایک کا اثبات شرک ہے ۔ پس خداوند تعالی نے اِس جہان کو حجاب کی جگہ مین رکھا ہے ۔ اِس لئے ہر ایک کی طبیعت نے اپنے عالم مین اسکے حکم سے تسلی پائی ہے اور اپنے وجود کے سبب حق کی توحید سے پردہ مین ہے اور ارواح جہان مین ۔ وجود سے ملنے کے سبب معذور ہو گئے ہین اور اس کی نزدیکی کے باعث اپنی خلاصی کے مقام سے دور رہ گئے ہین اسلئے خدا کے بھید سمجھنے عقلون کے لئے مشکل ہو گئے ہین اور قرب الٰہی کے لطیفے ارواح کے لئے پوشیدہ جس سے آدمی غفلت کے اندھیرے مین اپنی ہستی سے پردے مین ہو گیا ہے اور خصوصیت کے مقام مین اپنے حجاب کے سبب عیب دار جیسا کہ خداوند تعالی نے کہا ہے والعصر ان الانسان لفی خسرٍ قسم ہے عصر کی تحقیق آدمی البتہ زیان مین ہے ۔ اور یہ بھی کہا ہے† اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا تحقیق وہ بڑا ظالم اور جاہل تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ فِیْ ظُلْمَتِہٖ ثُمَّ اَلْقٰی عَلَیْہِ نُوْرًا ۔ اللہ نے خلقت کو اندھیرے مین پیدا کیا پھر اُسپر نور ڈالا ۔ پس یہ حجاب انسان کو عالم مزاج مین واقع ہوا ہے ۔ طبیعتون کے

---

* جرم ۔ یہ ستارون ۔ جواہرون ۔ پتھرون پر بولا جاتا ہے † (پارہ (۲۲) سورۃ احزاب کا اخیر)

تعلق اور عالم مزاج مین عقل کے تصرف کرنے کے سبب - اِسلئے لاچار جہل پر کفایت کرنے والا ہوا ہے اور خدا سے جان کے عوض اپنے حجاب کا خریدار بنا ہے کیونکہ کشف کے جمال سے بیخبر ہے خدا کے بھید کی تحقیق سے پھرنے والا ہے اور اپنے نجات کے فعل سے بھاگ کر چارپایونکا قائمقام بن رہا ہے - توحید کی بو نہین سونگھی - احدیت کا جمال نہین دیکھا - وحدانیت کا مزا نہین چکھا ترکیب کے سبب مشاہدہ کی تحقیق سے عاجز - اور خواہش الٰہی کو چھوڑا دنیاوی حرص کی طرف رجوع ہوا ہے اور حیوانی نفس سے ربانی یعنے حقیقی زندگی کے سوا نفس ناطقہ کو مغلوب کردیا ہے اسلئے اسکو تمام حیوانی خواہشین اور حرکتین نصیب ہوئی ہین اور کھانے - سونے نفسانی خواہشون کی پیروی کرنے کے سوا اور کچھ نہین جانتا - اور خداوند بزرگ اور بلند نے اپنے دوستون کو ان سب کے پرہیز کرنا فرمایا ہے - اور کہا ہے ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ (چھوڑدے ان کو تاکہ کھائین اور فائدہ اُٹھائین - اور آرزو ان کو غافل کردے پس نزدیک ہے کہ جان لینگے - چونکہ ان کی طبیعت کے غلبہ نے انپر خدا کا بھید پوشیدہ کردیا ہے اور عنایت اور توفیق کی بجاے خواری اور بے نصیبی چھا رہی ہے اِسلئے سب نفس امارہ یعنے سرکش نفس کے پیرو ہوگئے ہین جو سب سے بڑا حجاب اور ہدی اور شر کا منبع ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ تحقیق نفس البتہ حکم دینے والا ہے ساتھ برائی کے +

اَب مین کتاب شروع کرتا ہون اور تیرے مطلب کو مقامون اور پردون یعنے مرتبون - قاعدون حکایتون اور اشارہ کنایہ مین ظاہر کرتا ہون - اور ایک عمدہ بیان سے اِسے پھیلاتا ہون اور اہل صنائع کی عبارتون کی شرح کرتا ہون اور کچھ بزرگون کا کلام اس سے ملاتا ہون اور اچھی حکایتون سے اِسکی مدد کرتا ہون تاکہ تیری مراد پوری ہو - اور علماے ظاہر مین سے اور ان کے سوا اَور بھی جو اِسے دیکھے جان لے کہ تصوف کے طریقے کی جڑ قوی اور شاخ پھلدار ہے اور تصوف کے طریق کے سب بزرگ اہل علم مین سے ہوئے ہین اور تمام مریدون کو علم کے سیکھنے کا باعث ہے اور انہین علم سیکھنے پر ہمیشہ قایم رہنے کے لئے ترغیب دینے والے - اور کھیل اور سخراپن کے پیرو کبھی نہین ہوئے اور بیہودہ طریق نہین اختیار کیا -

طریقت کے بہت سے بزرگون اور اِس کے عالمون نے طریقت کے معنون مین کتابین تصنیف کی ہین اور عمدہ عبارتون مین جو کچھ خدا کی طرف سے اِن کے دل مین وارد ہوا ہے اِس کے لئے دلیل پیدا کی ہے وباللہ التوفیق۔

فصل ۹ - علم کا ثبوت - خداوند تعالی نے علما کی صفت مین کہا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (خدا سے اُسکے عالم بندے ہی ڈرا کرتے ہین) پیغمبر علیہ السلام نے کہا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَۃٍ علم کی طلب کرنی ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے اطلبوا العلم ولو کان بالصین علم کی طلب کرو اگرچہ چین مین ہو۔ اور جان لے کہ علم بہت ہے اور عمر کم ہے اور سب علمون کا جاننا آدمی پر فرض نہین جیسے علم نجوم۔ اور طب و علم حساب اور طرح طرح کی کاریگریان اور ایسے ہی اور علوم و فنون۔ مگر اِن مین سے ہر ایک جقدر شریعت سے تعلق رکھتا ہے۔ نجوم سے رات مین وقت پہچاننے کے لئے۔ طب سے اپنے بچاؤ اور پرہیز کے لئے حساب سے فرائض اور عدت کی مدت جاننے کے لئے اور ایسے ہی۔ پس علم سیکھنا اتنا فرض ہے جتنے سے عمل درست ہو کیونکہ حق تعالی نے اِن لوگون کی مذمت فرمائی ہے جو بفائدہ علم سیکھتے ہین چنانچہ خدا بزرگ اور بلند کا یہ قول ہے وَیَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ اور سیکھتے ہین اُس چیز کو جو اُنہین نقصان دیتی ہے نہ کہ نفع۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور کہا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ۔ علم نے منفعت سے خدا مجھے پناہ دے۔ پس تھوڑے علم سے بہت عمل کر سکتے ہین اور چاہئے کہ علم باعمل ہو کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے۔ کہ اَلْمُتَعَبِّدُ بِلَا فِقْہٍ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنَۃِ یعنے بغیر جاننے علم فقہ کے عبادت کرنیوالا اُس گدھے کی مانند ہے جو خراس مین جُتا ہو۔ فقہ نہ جاننے والے عبادت کرنے والون کو خراس کے گدھے سے نسبت دی ہے کیونکہ وہ چاہے کتنا ہی چلتے ہین مگر گدھے کی طرح اُسی پہلے قدم پر ہی رہتے ہین اور اپنا کچھ راستہ طے کیا ہوا نہین پاتے۔ اور مین نے عام لوگون کا ایک گروہ دیکھا ہے جو عمل پر علم کی فضیلت بیان کرتا تھا۔ اور ایک گروہ علم پر عمل کی فضیلت کا قایل تھا۔ اور یہ دونون جھوٹے ہین کیونکہ عمل بغیر اپنے علم کے عمل نہین ہوتا اِسلئے کہ عمل اُسوقت عمل ہوتا ہے کہ علم سے

شامل ہوتا کہ انسان اس سے صواب حق کی طرف توجہ کرے - جیسا کہ نماز ہے - جب تک پہلے طہارت[1] کے رکنوں - پانی کے پہچاننے - قبلہ کے پہچاننے - نیت کرنے کی کیفیت اور نماز کے رکنوں کا علم نہ ہو تب تک نماز نہیں ہوتی - پس جب عمل خاص علم سے عمل بنتا ہے تو کیونکر جاہل عمل کو علم سے جدا کرتا ہے اور جو علم کو عمل پر فضیلت دیتے ہیں یہ بھی محال ہے کیونکہ علم بغیر عمل کے علم نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ - ان میں سے جو اللہ کی کتاب دیئے گئے ہیں ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینکیا گویا کہ وہ نہیں جانتے - بے عمل عالم کے ناکم عالموں سے الگ کردیا ہے کیونکہ سیکھنا - یاد کرنا - یاد رکھنا یہ بھی سب عمل ہے - اسلئے فقہ کے جاننے والے بندے کی بھی یہی کہاوت ہے اور اگر عالم کا علم اس کے فعل اور کسب سے متعلق نہ ہوتا تو اسکو اس میں کچھ ثواب نہ ملتا - علم اور عمل کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے والے جن دو گروہوں کا یہ قول ہے ان میں سے ایک تو وہ ہے جو لوگوں کے مرتبہ کو علم سے نسبت دیتے ہیں اور اسکے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے - اور دوسرے وہ ہیں جو علم کی تحقیق کو نہیں پہنچتے اور عمل کو اس سے جدا کرتے ہیں - نہ علم جانتے ہیں - اور نہ عمل کرتے ہیں - یہانتک کہ کوئی جاہل تو یہ کہتا ہے باتیں درکار نہیں کام درکار ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ علم چاہیئے - نہ عمل - ابراہیم ادھم نے کہ خدا ان سے راضی ہو کہا ہے کہ مینے راستہ میں ایک پتھر پڑا ہوا دیکھا اسپر یہ لکھا ہوا تھا کہ مجھ کو لوٹا اور پڑھ - پس مینے اسے لوٹایا اسپر یہ لکھا تھا ؎

اَنْتَ لَا تَعْمَلُ بِمَا تَعْلَمُ فَكَيْفَ تَطْلُبُ عَمَلَ مَا لَا تَعْلَمُ

تو جسے تو جانتا ہے اسپر بھی عمل نہیں - پس کیونکر تو طلب کرتا ہے عمل اسکا جسکو تو نہیں جانتا یعنے اسپر عمل کر کہ جسے تو جانتا ہے تاکہ اس کی برکت سے جسے تو نہیں جانتا اسے بھی جان لے اور ایک کے بیٹے انس نے کہا کہ خدا اسپر راضی ہو هِمَّةُ الْعُلَمَاءِ الدِّرَايَةُ وَهِمَّةُ السُّفَهَاءِ الرِّوَايَةُ علما کی ہمت جاننا ہے اور نادانوں کی ہمت نقل کرنا کیونکہ جہالت کے لازمے علماء میں نہیں ہوتے جو شخص علم سے دنیا کی عزت اور مرتبہ چاہتا ہے وہ عالم نہیں ہوتا کیونکہ دنیا کی عزت اور مرتبہ کا طلب کرنا جہل کے لازموں سے ہے

[1] طہارت - پاک ہونا - وضو - استنجا ۱۲ پارہ ۲۰ -

اور علم کے مرتبہ میں اس سے کوئی درجہ زیادہ نہیں ہے کیونکہ جب علم نہ ہو تو کسی لطیفہ سے انسان خداوند کو نہیں پہچانتا اور جب علم موجود ہو تو سب مقاموں۔ مشاہدوں اور مرتبوں کے لائق ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

فصل علم دو ہیں۔ ایک تو خداوند تعالے کا علم۔ اور دوسرا مخلوق کا علم۔ اور بندیکا علم۔ خداوند تعالے کے علم کی محبت کی جستجو کرنیوالا ہے کیونکہ خدا کا علم خدا کی صفت ہے جو خدا کے ساتھ قائم ہے اور اس کی صفتوں کی کوئی نہایت نہیں اور ہمارا علم ہماری صفت ہے جو ہمارے ساتھ قائم ہے اور ہماری صفتیں انجام کو پہونچنے والی ہیں یعنے محدود ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے کہا ہے وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا تمہیں تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے اور مختصر یہ ہے کہ علم مدح کی صفتوں سے ہے اور اس کی تعریف معلوم چیز کا احاطہ کرنا ہے اور معلوم چیز کا بیان اور تعریفوں میں سے بہت اچھی تعریف یہ ہے کہ العلم صفۃ یصیر الحیّ بھا عالماً علم وہ صفت ہے جس سے زندہ عالم ہوتا ہے اور خداوند تعالیٰ نے کہا ہے وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ اور اللہ احاطہ کرنے والا ہے کافروں پر اور یہ بھی کہا ہے واللہ بکلّ شیئٍ علیم اور اللہ ہر شئے کا جاننے والا ہے۔ اور خدا کا علم ایک علم ہے جس سے تمام وجود اور معدوم چیزوں کو جانتا ہے اور لوگوں کو اس علم میں خدا کے ساتھ شراکت نہیں اور خدا کے علم کی جزیں نہیں ہوتیں اور نہ اس سے جدا ہوتا ہے۔ اور اس کے علم پر دلیل اسکے فعل کی ترتیب ہے کیونکہ محکم علم کا فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہے۔ پس اس کا علم عبیدوں پر لاحق اور اظہار پر احاطہ کرنیوالا ہے۔ طالب کو ضروری ہے کہ عمل کرتے وقت یہ سمجھے کہ وہ حاکم حقیقی کے مشاہدہ میں یہ عمل کر رہا ہے۔ جیسا کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالے اسے اور اس کے فعلوں کو دیکھ رہا ہے۔

حکایت بیان کرتے ہیں کہ بصرہ کا ایک رئیس اپنے باغ میں گیا تو اسکی آنکھ اپنے کاشتکار کی عورت کے حسن پر جا پڑی اس نے مرد کو کسی کام کے لئے بھیجدیا اور عورت کو کہا کہ دروازے بند کردے۔ عورت نے جواب دیا کہ میں نے سب دروازوں کو بند کر دیا ہے مگر ایک دروازہ ایسا ہے کہ میں اسکو بند نہیں کر سکتی۔ رئیس نے پوچھا وہ کونسا دروازہ ہے۔ کہنے لگی وہ دروازہ

وہ ہے کہ میرے اور خدا کے درمیان ہے - رئیس بشیان ہوا اور توبہ کی - حاتم اصم نے کہا ہے کہ مین نے چار علم اختیار کئے ہین اور دنیا کے تمام عالمون سے چھوٹ گیا ہون - لوگون نے پوچھا وہ کون سے ہین - کہا

پہلا تو یہ ہے کہ مین نے جان لیا ہے کہ میرے لئے رزق مقسوم ہے جو زیادہ اور کم نہین ہوتا اسلئے زیادہ کے طلب کرنے سے آسودہ ہو گیا ہون -

دوسرا یہ ہے کہ مین نے جان لیا ہے کہ مجھ پر خدا کا ایسا حق ہے جو میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہین کر سکتا اسکے ادا کرنے کے لئے مین مشغول ہوا ہون -

تیسرا یہ ہے کہ مین نے جان لیا ہے کہ میرا ایک طالب ہے یعنی موت جس سے مین کہین بھاگ نہین سکتا - اسلئے مین نے اسکا سامان تیار کیا ہے -

چوتھا یہ ہے کہ مین نے جان لیا کہ میرا ایک آقا اور صاحب ہے جو میرے سب حال پر واقف ہے - اس سے مین نے شرم کی ہے اور نہ کرنے والے کاموں سے ہاتھ ہٹا لیا اور جب انسان جانتا ہو کہ خداوند تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے تو کوئی ایسا کام نہین کرتا جس سے قیامت مین خدا سے شرم کرے -

فصل ۱۱ - لیکن بندہ کا علم خداوند تعالےٰ کے کامون اور اُسکی معرفت مین ہونا چاہیے اور انسان پر وقت کا علم فرض ہے اور جو وقت کے موافق ظاہر باطن مین کام آئے - اسکے دو قسم ہین - ایک اصول ہے دوسرا فروع - ظاہری اصول کلمہ شہادت ہے - یعنی خدا کی وحدانیت اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی رسالت پر گواہی دینی باطنی اصول معرفت کی تحقیق - ظاہری فروع آپس مین معاملہ کی ورزش ہے اور باطنی راستی اور درستی - ان مین سے ہر ایک کا قائم رہنا دوسرے کے سوا محال ہے - ظاہر باطن کے بغیر نفاق ہے اور باطن ظاہر کے سوا بیدینی اور ظاہری شریعت باطن کے سوا نقص ہے اور باطنی بغیر ظاہر کے ہوس - پس علم حقیقت کے تین رکن ہین -

پہلا خداوند تعالیٰ عزاسمہ کی ذات اور اُس کی وحدانیت کا علم اور اس سے مشابہت کی نفی -

دوسرا خدائے تعالیٰ کی صفتون اور حکمون کا علم۔
تیسرا۔ خدا کی حکمت اور اُس کے فعلون کا علم۔
شریعت کے علم کے بھی تین رکن ہین:۔
پہلا۔ کتاب یعنی کلام آلہی۔
دوسرا۔ سُنّت۔
تیسرا۔ اُمّت کا اجماع خدا کی صفتون فعلون اور اُس کی ذات کے ثبوت پر پروردگار کے یہ اقوال ہین فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پس جان یہ کہ اللہ کے سوا دوسرا رب نہین ہے اور یہ بھی کہا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ پس جانو یہ کہ اللہ تمہارا مالک ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ۔ کیا تو نے اپنے رب کی طرف نہین دیکھا کیونکہ سایہ پھیلایا ہے اُسنے۔ اور یہ بھی کہا ہے اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ۔ کیا پس نہین دیکھتے اونٹون کی طرف کہ کیونکر پیدا کئے گئے۔

اور ایسی ہی اور بہت سی آیتین ہین کہ سب اُس کے فعلون مین نظر کرنے پر دلیلین ہین تاکہ تو اُن سے فاعل کی صفتون کو پہچانے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے مَنْ عَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَبُّهٗ وَاَتٰى بَهِيْمَةً حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَحْمَهٗ وَدَمَهٗ عَلَى النَّارِ۔ جس نے جان لیا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ اسکا رب ہے اور مین اُس کا بھیجا ہوا بنی ہون اللہ تعالےٰ نے اُس کے گوشت اور اُس کے خون کو آگ پر حرام کیا لیکن خدائے تعالیٰ کی ذات سے علم کی شرط یہ ہے کہ عاقل اور بالغ آدمی جان لے کہ حق تعالےٰ اپنی ذات سے قدم مین موجود ہے اور بغیر حد اور حدود کے ہے اور مکان اور طرف مین نہین ہے۔ اور اُس کی ذات آفت کا سبب نہین۔ اور نہ کوئی مخلوقات سے اسکی مانند ہے۔ اسکی جورو اور فرزند نہین۔ جو چیز وہم مین صورت پکڑتی ہے اور عقل مین اندازہ پیدا کرتی ہے کہ اُس کے پیدا کرنے والا وہ ہے۔ اور نگاہ رکھنے والا اور پالنے والا اللہ کا قول ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ اسکی مانند کوئی شئی نہین اور وہ سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ لیکن اسکی صفتون کا یہ علم ہے کہ پہچان لے کہ اُس کے لئے

ایسی صفتین ہین جو اسی سے قایم اور موجود ہین - وہ صفتین وہ ذات نہین اور نہ اُسکی جزو
اِس ذات کے ساتھ قایم اور موجود ہین اور اِس کے لئے ہمیشہ ہین جیسے علم - قدرت - حیات
ارادہ - سننا - دیکھنا - کلام - بقا جیسے کہ خدائے تعالےٰ نے کہا ہے اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ تحقیق اللہ جاننے والا اُسکا ہے جو سینون مین ہے اور یہ بھی کہا ہے وَ اللّٰهُ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے اور یہ بھی فرمایا ہے وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ
اور وہ سُننے والا اور دیکھنے والا - یہ بھی کہا ہے فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ جسکے لئے وہ ارادہ کرتا ہے
اسکو کر لینے والا ہے - یہ بھی کہا ہے هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ - وہ ہمیشہ زندہ ہے اِسکے سوا
دوسرا رب نہین - یہ بھی کہا ہے قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ اِسکا کہنا سچ ہے اور ملک اُسی کے
لئے ہے - اور اُس کے فعلون کے ثبوت کا یہ علم ہے کہ تو پہچان لے کہ وہ تمام مخلوقات اور
اُسکے فعلون کا پیدا کرنیوالا ہے جیسا کہ کہا ہے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ ہے
جسنے تمکو پیدا کیا ہے اور اسکو جسے تم کرتے ہو - عالم تا بود اُسی کے فعل سے پیدا ہوا ہے نیکی اور
بدی کا اندازہ کرنیوالا - اور فائدہ و نقصان کا پیدا کرنیوالا جیسا کہ کہا ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے - اور شریعت کے حکمون کے ثبوت پر دلیل یہ ہے کہ تو پہچان لے
کہ ہماری عادتون کے توڑنے والے اِن کے خلاف خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہم پر پیغمبر آئے
اور ہمارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ہے - اِن کے معجزے بہت ہین - اور پوشیدہ اور
ظاہر سے جو کچھ ہمین بتلایا ہے سب سچ ہے - کتاب کا پہلا رکن شریعت ہے جیسا کہ کہا ہے
هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ (پارہ ۳ - آل عمران)
وہ ہے جس نے تجھ پر کتاب کو اُتارا - اِس سے بعض آیتین محکم ہین - وہ کتاب کے اعمال ہین -
دوسرا رکن سنت ہے جیسا کہ کہا ہے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ
فَانْتَهُوْا (جو تمہین رسول دے وہ لیلو اور جس سے روکے باز رہو) - تیسرا رکن امت کا اجماع
ہے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ
وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ میری امت گمراہی پر نہ جمع ہوگی اور تمپر سواد اعظم یعنی سب سے
بڑے مسودہ کا اختیار کرنا لازم ہے - اِن تمام احکام مین بہت سی حقیقت ہے اگر کوئی چاہے

کہ سبکو جمع کرے تو نہین کر سکتا کیونکہ خداوند تعالی کے لطیفون کے لئے کہ اسکا نام بزرگ ہے کوئی نہایت نہین -

فصل ۱۲ پہچان کہ ملحدون کا ایک گروہ ہے خدا ان پر لعنت کرے جنہین سوفسطائی کہتے ہین ان کا یہ مذہب ہے کہ کسی چیز کا ٹھیک علم نہین حاصل ہوتا - ہم انہین کہتے ہین کہ یہ دانش جسے تم جانتے ہو کہ کسی چیز کا ٹھیک علم حاصل نہین ہوتا درست ہے یا نہین - اگر کہین کہ یہ درست ہے تو پس انہون نے علم کو ثابت کیا - اور اگر کہین کہ یہ درست نہین ہے تو پس وہ چیز جو درست نہ ہو اسکے لئے معارضہ کرنا مشکل ہے اور ایسے شخص سے گفت و گو کرنی دانائی نہین اور ملحدون کے اس گروہ کے آدمی جو اس طریقت سے تعلق رکھتے ہین یہی کہتے ہین کہ ہمارا علم بالکل اسکے اثبات سے ہے ان کا یہ کہنا بیوقوفی اور جہالت ہے کیونکہ علم کی تین وجہت سے باہر نہین یا علم کے ذریعہ سے ہوگی یا جہل سے پس علم - علم کی نفی نہین کرتا - ضد نہین پیدا ہوتی - علم سے علم کی ترک ناممکن ہے - اس جگہ جہل رہتا ہے - اور جب یہ ٹھیک ہوا کہ علم کی نفی جہل سے ہے تو علم کی ترک جہل سے ہوئی - اور جاہل آدمی مذموم ہوتا ہے اور جہل کفر اور باطل کی علامت ہے کیونکہ حق کو جہل سے تعلق نہین - یہ مقولہ سب مشائخ کے خلاف ہے اور جب آدمیون نے ملحدون کے اس گروہ کا یہ قول سنا - اس کو اختیار کیا اور بیان کیا کہ تصوف کا طریق یہ ہے اور ان کی چال ڈھال ایسی - اسلئے ان کا اعتقاد پریشان ہوگیا اور حق کو باطل سے جدا کرنے مین عاجز رہ گئے - ہم سب ملحدون کے کام خدا کی سپرد کرتے ہین تاکہ اپنی گمراہی مین ہین اگر دین ان کی گریبان پکڑتا تو اس سے اچھی تصنیف کرتے اور دین کی رعایت کو ہاتھ سے نہ دیتے اور خدا کے دوستون کو اس آنکھ سے نہ دیکھتے - اگر ملحدون کے گروہ کے آدمی نیکون سے تعلق کرتے تو پہلے سے اپنے زمانہ کی زیادہ احتیاط کرتے - اس لئے کہ ان کے جمال کے سبب اپنی آفتون سے چھوٹ جاتے اور ان کی عزت کے سایہ مین زندگانی کرتے اور ایسا نہ ہوتا جیسا کہ سبکو ویسا ہی ملحد قیاس کرتے ہین اور ان کے معاملہ مین مکابرہ کو شہرت کے لئے ہاتھ پر رکھ لیتے ہین اور ان کے قدم کو پاؤن تلے ملتے ہین - مصنف کہتا ہے کہ میری ایک شخص سے جو اپنے آپ کو اہل علم سے جانتا تھا اور غرور کی کلاہ کا نام علم کی عزت رکھا ہوا تھا اور حرص کی پیروی کا سنت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور شیطان کی موافقت کا پیشواؤن کی خصلت بحث
ہو رہی تھی اسی اثنا مین اُس نے کہا کہ ملحدون کے بارہ فرقے ہوگئے ہین ان مین سے ایک صوفیون
مین ہے۔ مین نے کہا اگر ایک فرقہ صوفیون مین ہے تو گیارہ تم مین ہین اور صوفی ایک فرقے سے
اپنے آپ کو اس سے بہتر نگاہ رکھ سکتے ہین جیسا کہ تم گیارہ سے لیکن یہ سب زمانہ کی لغزشون اور ان
آفتون کا نتیجہ ہے جو پیدا ہوگئی ہین اور خداوند تعالے نے ہمیشہ اپنے دوستون کو اس قوم مین
پوشیدہ رکھا ہے اور اس قوم کو اپنے دوستون کے سبب لوگون مین جدا۔ بہت ہی اچھا کہا ہے
پیرون کے پیر۔ مریدون کے آفتاب علی نے جو پندر الصیرفی کا بیٹا ہے اللہ اسپر رحمت کرے
فَسَادُ الْقَلْبِ عَلٰی حَسْبِ فَسَادِ الزَّمَانِ وَاَهْلِهٖ دل کا فساد زمانہ اور زمانہ کے لوگون کے
فساد کے موافق ہوتا ہے۔ اب ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء اور اولیاء نے اُس کو اسی سے
پہچانا ہے۔ جب تک اسکی تعریف نہین ہوئی اُسکو نہین پہچانا اسلئے کہ سب کسب کرنے کے
اسباب حق تعالے سے منقطع ہین اور بندہ کا علم خدا کی معرفت کے لئے سبب نہین ہوتا کیونکہ
خدا کی معرفت کا سبب بھی اُسی کی ہدایت اور تبلانے سے حاصل ہوتا ہے اور علم من اللہ یعنے
اللہ سے علم شریعت کا علم ہے جو اُس کے حکم اور تکلیف سے ہے۔ اور علم مع اللہ یعنی اللہ کے
ساتھ علم اللہ کے طریق کے مقامون کا علم ہے۔ اور اس کے دوستون کے درجون کا بیان۔
پس معرفت شریعت اختیار کرنے کے سوا درست نہین آتی اور شریعت کا اختیار کرنا مقامون کے
ظاہر کرنے کے سوا درست نہین ہوتا۔ ابو علی ستقی خدا کی اسپر رحمت ہو کہتا ہے کہ العلم
حیات القلب من الجہل ونور العین من الظلمۃ علم زندگی قلب ہے مرگ جہل سے
اور آنکھون کا نور ہے کفر کے اندھیری سے۔ جسکو معرفت کا علم نہین ہے اسکا دل جہل سے مردہ
ہے۔ جسکو شریعت کا علم نہین ہے نادانی سے بیمار ہے۔ پس کافرون کا دل مُردہ ہوتا ہے
کیونکہ خداوند تعالی سے جاہل ہین۔ اور اہل غفلت کا دل بیمار ہوتا ہے کیونکہ اُس کے حکم سے جاہل
ہین۔ ابوبکر وراق ترمذی خدا کی اسپر رحمت ہو کہتا ہے من اکتفی بالکلام من العلم دون
الزہد فقد تزندق ومن اکتفی بالفقہ دون الورع فقد تفسق۔ جسنے توحید
کے علم سے اسکی عبارت پر کفایت کی اور اسکی صندون سے منہ نہ پھیرا۔ زندیق (بیدین) ہوا

اور جس نے زہد اور پرہیزگاری کے سوا شریعت اور فقہ کے علم پر کفایت کی وہ فاسق ہوا۔ اور اس سے مطلب یہ ہے کہ تجرید کے مجاہدہ اور معاملہ کے سوا توحید جبر ہوتا ہے موحد جبری قول اور قدری فعل والا ہونا چاہیے تاکہ قدر اور جبر مین اسکی رفتار درست آئے۔ اور یہ قول اسکی حقیقت ہے جو اس پر نے کہا ہے خدا کی اسپر رحمت ہو التوحید دون الجبر وفوق القدر۔ توحید جبر کے نیچے اور قدر کے اوپر ہے۔ پس جو توحید کے علم سے معاملہ کے سوا اسکی عبارت پر کفایت کرے اور اس کی ضدوں سے منہ نہ پھیرے وہ زندیق (بے دین) ہے۔ لیکن فقہ کے لئے ہوشیاری اور تقوی شرط ہے جو شخص پرہیزگاری کے سوا شریعت اور فقہ کے علم پر کفایت کرے اور حجتوں تاویلوں شبہون مین مشغول ہوجائے اور مذہب کے سوا مجتہدون کے گرد پھرے وہ جلدی ہی آسانی سے فسق مین پڑجائیگا۔ اور یہ سب غفلت سے ظہور مین آتا ہے۔ معاذ رازی کے بیٹے شیخ الشائخ یحیی نے خدا کی اسپر رحمت ہو بہت اچھا کہا ہے اجتنب صحبت ثلاثة اصناف من الناس۔ العلماء الغافلین۔ والفقراء المداهنین والمتصوفة الجاهلین۔ تین قسم کے آدمیون کی صحبت سے پرہیز کر۔ غافل عالمون سے۔ خوشامد کرنے والے فقیرون سے جاہل صوفیون سے۔ لیکن غافل علماء وہ ہین جنہون نے دنیا کو اپنے دل کا قبلہ بنایا ہوا ہے شرع سے آسانی اختیار کرکے بادشاہون اور ظالمون کی پرستش کو اختیار کیا ہے اور اُن کی درگاہ کو اپنا طواف گاہ بنایا ہے اور لوگون کے مرتبہ کو اپنا محراب۔ اور اپنی دانائی پر فریفتہ ہین۔ اور اپنی کلام کی قوت مین مشغول۔ اور پیشواؤن اور استادون کے حق مین طعنہ زنی کی زبان دراز کی ہوئی۔ دین کے بزرگون پر قہر کرنے اور بیفائدہ زیادہ گفتگو کرنے مین مصروف یہان تک کہ اگر ترازوئے قیامت دونون جہانون کو ان کے ترازو کے پلہ مین رکھدے تو معلوم نہ ہون اور مذہب نفاق اور حسد کو بنایا ہے اور ان سب مین علم نہین ہوتا۔ علم ایک ایسی صفت ہے کہ جہل کے سب نوع اس کے موصوف سے نکلجاتے ہین۔ لیکن خوشامدی فقیر وہ ہے کہ اگر کوئی اس کی خواہش کے موافق فعل کرے اگرچہ وہ باطل ہی ہو اسپر اس کی مدح کرے۔ اور جب کوئی اس کی خواہش کے خلاف کام کرے اگرچہ وہ حق ہی ہو اسپر مذمت کرے اور لوگون سے اپنے معاملہ کے سبب مرتبہ کا طمع رکھے۔ باطل پر حق کا مداہنہ یعنے خوشامد کرے۔ لیکن جاہل صوفی وہ ہے کہ کسی پیر کی صحبت مین

نرما ہو اور کسی بزرگ سے ادب نہ سیکھا ہو اور زمانہ کی گوشمالی نہ اُٹھائی ہو۔ اور اپنے آپکو جاہلوں مین جو اندھے ہین ڈال رکھے۔ بعزت ہونے مین خوش ہو۔ ان کی صحبت مین بے عقلی نے اُسے اِس بات پر آمادہ کیا ہوا ہو کہ سب کو اپنے جیسا سمجھے۔ اِسوقت حق اور باطل اِسپر پوشیدہ ہوتا ہے پس یہ تین گروہ جنہین توفیق یافتہ پیر نے یاد کیا ہے اور مریدون کو اِن کی صحبت سے پرہیز دلایا ہے اِس واسطے ہے کہ وہ اپنے دعوٰن مین جھوٹے تھے اور رفتار مین ناکامل۔ ابو یزید بطامی خدا کی اِسپر رحمت ہو کہتا ہے عَلِمْتُ فِی الْمُجَاهَدَةِ ثَلٰثِیْنَ سَنَةً فَمَا وَجَدْتُ شَیْئًا اَشَدَّ عَلَیَّ مِنَ الْعِلْمِ وَمُتَابَعَتِهٖ۔ مین نے ۳۰ سال مجاہدہ کیا اور اِسکی پیروی کرنے سے کوئی چیز مجھ پر زیادہ سخت نہین معلوم ہوئی۔ القصہ علم کے موافق چلنے سے آگ مین قدم رکھنا طبیعت پر آسان ہے اور علم کا ایک مسئلہ سیکھنے سے پُلصراط پر ہزار بار گذرنا جاہل کے دل پر سہل ہے اور علم کے ایک مسئلہ پر عمل کرنے سے فاسق پر دوزخ مین خیمہ لگانا بہتر ہے پس تجھے علم سیکھنا اور اِس مین کمال پیدا کرنا چاہئے اور بندہ کے علم کا کمال خداوند تبارک وتعالٰی کے علم کے مقابلہ مین جہل ہے اور چاہئے کہ تو اتنا جان لے کہ تو سمجھ لے کہ مین نہین جانتا۔ اِس سے مطلب یہ ہے کہ بندہ بندگی کے علم کے سوا نہین جان سکتا اور بندگی خدائے تعالٰے سے سب سے بڑا حجاب ہے اِن معنون مین ایک بزرگ کہتا ہے ؎

العجز عن درك الادراك ادراك ۔ والوقف فی طرق الاخیار اشراك

ادراک۔ ادراک کے ادراک سے عجز ہے۔ اور اشراک نیکون کے راستون مین توقف کرنا ہے یعنے اِن مین رفتار کا شروع نہ کرنا۔ جو نہین سیکھتا اور اپنی جہل پر ہٹ کرتا ہے وہ مشرک ہوتا ہے اور جو سیکھتا ہے اور اپنے علم کے کمال سے معنی اُسکے ظاہر ہو جاتے ہین۔ اِس کے علم کا غرور اُٹھ جاتا ہے اور پہچان لیتا ہے کہ اُس کا علم خدا کی عاقبت کے علم مین عجز کے سوا اور کچھ نہین کیونکہ حق تعالٰے کے نامون کو کچھ تاثیر نہین ہوتی۔ اِسکا یہ علم علم کے دریافت کرنے سے دریافت ہوتا ہے۔

باب اوّل فصل (۱) پہچان کہ درویش کا مرتبہ خدا کے راستہ مین بہت بڑا ہے۔ اور درویشون کو اِس مین بڑا خطرہ ہے۔ جیسا کہ خدائے بزرگ و بلند نے کہا ہے

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ خیرات اُن فقیروں کے لئے ہے جو خدا کے راستہ مین بند کئے گئے ہین۔ زمین مین سفر نہین کر سکتے۔ طمع کرنے سے جاہل انہین تونگر جانتے ہین اور یہ بھی کہا ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا بیان کی خدا نے بندہ کی داستان جو مملوک ہے۔ کسی چیز پر طاقت نہین رکھتا اور وہ کہ دیا ہمنے اسکو اچھا رزق۔ اور یہ بھی کہا ہے تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ ان کا پہلو اپنی خوابگاہ سے دور رہتا ہے۔ خوف اور امید سے اپنے رب کو پکارتے ہین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر کو اختیار کیا اور کہا اللّٰهم احيني مسكينًا وامتني مسكينًا واحشرني في زمرة المساكين۔ خداوندا زندہ رکھ مجھے مسکین اور مرنے کے بعد قیامت مین اُٹھا مجھے مسکین اور یہ بھی کہا ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ فرمائے گا ادفو مني احبائي فيقول الملائكة من احبائك فيقول الله فقراء المسلمين والمساكين۔ میرے دوست میرے نزدیک کرو پس فرشتے کہین گے کہ تیرے دوست کون ہین پس خدائے تعالیٰ کہیگا فقرائے مسلمین اور مساکین۔ اور ایسی ہی اور بہت سی آیتین اور خبرین ہین جو اپنی مشہوری کے سبب بیان اور دلیلون کی صحت کی محتاج نہین۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین مہاجرین فقیر ہوئے ہین جو حق تعالیٰ بندگی ادا کرنے کے حکم اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی صحبت مین اُن کی مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے اور تمام دنیاوی شغلون سے کنارہ کیا ہوا تھا اور معارضہ کو ترک۔ اور اپنی روزی دینے پر خداوند تعالیٰ پر یقین اور اسپر توکل اسلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ان کی صحبت اور ان کے حق ادا کرنے پر امر کئے گئے تھے جیسا کہ خدائے بزرگ اور برتر نے کہا ہے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ ان لوگون کو دور مت کر جو اپنے پروردگار کو رو اور دیدار کے لئے صبح وشام پکارتے ہین۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ ولا تعد عيناك عنهم تريد زينة الحيوة الدنيا۔ اور مت پھیر اپنی آنکھون کو ان سے

اور مار محمد حسین

اس لئے کہ تو حیات دنیا کی زینت چاہتا ہو اس لئے جناب رسول علیہ السلام جہاں ان میں سے کسیکو دیکھتے تھے کہتے تھے میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں جن کے سبب سے خداوند تعالیٰ نے فقر کو بھاری مرتبہ دیا ہے اور فقیرون کو اس مرتبہ سے مخصوص کیا ہے - یہی وجہ ہے کہ درویشون نے ظاہری باطنی اسباب کو ترک کر دیا ہے اور بالکل اسباب کے پیدا کرنے والے کیطرف رجوع کیا ہے - اور ان کا فقر ان کے لئے باعث فخر ہوا ہے جسکے جاتے رہنے سے نالاں اور آنے سے خوش ہوئے اور اسے بغل مین لیلیا ہے اور فقر کے لوازموں اور فقیروں کے سوا باقی کو حقیر اور خوار سمجھا ہے لیکن فقر کی ایک تعریف ہے - اور اسکی حقیقی رسم مین افلاس اور بیچارگی ہے - اور اسکی حقیقت مقبول اور برگزیدہ ہونا ہے - جسنے صرف رسم کو دیکھا وہ رسم پر ہی رہ گیا اور جب مراد نہ پائی تو حقیقت سے دور چلا گیا - اور جس نے حقیقت کو پالیا اس نے موجودات سے منہ پھیر لیا - اور کل کی رویت مین فنائے کل سے بقائے کل مین بھاگ گیا - من لم یعرف سوی رسمہ لم یسمع سوی اسمہ جسنے اس کی رسم کے سوا کچھ نہ پہچانا اُسنے اس کے نام کے سوا کچھ نہ سُنا - پس فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور کسی چیز مین اسکو خلل نہ آئے - اسباب کے ہونے سے غنی نہ ہو اور نہ ہونے سے محتاج نہ ہو - اسباب کا ہونا نہ ہونا اس کے نزدیک یکسان ہو - اور اگر نہ ہونے مین زیادہ خوش ہے تو روا ہے کیونکہ بزرگون نے کہا ہے کہ درویش جتنا زیادہ تنگدست ہو اتنا ہی مناسب ہے کیونکہ حال اسپر زیادہ کھلتا ہے اسلئے کہ اسباب کا وجود درویش کے لئے بُرا ہے یہان تک کہ کسی چیز کو اپنے پاس نہ رکھے مگر اُسقدر کہ ضروری ہے - پس دستان خدا کی زندگی اُسکے ذوق وشوق مین پوشیدہ لطیفون اور نیک بھیدون کے ساتھ بہتر ہے نہ کہ بیوفا دنیا اور بدکاروں کے مقام کے اسباب کے ساتھ - پس دنیاوی اسباب رضا کے راستہ سے منع کرنیوالا ہے -

حکایت بیان کرتے ہین کہ ایک درویش کی ایک بادشاہ سے ملاقات ہوئی - بادشاہ نے درویش کو کہا کہ کچھ مانگ - درویش نے کہا کہ مین اپنے بندون کے بندے سے کچھ نہین مانگتا بادشاہ نے کہا کہ یہ کیونکر ہے - درویش نے کہا کہ میرے دو بندے ہین دونون تیرے صاحب ہین - ایک حرص ہے اور دوسرا امول امید ہا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے

لفقر عزّ لاھلہ - فقر اہل فقر کے واسطے عزت ہے - پس جو چیز اہل کے لئے عزیز ہوتی ہے وہ نااہل کے لئے خواری ہوتی ہے اور فقیر کی عزت یہ ہے کہ اس کے اعضا لغزش سے بچے ہوے ہون - اور اس کا حال خلل سے محفوظ - نہ اس کے تن پر معصیت اور ذلت آئے نہ اس کی جان پر خلل و آفت - اسلئے کہ فقیر کا ظاہر - ظاہری نعمتون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے - اور باطن - باطنی نعمتوں کا منبع - جب اسکا تن روحانی اور دل سبانی ہو اور عام لوگون کو اس سے کچھ لگاؤ - اور آدم کو کچھ نسبت نہ رہے (یعنے ملکی صفات ہوجائے) خلقت کی رجوعات اور عام لوگون کے دکھاوے کو فقیر نہ ہوا ہو - اور دنیاوی ملک سے بے پروا ہو - تو یہ عالم دنیاوی بلکہ دونوں جہان اسکے فقر کے ترازو کے پلہ مین مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہونگے اور اس کا ایک سانس دونوں جہان مین بھی نہ سمائیگا +

فصل ۲ - فقر اور غنا کے مقدم ہونے مین مشائخ علیہ الرحمۃ کا اختلاف ہے کہ اس مین سے کون افضل ہے - کیونکہ غنی حقیقت مین خداوند تعالے ہے اور تمام صفتوں مین کمال اسی کے لئے ہے معاذ ازی کا بیٹا یحیی - اور ابی الحواری کا بیٹا احمد - اور حارث محاسبی اور عطا کا بیٹا شیخ الاسلام ابو سعید فضل اللہ اسپر متفق ہین کہ غنا فقر سے افضل ہے اور یہ دلیل دیتے ہین کہ خدا بزرگ اور پاک کی صفت ہے - اور فقر خدا پر روا نہین ہوتا - پس دوستی مین وہ صفت جو بندے اور خداوند کے درمیان مشترک ہو افضل ہوتی ہے اس صفت سے جو خداوند پر روا نہ ہو - ہم کہتے ہین کہ یہ شرکت اسم مین ہے معنی مین نہین کیونکہ معنی کی شرکت کے واسطے ہم مثل ہونا چاہیے - جب خدا کی صفتین قدیم ہین اور خلق محدث ہے تو یہ دلیل درست نہین ہے اور مین عثمان جلالی کا بیٹا علی کہتا ہون کہ غنا کا نام خاص خدا کے واسطے لایق ہے لوگ اس نام کے مستحق نہین ہوتے اور فقر کا نام لوگون کے لئے مناسب ہے یہ خدا کے لئے روا نہین اور مجازاً جو کسیکو غنی کہتے ہین وہ حقیقت مین غنی نہین ہوتا اور یہ بڑی دلیل ظاہر ہے کہ ہمارا غنا اسباب کے وجود سے ہوتا ہے اور ہم غنا کے اسباب کے قبول کر لینے کی حالت مین ہم سبب ہین یعنے اسباب کے محتاج - اور خدا مسبب الاسباب ہے یعنے سببوں کے پیدا کرنے والا ہے - اور اس کے غنا کے واسطے کوئی

لہ یعنی نو پیدا پھر ناپایدار -

سبب نہین ہے پس شرکت اس صفت مین باطل ہوتی ہے - اور جب تمہین ذات مین شرکت روا نہین ہے تو صفت مین بھی اُسکے ساتھ کسیکو شرکت روا نہین اور جب صفت مین روا نہین تو اسم مین بھی روا نہین - اسم یہان رہ جاتا ہے - اور اسم خلق اور خدا کے درمیان ایک علامت ہے جسکی کوئی حد نہین - پس حق تعالی کا غنا یہ ہے کہ اُسکو کسی سے حاجت نہین - جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے - نہ کوئی اُسکی مراد کو دفع کرنیوالا ہے - نہ کوئی اُسکی قدرت کو روکنے والا اور موجودات کی حقیقت کے الٹنے اور ضدون کے پیدا کرنے پر قادر ہے - ہمیشہ اس صفت سے رہا ہے اور رہیگا - اور خلق کا غنا زندگانی کے اسباب کا بافراغت و فراغت حاصل ہونا یا کسی بلا سے چھوٹنا یا کسی مشاہدہ سے آرام پانا ہے اور یہ سب حدث اور تغیر اور طلب اور حسرت کا سرمایہ اور عاجزی اور خواری کا مقام ہے پس بندہ کے لئے غنا کا نام مجازی ہے اور حق تعالی کے واسطے حقیقی - خدا تعالی کا قول ہے یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور خدا وہ ہے جو بے احتیاج اور حمد کیا گیا ہے اور یہ بھی کہا ہے - واللہ الغنی وانتم الفقراء اور اللہ بے احتیاج ہے اور تم محتاج - اور عام لوگون کے ایک گروہ کے آدمی کہتے ہین کہ ہم درویش پر تونگر کو افضل ٹھیراتے ہین کیونکہ خدا نے بزرگ اور بلند نے تونگر کو دونون جہان مین سعید بنایا ہے - اور نعمت تونگری سے ممنون کیا ہے - یہ عام لوگون کا گروہ اس جگہ غنا سے دنیا کی کثرت - بشریت کے مقصودون کا پالینا - خواہش کا پورا کرنا چاہتے ہین اور اسپر دلیل یہ دیتے ہین کہ غنا پر شکر کرنے کے لئے فرمایا ہے اور فقر مین صبر کے لئے - پس صبر بلا مین ہوتا ہے اور شکر نعمتون مین - اور حقیقت مین نعمتین بلا سے افضل ہین - ہم کہتے ہین کہ نعمت پر شکر فرمایا اور شکر کو نعمت کی زیادتی کا سبب ٹھیرایا اور فقر پر صبر فرمایا اور صبر کو اپنے قرب کی زیادتی کا سبب بنایا ہے اور کہا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اگر تم شکر کروگے تو البتہ مین تم کو زیادہ دونگا اور یہ بھی کہا ہے ان اللہ مع الصابرین - تحقیق اللہ صابرون کے ساتھ ہے - جو شخص اُس نعمت مین جسکا اصل غفلت ہے شکر کرے اسکی غفلت پر ہم اور غفلت زیادہ کرتے ہین اور جو اُس فقر مین جسکا اصل بلا ہے صبر کرے اُسکی قربت پر ہم اور قربت بڑھاتے ہین لیکن وہ غنا جسکو بزرگ فقر پر افضل جانتے ہین اُس سے بزرگون کی مراد یہ غنا نہین ہے جو عام لوگون کی ہے - کیونکہ یہ غنا

نعمت کا پانا ہے اور دینِ نعمت دینے والیکا - پس وصل کا پانا اور بات ہے اور غفلت کا پانا اور - اور شیخ ابو سعید اُپر خدا کی رحمت ہو کہتا ہے الفقیر ھو الغنی باللہ فقیر وہ ہے جو اللہ کے ساتھ غنی ہے - اس سے مراد خدا کے مشاہدہ سے ہمیشہ کا کشف + ہے ہم کہتے ہین کہ جو چیز کشف سے ظاہر ہو ممکن ہے کہ وہ پھر حجاب مین ہو جائے - پس اگر یہ صاحب اپنے مشاہدہ کو یعنے اُس چیز کو جو کشف سے اسے ظاہر ہوئی ہے گم کر دے تو پھر اس مشاہدہ کا محتاج ہوتا ہے یا نہین - اگر کہے محتاج نہین تو یہ محال ہے اور اگر یہ کہے کہ محتاج ہوتا ہے تو ہم کہتے ہین کہ جب حاجت آگئی تو غنا جاتا رہا - اور غنا خداوند تعالے سے اُس شخص کو ہوتا ہے جو قایم الصفت اور ثابت المراد ہو اور یہ آدمیت کی صفتون کے ثابت ہونے اور مراد کے قائم رہنے سے غنا درست نہین آتا کیونکہ آدمی کی ذات غنا کے قابل نہین اسلیے کہ انسان کا وجود حاجت ہی حاجت ہے اور حدث کی علامت عین احتیاج ہے - پس جو باقی الصفت ہو وہ غنی ہوتا ہے اور فانی الصفت کسی نام کے لایق نہین پس الغنی من اغناہ اللہ پس غنی وہ ہے جسے اللہ نے غنی کیا ہو - کیونکہ اس مین اللہ کا غنا فاعل ہے اور بندہ مفعول اور فاعل اپنی ذات کے ساتھ ہوتا ہے اور مفعول کا قیام فاعل سے ہے اور حق کے ساتھ قیام کا ہونا باقی رہنے والی صفت ہے - اور جو میں عثمان ہلالی کا بیٹا علی کہتا ہوں کہ غنا حقیقت مین آدمیت کی صفت کے بقا پر درست نہین آتا کیونکہ اس صفت کا بقا علت اور آفت کا سبب ہے جو اوپر کی دلیلون سے ثابت ہے اور صفت کا فنا فنا نہین کیونکہ جو چیز باقی نہ ہو اُسکو کوئی نام نہین دیتے - اس صورت مین غنا کے لئے فنا صفت لازمی ہے اور جب صفت فانی ہوئی تو محل جاتا رہا - اس پر فقر کا اسم صادق آتا ہے نہ غنا کا - اور پھر تمام بزرگ اور بہت سے عام لوگ فقر کو غنا پر فضیلت جانتے ہین اس لئے کہ کتاب اور سنت فقر کی بزرگی پر گواہ ہے اور امت کے بہت سے آدمی اس پر اتفاق کرنے والے ہین - حکایتون مین مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ایک دن جنید اور عطار کے درمیان کہ خدا ان پر رحمت کرے یہ مسئلہ ہو رہا تھا - عطار کے بیٹے نے اسپر دلیل دی کہ غنی افضل ہے کیونکہ قیامت کے دن انکا حساب کرینگے اور یہ حساب عتاب کے محل مین بے وسیلہ کلام کا سنانا ہے اور عتاب دوست سے دوست کو ہوتا ہے - جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر

+ کشف - کسی چیز سے پردہ اُٹھانا -

غنیون کا حساب کریگا تو درویشون سے عذر چاہیگا اور عذر حساب سے افضل ہے - اِسجگہ ایک عجیب لطیفہ ہے - مین کہتا ہون کہ محبت کی تحقیق مین عذر بیگانگی ہے اور عتاب مخالفت اور دوست ایسے مقام مین ہوتے ہین کہ یہ دونون باتین نہین آفت دکھلائی دیتی ہین کیونکہ عذر کسی ایسی کوتاہی اور سستی کے سبب ہوتا ہے جو دوست کے حق مین اِسکے فرمان مین کی ہو - جب دوست اپنا حق مانگے گا تو یہ اِسکے دینے سے عذر کریگا اور عتاب ایسی کوتاہی اور سستی کی سبب ہوتا ہے جو دوست کے فرمان مین کی گئی ہو - اِس وقت دوست اِس کوتاہی اور سستی پر دوست کو عتاب کریگا اور یہ دونون امر محال ہین - تمام مطلبون مین فقیر صبر مین اور غنی شکر مین ہتے ہیں اور دوستی کی تحقیق مین نہ دوست دوست سے کچھ مانگتا ہے - اور نہ دوست دوست کے کہنے کو ضائع کرتا ہے پس ظَلَمَ مَنْ تَمَنّٰی اِبْنَ اٰدَمَ اَمِیْرًا وَقَدْ سَمّٰاهُ رَبُّهٗ فَقِیْرًا - اُسنے ظلم کیا جسنے آدم کے بیٹے کا نام امیر رکھا حالانکہ پروردگار نے اِسکا نام فقیر رکھا - وہ شخص جسکا نام خدا کے ہان سے فقیر ہے اگر وہ امیر ہو تو پھر بھی فقیر ہے اور ہلاک ہوا جو یہ سمجھے کہ امیر نہین گویا اِسکی جگہ تخت ہی ہے - کیونکہ غنی صاحب صدقہ ہوتے ہین اور فقیر صاحب صدق - اور صدق کبھی صدقہ کی طرح نہین ہوتا - پس حقیقت مین سلیمان کا فقر سلیمان کے غنا کی طرح ہے کیونکہ حضرت ایوب کو جب وہ بہت بڑے صبر مین تھا کہا نعم العبد بہت ہی اچھا بندہ - اور حضرة سلیمان کو اس کے ملک کی درستی اور درستی مین کہا ہے نعم العبد بہت اچھا بندہ - جب خدا کی رضا حاصل ہوئی تو سلیمان کا فقر سلیمان کے غنا کی طرح ہوا - مینے اوستاد ابو القاسم قشیری سے سُنا ہے کہ لوگون نے فقر اور غنا مین گفتگو کرکے اپنے لئے ایک کو پسند کرلیا ہے اور مین یہ پسند کرتا ہون کہ مجھے خدا پسند کرے اور اِس مین نگاہ رکھے - اگر مجھے تونگر رکھے تو غافل نہ ہون اور اگر فقیر رکھے تو حریص اور مغرور نہ ہوں - پس غنا نعمت ہے اور غفلت اُسمین آفت - اور فقر نعمت ہے اور حرص اِس مین آفت - معنی سب اچھے ہین معاملہ اور روش اِس مین مختلف ہے فقر ماسوا سے دل کی فراغت ہے اور غنا ماسوا کی طرف دل کا مشغول ہونا - جب فراغت حاصل ہوگئی تو فقر غنا سے بہتر نہین اور نہ غنا فقر سے بہتر - غنا متاع کی کثرت ہے - اور فقر متاع کی قلت اور متاع سب خدا کے مِلک مین سے ہے - جب طالب نے مِلک کی حرکت چاہی تو

شرکت درمیان سے اُٹھ گئی اور دونون اسمون سے فارغ ہوگیا۔

فصل ۳ - طریقت کے بزرگون مین سے ہر ایک کے لئے فقر اور غنا کے معنی مین ایک ایک رمز ہے اور خدائے بزرگ و بلند نے چاہا تو مین اپنی طاقت کے موافق اِن کے قولون کو اِس کتاب مین لکھتا ہون پہلے بزرگون مین سے ایک بزرگ کہتا ہے لَیْسَ الْفَقِیْرُ مَنْ خَلَا مِنَ الزَّادِ اِنَّمَا الْفَقِیْرُ مَنْ خَلَا مِنَ الْمُرَادِ فقیر وہ نہین ہے کہ اسکا ہاتھ مال اور سامان سے خالی ہو بلکہ فقیر وہ ہوتا ہے کہ اسکی طبیعت مراد سے خالی ہو جیسا کہ خدائے تعالی کسی کو مال دے اگر اسکی مراد مال کا نگاہ رکھنا ہے تو غنی ہے اور اگر اسکی مراد مال کا ترک کرنا ہے تو پھر بھی غنی ہے کیونکہ یہ دونون امر غیر کے ملک مین تصرف ہے اور فقر حفظ اور تصرف دونون کی ترک ہے۔ معاذ رازی کا بیٹا یحیی کہتا ہے علامۃ الفقر خوف الفقر فقیر کی علامت فقر کا خوف ہے یعنے فقر کے صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ فقیر ولایت کے قایم ہونے اور مشاہدہ کے قایم رہنے اور صفت کے فنا ہونے سے ڈرتا رہے کہ ایسا نہ ہو کہ منقطع ہوکر دور ہو جائین پس اس صورت مین اپنے حال کے کمال کو پہنچتا ہے کیونکہ ڈرتا رہتا ہے کہ مجھ سے چھینی نہ جائین۔ اور محمد کا بیٹا رویم کہتا ہے مِنْ نَفْتِ الْفَقِیْرِ حِفْظُ سِرِّہٖ وَصِیَانَتُہٗ لِنَفْسِہٖ وَاَدَاءُ فَرَائِضِہٖ اپنے بھید کا نگاہ رکھنا۔ اپنے نفس کی حفاظت کرنی۔ اور اپنے فرضون کا ادا کرنا فقر کی صفات سے ہین۔ فقیر وہ ہے جسکا بھید غرضون سے محفوظ ہو اور نفس آفتون سے۔ اور فرائض کے حکم اسپر جاری ہون۔ اسرار باطنی پر امور ظاہر اور امور ظاہر کا اسرار باطنی اثر نہ ہونے دے اور حال و قال کا غلبہ اسکو امر کے ادا کرنے سے ہٹا نہ رکھے۔ اور یہ علامت بشریت کے زائل ہونے کی ہے تاکہ بالکل بندہ حق کے موافق ہو جائے اور یہ بھی ٹھیک ہے۔ اور بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے افضل المقامات اعتقاد الصبر علی الفقر الی القبر بہتر مقامات قبر تک فقر پر صبر کا اعتقاد کرنا ہے۔ یعنی فقر پر ہمیشہ صبر کا اعتقاد کرنا۔ اور یہ صبر کرنا اور اعتقاد کرنا تمام بندہ کے مقامات سے ہے اور فقر مقامات کا فنا ہے پس فقر پر صبر کا اعتقاد عملون کی آفت کا دیکھنے کی علامت۔ اور اوصاف کے فنا کی ہمت ہے اور اِس قول کے ظاہری معنی فنا پر فقر کی بزرگی ہے اور یہ اعتقاد کرنا کہ مین فقر کے طریق سے کبھی مُنہ نہ پھیرون گا۔ شبلی خدا کی اسپر رحمت ہو کہتا ہے۔

الفقیر من لا یستغنی بشیئ دون اللہ - فقیر وہ ہے جو اللہ کے سوا کسی چیز سے غنی نہیں ہوتا یعنے فقیر اللہ کے سوا کسی چیز پر آرام نہیں کرتا کیونکہ فقیر کی مراد اللہ کے سوا نہیں ہوتی اور اصل مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا تو غنا نہیں پائیگا - جب تو نے اسے پالیا تو غنی ہوگیا - پس تیری ہستی اللہ کے سوا ہے اور جب غنا اللہ کے سوا تجھے حاصل نہیں تو تو آپ غنا کے لئے حجاب ہوا ہے - اور جب تو راستہ سے اٹھ جائیگا تو غنی ہوگا اور اہل تحقیق کے نزدیک یہ سخن بہت گہرا اور لطیف ہے - اور ان معنوں کی حقیقت یہ ہے کہ الفقیر من لا یستغنی عنہ فقیر وہ ہے جو غنی نہ ہو - یعنی فقیر وہ ہے جس کے لئے کبھی غنا نہ ہو اور یہ وہی بات ہے کہ جو اس پیر نے کہی ہے کہ ہمارا غم ابدی ہے کیونکہ ہماری ہمت نہ کبھی مقصود کو پاتی ہے اور نہ دنیا اور آخرت میں ہماری کلیت سے نیست ہوتی ہے کیونکہ کسی چیز کے پانے کے واسطے ہمجنسی چاہیے اور وہ جنس نہیں اور اس کے کلام سے منہ پھیر لینے کے لئے غفلت چاہیے اور درویش غافل نہیں - پس ہمیشہ کے لئے ایک کام پڑ گیا ہے اور ایک مشکل راستہ پیش آیا ہے - یہ دوستی اس سے ہے جس کے پانے کے لئے کسب کو اس کی طرف راستہ نہیں - نہ اسکا وصال لوگوں کی اندازہ کی گئی جنس سے ہے - نہ فنا سے اسکی ہمورت تبدیل ہوتی ہے نہ بقا میں اسے تغیر ہے اور فانی کبھی باقی نہیں ہوتا تاکہ اسکا وصل حاصل ہو - اور باقی فانی تاکہ نزدیکی ہو - اس کے دوستہ ہونا کا کام بالکل محنت اور مشقت ہے - لوگوں نے دل کی تسلی کے لئے بناوٹی بیانات سچ کیطرح آراستہ کرکے اپنے آرام کے واسطے مقامات اور منزلیں - اور طریق پیدا کرلئے ہیں - انہوں نے من گھڑت عبارتیں بنا کر سجا رکھی ہیں اور ان کے مقامات ادھر ادھر سے لے لئے ہیں - اور حق تعالی لوگوں کے احوال اور صفتوں سے پاک ہے - ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ اسپر کہتا ہے نعت الفقیر السکوت عند العدم و البذل عند الوجود و قال ایضا الاضطراب عند الوجود - جب نہ پائے چپ رہے - اور جب پائے تو دوسرے کو اس میں اپنے سے بہت اچھا سمجھے اور خرچ کرے اور پھر یہ بھی کہا ہے کہ ہونے کے وقت بے قرار رہے پس وہ شخص جسکی مراد تھوڑا ہو جب نہ پائے تو اسکا دل ساکن رہے اور جب تھوڑا اسکو حاصل ہو جائے تو جسکو اپنے سے بہت اچھا جانتا ہے اسے دے - یہ ایک بہت بڑا کام ہے - اور ابوالحسن کے

اس قول کے دو معنی ہین ایک تو یہ کہ فقیر کا سکون رضا کے نہ ہونے مین ہو اور اُسکا خرچ کرنا محبت کے ہونیکی حالت مین ہو کیونکہ راضی خلقت کے قابل ہوتا ہے اور خلقت مین قربت کی نشانی ہے۔ اور محب خلقت کا تارک ہے کیونکہ خلقت مین فرقت کی علامت ہے۔ دوسرے یہ کہ فقیر کا سکون وجود کے انتظار مین نہ ہونے مین ہو اور جب موجود ہوا تو وہ وجود خدا کے غیر ہوتا ہے اور فقیر کو غیر سے آرام نہین ہوتا اسکو ترک کر دیتا ہے اور یہ معنی محمد جنید کے بیٹے ابوالقاسم جنید کے قول کے ہین جو کہا ہے اَلْفَقْرُ خُلُوُّ الْقَلْبِ عَنِ الْاَشْکَالِ (فقر تمام شکلوں سے دل کا خالی ہونا ہے) جب فقیر کا دل شکل کے اندیشہ سے خالی ہوا اور شکل کا وجود غیر ہے تو اس کے نکال دینے کے سوا اسے کیا چارہ ہے۔ شبلی سپر خدا کی رحمت ہو کہتا ہے اَلْفَقْرُ بَحْرُ الْبَلَاءِ وَبَلَاءُہٗ کُلُّہٗ عِزٌّ (فقر بلا کا دریا ہے اور عزت اس کی سب بلاؤن کا مجموعہ) اور عزت فقیر کے سوا غیر کو نصیب نہین ہے کیونکہ عین بلا مین یہی مبتلا ہے۔ غیر سے اس کو کچھ خبر نہین۔ جب بلا سے غیر کی طرف میل نہین کرتا اسوقت اس کی سب بلا عزت ہو جاتی ہے۔ اور اسکی عزت سب وقت۔ اور اس کا وقت تمام عبث۔ اور اس کی محبت تمام مشاہدہ۔ اسلئے حال کے خیال کے غلبہ سے طالب کا دماغ بالکل دیدار کا محل ہوجاتا ہے اور بے دیکھے دیکھنے والا ہوتا ہے اور بغیر کانوں کے سننے والا۔ پس عزیز وہ بندہ ہوتا ہے جو دوست کی بلا کا بوجھ اُٹھائے۔ کیونکہ بلا حقیقی عزت ہے اور نعمتین حقیقی ذلت۔ کیونکہ عزت وہ ہے جو بندہ کو خدا کے ہان حاضر کرے اور ذلت وہ ہے جو اس سے غائب کرے۔ اور فقر کی بلا حضور کی علامت ہے اور غنا کی راحت غیبت کی۔ پس جو خدا کے ہان حاضر ہو وہ عزیز ہوتا ہے اور غائب ذلیل۔ وبلا کہ جسکے معنے مشاہدہ مین اور اس کا دیدار محبت۔ جس طرح سے کہ اس سے تعلق ہو غنیمت ہوتا ہے۔ حضرت جنید خدا کی اُسپر رحمت ہو کہتا ہے یا معشر الفقراء انکم انما تعرفون باللہ و تکرمون اللہ فانظروا کیف تکونوا مع اللہ اذا خلوتم بہ اے گروہ فقرا تمہیں خدا کے ذوق و شوق کے نور سے پہچانینگے اور خدا کے واسطے عزت کرینگے۔ دھیان رکھو کہ غیبت مین خدا کے ساتھ کس طرح ہو یعنے جب لوگ تمہین درویش کہین اور تمہارا حق ادا کرین تو تم درویشی کے طریقہ کا حق کیونکر ادا کروگے اور اگر لوگ تمہین تمہارے دعوی کے سوا کسی اور

نام سے پکارین تو یہ اِن کا کہنا نہ پسند کرو۔ تم بھی اپنے دعویٰ کا انصاف ہاتھ سے نہ دو کیونکہ ادنیٰ درجہ کا آدمی وہ ہے کہ لوگ اُسے خدا کا بندہ یعنے درویش کہین اور وہ درویش نہو۔ اور خوش ہے وہ کہ لوگ اِس کو درویش سمجھین اور وہ درویش ہو۔ اور بہت عزیز ہے وہ کہ لوگ اسکو درویش نہ سمجھین اور وہ درویش ہو۔ اُسکی مثال جسکو لوگ درویش جانتے ہین اور وہ درویش نہین ہوتا ایسی ہے جیسے کوئی مرد طبیب ہونیکا دعویٰ کرتا ہے اور جب آپ بیمار ہو جاتا ہے تو اُسے دوسرے طبیب کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اُسکا دارو پہچانے۔ اور اُسکی مثال جسکو لوگ درویش جانتے ہین اور وہ درویش ہوتا ہے ایسی ہے جیسے کوئی طبیب ہونیکا دعوے کرتا ہے لیکن جب آپ بیمار ہو جاتا ہے تو اُسکو دوسرے طبیب کی ضرورت نہین پڑتی وہ اپنے دارو کا فائدہ بھی جانتا ہے۔ اور اُس کی مثال جسکو لوگ درویش نہین جانتے اور وہ درویش ہوتا ایسی ہے جیسے کوئی طبیب ہے اور لوگ اُسکو نہین جانتے اور وہ لوگون مین مشغول ہونے سے فارغ ہے اور اپنے آپ کو موافق غذاؤن اور دل کو فرحت دینے والے شربتون اور معتدل ہواؤن سے اچھی حالت مین رکھتا ہے تاکہ بیمار نہو اور لوگون کی آنکھ اسکے حال سے بالکل بند ہوتی ہے۔ اور پچھلے لوگون مین سے بعض نے کہا ہے الفقر عدم بلا وجود (فقر عدم ہے بغیر وجود کے) اِس قول کے معنی بیان مین نہین آ سکتے۔ کیونکہ معدوم کچھ چیز نہین ہوتی۔ اور کسی چیز کے سوا کچھ تعبیر نہین ہو سکتا یعنے تعبیر اسی کو کر سکتے ہین جو کچھ چیز ہو پس اس جگہ یہ صورت پیدا ہوتی ہے کہ فقر کوئی چیز نہین اور خدا کے تمام ولیون کا اجتماع اور عبارتین کسی اصل پر نہین کیونکہ فقیر اپنی ذات مین فانی اور معدوم ہے۔ اور اِس جگہ اِس عبارت سے عین کا عدم نہین چاہتے بلکہ عین سے آفت کا عدم چاہتے ہین جو آدمی کے اوصاف مین جب آفت کی نفی ہوئی تو صفت کا فنا ہوا اور اِس صفت کا فنا پہنچنے کا اللہ ہے اور نہ پہنچنے کو انکے آگے سے اُٹھا لیتا ہے اور اِن کی رفتار کے عدم کو یعنی وجود کی نفی کرتا ہے اور اِس مین ہلاک کر دیتا ہے۔ مُصنّف کہتا ہے مین نے کلام کرنے والون کا ایک گروہ دیکھا جنہون نے اِن مضمون کی صورت کو معلوم نہین کیا اور ہنستے تھے کہ یہ قول معقول نہین ہے اور مدعیون کا ایک گروہ دیکھا جو اِس قول کو جسے پہلا گروہ نامعقول سمجھے ہوئے تھا مانے ہوئے تھا اور اپنے اعتماد

اور اعتماد کئے ہوئے تھا حالانکہ اصل قصہ انہین معلوم نہ تھا اور کہتے تھے الفقر عدم بلا وجود
اور یہ دونون گروہ خطا پر تھے - ایک تو ان مین سے جہل کے سبب حق کا منکر ہوا اور دوسرے
نے جہل کو حال بنایا اور اسکے ذریعہ ظاہر ہوا - اور اس گروہ کی عبارتون مین عدم اور فنا سے مراد
مرے اسباب اور ناقابل تعریف صفات کو پسندیدہ صفات اور ستودہ اسباب کی طلب مین ترک
کر دینا ہے - اسباب کے وجود اور طلب کرنے سے عدم معنی کی مراد نہین - اور حقیقت مین
درویش فقر کے کل معانی مین عاری ہے اور اصل کے کل اسباب مین بیگانہ - لیکن خدا کے بھیدون
کی گذرگاہ ہے - جب تک کہ فقیر کے کام زہد و تقوی سے مکتسب ہون - اور اس کے افعال کو
درگاہ الٰہی مین قبولیت کی نسبت ہو - اور معانی کو فقیر سے کچھ نسبت - اور جب فقیر کے کام اسکے
کسب کی قید سے رہا ہوئے تو فعل کی نسبت اس سے منقطع ہوگئی - جو کچھ اسرار سے فقیر پر وارد ہوتا
ہے اسکے لئے فقیر گذرگاہ ہے - رہ رو اور صاحب اختیار نہین - پس کسی چیز کو اپنے آپ نہین
لیتا اور نہ اپنے آپ دفع کرتا ہے اور فقیر خدا کی ذات سے غیر ہے کیونکہ یہ تو اسپر نشان دیتا ہے اور
مصنف کہتا ہے کہ مین نے مدعیون کا ایک گروہ دیکھا کہ اس قصہ کے سمجھنے سے ان کا کمال عین
فقر مین وجود کی نفی دکھلانا تھا (یعنی اپنے وجود کو فقر مین فنا اور نفی کر دینا) اور یہ بہت ہی
عزیز ہے - اور ایک گروہ دیکھا کہ فقر کی حقیقت مین جو نفی یعنے عدم بیان کیا گیا ہے اس سے
عین فقر مین نفی صفات کے معنے دکھلاتے تھے - اور ایک ایسا گروہ دیکھا کہ طلب حق اور
حقیقت کی نفی کو فقر اور صفوت کہتے تھے - اور ایک ایسا گروہ دیکھا کہ ان کی حرص کا اثبات
یعنے ان کی حرص کل کی نفی کرتی تھی اور سب اپنے اپنے درجہ مین فقر کے حجاب مین تھے - کیونکہ
اس حدیث کا سمجھنا مرد کے واسطے ولایت کے کمال کی علامت ہے - اور اس حدیث کی محبت اور
ہمت اسکے عین سے سب سے اعلے درجہ کا انجام ہے - یعنے اس سے محبت محل کمال ہے - پس
اس قصے کے طلب کرنے والے کے لئے اس بات سے جاننے اور ان کے مقامات کے طے کرنے
اور ان کی عبارتون کے سوا کوئی اور چارہ نہین تاکہ خصوصیت کے مقام مین عام آدمی نہ ہو کیونکہ
عام اصول - اصول سے نکلتے ہین اور عام فروع - فروع سے جو شخص فروع سے رہ جاے اصول
سے اسکو بے خبری ہوتی ہے اور جو اصول سے رہ جاے وہ کسی جگہ نہین بیٹھ سکتا اور یہ جملہ مین نے اسلئے

کہا ہے کہ تو ان مضمون کا راستہ طے کرے اور اس کے حق کی رعایت کی طرف مشغول ہو اور اب
مین تھوڑا سا تصوف کے باب مین اس گروہ کے اصول اور رمزین اور اشارتین بیان کرتا
ہون اور پھر خدا کے راستہ کے مردون کے نام۔ اور پھر صوفی بزرگون کے مذہب اور اختلاف
اور پھر حقیقتون اور معرفتون اور شریعتون کے حکم اور پھر طاقت کے موافق اُن کے مقامون
کی رمزین اور آداب لکھتا ہون تاکہ تجھ پر اور پڑھنے والون پر اس کی حقیقت ظاہر ہو۔
وباللہ التوفیق۔

فصل ۴۔ خدائے بزرگ وبلند نے کہا ہے وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی
الارض ھونًا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلامًا۔ خدا کے بندے وہ ہین
جو زمین پر تواضع کرتے ہوئے چلتے ہین اور جب جاہل اُنسے خطاب کرین تو انہین اسلام کا
قول تبلائین۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے من سمع صوب اھل
التصوف فلا یومن علی دعائھم کتب عند اللہ من الغافلین۔ جس شخص نے
اہل تصوف کی آواز سنا اور اُس نے اُن کی پکار کو نہ مانا۔ خدائے تعالےٰ کے ہان غافلون
مین لکھا گیا۔ لوگون نے صوفی کے مضمون کی تحقیق مین بہت سے قول بیان کئے ہین اور
کتابین لکھی ہین۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ صوفی کو اسواسطے صوفی کہتے ہین کہ اُون کا کپڑا
پہنتے ہین۔ اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ انہین اسلئے صوفی کہتے ہین کہ یہ پہلی صف مین
ہونگے (قیامت کے دن) اور ایک نے یہ کہا ہے کہ انہین اسواسطے صوفی کہتے ہین کہ انہون نے ہجا
صفہ سے محبت اور دوستی کی ہے اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ اسم صفا سے مشتق ہے۔ طریقت کی تحقیق
کے موافق گو ان مضمون مین ہر ایک کے لئے بہت سے لطیفے ہین لیکن لغوی معنی اُوزہین
پس صفا کہ جس مین موجود ہو ستودہ صفت ہے اور کدورت صفا کی ضد ہے۔ اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے ذھب صفو الدنیا وبقی کدرھا۔
دنیا کی صفائی جاتی رہی اور اُسکی کدورت باقی رہ گئی۔ اور چیزون کی لطافت کا نام صفائی
اور اُن کی کثافت کا نام کدورت ہوا کرتا ہے۔ پس جب اہل تصوف نے اپنے معاملون
اور خلقون کو مہذب بنایا ہے اور طبیعت کی آفتون سے کنارہ کیا ہے اسلئے انہین صوفی

کہتے ہین اور یہ اسم اس گروہ کے واسطے اسمائے اعلام مین سے ہے۔ کیونکہ اہل تصوف کے نزدیک یعنی امورات اہم اس سے بزرگتر ہین۔ کہ لفظ صوفی ان کے معاملات پر محیط ہوسکے۔ پس اُنکے نام کو کس طرح اشتقاق یعنے اسم صفت ہونا لازم آسکتا ہے۔ اور اس زمانہ مین حق تعالےٰ نے بہت لوگون کو تصوف اور اہل تصوف سے حجاب مین کردیا ہے اور اس قصہ کی صفائی اور خوبی اُن کے دلون سے چھپادی ہے اسلئے کوئی گروہ تو یہ خیال کرتا ہے کہ یہ طریق باطن کے مشاہدہ کے سوا صرف ظاہری اصلاح کی ورزش ہے اور کوئی گروہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ ایک بے حقیقت اور بے اصل رسم ہے یہان تک کہ ٹھٹھ بازون کی طرح ان علماؤن نے جو صرف ظاہر مین نگاہ کرنیوالے ہین تصوف کا انکار کیا ہے اور اس کے حجاب پر خوش ہوئے ہین اسلئے عام لوگون نے انکی پیروی کی ہے اور باطن کی صفائی کی خواہش کو دل سے دور کردیا ہے اور گزشتہ بزرگون اور اصحابون کے طریق کو چھوڑ دیا ہے ؎

از الصفا صفة الصدیق ان اردت صوفیاً علی التحقیق

اگر تو کسی حقیقی صوفی کا طالب ہے تو یاد رکھ کہ صفا صدیق کی ہی صفت ہے۔ کیونکہ صفائی کی جڑ ایک اور شاخ ہے جسکی جڑ تو خدا کے سوا سب سے دل کا ہٹا لینا ہے اور شاخ بیوفا دنیا کو علیحدگی۔ یہ دونون صفتین صدیق اکبر ابوبکر بن عبد اللہ بن ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی ہین۔ کیونکہ وہ اہل طریقت کے امام تھے۔ اور ان کے سوا اور دنیسے انکا دل منقطع تھا۔ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سب اصحاب دل شکستہ ہو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچکر کہا کہ جو شخص یہ کہیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی مین اُس کا سر قلم کردون گا۔ حضرت صدیق اکبر باہر آئے اور بلند آواز سے کہا الا من عبد محمداً فان محمداً قد مات ومن عبد رب محمد فانہ حی لا یموت جسنے محمد صلعم کی

یہ اسم صفت عبارت ہے۔ لفظ ان سب کا معنون پر حاوی ہونے سے جو مسمی مین قائم ہون۔ اور یونکہ کے معاملات اس سے اعلےٰ تر ہین۔ کہ لفظ صوفی ان کو گھیر سکے۔ پس اسی سے اس کو اسم علم قرار دیا گیا۔

عبادت کی ہے وہ آگاہ ہو کہ محمد انتقال فرما گئے اور جس نے محمد کے رب کی عبادت کی ہے اُسے معلوم ہو کہ وہ رب زندہ ہے اور کبھی نہین مریگا - پھر یہ پڑھا ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم - نہین ہین محمد صلعم مگر رسول جنکے پہلے بھی رسول گذر چکے ہین اگر وہ وفات پاگیا یا خدا کے رستے مین قتل کیا گیا تو کیا تم اپنی ایڑیون پر پھر جاؤگے - جو فانی چیزون کو دل دیتا ہے فانی ہین فنا ہوتا ہے جبکا رنج موجود رہتا ہے اور جو حضرت اللہ سے دل لگاتا ہے تو جب اُس کا نفس فنا ہو جاتا ہے تو وہ بقا کے ساتھ باقی رہتا ہے - پس جنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آدمیت کی آنکھ سے دیکھا ہے - جب محمد صلعم دنیا سے انتقال فرما گئے تو حضرت کی تعظیم بھی اُسکے دل سے اسکے ساتھ چلی گئی اور جنے محمد صلعم مین حقیقت کی آنکھ سے دیکھا اُسکے نزدیک جانا یا رہنا دونون برابر ہین کیونکہ بقا کی حالت مین انکی بقا کو منجانب اللہ اور فنا کی حالت مین اِن کی فنا کو منجانب اللہ دیکھا - محول[1] سے انکار کیا اور محول کا اقبال - محول کا قیام محول سے دیکھا - فرمان حق کے موافق اِن کی تعظیم کی - کسی مین دل نہ لگایا - اور آنکھ خلقت پر نہ کھولی کیونکہ من نظر الی الخلق هلك ومن رجع الی الحق نجا خلقت پر آنکھ کھولنی ہلاک ہونے کی علامت ہے اور حق کی طرف رجوع کرنا فرشتہ ہونے کی - لیکن نے وفا دنیا سے ابوبکر رض کے ہاتھ کا خالی ہونا یہ تھا کہ جو کچھ مال اور متاع رکھتے تھے سب خدا کی راہ مین دیدیا اور ایک گودڑی پہن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے رسول اللہ صلی اللہ نے کہا کہ ما خلفت لعیالك فقال ابقیت لهم الله ورسوله اپنے مال سے اپنے کنبے کے لئے تو نے کیا چھوڑا - جواب دیا دو بے نہایت خزانے - آپ نے پوچھا وہ کیا چیز ہے کہا ایک تو خدا کی محبت - دوسرا اُس کے رسول کی فرمان برداری - جب میرا دل دنیا کی ہر گزیدگی اور خوبی سے آزاد ہو گیا ہے تو اُس کی کدورت سے بھی ہاتھ کو خالی کرتا ہون اور یہ سب سچے صوفی کی صفت ہے اور اِسکا انکار حق کا انکار اور ظاہرا بیہودہ خلاف ہے - مین نے کہا ہے کہ صفائی کدورت کی ضد ہے - اور کدورت بشر کی صفتون مین سے ایک صفت ہے اور حقیقت مین

---

[1] محول - پھرنے والا - سپرد کرنے والا - سپرد کیا گیا -

صوفی وہ ہوتا ہے جو کدورت کو ترک کردے یعنے بشریت کو چھوڑ دے جیسا کہ حضرت یوسف ؑ
کے دیدار کی محبت اور اُن کے جمال کی خوبی مین مصر کی عورتون پر بشریت غالب ہوئی اور وہ غلبہ
بطور عکس کے ظاہر ہوا اور جب غائیت کو پہونچا تو نہائیت کو پہونچگیا اور جب نہائیت پر ان کی
گذر ہوئی اور بشریت کے فنا پر ان کی نظر پڑی تو کہنے لگین ما ھذا بشرا یہ بشر نہین ہے اسکا
یوسف کو نشانہ بنایا اور حال اپنا بیان کیا۔ اور انہین سے ہے جو اس طریقہ کے بزرگون نے کہا ہے
لیس الصفاء من صفات البشر لان البشر مدرٌ والمدرٌ لا یخلو عن الکدر۔
صفائی بشر کی صفتون مین سے نہین ہے کیونکہ کلوخ کا مدار کدورت کے سوا اور کسی چیز پر نہین
اور بشر کو کدورت سے چارہ نہین پس صفائی کا حاصل ہونا افعال سے نہین ہوتا۔ اور مجاہدہ کے
رو سے بشریت کو زوال نہین اور نہ صفائی کی صفت کو افعال اور احوال سے نسبت ہے اور نہ اس
رسم کو اسمون اور القابون سے تعلق ہے الصفاء صفۃ الاحباب وھم شموس بلا
سحاب صفائی دوستون کی صفت ہے اور وہ آفتاب ہین بغیر بادل کے۔ کیونکہ صفا یعنے
پاک ہونا دوستون کی صفتون سے ہے اور دوست وہ ہے جو اپنی صفت سے فانی اور دوست
کی صفت سے باقی ہو اور ان کا حال صاحبان حال کے نزدیک آفتاب کی طرح ظاہر ہے جیسا کہ
خدا کے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے حارث کا حال پوچھا آپ نے کہا عبدٌ
نوّر اللہ قلبہ بالایمان وہ بندہ ہے کہ اُس کا دل ایمان کے نور سے خدا نے روشن کیا ہے
اسلئے اسکا چہرہ ایمان کی تاثیر سے گوندھ کر بنایا گیا ہے اور خدا داد نور سے تصویر بنایا گیا ہے
اور بزرگون نے کہا ہے ؎

بلا ضیاء الشمس والقمر اذا اشترکا انموذج من صفاء الحب والتوحید اذا اشتبکا

سورج اور چاند کا نور جو وقت آپس مین ملجائے تو یہ توحید اور محبت کی صفائی کا نمونہ ہے۔ جب
ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہو۔ جہان محبت اور توحید کا نور ہو وہان چاند اور آفتاب کے نور کی
کیا حقیقت ہے کہ یہ آپس مین ملائے جائین اور جب آفتاب اور چاند کا نور ایک دوسرے سے
نزدیک ہو تو محبت اور توحید کی صفائی کی طرح ہوتا ہے جو ایک دوسرے سے مرکب ہو اور جس جگہ
محبت اور توحید کا نور ہو وہان چاند اور آفتاب کے نور کی کیا حقیقت ہے تاکہ اس نور کو اسکے

ساتھ نسبت دین۔ لیکن دنیا مین اِن دونون نورون سے کوئی نور زیادہ ظاہر نہین ہے۔ آنکھ آفتاب اور چاند کے نور سے آسمان کو دیکھتی ہے اور دل توحید اور محبت کے نور سے عرش کو دیکھتا ہے اور دنیا مین عاقبت پر آگاہ ہوتا ہے۔ اِس طریقہ کے سب بزرگ اِسپر متفق ہین کہ جب بندہ مقامات کی قید سے چھوٹ جاتا ہے اور کدورت کے حال سے خالی۔ اور تغیر کے مقام سے آزاد۔ اور تمام نیک احوالون سے موصوف تو وہ سب صفتون سے جدا ہوجاتا ہے یعنی اپنی کسی نیک صفت کی قید مین نہین رہتا اور اُسے نہین دیکھتا اور اُسپر مغرور نہین ہوتا۔ اِس کا حال عقلون کی سمجھ سے چھپ جاتا ہے اور اِس کا وقت ظنون کے تصرف سے پاک ہوجاتا ہے۔ اِس لئے اُس کا ظہور دور نہین ہوتا اور اِس کے وجود کے لئے اسباب نہین کان الصفاء حضور بلا ذہاب ووجود بلا اسباب کیونکہ صفائی نہ دور ہونیوالی حضوری ہے اور بلا اسباب کے وجود ہے کیونکہ جس چیز کے لئے غائب ہونا ہو وہ حاضر نہین ہوتی اور جو چیز ایسی ہو کہ جسکے وجود کے لئے علت اور سبب ہو وہ وجود نہین اور جب اِس درجہ مین پہونچ جاتا ہے تو دنیا اور عاقبت مین فنا ہوجاتا ہے اور انسانی رفتار مین ربانی نہجاتا ہے سونا اور مانیٹ پتھر اسکے نزدیک برابر ہوتا ہے اور تکلیف کے حکمون کا نگاہ رکھنا جو لوگون پر مشکل ہوتا ہے اُسپر آسان ہوجاتا ہے جیسا کہ حارث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس آیا۔ رسول علیہ السلام نے کہا کیف اصبحت یا حارث قال اصبحت مومنا باللہ حقا فقال انظر ما تقول یا حارث ان لکل حق حقیقۃ فی حقیقۃ ایمانک فقال عرفت نفسی عن الدنیا فاستوی عندی حجرھا و ذھبا وفضتھا ومدرھا فاسھرت لیلی واظمأت نھاری وحتی صرت کانی انظر الی عرش ربی بارزا وکانی انظر الی اھل الجنۃ یتزاورون فیھا وکانی انظر الی اھل النار یتصارخون وفی روایۃ یتغاورون الحدیث۔ اے حارث تونے کیونکر صبح کی کہا مین نے صبح کی اِس حالت مین کہ مین خدا کی قسم مومن تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے حارث اچھی طرح دیکھ کر تو کیا کہتا ہے کیونکہ ہر ایک سچائی کے لئے ایک حقیقت اور دلیل ہے تیرے اِس قول کی کیا دلیل ہے۔ کہا یہ کہ مین نے اپنے جسم کو دنیا سے الگ کرلیا ہے اور اِسکی نشانی یہ ہے کہ پتھر۔ سونا۔ چاندی۔ ڈھیلا میرے نزدیک یکسان ہے۔ اور جب مین نے

دنیا سے علاقہ قطع کرلیا ہے تو عقبیٰ سے ملگیا ہون اسلئے بہشت ۔ دوزخ ۔ عرش ۔ کرسی کو دیکھتا ہون ۔ آپ نے کہا عرفت فالزم اے حارث تو نے پہچان لیا اسپر ہمیشگی کر کیونکہ اس کے سوا اور نہین ہے اور صوفی کامل ولیون کا نام ہے ۔ تحقیق کرنیوالے ۔ ولیون کو اسی نام سے پکارتے ہین اور اسی نام سے پکارا ہے اور بزرگون مین سے ایک بزرگ کہتا ہے من صفاہ الحب فھو صافٍ ومن صفاہ الحبیب ھھو صوفی جسکو محبت نے صفا کیا ہو پس وہ صاف ہے اور وہ جسکو حبیب نے صفا کیا ہو وہ صوفی ہے ۔ جو محبت سے صفا ہوا ہے وہ صافی ہے اور جو بالکل دوست مین محو ہو اور اس کے غیر سے جدا وہ صوفی ہوتا ہے ۔ اور نعت کے تقاضا کے موافق کسی معنی سے اس اسم کا مشتق ہونا درست نہین کیونکہ یہ معنی اس سے بہت بلند ہین کہ ان کے واسطے کوئی جنس ہو تا کہ اس سے مشتق ہون کیونکہ کسی چیز کا کسی اور چیز سے مشتق ہونا مشابہت چاہتا ہے اور جو چیز ہے وہ صفائی کی ضد ہے اور چیز کا اشتقاق ضد سے نہین کرتے پس یہ معنی اہل تصوف کے نزدیک آفتاب سے بھی بہت زیادہ روشن ہین اور عبارت اور اشارہ کے محتاج نہین ہوتے لان الصوفی ممنوع عن العبارات والاشارات کیونکہ صوفی عبارت اور اشارہ سے ممنوع ہے ۔ جب صوفی سب عبارتون سے ممنوع ہے سب جہان اس کی تعبیر کرنیوالا ہے کوئی جانے یا نہ جانے معنے حاصل ہونے کی حالت مین اس نام کے لئے کیا خطرہ ہے پس اہل کمال انہین صوفی کہتے ہین اور ان کے طالبون اور متعلقون کو متصوف اور تصوف تفعل کے باب سے ہے اور تفعل تکلف کو چاہتا ہے اور یہ ایک جڑ کی شاخ ہے اور نعت اور معنی سے ان معنون کا فرق ظاہر ہے الصفاء لایۃ ولھا ایہ ورواییۃ والتصوف حکایۃ للصفا بلا شکایۃ صفا روایت ہے اور اس کے لئے علامت اور روایت ہے اور تصوف بلاشبہ صفائی کے واسطے حکایت ہے ۔ پس صفائی بہت روشن معنی ہین اور تصوف ان معنون سے حکایت ہے اور ان معنون کے لوگ اس درجہ مین تین قسم پر ہین ۔ ایک صوفی ۔ دوسرے متصوف ۔ تیسرے مستصوف ۔ صوفی وہ ہے جو اپنے آپ سے فانی ہو اور حق تعالیٰ کے شوق مین باقی ۔ صفتون کی قید سے چھوٹا ہوا اور حقیقتون سے ملا ہوا ۔ اور متصوف وہ ہے جو اس درجہ کے مجاہدہ کو چاہتا ہے اور طلب مین اپنے آپ کو ان کے معاملہ پر درست کرتا ہے ۔

اور متصوف وہ جس نے مال اور مرتبے اور دنیا کے نگاہ رکھنے کے لئے اپنے آپ کو انکی طرح بنایا ہوا ہو اور اُن دونوں سے کچھ خبر نہیں رکھتا یہاں تک بزرگون نے کہا ہے المستصوف عند الصوفیہ کالذباب وعند غیرھم کالذباب۔ متصوف صوفی کے نزدیک مکھی کی طرح ایک حقیر چیز ہے اور جو کچھ کرتا ہے وہ صوفی کے نزدیک ہوس ہے۔ اور دوسرے لوگون کے نزدیک بھیڑیا ہے اور اس کی بات نے اعتبار کیونکہ اس کی ساری ہمت کچھ تھوڑے سے مُردار پر موقوف ہوتی ہے۔ پس صوفی وصول کا صاحب ہوتا ہے اور متصوف اصول کا اور مستصوف فضول کا صاحب۔ اور جسکے اصل نصیب ہوا وہ طریقت اور لطائف میں برقرار اور محکم ہوگیا اور جسکے فضول نصیب ہوا وہ سب سے پیچھے رہ گیا اور رسم کے دروازہ پر بیٹھ گیا اور رسم میں معنی سے حجاب میں ہوگیا اور حجاب میں پڑکر وصل اور اصل سے محروم رہا اور اس قصہ کے بزرگون کے لئے ان معنون میں بہت سی رمزیں ہیں اور وہ اس قدر ہیں کہ ان سب کا حصر نہیں ہوسکتا لیکن ان کی رمزون میں سے کچھ رمزیں میں یہاں بیان کرتا ہون تاکہ پورا فائدہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ وباللہ التوفیق۔

فصل ۵۔ ذوالنون مصری اسپر خدا کی رحمت ہو کہتا ہے الصوفی اذا نطق بان نطقہ من الحقایق وان سکت نطقت عنہ الجوارح بقطع العلائق صوفی وہ ہوتا ہے کہ جب کچھ کہے تو اُس کا کہنا اُس کے حال کی حقیقت ہو یعنی کوئی ایسی چیز نہ کہے کہ وہ چیز وہ نہو اور جب چپ رہے تو اسکا معاملہ اسکے حال کو بیان کرے اور دنیاوی علاقون کو چھوڑ دینے پر اسکا حال گواہ ہو یعنی اس کی ساری گفتار اپنے اصل پر ٹھیک ہو اور اسکے سارے کام محض تجرید ہون یعنے زوائد سے خالی جب کچھ کہے تو اسکا کہنا سچا ہو اور جب چپ رہے تو اسکا سارا کام فقر ہو اور جنید کہتا ہے التصوف نعت اقیم العبد فیہ قیل نعت للعبد ام للحق فقال نعت الحق حقیقتہ ونعت العبد رسماً تصوف ایک صفت ہے جس میں بندہ کا قیام ہوتا ہے لوگون نے پوچھا کہ خدا کی صفت یا خلق کی۔ جواب دیا اسکی حقیقت خالق کی صفت ہے اور اسکی رسم مخلوق کی صفت یعنے تصوف کی حقیقت بندہ کی صفت کو فنا ہونیکا تقاضا کرتی ہے اور بندہ کی صفت کا فنا ہونا حق کی صفت کے باقی ہونے سے ہے اور یہ حق کی صفت ہے

اور تصوف کی رسم ہمیشہ بندہ کے مجاہدہ کا تقاضا کرتی ہے اور مجاہدہ کی ہمیشگی بندہ کی صفت ہوتی ہے۔ اور جب دوسرے معنون مین بیان کرے تو اس طرح ہے کہ توحید کی حقیقت مین بندہ کے واسطے کوئی صفت درست نہین ہوتی کیونکہ بندہ کی صفتین بندے کے واسطے ہمیشہ نہین اور بندہ کی صفت رسم کے سوا نہین کیونکہ باقی نہین ہوتی اور وہ خدا کا فعل اور ملک ہوتی ہے پس حقیقت مین خدا کی صفت ہوتی ہے۔ اور اس کے معنی وہی ہین جو خداوند تعالےٰ نے بندہ کے واسطے حکم فرمایا ہے کہ روزہ رکھ اور بندے کے روزہ رکھنے سے بندہ کو صائم کا اسم دیا یہ روزہ رسم کے طور پر بندہ سے ہے اور حقیقت مین خدا سے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہین خبر دی الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ میرے لئے ہے اور مین اسکے سبب جزا دیا گیا ہون یا مین اسکی جزا دون گا کیونکہ یہ منقولات سے ہے اور اس کے منقولات سب اسکا ملک ہین اور تمام چیز کو بندہ کا اپنی نسبت کرنا مجاز اور رسم ہے نہ حقیقت۔ ابو الحسن نوری کہتا ہے التصوف ترک کل حظ للنفس تصوف نفس کے واسطے ہر تمام خوشی کا ترک کرنا ہے یعنی تمام نفسانی خوشیون سے ہاتھ ہٹا لینا۔ اور یہ دو طرح پر ہے۔ ایک تو رسم ہے۔ دوسرے حقیقت۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ نے خوشی کو ترک کیا ہے تو خوشی کا ترک کرنا بھی خوشی ہے اور یہ رسم ہے اور اگر خوشی نے بندہ کو ترک کر دیا ہے تو یہ خوشی کا فنا ہونا ہے اور ان معنون کا تعلق حقیقت مین مشاہدہ سے ہے پس خوشی کا ترک کرنا بندے کا فعل ہے اور خوشی کا فنا ہونا خدا کا فعل۔ اور بندے کا فعل رسم اور مجاز ہے اور خدا کا فعل حقیقت۔ اور جنید کا وہ قول جو اس سے پہلے گذرا ہے وہ بھی اسی کو ظاہر کرتا ہے اور ابو الحسن نوری کہتا ہے الصوفیۃ ھم الذین صفت ارواحھم فصاروا فی صف الاول بین یدی الحق۔ صوفی وہ ہین کہ ان کی جانین بشریت کی کدورت سے آزاد ہو کر نفسانی آفات سے صاف اور خلوص ہوا سے مخلصی پا گئی ہین۔ یہان تک کہ انہون نے خدا کے سامنے صف اول اور درجہ اعلےٰ مین آرام پایا۔ اور حق کے غیر سے دوری اختیار کر لی۔ ابو الحسن نوری یہ بھی کہتا ہے الصوفی الذی لا یملک ولا یملک صوفی وہ ہے جو نہ ملک ہو اور نہ ملک کیا جائے صوفی اس شخص سے مراد ہے جسکی قید مین کوئی چیز نہ ہو اور وہ خود بھی کسی چیز کی قید مین نہ ہو اور یہ عین فنا سے مراد ہے کیونکہ فنا فی الصفۃ

نہ مالک ہوتا ہے نہ مملوک اسلئے کہ ملک کا صحیح ہونا موجودات پر درست ہے۔ اس سے مراد یہ ہے
کہ صوفی دنیا کی متاع اور عاقبت کی زینت مین سے کسی چیز کو ملک نہین بناتا تاکہ آپ نفس کے
حکم اور ملک مین نہ ہوجاے۔ اپنے ارادہ کو غیر سے منقطع کرلیتا ہے تاکہ غیر اس سے بندگی کا
طمع نہ رکھے اور یہ قول اس گروہ کے واسطے بہت لطیف ہے جو فناے کلی کے لئے کہتے ہین
خدا تجھے برگزیدہ کرے اگر خدا نے چاہا تو ہم تیرے لئے ان کے مقولون کو اس کتاب مین
لکھتے ہین مین جلالی کا بیٹا علی کہتا ہون التصوف حقیقۃ لا رسم لہ تصوف ایک
حقیقت ہے جسکے لئے رسم نہین کیونکہ رسم معاملات مین بندہ کے نصیب ہے اور اس کی
حقیقت خدا کا خاصہ ہے جب تصوف خلق سے منہ پھیر لیتا ہے تو بالضرور اس کے واسطے
رسم نہین ہوتی اور ابو عمرو دمشقی کہتا ہے التصوف رویۃ الکون بعین النقص بل
غض الطرف عن الکون۔ تصوف یہ ہے کہ تو موجودات کو نقص کی آنکھ سے دیکھے اور
یہ صفت کے بقا کی دلیل ہے بلکہ موجودات سے آنکھ بند کرے اور یہ صفت کے فنا کی دلیل
ہے کیونکہ موجودات مین نظر ہو تو جب موجودات نہ رہے نظر بھی نہین رہتی اور موجودات سے
آنکھ کا بند کرلینا خدا کی بینائی کا بقا ہے یعنے جو اپنے پر بنا بینا ہو وہ حق پر بینا ہوتا ہے۔ کیونکہ
موجودات کا طالب بھی طالب ہوتا ہے اور اسکا نام موجودات سے موجودات کی طرف ہوتا
ہے۔ اسکو اپنے سے باہر کوئی راستہ نہین ہوتا پس ایک اپنے آپ کو دیکھتا ہے لیکن ناقص
دیکھتا ہے اور ایک اپنے آپ سے آنکھ بند کرتا ہے اور نہین دیکھتا۔ اور جو دیکھتا ہے اگرچہ
ناقص دیکھتا ہے لیکن اسکی آنکھ حجاب ہے اور وہ جو نہین دیکھتا نابینائی سے بچا نہین پڑتا
اور صوفیون اور صاحبان معنی کے طریق مین یہ ایک مضبوط اصل ہے۔ لیکن یہ مقام اسکی
شرح کا نہین ہے۔ شبلیؒ کہتا ہے التصوف ترک لانہ صیانۃ القلب عن رویۃ
الغیر ولا غیر تصوف ترک ہے کیونکہ وہ غیر کے دیکھنے سے دل کی نگاہ رکھنا ہے اور غیر
ہے نہین یعنے توحید کے ثبوت مین غیر کا دیکھنا ترک ہوتا ہے اور جب دل مین غیر کی کچھ قید
اور قیمت نہ ہو تو دل کو غیر کے ذکر کا نگاہ رکھنا محال ہے یعنے غیر کا ذکر اس مین آتا ہی نہین۔
حصریؒ کہتے ہین التصوف صفاء السر من کدورۃ المخالفۃ تصوف مخالفت کی

کی کدورت سے بھید کی صفائی ہے مطلب یہ ہے کہ بھید کو خدا کی مخالفت سے نگاہ رکھے کیونکہ دوستی موافقت کو کہتے ہین اور موافقت مخالفت کی ضد ہے۔ دوست کو دنیا مین دوست کے حکم کی خلافت کے سوا اور نہ کرنا چاہیے اور جب مراد ایک ہو تو مخالفت کہان سے پیدا ہوگی محمد بٹیا علی کا بیٹا حسین کا بیٹا علی کا بیٹا ابی طالب کا کہتا ہے التصوف خُلق فمن زاد علیك فی الخلق زاد علیك فی التصوف۔ تصوف نیک خو ہے۔ جو زیادہ نیک خو ہوتا ہے وہ زیادہ صوفی ہوتا ہے۔ اور نیک خو۔ دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک خدا کے ساتھ دوسرے خلقت کے ساتھ۔ خدا کے ساتھ نیک خو ہونا اُسکی قضا پر راضی ہونا ہے۔ اور خلقت کے ساتھ نیک خو ہونا خدا کے واسطے ان کی صحبت کا بوجھ اُٹھا لینا ہے اور یہ دونون صفتین اپنے طالب کی طرف نوٹتی ہین یعنے اُن کا محتاج طالب ہے اور حق تعالی کو طالب رضا اور سختی یعنے بوجھ اُٹھانے سے استغنا یعنے بے پرواہی ہے اور یہ دونون صفتین وحدانیت کے نظارہ مین موقوف ہین ابو محمد کہتا ہے الصوفی ما یسبق همته خطوته صوفی وہ ہوتا ہے کہ اسکا فکر اسکے قدم کے ساتھ ہو یعنے جس جگہ اس کا تن حاضر ہے دل بھی بالکل وہان حاضر ہو۔ اور جس جگہ دل ہو وہان تن ہو اور جگہ قدم ہو وہان قول ہو اور جہان قول ہو وہان قدم ہو اور یہ بغیر غیبت کے اُسکے حضور کا نشان ہے اُسکے برخلاف جو یہ کہتے ہین کہ اپنے سے غائب ہے اور حق کے ہان حاضر۔ بلکہ حق مین حاضر اور خود مین بھی حاضر ہے اور یہ جمع الجمع سے مراد ہے کیونکہ جب تک اپنی رویت ہو اپنے سے غیبت نہین ہوتی اور جب یہ رویت اُٹھ جاتی ہے تو بغیر غیبت کے حضوری ہو جاتی ہے اور ان معنون کا تعلق شبلیؒ کے قول سے ہے الصوفی لا یری فی الدارین معرفة الله غیر الله صوفی وہ ہوتا ہے جو خدا سے بزرگ و بلند کے سوا دونون جہانون مین اور کوئی چیز نہین دیکھتا۔ اور ہستی مین بندہ غیر ہے اور جب غیر کو نہین دیکھتا تو اپنے آپ کو نہین دیکھتا اور اپنی نفی اور اثبات کی حالت مین اپنے آپ سے بالکل فارغ ہوتا ہے۔ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے التصوف مبنی علی ثمان خصال الرضا والسخا والصبر والاشارة والغربة ولبس الصوف والسیاحت والفقر تصوف آٹھ خصلتون پر مبنی ہے۔ رضا۔ سخا۔ صبر۔ اشارہ۔ غربت۔ صوف کا لباس۔

سیاحت - فقر - لیکن سخاوت ابراہیم کے لئے ہے - رضا اسحٰق کے لئے - صبر ایوب کے
لئے - اشارت ذکریا کے لئے - غربت یحیی کے لئے - صوف کا لباس موسی کے لئے -
سیاحت عیسی کے لئے - اور فقر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے ان سب پر خدا کا درود ہو
اور سلام - ابراہیم کی سخاوت ایسی تھی کہ بیٹے کو قربان کر دیا - اسحٰق کی رضا یہ ہے کہ خدا کے
حکم پر راضی ہوا اور اپنی عزیز جان کو ترک کر دیا - ایوب کا صبر یہ ہے کہ کیڑوں کی بلا اور
غیرت رحمان میں صبر کیا - اور ذکریا کا اشارہ سے تصوف یہ ہے کہ خدائے تعالے نے کہا
اَنْ لَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا - نشانی تیری یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین دن
نہ بول سکیگا مگر اشارہ سے - اور اسی سورہ میں کہا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا - جو وقت
کہ پکارا پروردگار اپنے کو آہستہ - اور غربت سے یحیی کا تصوف یہ ہے کہ اپنے وطن میں غریب
تھا اور خویشوں کے درمیان خویشوں سے بیگانہ اور سیاحت سے عیسی کا تصوف یہ ہے
کہ اپنی سیر میں اسی طرح اکیلا رہا ہے کہ پیالہ اور کنگھی کے سوا اور کچھ نہ رکھا - جب دیکھا کہ آدمی
اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتا ہے تو پیالہ کو بھی پھینکدیا اور جب اُس آدمی کو دیکھا - جو
انگلیوں سے خلال کر رہا تھا تو کنگھی کو بھی پھینکدیا - صوف کے لباس سے موسی کا تصوف
یہ ہے کہ اُن کے سب کپڑے اون کے تھے - اور فقر سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصوف
یہ تھا کہ حق تعالے نے تمام زمین کے خزانوں کی چابی اُن کے سپرد کی اور کہا اپنے تئیں تکلیف
نہ اُٹھا اور ان خزانوں سے اپنے واسطے شان بنا - جواب دیا اے خدائے تعالی میں شان
نہیں چاہتا ایک روز مجھے بھوکا رکھ اور ایک روز سیر - اور معاملہ میں یہ اصول بہت ہی نیک
ہے - اور حضری خدا کی اُسپر رحمت ہو کہتا ہے الصوفی لا یوجد بعد عدمہ
ولا یعدم بعد وجودہ - صوفی وہ ہے کہ اُسکی ہستی کو نیستی نہ ہو اور نہ اُسکی نیستی کو ہستی -
یعنے جو کچھ پائے اُسکو کبھی گم نہ کرے اور جو گم کرے اُسکو پائے نہیں - اِسکے دوسرے معنی
یہ ہیں کہ اُسکے پانے کو نا یافت ہو اور اِسکے نہ پانے کے واسطے کبھی پانا نہ ہو تاکہ بغیر نفی کے
اثبات ہو اور بغیر اثبات کے نفی اور سب عبارت سے مراد یہ ہے کہ کسی سے بشریت کی جان
بالکل جاتی رہے اور جسمانی شامت اِس سے مفت ہو جائیں اور اِس کی نسبت اِن سب سے

منقطع ہو جائے اور یا بشریت کا بھید کسی کے حق مین ظاہر ہو اسلئے اسکے تفرقے اپنے عین مین جمع ہو جائین اور وہ اپنے سے اپنے پر قیام پائے اور یہ صورت دو پیغامبرون مین ظاہر کر سکتے ہین - ایک تو موسیٰ علیہ السلام مین کیونکہ ان کے وجود مین عدم نہ تھا اسلئے کہا ہے رب اشرح لی صدری - اے رب میرے لئے میرا سینہ کھولدے - اور دوسرے رسول اللہ علیہ السلام کہ انکے عدم مین وجود نہ تھا اسواسطے کہا الم نشرح لك صدرك آیا نہین کھولدیا ہمنے تیرے لئے تیرا سینہ - ایک نے تو آرایش چاہی اور زینت طلب کی - دوسرے کو خود آراستہ کیا اور اُس کی آراستگی کو خود آپ چاہا - پندار الصیرفی کا بیٹا علی نیشاپوری کہتا ہے التصوف استعمال الریوضۃ للحق ظاھراً و باطناً تصوف یہ ہے کہ اسکا صاحب اپنے ظاہر اور باطن کو نہ دیکھے اور ہمہ تن کو حق دیکھے کیونکہ اگر ظاہر مین دیکھے گا تو خدا کی تائید کا نشان پائیگا اور جب باطن مین نگاہ کریگا تو باطن کے معاملے بھی حق کی تائید کے پہلو مین ہین گویا تائید کا نشان ہی دیکھا اسلئے بیطرف میل نہ کر ظاہر باطن کو ترک کر اور ہمہ تن کو دیکھ - اپنے آپ کو کچھ نہ دیکھ - احمد مقری کا بیٹا محمد رح کہتا ہے التصوف استقامتہ الاحوال مع الحق تصوف حق کے ساتھ احوال کا درست ہونا ہے یعنے احوال صوفی کے بھید کو حق سے باز نہ رکھے اور کھیون مین نہ ڈالے کیونکہ جسکا دل اُسکا صید ہے جس سے احوال کی استقامت ہے احوال اسکو استقامت کے درجہ سے نہین گراتا اور حق سے باز نہین رکھتا -

فصل ۶ - بزرگون نے جو تصوف کے معاملات مین کہا ہے وہ یہ ہے - ابوحفص حداد خدا کی اسپر رحمت ہو کہتا ہے التصوف کلہ آداب ولکل وقت ادب ولکل حال ادب فمن لزم آداب الاوقات بلغ مبلغ الرجال ومن ضیع الاداب فھو بعید من حیث یظن القرب مردود من حیث یظن القبول - تصوف سب ادب ہین کیونکہ ہر ایک وقت اور مقام اور حال کے لئے ایک ادب ہے - جو شخص ان کے ادبون کو ہمیشہ ادا کرتا ہے وہ مردون کے درجہ مین پہنچتا ہے اور جو ادبون کو ضائع کرتا ہے وہ خدا کے ساتھ نزدیکی کے گمان سے دور رہتا ہے - اور خدا کی قبولیت کے خیال سے مردود - اور ابوالحسن نوری کا قول بھی انہین معنون کے نزدیک ہے جو یہ ہے

لیس التصوف رسوماً ولا علوماً ولکنه اخلاق تصوف نہ رسمین ہین نہ علم لیکن وہ خلق ہین ۔ تصوف اگر رسمین ہوتا تو مجاہدہ سے حاصل ہوجاتا اور اگر علم ہوتا تو سیکھنے سے میسر آتا پس تصوف خلق ہین اسلیے جب تک اسکا حکم تو آپ نہ چاہے تب تک حاصل نہین ہوتا اور رسمون اور خلقون کے درمیان یہ فرق ہے کہ رسمین ایک فعل تکلف سے ہوتا ہے اور ظاہری اسبابون کو باطن کے موافق ٹہرانا دعوی سے خالی امر ہے ۔ مرتعش کہتا ہے ۔ کہ التصوف حسن خلق تصوف نیک خلق ہے اور یہ تین طرح پر ہے ایک خدا کے ساتھ ہے بغیر ریا کے خدا کے حکم ادا کرنے سے ۔ دوسرے لوگون کے ساتھ ہے بڑون کی عزت نگاہ رکھنے اور چھوٹون پر شفقت کرنے اور سب مین انصاف کرنے سے ۔ تیسرے اپنے ساتھ ہے ۔ حرص اور شیطان کی پیروی نہ کرنے سے ۔ اور جو اپنے آپکو ان تینون معنون سے درست کرے وہ نیک خو آدمیون مین سے ہوتا ہے اور جو یہ کچھ مین نے بیان کیا ہے یہ اسکے دانق ہے جو ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ہمین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق سے خبر دیجئے ۔ کہا قرآن مین دیکھ لے کہ خدا تعالے نے خبر دی ہے جہان یہ کہا ہے خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین عفو کی صفت اختیار کر اور دوسرون کو نیکی کے لئے فرما اور جاہلون سے اعراض کر اور مرتعش کہتا ہے ھذا مذھب کلہ وجد فلا تخلطوا بشیئ من الھزل ۔ یہ تصوف کا مذہب تمام وجد ہے پس اسکو ہزل کے ساتھ نہ ملاؤ اور ان لوگون کے معاملون مین جو رسم کے پیرو ہین نہ پڑو اور تقلید کرنیوالون سے تصوف کی طرف جاؤ اور جب عام نے زمانہ کے لوگون مین دیکھا اور رسم کے پیرون نے اہل زمانہ کے متصوفہ لوگون کو تو رقص کرنے ۔ سرود کہنے ۔ اور بادشاہون کی درگاہون مین جانے اور خوراک اور لقمہ کے لیے جھگڑنے پر کھڑے ہوگئے اور سب کا اعتقاد بڑا کر دیا اور یہ کہنے لگ گئے کہ اس طریقہ کا اصل یہی ہے ۔ پہلے لوگ بھی اس خیال پر گئے اور نہ سمجھے کہ بالضرور زمانہ تغرش اور بلا کا ہے اور حرص بادشاہ کو ظلم مین ڈال دیتی ہے ۔ عالم کو بدکاری اور زنا مین ۔ زاہد کو نفاق مین اور صوفی کو رقص کرنے اور سرود کہنے مین ۔ پہچان کا اگر طریقت والے لوگ تباہ ہوگئے ہین تو طریقت کے اصل تو

تباہ نہین ہوئی اور یہ بھی سمجھ لے کہ اگر اہل ہزل مین سے کسی گروہ کے آدمی اپنے ہزل کو نیکون کے وجد مین پوشیدہ کرین تو اِن کا وجد ہزل نہین ہوتا اور ابو علی قزوینی رح کہتا ہے التصوف ھو الاخلاق الرضیۃ تصوف پسندیدہ خلق ہین اور کام پسندیدہ یہ ہے کہ بندہ تمام احوال مین خدا پر کفایت کرنیوالا ہو کہ رضا پر راضی رہے اور ابو الحسن نوری کہتا ہے کہ التصوف ھو الحریّت والفتوۃ وترک التکلف والسخاوبذل الدنیا۔ تصوف آزادی ہے کہ بندہ حرص کی قید سے آزاد ہو اور جوانمردی اور مروت ہے کہ فتوت کے دیکھنے سے مجرد ہو جائے اور تکلف کی ترک یہ ہے کہ متعلقہ چیزون اور نصیب مین کوشش نکرے اور سخاوت یہ ہے کہ دنیا کو دنیا داروں کے سپرد کر دے۔ اور ابو الحسن بوشنجہ کہتا ہے التصوف الیوم اسم ولا حقیقتہ وقد کان حقیقتہ ولا اسم اب تصوف بغیر حقیقت سے خالی صرف نام ہی نام رہ گیا ہے اور اس سے پہلے تصوف حقیقت ہی حقیقت تھا نہ کہ نام یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت مین اسکا نام تو نہ تھا مگر اسکی حقیقت ہر ایک مین موجود تھی اسوقت نام ہے اور معنی نہین۔ یعنی پہلے معاملے مشہود تھے اور دعوے مجہول۔ اب دعوی مشہور ہے اور معاملے مجہول۔ بزرگون کے مقولون کی تحقیق سے اس باب مین اب مین نے اسقدر بیان کیا ہے تاکہ تجھ پر اسکا طریق کھلجائے۔ خدا تجھے نیک کرے۔ اور تو تصوف کے منکرون کو کہے کہ تصوف کے انکار سے ان کی کیا مراد ہے۔ اگر تمہارا نام کا انکار کرتے ہین تو کچھ خوف نہین کیونکہ معنے ناموں مین بیگانہ ہوتے ہین اور اگر ان معنون کے عین کا انکار کرتے ہین تو پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل شریعت اور نیک خصلتون کا انکار ہے اور اسعدك الله بما سعد به اولیاء تجھے خدا اس چیز کی سعادت عطا کرے جسکی سعادت اپنے اس اولیاؤن کو عطا کی۔ مین تجھے اس کتاب مین وصیت کرتا ہون کہ تو تصوف کے حق کی رعایت کر انصاف کو ہاتھ سے نہ دے۔ اپنا دعوے کوتاہ کر۔ اور ان لوگون سے جو صاحب تصوف ہین نیک اعتقاد رکھ۔

باب دوم۔ فصل ۱۔ گدڑی پہننے مین پہچان کہ صوفیون کا لباس گدڑی ہے اور گدڑی پہننا سنت ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے

علیکم بلبس الصوف تجدون حلاوۃ الایمان فی قلوبکم صوف کا پہننا اپنے پر لازم کرو۔ اپنے دلون مین ایمان کی لذت پاؤگے اور اصحابون مین سے ایک اصحاب کہتا ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبس الصوف ویرکب الحمار نبی صلعم پشم کا لباس پہنتے تھے اور حمار پر سوار ہوتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کہا ہے لا تضیعی الثوب حتی توقعیہ جامہ کو ضائع نکرو جبتک اسپر پیوند نہ لگین۔ اور عمر خطاب رضی اللہ عنہ سے ذکر ہے کہ وہ گودڑی رکھتے تھے جسپر تیس جیتھڑے لگائے ہوئے تھے اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ کہا ہی جامون سے بہتر جامہ وہ ہے جسکا بوجھ کم ہو یعنے زیادہ قیمت کا نہ ہو۔ اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ذکر ہے کہ ایسا پیراہن رکھتے تھے جسکی آستینین انگلیون کے برابر تھین اور اگر کسی وقت بہت لنبا پیراہن پہنتے تھے تو آستینون کا سرا پھاڑ دیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے بزرگ اور بلند سے پیراہن کو تاہ کرنیکا حکم بھی آیا ہے جیسا کہ کہا ہے وثیابك فطهر اي فقصر اور اپنا جامہ کوتاہ کر اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مین نے اہل بدر کے ستر صحابہ کو دیکھا سب نے پشم کا جامہ پہنا ہوا تھا اور صدیق اکبر نے تجرید کی حالت مین پشم کا جامہ پہنا ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ مین نے سلمان کو دیکھا ایک گودڑی پہنی ہوئی تھی جسپر جیتھڑے لگے ہوئے تھے اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور ہرم بٹیا جبان کا روایت کرتے ہین کہ انہون نے اویس قرنی کو پشم کے جامہ مین دیکھا جسپر جیتھڑے لگے ہوئے تھے اور حسن بصری اور مالک دینار۔ شعبان ثوری سب پشم کی گودڑی پہنتے تھے اور امام ابو حنیفہ رحکوفی سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے ابتدا مین پشم کا جامہ پہنا اور گوشہ نشینی کا ارادہ کیا یہان تک کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ نے امام صاحب کو فرمایا کہ تجھے لوگون کے درمیان رہنا چاہیئے تھا کیونکہ میری سنت کے زندہ ہونیکا سبب تو ہے اسی وقت گوشہ نشینی سے ہاتھ اٹھا لیا۔ یہ روایت کتاب تاریخ مشائخ مین جسے علی حکیم ترمذی کے بیٹے محمد نے لکھا ہے لکھی ہے۔ اور کبھی ایسا جامہ نہین پہنتے تھے جو قیمتی

ہوتا تھا - اور داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے پشم کا لباس پہننے کے واسطے فرمایا ہے - اور وہ محقق صوفیون مین سے تھے اور ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پشم کی گودڑی پہنکر آئے - اصحابون نے اسکو حقارت کی آنکھ سے دیکھا - ابو حنیفہ نے کہا اور ہم کا بیٹا ابراہیم ہمارا سردار ہے - اصحابون نے کہا امام کی زبان سے حرمت کے سوا بہودہ بات نہین نکلتی - ابراہیم ادہم نے سید کا درجہ کیونکر پایا - جواب دیا وہ ہمیشہ خدا سے بلکہ کہ تجدید محبت مین کہ اسکا ذکر بلند ہے مشغول ہوا اور ہم اپنی تنہائی کی خدمت مین - اسلئے وہ ہمارا مردار ہوگیا - اور اگر اسوقت زمانہ کے لوگون مین سے بعض لوگون کی مراد گودڑی پہننے سے لوگ دل مین خوبی اور برتری ہے اور دل مین ظاہر کے موافق نہین ہین تو روا ہے کیونکہ لشکر مین جنگ نکلنے والا ایک ہی ہوتا ہے اور تمام فرقون مین محقق تھوڑے ہین لیکن نسبت سب کی ادا کرتے ہین - جبکہ احکام سے ایک چیز مین غیر محققون کی ان سے شباہت ہو تو وہ انہین سے ہین - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم جو شخص تمامتر دین یا اعتقاد سے کسی قوم کی پیروی کرے تو وہ اسی قوم سے ہے - لیکن بعض کی آنکھ ان کے معاملات کے ظاہر اور رسم پر پڑتی ہے اور بعض کی ان کے باطن پر تو بعض کی صفائی اور بھید پر - اور جو کوئی صوفیون کی صحبت کا آرادہ کرتا ہے وہ چار معنون سے باہر نہین ہوتا - بعض کو باطن کی صفائی - دل کی روشنی - طبیعت کی پاکیزگی - مزاج کا اعتدال نیک خصلت کی صحبت ان کے بھیدون سے دیدار دیتی ہے تاکہ تحقیق کرنے والون کا قرب اور ان کی بزرگی کی بلندی دیکھین اور اس وجہ کا ارادہ ان کا دامن پکڑے اور بینا ہونے سے ان کے ساتھ تعلق کرین انکے حال کا ابتدا احوال کے کشف - حرص سے الگ ہونے - اور نفس سے منہ پھیر لینے پر ہوتا ہے - اور بعض دوسرون کو بدن کی بہتری - دل کا سکون اور پاکی اور سینے کی سلامتی انکے ظاہر سے دیدار دیتی ہے تاکہ شریعت کے اختیار کرنے اور اسلام کے ادبون کے نگاہ رکھنے اور ان کے معاملون کی خوبی کو دیکھین اور ان کی صحبت کا ارادہ کرین اور اپنی اصلاح اختیار کرین اور انکے حال کا ابتدا مجاہدہ اور مجاہدہ کی خوبی پر ہوتا ہے اور بعض دوسرون کو انسانیت کی مروت - آپس مین مجلس کرنے کا طریق - خصلت کی خوبی

اِن کے فعلون کی طرف راستہ دکھلاتی ہے تاکہ اِن کی زندگی کے ظاہر کو مروت سے آراستہ
دیکھین - بڑون کے ساتھ عزت سے - چھوٹون کے ساتھ جوانمردی سے - اپنے نزدیکیون کے
ساتھ خوشی سے - زیادہ طلبی سے آسودہ - اور قناعت پر آرام کیا ہوا - اور اِس سے اِن کی صحبت کا
ارادہ کرین اور کوشش اور محنت اور دنیا کے طلب کرنیکا طریق اپنے پر آسان کرین اور آپنے آپ کو
فراغت سے نیکون کے گروہ مین بنائین اور بعض دوسرون کو طبیعت کی سستی - نفس کی خودآرائی
اور سرکشی - اسباب کے موجود ہونے کے - سوا ریاست کی خواہش - بزرگی کے بغیر صدر نشینی کا ارادہ
بغیر علم کے خصوصیت پانے کی تلاش اُنکے فعلون کی طرف راستہ دکھلاتی ہے اور سمجھتی ہین کہ اِس ظاہر
کے سوا اَور کوئی کام نہین - صوفیون کی صحبت کا ارادہ کرتے ہین اور وہ خلق اور کرم سے سرگردہ
کے آدمیون کی رعایت اور خوشامد کرتے ہین اور صلح اور نرمی کے حکم کے موافق اُنسے زندگانی
کرتے ہین کیونکہ اِن کے دلون مین حق کی بات نہین ہوتی اور تنہائی پر مجاہدہ کرنے سے طریقت
کے طلب کرنے مین سے کچھ نہین ہوتا یہی چاہتے ہین کہ لوگ اِن کی ایسی عزت کرین جیسی محققون
کی - اور ایسی عظمت جیسی خداوند تعالیٰ کے خاصون کی - صوفیون کی صحبت اور تعلق سے یہی
چاہتے ہین کہ اپنی آنکھون کو اِن کی اصلاح مین چھپائین اور اِن کا جامہ پہنین - یہ جامہ جو بغیر
معاملہ کے ہوتا ہے اِن کے جھوٹ پر زور سے پکارتا ہے کہ یہ مکر اور غرور کا لباس ہے اور قیامت
کے دِن حسرت کا باعث كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بِآيَاتِ اللَّهِ اِن کی مثال گدھے کی طرح ہے جو کتابون کو اُٹھاتا ہے - بُری ہے مثال اُس قوم کی
جنے خدا کی نشانیون کو جھٹلایا - اور اِس زمانہ مین اِس گروہ کے لوگ بہت ہین پس تجھ پر لازم ہے
کہ جو چیز تجھ سے نہ ہو تو اسکا ارادہ نہ کرے کیونکہ اگر تو ہزار دفعہ طریقت کے قبول کرنے کے لئے کہے
تو ایسا نہین ہوگا کہ ایک لحظہ طریقت تجھے قبول کرے کیونکہ یہ کام جامہ پہننے سے حاصل نہین ہوتا
بلکہ حرفت سیکھنے کسب سے ہے - جب کوئی طریقت سے اشارہ اِس کے لئے قبا گودڑی کی طرح ہوتی
ہے اور جب کوئی طریقت سے بیگانہ ہو تو اُسکی گودڑی اُسکے حق مین قیامت کے دِن بدبختی کا قرآن
ہے جیسا کہ لوگون نے اِس پیرزگ کو کہا لم لم تلبس المرقعة قال من النفاق ان
تلبس لباس الفتيان ولا تدخل فی حال الفتوة تو مرقعہ کیون نہین پہنتا کہا یہ نفاق

ہے کہ تو جوانمردون کا لباس پہن لے اور جوانمردون کے معاملے کے بوجھ کے نیچے نہ آئے کیونکہ جوانمردون کا لباس جوانمردی کے بوجھ کے ترک کردینے سے منافقی ہے۔ پس اگر یہ لباس اسلئے ہے کہ تجھے خداوند پہچانے کہ تو اسکا خاص بندہ ہے تو بغیر لباس کے پہچانتا ہے اور اگر اسلئے ہے کہ تو لوگون کو دکھلائے کہ مین اسکا خاص ہون تو اس صورت مین اگر تو خاص ہے تو یہ ریا اور دکھلاوی کی علامت ہے اور اگر نہین تو نفاق کی۔ یہ راستہ مشکل اور خطرناک ہے اور خدا کے لوگون کی مشہوری جامہ پر موقوف نہین اُن کا درجہ اس سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ الصفا من اللہ تعالیٰ انعام واکرام والصوف لباس الانعام صفا خدائے تعالیٰ سے بندہ کے لئے ایک نعمت اور بزرگی ہے اور پشم چارپایون کا لباس ہے۔ پس لباس حیلہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ قرب کا حیلہ کرتے ہین اور یہ جوان پر لازم ہے وہ بجالاتے ہین۔ اپنے ظاہر کو آماستہ کرتے ہین اور اسکی امید رکھتے ہین کہ صوفیون مین سے ہون۔ اور تصوف کے بزرگون نے مرقعہ پہننے اور اس سے زینت کرنے کے واسطے فرمایا ہے اور آپ بھی پہنا ہے۔ اسلئے کہ لوگون مین معلوم رہین اور سب ان کی نگہبانی کرین تاکہ اگر ایک دم بھی اپنے طریقہ کے برخلاف قدم رکھین تو سب انہین ملامت کرین اور اگر اس لباس مین گناہ کرنا چاہین تو لوگون کے شرم سے نہ کرسکین۔ مختصر یہ ہے کہ مرقعہ خدا کے دوستون کی زینت ہے۔ عام لوگ اس سے عزیز ہوتے ہین اور خاص اس مین ذلیل۔ عام کی عزت یہ ہے کہ جب وہ اسکو پہنتے ہین تو لوگ ان کی عزت کرتے ہین۔ اور خاص کی ذلت یہ ہے کہ وہ پہنتے ہین تو لوگ انہین اس آنکھ سے دیکھتے ہین جس سے ان کے عام کو اور اس مین انہین ملامت کرتے ہین پس لباس النعم للعوام وجوش البلاء للخواص عام کے لئے مرقعہ پہننا نعمتین ہین اور خاصون کے لئے جوش بلا۔ کیونکہ بہت سے عام جنکا کسی اور کام پر ہاتھ نہین پہنچتا اور مرتبہ چاہنے کے لئے کوئی اور اسباب نہین رکھتے اُس چیز کی تلاش مین بے قرار ہوتے ہین جس سے ریاست طلب کرین۔ اور اسکو نعمت کے جمع کرنے کا سبب بنائین چونکہ اور کچھ نہین رکھتے اسلئے اس جامہ کے ذریعہ ریاست کی طلب کرتے ہین اور اسکو نعمت کے جمع کرنے کا سبب بناتے ہین۔ اور پھر خاص بزرگ ریاست کے ترک کرنے کے لئے کہتے ہین اور عزت پر ذلت کو پسند کرتے ہین اسلئے کہ اس قوم کے واسطے ریاست بلا ہے

اور اس عام قوم کے واسطے نعتین المرقعہ قمیص الوفا لاھل الصفا وسربال السرور لاھل الغرور۔ مرقعہ صفائی والے لوگون کے لئے وفا کا پیراہن ہے اور ان کے لئے جو صاحب غرور ہین سرور کا لباس ہے۔ اسلئے صاحبان صفائی اسکے پہننے سے دونون جہانون سے علیحدہ ہوجاتے ہین اور الفت کی گئی چیزون سے بالکل الگ۔ اور غرور کرنے والے اس لباس کے سبب حق سے حجاب مین پڑجاتے ہین اور نیکی سے بے نصیب رہتے ہین۔ اور اصل یہ ہے کہ یہ لباس سب کے لئے نیکی اور رستگاری کا سبب ہے۔ اور سب کی مراد اس سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک کی مراد صفائی ہوتی ہے دوسرے کی غرور اور یہ خطا پر ہوتا ہے۔ مین امیدوار ہون کہ ایک دوسرے کی صحبت سے سب چھٹکارا پائینگے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے من احب قوما فھو معھم جسنے کسی قوم کو دوست رکھا پس وہ انکے ساتھ ہے۔ جو گروہ عنایت کے لئے ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ انکے گروہ مین ہے لیکن چاہیئے کہ تیرا باطن تحقیق کی طلب کرے اور رسوم سے منہ پھیرنے والا ہو کیونکہ جو چیزون کے ظاہر پر کفایت کرتا ہے وہ کبھی تحقیق کو نہین پہنچتا۔ اور پہچان کہ آدمی کا وجود ربوبیت کا حجاب ہے۔ اور حجاب احوال کے چاندون اور مقامات مین ورزش کرنیکے سوا فانی نہین ہوتا۔ اور صفا اس فنا کا نام ہے اور فانی الصفت کے لئے لباس کا اختیار کرنا محال ہوتا ہے اور تکلف سے اپنے آپکو آرائش اور زینت دینی ممکن۔ پس جب فنا کی صفت پیدا ہوگئی اور طبیعت کی آفت درمیان سے اٹھ گئی تو پھر اگر اسکو صوفی کہین یا کوئی اور نام رکھین تو اس کے نزدیک برابر ہے

فصل ۲ - لیکن گودڑی کی شرطین یہ ہین کہ سبکی اور فراغت کے واسطے بنائے اور جبتک اس گودڑی کا کچھ ہی اصل ہے۔ چیتھڑے لگائے جائے اور بزرگون کے اس مین دو قول ہین ایک گروہ کہتا ہے کہ چیتھڑے کی دوخت کے لئے ترتیب نگاہ رکھنی شرط نہین۔ چاہیئے کہ جہان سے سوئی سر نکالے وہان سے کھینچ لے اور اس مین تکلف نہ کرے۔ اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ گودڑی کی سلائی کے لئے ترتیب اور راستی کا ہونا شرط ہے۔ ترتیب کا نگاہ رکھنا اور راستی مین تکلف کرنا فقر کے معاملون مین سے ہے اور معاملے کی صحت اصل کے صحت کی دلیل ہے۔ اور مین نے بوعثمان جلالی کا بیٹا علی ہون۔ بزرگون کے بزرگ ابوالقاسم گرگانی رح

سے پوچھا کہ درویش کے واسطے کم سے کم کیا چیز چاہیے تاکہ فقر کے نام کے لایق ہو۔ کہا تین چیزین کہ ان سے کم نہ چاہیے۔ ایک یہ ہے کہ درویش سمجھے کہ چیتھڑا ٹھیک کطرح سینا چاہیے۔ دوسری یہ کہ سخن ٹھیک سُن سکے۔ تیسرے پاؤن ٹھیک زمین پر رکھ سکے۔ اور جسوقت ابوالقاسم نے یہ کہا اسوقت درویشون کا ایک گروہ میرے پاس حاضر تھا۔ جب ہم دروازہ مین واپس آئے اس سخن مین ہر ایک کچھ تصرف کرتا تھا۔ اور ایک گروہ کو نادانی کے سبب اس مین کچھ شبہ پیدا ہوا اور کہنے لگے کہ تحقیق فقیر یہی ہے۔ ان مین سے بہت سے چیتھڑے کے اچھی طرح سینے اور زمین پر ٹھیک پاؤن رکھنے مین بحث کرتے تھے۔ اور ہر ایک کا یہ گمان تھا کہ ہم طریقت کے سخنون کو سنا جانتے ہین۔ ہمارا دل بالکل اس سید کی طرف متوجہ تھا۔ مین نے نہ چاہا کہ ان کا سخن یون ہی جاے کہا آؤ ہم اس مین گفتگو کرین۔ ہر ایک نے اپنی تقریر کی صورت بیان کی۔ جب میری باری آئی تو مینے کہا کہ چیتھڑا وہ ٹھیک ہوتا ہے جو فقر پر سیئین تن پر جب تو چیتھڑا فقر پر سیئے گا تو وہ اگر تو نے ٹھیک نہ بھی۔ سیا تو پھر بھی ٹھیک آئیگا۔ اور سخن ٹھیک وہ ہوتا ہے جو حال یعنی وجد مین سُنین نہ احسان اور نعمت مین۔ اور اس مین وجد کے حق سے تصرف کرین نہ ہزل سے۔ اور جان سے سمجھین نہ عقل سے۔ اور پاؤن ٹھیک وہ ہوتا ہے جو وجد مین زمین پر رکھین نہ کھیل اور رسم سے۔ بعضون نے یہ قول اس سید کے پاس بیان کیا شکر کہا اصاب علی خیدہ اللہ نیک کہا علی نے خدا اسے نیکی دے۔ پس مرقعہ پہننے سے مراد اس گروہ کے واسطے دنیا کے رنج کی تخفیف اور خداوند تعالی سے فقر کا صدق ہے۔ اور صحیح سنت طریقون مین آیا ہے کہ حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام مرقع رکھتے تھے جسے آسمان پر لے گئے۔ اور بزرگون مین سے ایک نے کہا ہے کہ مین نے حضرت عیسی علیہ السلام کو بشم کے مرقعہ مین خواب مین دیکھا ہے جسکے چیتھڑے سے ایک نور چمکتا تھا۔ مین نے کہا اے مسیح علیہ السلام تیرے اس جامہ پر یہ نور کیسے ہین کہا کہ یہ نے اختیاری اور نے چاری کے نور ہین کہ ہر ایک چیتھڑا اُسحالت مین مین نے سیا ہے۔ خداے بزرگ و بلند نے اس ہر رنج کو جو میرے دل مین پہنچا ہے ایک نور بنا دیا ہے۔ اور مین نے ماوراالنہر مین اہل علامت مین سے ایک پیر کو دیکھا ہے کہ وہ جو چیز آدمی کے نصیب تھی وہ نہ کھاتا تھا۔ اور نہ پہنتا تھا اور اُن چیزون کو کھاتا تھا جنہین آدمی

پھینکدیتے تھے جیسے گلا سڑا ساگ پات - کڑوا کدو - خراب گاجرین اور ایسی ہی اور چیزین - اور اپنی پوشاک اُن چیتھڑون سے بناتا تھا جنہین راستہ مین سے اُٹھالیا کرتا تھا اور پاک کرکے ان سے مرقعہ بناتا تھا اور مین نے سنا ہے کہ مرو الرود[1] مین پچھلے ارباب معنی مین سے ایک قوی حال اور نیکخو بوڑھا تھا - جو بہت سے بے تکلف چیتھڑے مصلی اور کلاہ پر لگائے ہوتے تھا - اور میرے شیخ خدا اِن سے راضی ہو چھپن[۵۶] سال تک ایک جامہ رکھتے تھے جسپر بے تکلف چیتھڑے لگاتے تھے - اور مجھے عراقیون کی حکایتون سے معلوم ہوا ہے کہ دو درویش تھے - اِن مین سے ایک تو صاحب مشاہدہ تھا - دوسرا صاحب مجاہدہ - جو صاحب مشاہدہ تھا وہ اپنی تمام عمر مین درویشون کے اِن چیتھڑون کے سوا اور کچھ نہ پہنتا تھا جو سماع کی حالت مین پارہ پارہ ہو جاتے تھے اور جو صاحب مجاہدہ تھا وہ اُن چیتھڑون کے سوا کچھ نہ پہنتا تھا جو حال مین درویشون کے استغفار کرنے کے وقت اِن کے لباس سے چھٹتے تھے کیونکہ اِنکا ظاہر باطن کے موافق ہوتا تھا اور یہ حال کی پاسداری کرنی ہے - اور خفیف کا بیٹا شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال تک ایسی سخت گودڑی پہنی ہے جو بٹے ہوئے تاگون سے بُنتے تھے جیسے ٹاٹ - اور سال مین تین چار پوشاکین پہنتے تھے - اور چالیس سو زمین حقیقتون کے علمون کی باریکیون مین ایک کتاب تصنیف کرتے تھے - اور اِس کے وقت مین حقیقت کی تحقیق کرنے والے عالمون مین سے ایک پیر تھا فارس کے نزدیک رہتا اور اِسے محمد بن ذکریا کہتے تھے - اِسنے کبھی مرقعہ نہین پہنا تھا شیخ محمد سے پوچھا کہ مرقعہ کی شرط کیا ہے - اور مرقعہ پہننا کس کے لئے درست ہے - جواب دیا کہ مرقعہ کی شرط وہی ہے جو محمد ذکریا سفید پیراہن مین بجالاتا ہے اور مرقعہ رکھنا بھی محمد ذکریا کے لئے مسلم ہے -

فصل ۳ - لیکن اِس گروہ کی عادت کا ترک یعنے مرقعہ کا نہ پہننا اِن کے طریق کی شرط نہین ہے اور جو اِسوقت مین پشم کا جامہ بہت کم پہنتے ہین اِسکے دو سبب ہین ایک تو یہ ہے کہ پشمین مشکوک ہین - چارپائے لوٹون مین ایک جگہ سے دوسری جگہ مین جا پڑتے ہین - اور دوسرا یہ ہے کہ بدعتیون کے ایک گروہ نے پشم کے جامہ کو اپنا لباس بنالیا ہے - اور بدعتیون کے طریق کا خلاف کرنا گو سُنّت کا خلاف ہی ہو تو بھی اچھا ہے - لیکن مرقعہ کے سینے مین تکلف اِسلئے روا رکھتے ہین کہ لوگون مین اِن کا مرتبہ بڑا ہوگیا ہے - ہر ایک نے اپنے آپ کو

[1] مرو الرود ترکستان میں ایک شہر ہے -

صوفیون کی مانند بنالیا ہے جن سے نالائق فعل ظاہر ہوتے ہین اور صوفیون کو اُن لوگون سے
جو اُن کے خلاف ہین رنج پہنچتا ہے اِس لئے ایک زینت بنالی ہے جسکو اِن کے سوا کوئی اَور
سینا نہین جانتا اور اِسکو ایکدوسرے کے پہچاننے کی علامت بنایا اور اپنا لباس کیا ہے
یہان تک کہ ایک درویش ایک بزرگ کے پاس آیا جسکے جامہ پر چیتھڑے لگے ہوئے تھے
اور خط عرض مین دیئے ہوئے تھے - شیخ نے اِسکو جدا کر دیا تھا - اور اِس سے مطلب یہ ہے کہ
صفائی کا اصل طبیعت کی رقت اور مزاج کا لطف ہے اور یہ ضرور ہے کہ نیک طبع مین کبھی نہین
ہوتی اور جیسا نادرست شعر طبیعت مین نہین آتا - ویسا ہی نادرست فعل بھی طبیعت قبول
نہین کرتی - اور پھر ایک گروہ کے آدمیون نے لباس کے ہونے اور نہ ہونے مین تکلف
نہین کیا اگر خدا نے اِن کو گودڑی دی تو وہی پہن لی اور قبا دی تو وہی - اور مین نے جو عثمان
جلالی کا بیٹا ہون اِس طریق کو پسند کیا ہے - اور اپنے لباس مین ایسا ہی کیا ہے اور حکایتون
مین لکھا ہے کہ جب خضرویہ کا بیٹا احمد - ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آیا قبا پہنے
ہوئے تھا اور جب شاہ شجاع ابو حفص کی زیارت کے واسطے آیا تو قبا رکھتا تھا اور یہ لباس اُنکا
ہمیشہ کا لباس نہ تھا بلکہ اکثر مرقعہ رکھتے تھے اور کسی وقت پشم کا جامہ اور سفید پیراہن بھی پہن لیتے
تھے - غرضکہ جیسا انکو آجاتا اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی کا نفس عادت پکڑنے والا ہے اور عادتون سے
اِسکو ایک اُلفت ہوجاتی ہے اور کوئی چیز نفس کے لئے عادت ہوجائے تو وہ طبعی ہوجاتی ہے -
اور جب طبع بن گئی تو وہ حجاب بن جاتی ہے اور یہی سبب ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے خیر الصیام صوم اخی داؤد ؑ روزون مین سے بہتر روزہ میرے بھای داؤد ؑ کا روزہ
ہے - پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیونکر ہوتا ہے کہا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے
اور دوسرے دن کھولتے تھے تاکہ روزہ رکھنا یا کھولنا نفس کے واسطے عادت نہ ہووے اور
اِس سے حجاب مین نہ پڑے - اور اِن معنون مین بہت درست ابو حامد وستان مروزی ہوا ہے
کیونکہ مرید اسکو جو پہنا دیتے تھے پہن لیتا تھا اور جب کبھی اِن کپڑون کی حاجت ہوتی تھی
تو وہ تاک مین لگے رہتے تھے - اور جب وہ حالت وجدان مین ہوتا تو اُتار لیتے - نہ وہ پہننے والے کو
کہتا تھا کہ تو نے کیون پہنایا اور نہ اُتارنے والے کو کہتا تھا کہ تو کیون اُتارتا ہے - اور اِس ہماری

وقت مین بھی غزنی مین ایک پیر ہے خدا اسکو نگاہ رکھے جسے مؤید کے لقب سے پکارتے ہین - اسکو اپنے لباس پر اختیار اور قبضہ نہین ہے اور اس مرتبہ مین درست ہے - اور اسکا مطلب کہ اسکا زیادہ لباس نیلگون ہوتا ہے - ایک تو یہ ہے کہ ان کی طریقت کا اصل سیر اور سفر پر مبنی ہے اور سفید جامہ سفر مین اپنی حالت پر نہین رہتا اور اسکا دھونا مشکل ہوجاتا ہے اور یہ بھی ہے کہ سفید پر ہر ایک طمع کرتا ہے - دوسرا یہ ہے کہ نیلگون پہننا مصیبت اور ماتم کرنے والے لوگون کا لباس ہے اور اندوہناکون کا جامہ - اور دنیا محنت کا مقام اور مصیبت کا گھر اور اندوہ کا گڑھا - اور فراق کی بلا اور بلا کا گہوارہ ہے - اور مریدون نے جب دنیا مین دل کی مراد نہ پائی تو نیلگون ماتمی لباس پہن لیا اور وصال کے سوگ پر بیٹھ گئے اور دوسرا یہ ہی کہ معاملہ مین کوتاہی اور دل مین خرابی کے سوا اور کچھ نہ دیکھا اور زمانہ مین وقت کے ضائع ہونیکے بغیر کچھ نہ پایا اسلئے سیاہ پوش ہوئے - کیونکہ وقت کا ضائع ہونا موت سے زیادہ سخت ہے - ایک تو کسی عزیز کی موت پر سیاہ پہنتا ہے - اور دوسرا مقصود کے فوت ہوجانے پر - اور نے علم مدعیون مین سے ایک درویش نے ایک کو کہا کہ تو نے یہ سیاہ جامہ کیون پہنا - کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین چیزین ہی مین - ایک فقر - دوسری علم - تیسری تلوار بادشاہون نے لی اور اپنے موقع پر استعمال کی - علم علما نے لیا - فقر فقیرون کے گروہ نے اختیار کیا اور اسکو غنا کا آلہ بنایا پس مین ان گروہون کی مصیبت مین سیاہ پوش ہوا ہون - اور مرتعش سے روایت ہے کہ بغداد کے محلون مین سے ایک محلہ مین جاتا تھا پیاس لگی - ایک دریچہ سامنے آیا - پانی مانگا - پانی کا کوزہ لیکر ایک باہر آیا - پانی اس سے لیلیا اور پیا - اور ان کے چہرہ کی طرف دیکھا تو مرتعش کا دل ساقی کے جمال کا شکار ہوگیا - جیسا کہ کہا ہے کُلِّی بِکُلِّکِ مَشْغُوْلٌ کلی اپنے کل کی طرف مشغول ہے - وہین بیٹھ گیا یہان تک کہ گھر کا مالک آیا - مرتعش نے کہا اے خواجہ میرا دل پانی پینے کے واسطے بہت ہی منتظر تھا - تیرے گھر سے مجھے پانی دیا اور میرا دل لیلیا - خواجہ نے کہا وہ میری لڑکی ہے مین نے اسکو تجھے بخشدیا - مرتعش اپنے دل کی تلاش کے واسطے گھر کے اندر آیا - تو دونون کا نکاح کردیا گیا - گھر کا مالک بلند ہوکے دولتمندون مین سے تھا مرتعش کو حمام مین بھیجا اور اسکو اچھا جامہ پہنایا اور مرقعہ اس سے قرار کیا - جب

رات پڑی مرتعش نماز کے لئے کھڑا ہوا تاکہ ورد ادا کرے اور خلوت مین مشغول ہو۔ اسی اثنا مین بلند آواز سے کہنے لگ گیا کہ ھا قوام رقعی سیرام رقعہ لاؤ۔ لوگون نے کہا کیا ہوا کہنے لگا کہ مجھے بھید مین بلایا اور کہا ہے کہ ایک نظر کے عوض جو تو نے ہمارے خلاف دیکھا نیکی اور برگزیدگی کا لباس تیرے ظاہر سے ہمنے کھینچ لیا۔ اور اگر دوسری نظر سے دیکھیگا تو آشنائی کا لباس تیرے باطن سے کھینچ لونگا۔ وہ لباس کہ جسکے پہننے سے خداوند تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور خدا کے دوستون کی موافقت پر اسے پہنا ہو اگر تو حق سے زندگانی کرنا چاہتا ہے تو اسپر ہمیشہ رضا دینی مبارک ہوتی ہے نہین تو اپنے دین کی نگہبانی کرنی چاہیے اور ولیون کے جامہ مین خیانت روا نہ رکھنی چاہئے کیونکہ اگر تو بغیر کسی دوسرے دعوی کے پکا مسلمان ہو تو اس سے بہتر ہے کہ تو جھوٹا مسلمان ہو۔ لیکن مرقعہ پہننا دوگروہ کے لئے ٹھیک ہے۔ ایک دنیا کے چھوڑ دینے والون کو۔ دوسرے خدا کے مشتاقون کو۔ اور بزرگون کی عادت ایسی ہے کہ جب کوئی مرید تعلق کے ترک کرنے کے لئے ان کی طرف توجہ کرے تو اسکو تین سال تک معنی کے شہر مین ادب دیتے ہین۔ اگر ان معنون کے حکم کے موافق قیام کرے تو بہتر نہین تو کہتے ہین کہ طریقت اسکو قبول نہین کرتی۔ ایک برس لوگون کی خدمت مین۔ اور ایک برس حق کی خدمت مین۔ اور ایک برس اپنے دل کی رعایت مین۔ اور لوگون کی خدمت اسوقت کرسکتا ہے کہ اپنے ذکر کو خادمون کے درجہ مین رکھے۔ اور تمام لوگون کو مخدومون کے درجہ مین یعنے بغیر تمیز کے سب کو اپنے سے بہتر جانے اور سب کی خدمت اپنے پر واجب رکھے۔ ایسا نہ کرے کہ کوئی خدمت کرتا ہے اور اپنے مخدومون پر اس خدمت مین اپنی بندگی رکھتا ہے۔ یہ ظاہر زیان کاری اور بے نصیبی ہے۔ اور زمانہ کی آفتون مین سے زمانہ مین ایک آفت یہ ہے۔ اور خدا سے بزرگ و بلند کی خدمت اسوقت کرسکتا ہے کہ دنیا اور عاقبت کی اپنی ساری نعمتین منقطع کردے اور بالکل خدائے پاک اور بلند کی عبادت کرے۔ صرف رضائے الٰہی کے لئے۔ کیونکہ جب تک کسی چیز کے لئے خدا کی عبادت کرتا ہے تب تک اپنی عبادت کرتا ہے خدا کی عبادت نہین کرتا۔ اور دل کی رعایت اسوقت کرسکتا ہے کہ اسکی ہمت جمع ہوئی ہو۔ اور اس کے دل سے غم نکلے ہوئے ہون۔ غفلت کی جگہ سے الفت کی درگاہ مین دل کو نگاہ رکھے۔ اور جب مرید مین یہ تین شرطین حاصل ہون تو اسے تحقیق سے بغیر

تقلید کے مرقعہ پہننا درست ہے۔ لیکن جو مرید مرقعہ پہنتا ہے چاہیئے کہ وہ مستقیم الحال ہو اور طریقت کی سب اونچی نیچی جگہ سے گذرا ہوا ہو اور احوال کا ذوق چکھا ہوا ہو اور عملون کے طریق سے واقف ہو۔ جلال کا قہر اور جمال کا لطف دیکھا ہوا ہو۔ اور چاہیئے کہ اس مرید کے حال پر واقف ہو کہ وہ نہایت مین کس جگہ تک پہنچیگا۔ واپس لوٹنے والون مین سے ہوگا۔ یا ٹھیر جانے والون مین سے یا نہایت تک پہونچنے والون مین سے۔ اگر مرقعہ پہنانے والا جان لے کہ ایکدن اس طریقت سے واپس لوٹیگا تو اُسے کہدے کہ شروع ہی نہ کرے۔ اور اگر ٹھیر جائیگا تو اسے معاملے فرمائے اور اگر سمجھے کہ پہونچ جائیگا تو اُسکی پرورش کرے۔ اور اس قول کے بزرگ یعنے صوفی دلون کے طبیب ہین اور جب طبیب بیمار کی بیماری سے جاہل ہوتا ہے تو بیمار کو اپنی طب سے ہلاک کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی پرورش کرنی نہین جانتا اور اس کے خطرون کی جگہ کو نہین پہچانتا اور اسکی غذا اور دوا اسکی بیماری کے برخلاف تیار کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ شیخ اپنی قوم مین ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت مین۔ پس جس طرح نبیون نے لوگونکو میناٹی پر دعوت کی یعنی بُلایا اور ہر ایک کو اس کے درجہ پر رکھا اسی طرح شیخ کو بھی بنایٔ پر دعوت کرنی چاہیئے اور ہر ایک کو اُسکی غذا دینی چاہیئے تاکہ دعوت کی مراد حاصل ہو پس جب کوئی پورا کامل ولی مرید کو ان تین سالون کے بعد ریاضت مین تربیت کرے اور مرقعہ پہنائے تو روا ہوتا ہے۔ اور مرقعہ پہننے کی شرط کفن کا پہننا ہے کہ زندگانی کی لذتون سے امید منقطع کر دے اور دل کو حیاتی کی راحتون سے پاک کر دے اور اپنی ساری عمر حق کی بات سننے پر وقف کر دے اور اس کے سوا اور سے کنارہ۔ اس کے بعد مرید اس خلعت کے پہننے سے عزیز ہوگا اس خلعت کا حق ادا کرنے مین پورا قیام اور بڑی کوشش کرے۔ اور اپنی مراد اور خواہش اپنے پر حرام کرے۔ لیکن مرقعہ پہننے کے اشارے بہت بیان ہوئے ہین۔ اور شیخ ابو معمر اصفہانی نے ان مین ایک کتاب لکھی ہے اور عام صوفیون کو ان مین بڑا مبالغہ ہے اور اس کتاب سے ہم ان باتون کو نقل کرنا نہین چاہتے جو اس طریقت مین کشف کے متعلق ہین۔ اور مرقعہ مین اشارتون مین سے بہتر اشارتین یہ ہین کہ مرقعہ کا جبہ صبر سے ہو۔ اور دو آستینین خوف اور امید سے۔

لہ مرقعہ۔ گول عبا جیسے گنبد کنگرہ۔ کلس۔

اور دو تریزین قبض[1] اور بسط[2] سے - اور کمرگاہ نفس کے غلاف سے - اور دو کرسیین صحت اور یقین سے اور جامہ کے دامن کا سنجاف اخلاص سے - اور اس سے بہتر اشارتین یہ ہین کہ قبہ ہمت ہیں فنا کو ہو - اور دو آستینین نفس کی حفاظت اور پاکی سے ہون - دو تریزین فقر اور برگزیدگی سے - اور کمرگاہ مشاہدہ مین قیام کرنے سے - اور کرسی حضور مین ہونے سے - اور سنجاف وصل کے مقام مین بیٹھنے سے جب باطن کے لئے تو نے ایسا مرقعہ بنایا تو ظاہر کو بھی اسکے موافق بنانا چاہیے - اور اس باب مین میری ایک کتاب ہے جسکا نام اسرار الخرق والمؤنات ہے - اور اسکا نسخہ مرو مین پاؤ گے لیکن جب کوئی دل اور سلطان وقت کے غلبہ مین مرقعہ پہنے تو اسکو مسلم ہے اور معذور ہے - اور کوئی اختیار اور تمیز مین پہنے تو اسے اُسکے سامنے مرقعہ رکھنا مسلم نہین ہے - اور کس طرح ہو کیونکہ ایک زمانہ کے حقیقی مرقعہ داروں مین سے ہے - اور ایک ان مین سے بغیر باطن کے ظاہر پر کفایت کرنیوالا ہے - اور طریقت مین جامہ کی تحریق یعنے کپڑون کے جلا دینے سے یہ مراد ہے - کہ جب ان کی ایک مقام سے دوسرے مقام مین نقل ہوتی ہے تو اسی وقت اس مقام کے حاصل کرنیکے شکر کے لئے اس جامہ سے باہر آجاتے ہین - اور مرقعہ کے سوا دوسرا لباس ایک ہی مقام کا لباس ہوتا ہے اور مرقعہ طریقت - فقر - صفوت کے سب مقامون کے واسطے جامع لباس ہے اور سب سے باہر آنا سب کو الگ کرنا ہے - اور یہ جگہ اس مسئلہ کے بیان کرنے کی نہین ہے کیونکہ یہ خرق کے باب اور سماع کے حجاب کے کشف مین چاہئے اور اس جگہ صرف اسقدر اشارہ کر دیا ہے کہ یہ لطیفہ فروگذاشت نہ ہو - اگر خدا نے چاہا تو اس حکم اپنی جگہ پر بیان کرونگا - اور بزرگون نے کہا ہے کہ مرقعہ پہنانے والے کو حقیقت اور طریقت مین اسقدر غلبہ چاہئے کہ جب کسی بیگانہ مین دیکھے تو وہ شفقت کی نظر سے آشنا ہو جائے - اور جب کسی گنہگار کو جامہ پہنائے تو وہ ولیون مین سے ہو جائے - ایک وقت مین اپنے شیخ کے ساتھ آذربیجان کی ولایت مین جاتا تھا - مین نے دو تین مرقعہ پوش آدمیون کو دیکھا کہ گیہون کے ایک تودہ پر کھڑے ہوئے تھے اور مرقعہ کے دامنون کو آگے بڑھایا ہوا تھا تاکہ وہ بزرگ مرد اُن کے دامن مین کچھ ڈالے - شیخ رحمہ نے اس طرف توجہ کی اور یہ آیت پڑھی -

---

[1] قبض - دو - گرفتگی

[2] بسط - گشادگی -

اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدیٰ فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین
یہ وہ گروہ ہے جنے ہدایت کی بجاے گمراہی کو خریدا پس نہ فائدہ دیا انہین تجارت نے - اور یہ گروہ
ہدایت یافتہ نہین ہے - مین نے کہا اے شیخ یہ کتنی بڑی بے عزتی ہے اس بلا مین مبتلا ہوتی ہین
اور لوگون مین ذلیل اور خوار - کہا ان کے پیر کو مرید جمع کرنے کی حرص ہوتی ہے اور ان کو دنیا
جمع کرنیکی حرص - اور کوئی حرص کسی حرص سے بہتر نہین ہے اور کسی امر کے واسطے دعوت کرنی
حرص مالی ہے - جنید رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر ہے کہ مین نے باب الطاق مین ایک نصرانی کو دیکھا جو
بڑا خوبصورت تھا - مین نے کہا اے خدا ے تعالے اسے میرے کام کا بنا کیونکہ تو نے بہت ہی
خوبصورت پیدا کیا ہے - جب کچھ عرصہ گذر گیا تو وہی نصرانی آیا اور کہنے لگا اے شیخ مجھے کلمۂ شہادت
سکھلا - مین نے اسکو کلمۂ شہادت سکھلایا اور مسلمان ہوگیا اور اولیاؤن مین سے ایک ولی ہوا -
اور شیخ ابو علی سیاہ رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے پوچھا کہ مرقعہ پہننا کس کے لئے درست ہے کہا اس
شخص کے لئے جو خدا ے تعالی کی ملکت سے ایسا خبردار ہو کہ جہان مین احکام اور احوال سے اسکے
آگاہ کرنے کے سوا کچھ نہ کرین - پس مرقعہ صالحون اور نیکون کی علامت ہے اور فقیرون اور صوفیون کا
لباس ہے اور فقر اور صفوت کی حقیقت مین اس سے زیادہ باتین گذر چکی ہین - اگر کوئی ولیون کے
لباس کو دنیا جمع کرنیکا آلہ اور اپنی آفت کی پوشاک بنائے تو ولیون کو اس سے کچھ زیادہ نقصان نہین
اور اہل ہدایت کے واسطے اسی قدر کافی ہے - اگر مین اسکی شرح کی طرف مشغول ہون تو اس کتاب سے
یہ مطلب پورا نہین ہوتا وباللہ التوفیق -

باب ۳ - فقر اور صفوت مین بزرگان طریقت کے اختلاف کے بیان مین

فصل ۱ - فقر اور صفوت کی بزرگی مین طریقت کے عالمون کا اختلاف ہے - ایک گروہ کے
نزدیک فقر افضل ہے صفوت سے - اور ایک گروہ کے نزدیک صفوت افضل ہے فقر سے -
جو فقر کو صفوت پر مقدم کرتے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ فقر فنا ے کل ہے - اور صفوت فنا ے
کل کے مقامون مین سے ایک مقام ہے - جب فنا حاصل ہوجائے تو سب مقام بھی حاصل ہوجاتے
ہین - اور یہ مسئلہ فقر اور غنا کے مسئلہ کیطرف لوٹتا ہے - جسکا ذکر پہلے ہولیا ہے - اور جو صفت
کو فقر پر مقدم رکھتے ہین وہ کہتے ہین کہ فقر ایک چیز ہے موجود اور نام کے قبول کرنے کی -

اور صفوت سب موجودات سے صفائی اور برگزیدگی ہے اور صفائی عین فنا ہے اور فقر مین بقا
پس فقر مقاموں کے ناموں سے نام ہے اور صفوت مقال کے ناموں مین سے۔ اِس زمانہ مین
اِس بحث نے بہت طول کھینچا ہے اور سب عجیب طور پر کچھ نہ کچھ اِسکی تعبیر کرتے ہین اور ایکدوسرے
پر غریب قول لاتے ہین۔ اور فقر اور صفوت کی بزرگی سے ناواقف رہکر اور مقدم ہونے مین خلاف
کرتے ہین۔ اِسپر سب کا اتفاق ہے کہ صرف بیانات نہ تو فقر ہی ہے اور نہ صفوت۔ پس عام
لوگون نے معانی بیانات کو مذہب بنالیا۔ اور سچی بات کو چھوڑ دیا ہے۔ حرص کی نفی کو عین کی
نفی کہتے ہین اور مراد یعنے حرص کے اثبات کو اثبات عین۔ پس موجود اور مفقود۔ اور منفی اور
مثبت اپنی حرص اور نفس کے قیام سے سب کچھ آپ ہی ہین اور طریقت مدعیون کے ایسے بیہودہ
اور جھوٹے سخنون سے پاک ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ولی یعنے خدا کے دوست اُس محل مین پہنچتے ہین
جہان محل نہین رہتا اور درجے اور مقام فنا ہوجاتے ہین۔ اور عبارتین اُن معنون سے منقطع ہوجاتی
ہین۔ نہ وہان مذہب رہتا ہے۔ نہ بیدینی۔ نہ شکستگی۔ نہ غلبہ۔ نہ ہوشیاری۔ نہ بے خودی۔ اسواسطے
یہہ ایک ضروری نام اُن معانی پر اڑا دینے کے لئے ڈھونڈ لیتے ہین کہ جو معانی کہ اسم کے نیچے نہین
سکتے۔ اور صفت سے مستعمل نہین ہوسکتے ہین (یعنے وہ فی الحقیقت کسی اسم یا صفت سے تعبیر
نہین کئے جاسکتے) اور پھر وہ ایک ایسا نام جو اُن کے نزدیک بزرگ ہوتا ہے اُن معانی پر سپنا
دیتے ہین۔ اور اِس قاعدہ مین تقدیم اور تاخیر روا نہین۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ وہ مقدم ہے۔ یا یہ
کیونکہ آگے پیچھے کرنا اسمیات مین واجب ہے۔ پس ایک گروہ کو تو فقر کا نام افضل اور زیادہ
تعلیم کے لائق معلوم ہوا۔ کیونکہ یہ کدورتون کے دور ہونے اور آفتون کے فنا کے بہت نزدیک
ہے غرضکہ اُنہون نے اِن دونون ناموں سے اِس حقیقت کی جو بیان مین نہیں آسکتی تھی۔ اور جسکی
بابت ایکدوسرے سے اشارات مین بات کیا کرتے تھے۔ اعلام اور نشان ہی چاہی تھی اور
اِن ناموں سے اپنے ذاتی کشف کو بتمام بیان و اعلام کردیا ہے اور اگرچہ اِن معانی کا نام بعض نے
فقر اور بعض نے صفوت یا عادت رکھدیا۔ مگر اِس گروہ کو اِس مین کچھ مخالفت نہین ہوئی۔ زبان
آوردون کو جو اِن معنون کی تحقیق سے بجز مین صرف عبارت مین بحث ہوئی۔ پس کسی نے
تو اِن مین سے فقر کو مقدم کردیا۔ اور کسی نے صفوت کو۔ مگر یہ دونون ڈھکوسلے تھے۔ پس

پس پہلا گروہ تو معانی کی حقیقت کو پہونچ گیا - اور یہ دوسرا گروہ صرف عبارت کی تاریکی مین رہ گیا - اور جب کسیکو وہ حال حاصل ہوتا ہے تو وہ انہین اپنے دل کا قبلہ بنا لیتا ہے - پھر اُسکو چاہے فقر کہین چاہے صوفی - یہ دونون نام ان معنون کے لئے جو فی الحقیقت کسی اسم کے پیچھے آہی نہین سکتے بے اختیاری ہین - یہ اختلاف ابوالحسن معنون کے وقت سے ہے - کیونکہ وہ کبھی اس کشف مین جو بقا سے تعلق رکھتی تھی فقر کو صفوت پر مقدم رکھتا تھا - اُس وقت مین معنے جاننے والے لوگون نے انہین کہا کہ تو ایسا کیون کرتا ہے - کہا جب طبع کو فنا اور نگونساری مین ایک پورا مشرب[1] حاصل ہوتا ہے - اور بقا اور بلندی مین بھی ایسا ہی ہوتا ہے - تو جب مین اس مقام مین ہوتا ہون جس کا تعلق فنا سے ہے صفوت کو فقر پر مقدم رکھتا ہون - اور جب اس مقام مین ہوتا ہون جسکا تعلق بقا سے ہوتا ہے - تو فقر کو صفوت پر مقدم رکھتا ہون کیونکہ فقر بقا کا نام ہے - اور صفوت اس سے فنا بقا مین بقا کی رویت اپنے سے فانی کرتا ہون اور فنا مین فنا کی رویت کو فانی تاکہ میری طبع فنا سے فنا ہوا اور بقا سے بھی فنا - اور یہ سخن عبارت کے رو سے خوب ہین - لیکن فنا کو فنا نہین ہوتا اور بقا کو بھی فنا نہین - جو باقی فانی ہو وہ فانی ہوتا ہے اور جو فانی باقی ہو وہ باقی ہوتا ہے - اور فنا وہ اسم ہے جسمین مبالغہ محال ہے تاکہ کوئی یہ کہے کہ وہ فنا ہوتا ہے کیونکہ یہ مبالغہ اُن معنون کے وجود کے اثر کی نفی کرسکتا ہے جو فنا مین ہین اور جب تک کچھ اثر باقی ہے تب تک فنا نہین اور جب فنا حاصل ہوا پھر فنا کا فنا بے معنی عبارت مین تعجب کرنے کے سوا کچھ نہین ہوتا - اور عبارت کی پرستش کے وقت یہ زبان آوروں کی بیہودہ باتین ہین - اور کتاب بقا اور فنا مین مجھے بھی اس جنس سے سخن ہے - جسکو مین نے احوال کی تیزی اور لڑکپن کی حرص کے وقت مین بنایا تھا لیکن اگر خدا سے بزرگ و بلند نے چاہا تو اس کتاب مین اسکو بڑی احتیاط سے لاتا ہون یہ معنی فقر و صفوت کا فرق ہے - لیکن دنیا کی تجرید کے رو سے فقر اور صفوت ایک معنا ہے اور اپنے آپ کو اُس سے خالی کرنا دوسری چیز ہے - اور اسکی حقیقت فقر اور مسکنت کی طرف لوٹتی ہے بزرگون مین سے ایک گروہ کے لوگون نے کہا ہے - کہ فقیر افضل ہے مسکین سے کیونکہ خدا نے کہا ہے للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض -

---

[1] پانی پینے کی جگہ - مذہب - دین - آئین -

یہ فقرا کے لئے جو خدا کی طاعت اور جہاد مین روک رکھے گئے ہین یہ تجارت اور رزق طلب کرنیکے واسطے زمین پر سیر نہین کرسکتے - کیونکہ مسکین صاحب مال ہوتا ہے اور فقیر مال کے ترک کرنیوالا - پس فقر عزت ہے اور مسکنت ذلت - صاحب مال طریقت مین ذلیل ہوتا ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تعس عبد الدینا تعس عبد الدرھم وتعس عبد الخمیصۃ والقطیفۃ دنیا اور درہم اور نئے پرانے کے بندے (یعنے طالب) کو کمینہ سمجھ ۔

اور مال کا تارک عزیز ہوتا ہے کیونکہ صاحب مال کا اعتماد مال پر ہوتا ہے اور مال کے ترک کرنے والیکا اعتبار خداوند تعالے پر - اور ایک گروہ نے یہ کہا ہے کہ مسکین افضل ہے فقیر سے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللھم احینی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین الٰہی مجھے مسکنت مین زندہ رکھ اور قیامت کے دن گروہ مساکین مین مجھے اٹھا جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکین کو یاد کیا تو کہا اے اللہ مجھکو مسکینون کی زندگی اور موت مین رکھ اور جب فقر کو یاد کیا تو کہا کاد الفقر ان یکون کفرا نزدیک ہے فقر اس کے کفر ہو - اس سبب سے فقیر وہ ہوتا ہے جو کسی سبب کے متعلق ہو اور مسکین وہ جنے اسبابون کو منقطع کیا ہوا ہو - اور شریعت مین علم فقہ جاننے والون مین سے ایک گروہ کے نزدیک فقیر صاحب توشہ ہے اور مسکین مجرد ہے یعنے بے توشہ - اور ایک گروہ کے نزدیک مسکین صاحب توشہ ہے اور فقیر مجرد - پس اس جگہ جو اہل مقامات ہین وہ مسکین کو صوفی کہتے ہین - یہ خلاف فقیہونکے اس اختلاف کے نزدیک ہے کہ فقیر مجرد ہے اور مسکین صاحب توشہ - اور صفوت افضل ہے فقر سے - اختصار کے طور پر فقر اور صفوت مین ان کے اختلاف کے احکام ہین - واللہ اعلم بالصواب -

باب ۴ ملامت مین

فصل ۱ - طریقت کے بزرگون مین سے ایک گروہ نے ملامت کا طریق اختیار کیا ہے - اور ملامت کو بیچی وبتی مین بڑی تاثیر ہے - اور گویا خدا کے لوگ ہی خلعت کی ملامت کے لئے مخصوص ہین - خاصکر اس امت کے بزرگ اور بھی زیادہ ہین - اور جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جو اہل حق کے پیشوا تھے جبتک حق کی دلیل اُنپر ظاہر نہین ہوتی تھی اور وحی اُن پر نہین آتی تھی۔ سب کے نزدیک نیکنام اور بزرگ تھے۔ اور جب دوستی کا لباس اُنہین پہنایا گیا تو لوگون نے اُن کے حق مین ملامت کی زبان دراز کردی۔ بعض نے کہا جادوگر ہے۔ بعض نے کہا دیوانہ ہے۔ بعض نے شاعر کہا۔ بعض نے کہا جھوٹا ہے۔ اور اسی طرح اور بھی ملامت کی۔ اور خدائے بزرگ وبلند نے مومنون کی صفت کو یاد کرکے فرمایا ہے کہ وہ ملامت کرنیوالون کی ملامت سے نہین ڈرتے ولا یخافون لومۃ لائم ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔ اور ملامت کرنے والون کی ملامت سے نہین ڈرتے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اسکو عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑا جاننے والا ہے۔ اور خدا کا طریق ایسا ہے جو کوئی اسکی گفتگو کرتا ہے تمام جہان کو اسکے حق مین ملامت کرنے والا بنا دیتا ہے۔ اور اسکے بھید کو اسکی ملامت مین مشغول ہونے کے سبب لوگون سے نگاہ رکھتا ہے۔ اور یہ خدا کی غیرت ہے کہ اپنے دوستون کو غیرون کے دیکھنے سے بچائے رکھتا ہے تاکسی کی آنکھ ان کے حال کے جمال مینے خلل پرنہ پڑے۔ اور انہین بھی اپنے آپ کی رویت سے نگاہ رکھتا ہے تاکہ وہ اپنا جمال نہ دیکھین اور مغرور نہ ہوجائین۔ اور تکبر وغرور کی آفت مین نہ پڑین۔ پس خدا نے لوگونکو ان کے سر پر چھوڑ دیا ہے تاکہ ملامت کی زبان اپنے دراز کرین۔ اور ملامت کرنیوالے نفس کو انمین مرکب کیا ہے تاکہ انہین کوتاہی کرنے پر ملامت کرے۔ اور خدا کے راستہ مین یہ ایک بڑا قوی اصل ہے کیونکہ طریقت مین اس سے بڑھکر کوئی آفت اور حجاب نہین ہے کہ کوئی اپنے پر تکبر کرنے والا ہو۔ اور تکبر دو چیزون سے پیدا ہوتا ہے ایک تو لوگون کے مرتبہ دینے اور تعریف کرنے سے اسی طرح کہ کسی آدمی کے کام لوگون کو پسند آجاتے ہین اور اس سے اسکی تعریف کرتے ہین اور اس تعریف سے وہ آدمی مغرور ہوجاتا ہے۔ دوسری یہ کہ آدمی کے جو کام لوگون کو پسند آجاتے ہین وہ اپنے آپکو ان کے لائق سمجھتا ہے اور اُن پر تکبر کرتا ہے۔ خداوند تعالے اپنے فضل سے اپنے دوستون پر یہ راستہ بند کردیتا ہے تاکہ ان کے معاملے اگرچہ نیک ہی ہوتے ہین لوگ نہ پسند کرین۔ کیونکہ عوام نے حقیقت کو نہین دیکھا۔ اور خدا کے دوستون کے مجاہدے اگرچہ بہت ہوتے ہین مگر انہون نے انکو اپنی قوت کے نتائج پر محمول نہین کیا۔ اور خدا نے اپنے آپکو پسند کیا ہے اسلئے تکبر سے

بچے رہے ہین - پس جسکو خدائے پسند کیا ہو اگر لوگ اسے نہ پسند کرین تو نہ سہی - اور جو شخص اپنے آپکو پسند کرتا ہے خدا اُسے نہین پسند کرتا - جیسا کہ شیطان کو لوگون نے پسند کیا اور فرشتون نے بھی قبول کیا اور اس سے شیطان نے اپنے آپکو اچھا سمجھا لیکن جب خدائے اسکو پسند نہین کیا تھا تو لوگون اور فرشتون کا پسند کرنا شیطان کے لئے لعنت کا پھل لایا اور آدم کو فرشتون نے ناپسند کیا اور کہا اتجعل فیھا من یفسد فیھا کیا پیدا کرتا ہے تو زمین مین ایسے شخص کو جو فساد کریگا اور اس سے نافرمانی صادر ہوگی - اور آدم نے اپنے آپکو پسند کیا اور کہا ربنا ظلمنا انفسنا اے پروردگار ہمنے نافرمانی کرنے سے اپنے نفسون پر ظلم کیا اور جب خدا کا پسند کیا ہوا تھا خدائے کہا فنسی ولم نجد لہ عزما پس بھول گیا اور نہین پایا ہمنے اسکے لئے خلاف کا ارادہ - اور خدا کا پسند کرنا آدم کے واسطے رحمت کا پھل لایا تاکہ دنیا کے لوگ جان لین کہ اللہ کا مقبول لوگون سے مہجور ہوتا ہے اور لوگون کا مقبول خدا سے مہجور - اس لئے لاچار لوگون کی ملامت خدا کے دوستون کی غذا ہے کیونکہ اس مین قبول کی علامتین ہین اور یہی اسکے ولیون کا مذہب ہے جو قرب کی علامت ہے - خدا کے دوست لوگون کی ملامت سے اسی طرح خوش ہوتے ہین جس طرح لوگ اور لوگون کے نزدیک قبول ہونے سے - اور حدیث مین آیا ہے جیسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے بیان کیا اور جبرئیل نے خداوند تعالیٰ سے کہ خدا نے کہا ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری الا اولیائی - میری دوست میری قبا کے نیچے ہین انہین میرے سوا کوئی نہین جانتا مگر میرے دوست جانتے ہیں -

فصل ۲ لیکن ملامت تین وجہ پر ہوتی ہے - ایک سیدھا چلنے مین - دوسرے قصد کرنے - تیسرے ترک کرنے مین - سیدھا چلنے مین ملامت کی صورت اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ کوئی اپنے کام مین مشغول اور دین کا پیرو ہو اور معاملون کی رعایت رکھے - لوگ اس مین اسکو ملامت کرتے ہین جو دنیا کا طریقہ ہے اور دراصل دین سے فارغ ہے - اور قصد کرنے سے ملامت کی صورت یہ ہے کہ ایک کو لوگون مین بہت مرتبہ ملگیا ہے جس سے وہ لوگون مین نشانہ بن گیا ہے - اور اس کا دل مرتبہ کی طرف مائل نہین - اور اس کی طبیعت لوگون مین نہین لگتی اور چاہتا ہے کہ اپنا دل لوگون سے ہٹائے اور خدا کی طرف مشغول ہو - اسلئے تکلف سے لوگون کی ملامت کا راستہ اس چیز مین جو شرع کے

زیان نہ پہونچائے اختیار کرلیتا ہے۔ لوگ اس سے نفرت کرتے ہین۔ وہ لوگون سے اور لوگ اُس سے فارغ ہوجاتے ہین۔ اور ترک کرنے مین ملامت کی صورت یون ہے کہ کسی کی طبعی گمراہی اور کفر اسکا گریبان پکڑے جس سے وہ شریعت اور شریعت کی پیروی ترک کردے اور کہے کہ یہ ملامت کا طریق ہے جو مین کرتا ہون اور مین راہ راست پر ہون۔ میری اصلی چال راست روی اور نفاق کا نہ اختیار کرنا اور ریا سے ہاتھ ہٹا لینا ہے۔ اس شخص کو لوگون کی ملامت سے کچھ خوف نہین ہوتا اور سب احوال مین اپنی دھن مین لگا رہتا ہے۔ جس نام سے اسے پکارین اُس کے لئے سب برابر ہین۔ مجھے حکایتون مین معلوم ہوا ہے کہ شیخ ابو طاہر حرمی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن گدھے پر سوار بازار مین جارہا تھا اور ایک مرید اُسکے گدھے کی باگ پکڑے ہوئے تھا۔ ایک شخص نے آواز دی کہ وہ بیدین پیر آیا۔ جب مرید نے یہ آواز سنی تو آواز دینے والیکو زخمی کرنا چاہا اس سے بازار کے سب لوگ جوش مین آگئے۔ شیخ نے مرید کو کہا کہ اگر تو چپ ہورہے تو مین تجھے ایک ایسی بات بتاؤن گا کہ تیرا یہ رنج جاتا رہیگا۔ مرید چپ ہورہا۔ جب اپنے مکان مین آئے تو شیخ مرید کے پاس ایک صندوق لایا جسمین خط بھرے تھے۔ خطون کو باہر نکالا اور اُنہین کھول کر مرید کے آگے رکھا اور کہا دیکھ یہ بہت سے آدمیون کے خطوط ہین۔ کسی نے شیخ الاسلام سے مجھے خطاب کیا ہے۔ کسی نے شیخ زکی سے۔ کسی نے شیخ زاہد سے۔ کسی نے شیخ الحرمین سے۔ اور اسی طرح سب القاب ہین نام کسی نے بھی نہین لکھا۔ اور مین ایسا نہین ہون۔ ہر ایک نے اپنے اعتقاد کے موافق مجھے ایک لقب دیا ہے۔ اگر اس بیچارہ نے بھی اپنے اعتقاد کے مطابق کچھ کہا اور مجھے ایک لقب دیدیا تو کیا ہوا تو یہ جھگڑا کیون اُٹھاتا ہے۔ لیکن وہ شخص جسکا طریق ملامت سے یہ قصد ہو کہ وہ مرتبہ اور ریاست کی ترک کرے۔ وہ ایسا ہے جیسا کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان سے لوگون نے روایت کی ہے کہ وہ ایکدن کھجورون کے باغ سے آتے تھے اور کھجور کی سوکھی لکڑیون کا گٹھا ان کے سر پر رکھا ہوا تھا حالانکہ چار سو غلام رکھتے تھے۔ لوگون نے کہا اے امیر المومنین یہ کیا حال ہے آپ نے کہا اردت ان اجرب نفسی میرے پاس غلام ہین جو یہ کام بھی کرلین۔ لیکن مین چاہتا ہون کہ مین اپنے نفس کا تجربہ کرون۔ پس ایسا ہی ہونا چاہئے تاکہ انسان کو علو مرتبہ کسی کام سے ہٹا نہ رکھے۔ اور ملامت کے ثبوت پر یہ اپنی حکایت

ظاہر ہے - اور اِن سنون مین امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک حکایت ہے اور اِس کتاب مین جس جگہ اُن کا ذکر آئیگا اگر خدا نے چاہا تو وہان لکھی جائیگی - اور ابو یزید سے روایت کرتے ہین کہ حجاز کے سفر سے آتے تھے - شہر رے مین یہ شور مچا کہ بایزید آیا ہے - شہر کے سب آدمی بایزید کے پاس گئے تاکہ عزت سے اِسکو شہر مین لائین - بایزید اِن کی رعایت کے لئے اِن سے مشغول ہوا اور حق سے باز رہا اور پریشان ہوا - جب بازار مین آیا آستین سے ایک ولی نکالی اور کھانے لگ گیا - یہ دیکھتے ہی سب آدمی بایزید سے پھر گئے اور اسکو اکیلا چھوڑ گئے - کیونکہ یہ امر رمضان کے مہینے مین ہوا - بایزید نے اپنے ساتھی مرید کو کہا کہ تو نے دیکھا کہ طریقت کی شریعت کے ایک مسئلہ پر مین نے عمل کیا تو سب لوگ مجھکو چھوڑ گئے - اور مین جو عثمان جلالی کا بیٹا علی ہون کہتا ہون کہ اِس زمانہ مین ملامت کے واسطے ایک بُرے فعل کا ہونا لائق تھا اور کسی ایسی چیز کا پیدا ہونا جو عادت کے خلاف ہو اور اگر کوئی اب چاہے کہ لوگ اُسکی ملامت کرین تو اسے کہدے کہ جا نماز کی دو رکعتین فروتنی سے زیادہ لمبی کرکے پڑھ اور یا دین کو پورا پورا اختیار کرلے - سب لوگ اچانک تجھے منافق اور ریاکار کہنے لگ جائین گے - لیکن وہ شخص جسکا طریق ترک ہے اور شریعت کے خلاف کوئی چیز اختیار کرکے کہتا ہے کہ مین یہ ملامت کا طریق اختیار کرتا ہون تو یہ ظاہر اگر ریا ہی اور آفت ہے اور سچی حرص - جیسا کہ اِس زمانہ مین ایسے بہت ہین کہ اُن کا مقصود لوگون کے رد کرنے سے انکا قبول کرنا ہوتا ہے - کیونکہ پہلے چاہئے کہ کوئی مقبول ہوتا کہ وہ لوگون کے رد کرنیکا قصد کرے اور ایسے فعل سے نمودار ہو کہ لوگ اِس فعل کو رد کرین - جو قبول نہ کی ہوئی چیز ہو اُس کے واسطے رد کرنے کا تکلف کرنا - قبول کرنے کے لئے بہانہ ہوتا ہے - مصنف کو ایک وقت اِن جھوٹے مدعیون مین سے ایک کی صحبت کا اتفاق ہوا - جو ایک دن ایک خراب معاملہ مین ظاہر ہوا - اور اِس معاملہ کے لئے ملامت کو عذر لایا - ایک نے اِسکو کہا کہ یہ کچھ بات نہین بہانہ ہے - اِس سے وہ غصہ مین بھر گیا - مین نے کہا اے فلانے اگر تو ملامت کا دعوی کرتا ہے اور اِس مین درست ہے تو تیرے فعل کے لئے اِس جوانمرد کا انکار تیرے مذہب کی تاکید ہے - اور جب وہ تیرے ساتھ تیرے طریقہ مین موافقت کرتا ہے تو پھر یہ لوائی جھگڑا کیا ؟ اور یہ غصہ کس لئے ؟ تیرا یہ قصہ بہ نسبت ملامت کے دعوت سے زیادہ مشابہ ہے - اور جو شخص لوگون کو کسی حق امر کیطرف دعوت کرتا ہے اسکو کوئی دلیل چاہئے اور

اِس کی دلیل کا طریقہ نگاہ رکھنا ہوتا ہے۔ جب مین تجھسے فرض کی ترک ظاہر دیکھتا ہون۔ اور لوگون کو تو اِسکی طرف دعوت کرتا ہے تو تیرا یہ کام اسلام کے دائرہ سے باہر ہے۔

فصل ۲ - پہچان کہ طریقت مین اپنے زمانہ کے شیخ ابو حمدون قصارؒ نے ہماری امت کے مذہب کو شہرت اور رونق دی ہے۔ اور ملامت کی حقیقت مین اِن سے بہت سے لطیفے ہین۔ انکا قول ہے کہ الملامۃ ترک السلامت۔ ملامت سلامتی کا ترک کرنا ہے اور جب کوئی شغف کی امید اور جمال کی خواہش مین جان کر اپنی سلامتی کو چھوڑدیتا ہے تو وہ بلاؤن اور مصیبتون کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے اور اپنی الفت کی گئی اور راحت کی چیزون سے کنارہ کرلیتا ہے۔ اِسلئے لوگون سے امید نہین رکھتا۔ اِسکی طبیعت اپنی محبت اِن سے ہٹالیتی ہے۔ کیونکہ جسقدر کوئی زیادہ اِن سے جُدا ہوتا ہے اُسیقدر خدا کے نزدیک ہوتا ہے۔ پس سلامتی جسکی طرف دنیا کے سب لوگون کا منہ ہوتا ہے اہل ملامت کی اِسکی طرف پیٹھ ہوتی ہے۔ اِسلئے کہ اِن کا ارادہ اَورون کے ارادون کے برخلاف ہے۔ اور اِن کی ہمت انکی ہمت کے برعکس۔ صوفی اپنی صفتون مین تنہا ہوتے ہین جیسے کہ ناتک کا بیٹا احمد منصور کے بیٹے حسین سے روایت کرتا ہے کہ لوگون نے حسین سے پوچھا۔ من الصوفی قال وجدانی الذات۔ صوفی کون ہے۔ جواب دیا جو اللہ کی معرفت کو پائے۔ اور ابو حمدون سے لوگون نے ملامت کی نسبت پوچھا۔ کہا ملامت کا راستہ لوگون پر بہت مشکل اور پیچیدہ ہے۔ لیکن کچھ کہتا ہون رجاء المرجیۃ وخوف القدریۃ۔ مرجیون کی امید اور قدریون کا خوف ملامت کی صفت ہے۔ اور اِن معنون مین اِس مطلب کی طرف رمز ہے کہ یہ طبع خداوند تعالیٰ کی درگاہ سے جسقدر لوگون کے مرتبہ سے نفرت کرتی ہے اِس سے زیادہ اور کسی چیز سے نہین کرتی۔ اور آدمی یہی چاہتا ہے کہ کوئی اِسکی تعریف کرے تعریف پر جان اور دل دیتا ہے اور خدائے بزرگ و بلند سے ہٹ رہتا ہے۔ پس خوف کرنیوالا ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہے کہ خطرہ کے مقام سے دور رہے۔ اور اِس کوشش مین طالب کو دو خطرے پیش آتے ہین۔ ایک خلقت کے حجاب کا خوف ہے۔ دوسرے ایسے فعل کا نہ کرنا کہ لوگ اُسکے اِس فعل پر اِس کے ساتھ گنہگار ہون اور اِسپر ملامت کی زبان دراز کرین۔ نہ یہ چاہتا ہے کہ اِن کے مرتبہ مین آرام پائے اور نہ یہ کہ اُنکو اپنی ملامت مین گنہگار کرے۔ پس ملامتی کے لئے چاہئے کہ دنیا اور عاقبت کی خصومت اِس امر مین جو اِس کے

حق مین کہین لوگون سے ترک کردے اور دل کی نجات کے لئے وہ کام کرے جو شریعت مین نہ کبیرہ ہو نہ صغیرہ ۔ تاکہ لوگ اسکو رد کرین اور اسکا خوف معاملون مین قدریون کے خوف کیطرح ہو اور اسکی امید معاملہ کرنیوالون مین مرجون کی امید کیطرح ۔ اور دوستی کی حقیقت مین ملامت سے کوئی چیز زیادہ خوش نہین ۔ کیونکہ دوست کے دل پر ملامت دوست کا اثر نہین ہوتا اور نہ دوست کا گذر دوست کے کوچہ کے سوا کہین اور جگہ ہوتا ہے اور نہ دوست کے دل پر غیرون کا خطرہ ۔

اجد الملامة فی هواك لذیذة لان الملامة روضة العاشقین ونزهة المحبین وراحة المشتاقین وسرور المریدین مین تیری محبت مین ملامت کو لذیذ پاتا ہون کیونکہ ملامت عاشقون کا باغ ہے اور محبون کی تازگی اور مشتاقون کا آرام اور مریدون کی خوشی ۔ اور اس گروہ کے لوگ تن کی ملامت اختیار کرنے سے دونون گروہون یعنے انسانون اور جنون سے سلامتی کے لئے مخصوص ہین ۔ اور مقربون ۔ کروبیون ۔ روحانیون مین سے کیکو بھی یہ درجہ حاصل نہین ہے ۔ اور پہلی امتون مین سے بھی اس امت کے اس گروہ کے سوا جو دل کے قطع کرنے کے راستہ مین چلے ہین ۔ زاہدون ۔ عابدون ۔ خدا کے طالبون اور راغبون مین کیکو یہ مرتبہ نہین ملا ۔ لیکن میرے نزدیک ملامت طلب کرنی عین ریا ہے ۔ اور ریا عین نفاق کیونکہ ریا کار تکلیف کے اس راستے پر چلتا ہے جس مین لوگ اسکو قبول کرین اور ملامتی تکلف سے اس راستہ پر جاتا ہے کہ لوگ اسکو رد کرین اور یہ دونون گروہ لوگون مین رہ گئے اور ان سے باہر گذر نہین سکتے کیونکہ ایک اس معاملہ سے ظاہر ہوا ہے اور ایک اس معاملہ سے ۔ اور درویش کے دل پر خلقت کے بیچ ہونیکی بات جمی ہوئی ہوتی ہے ۔ پس جب وہ لوگون سے دل الگ کئے ہوئے ہے تو ان دونون معنون سے فارغ ہوتا ہے اور کسی چیز کا پابند نہین ہوتا ۔ مجھے ایک دفعہ ماوراالنہر کے ملامتیون مین سے ایک کی صحبت کا اتفاق ہوا ۔ وہ جب خوش ہوا مین نے اس سے کہا اے بھائی ان شوریدہ پریشان فعلون سے تیری مراد کیا ہے ؟ کہا لوگون سے پیچھا چھڑانا ۔ مین نے کہا لوگ بہت ہین اور تیری عمر کم ۔ زمانہ مین تو یہ طاقت نہین پائے گا کہ لوگون سے پیچھا چھڑا سکے تو آپ انکا پیچھا چھوڑ دے تاکہ اس سارے شغل سے تو چھوٹ جائے ۔ اور ایسے لوگ ہوتے ہین کہ لوگون مین مشغول ہوتے ہین ۔ اور خیال کرتے ہین کہ لوگ ان کی طرف مشغول ہین ۔ پس کوئی

شخص تجھے نہین دیکھتا تو اپنے آپ کو نہ دیکھ - جب زمانہ کی آفت تیری دیکھی ہوئی ہے تجھے غیر سے کیا کام - جسکی شفا کچھ نہ کھانا ہے اگر وہ کھانے سے شفا طلب کرے تو وہ سیکھون مین سے نہین ہوتا - اور پھر ایک گروہ کے لوگ ریاضت کے واسطے نفس کو سلامتی بناتے ہین تاکہ لوگون کی خواری سے اِن کا نفس ادب سیکھے اور نفس سے اپنی داد پائین کیونکہ اِن کی زیادہ خوشی یہی ہے کہ اپنے نفس کو بلا اور خواری مین پائین - ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کرتے ہین کہ ایک نے اِن سے پوچھا کہ کبھی تو نے اپنی مراد پائی ہے یا اپنی مراد کو پہونچا ہوا دیکھا ہے کہا ہان دو دفعہ - ایک دفعہ مین کشتی مین تھا اور مجھے اِس مین کوئی نہین پہچانتا تھا - بہت پُرانا جامہ پہنا ہوا تھا اور لمبے بال تھے - مین ایسے حال مین تھا کہ کشتی کے سب لوگ مجھ پر افسوس کرتے تھے اور ہنستے تھے اور کشتی مین ایک شخص ایسا تھا جو ہر وقت آتا تھا اور میرے سر کے بال کھینچتا تھا اور نوچتا تھا اور سب مسخراپن سے میری حقارت کرتے تھے اور مین اپنے آپ کو اپنی مراد پر پاتا تھا اور اپنی اِس حقارت پر خوش ہوتا تھا یہان تک کہ ایک دن وہ خوشی اپنی غایت یعنے پوری حد کو پہنچ گئی اور اِسکا سبب یہ ہوا کہ کوئی مسخرا اُٹھا اور مجھ پر پیشاب کر دیا - دوسری دفعہ بڑی بارش کے وقت مین ایک گاؤن مین پہنچا - جاڑے کی موسم کی سردی نے مجھ پر غلبہ کیا ہوا تھا اور مرقعہ میرے تن پر بھیگ گیا تھا - مین ایک مسجد مین گیا اور لوگون نے مجھے اُس جگہ رہنے نہ دیا دو اَور مسجدون مین بھی یہی حال ہوا - سردی نے دل پر غلبہ پالیا آخر حمام کی بھٹی پر آیا اور اپنا دامن اُس آگ پر تن دیا - اسکا دھوان مجھ مین بھر گیا اور میرا جامہ اور منہ سیاہ ہو گیا - اِسوقت بھی مین اپنی مراد کو پہنچا تھا - اور مین کہ عثمان ہلالی کا بیٹا علی ہون مجھے ایک وقت ایک واقعہ پیش آیا - اِس امید پر کہ واقعہ حل ہو مین نے بہت کوشش کی مگر حل نہ ہوا - اور اِس سے پہلے ایک وقت مجھے اِسی قسم کا واقعہ پیش آیا تھا اور اِس کے حل ہونیکے واسطے شیخ ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر مین اُسوقت تک مجاور رہا تھا جبتک کہ وہ حل ہوا - اِس دفعہ بھی وہان کا ارادہ کیا اور اِس امید پر کہ یہ واقعہ حل ہو - تین مہینے شیخ ابویزید کی قبر پر مجاور رہا مگر حل نہ ہوا - اور واقعہ کے حل ہونیکی امید پر ہر روز تین دفعہ نہاتا تھا اور تیس دفعہ وضو کرتا تھا - جب حل نہ ہوا تو وہان سے اُٹھا اور خراسان کے سفر کا ارادہ کیا - اِس ولایت مین ایک رات شہر کش کے علاقہ کے ایک گاؤن مین پہنچا جہان ایک

خانقاہ تھی - اور صوفیون کی ایک جماعت - سنت کے طور پہ مین نے ایک سخت گودڑی پہنی ہوئی تھی اور عصا اور چمڑے کے لوٹے کے سوا اہل رسم کے اسباب مین سے میرے پاس کچھ نہ تھا - اس جماعت کی آنکھ مین مین بہت حقیر معلوم ہوا اور مجھے کسی نے نہ پہچانا - وہ اپنی رسم کے مطابق ایک دوسرے کو کہتے تھے کہ یہ ہم مین سے نہین ہے - اور ٹھیک بھی یہی تھا کیونکہ مین اُن مین سے نہ تھا لیکن اس رات مجھے اس جگہ رہنا ضروری تھا - مجھے ایک بالاخانہ پر بٹھا دیا اور آپ ایک بالاخانہ پر جو مجھ سے زیادہ بلند تھا چڑھ گئے اور ایک سوکھی روٹی جو پڑے رہنے کے سبب سبز رنگ ہوگئی تھی - میرے آگے رکھدے اور مین ان سے اس طعام کی بُو جسے وہ کھاتے تھے سونگھتا تھا - اور بالاخانہ سے میرے ساتھ بطور طنز کے باتین کرتے تھے - جب طعام کھا چکے تو خربوزے کھانے لگ گئے اور میری حقارت اور اپنی خوش طبعی کی وجہ سے اُن کے چھلکے میرے سر پر پھینکتے تھے اور مین اپنے دل مین کہتا تھا کہ اے اللہ اگر مین ان لوگون مین سے نہ ہوتا جو تیرے دوستون کا جامہ رکھتے ہین تو مین ان سے الگ نہ ہوتا - جسقدر اُن کا وہ طعنہ مجھ پر زیادہ ہوتا تھا میرا دل اس مین خوش ہوتا تھا یہان تک کہ اس طعنہ کے بوجھ اُٹھانے سے وہ واقعہ جو مجھ پر حل نہین ہوا تھا حل ہوگیا - اور اسوقت مینے جانا کہ بزرگون نے کس لئے جاہلون کو اپنے مین راہ دیا ہے اور کس لئے اِن کا بوجھ اُٹھاتے ہین - ملامت کے احکام جنہین مین نے بڑی تحقیق سے پیدا کیا ہے یہ ہین - بتوفیق اللہ و تبارک و تقدس ٭

باب ۵ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے صوفیون کے پیشواؤں کے ذکر مین

فصل ۱ - اَب ہم اُن اصحابہ رضی اللہ عنہم کا احوال بیان کرتے ہین - جو صوفیون کے امام اور معاملات مین پیغمبرون کے بعد اِن کے پیشوا گذرے ہین اور انفاس مین اُنکے برگزیدہ - اور احوال مین اُن کے رہنما سابقین الاوّلین - تاکہ تیری مراد کے ثبوت کے لئے بڑی تاکید ہو - انشاء اللہ عزوجل - پیغمبرون کے بعد جو سب لوگون سے اچھے اور برگزیدہ ہین اہل تجرید کا سردار اور امام اور خلیفہ اور سلام کا شیخ اور صاحبان تجرید کا شہنشاہ اور انسانی آفتون سے دور امیرالمومنین ابوبکر عبداللہ صدیق بیٹا عثمان کا اِن مین سے ہے اِن کی کرامتین مشہور ہین اور معاملون اور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر

حقیقتون مین آیتین اور دلیلین ظاہر ہین۔ اور تصوف کے باب مین اِن کا حال تھوڑا سا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ بزرگ انہین اِن کی حکایتون اور روایتون کی کمی کے سبب صاحبان مشاہدہ کا پیشوا سمجھتے ہین۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے معاملہ کی سختی کے باعث اہل مجاہدہ کا پیشوا۔ اور صحیح حدیثون مین لکھا ہے اور عالمون مین مشہور ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کیوقت نماز ادا کرتے تھے تو قرآن آہستہ پڑہتے تھے۔ اور جب عمر رضی اللہ عنہ نماز ادا کرتے تھے تو قرآن اونچے پڑہتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تو قرآن کیون آہستہ پڑھتا تھا کہا اسمع من اناجیہ جسکی مین مناجات کرتا ہون وہ بہت بڑا سُننے والا ہے کیونکہ مین جانتا ہون کہ خدا مجھ سے غائب نہین ہے اور اُس کی شنید کے نزدیک میرا آہستہ پڑھنا اور بلند پڑھنا دونون برابر ہین۔ اور جب عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تو کیون اونچے پڑھتا ہے تو اُنہون نے کہا۔ مین سوئے ہوئے آدمیون کو جگاتا ہون اور شیطان کو دور کرتا ہون۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدہ کا نشان دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مشاہدہ کا اور مجاہدہ کا مقام مشاہدہ کے مقام کے پہلو مین ایسا ہے جیسا دریا مین قطرہ۔ اِسی واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ھل انت الا حسنۃ من حسنات ابی بکرؓ اے عمر تو ابی بکر کی نیکیون مین سے ایک نیکی ہے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ جن سے اسلام کی عزت تھی ابوبکر کی نیکیون مین ایک نیکی تھے تو دیکھ جہان کے لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسدجہ پر ہونگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے کہا ہے دارنا فانیۃ واحوالنا عاریۃ وانفاسنا معدودۃ وحسلنا موجودۃ ہمارا مقام فانی ہے اور ہمارا احوال اس مین عاریتی ہے۔ اور ہمارے سانس گنتی کے ہین اور ہماری سستی ظاہر ہے۔ پس فانی مقام کی عمارت کرنی نادانی ہے۔ اور عاریتی[1] حال پر بھروسہ کرنا بیوقوفی۔ اور دل کو گنتی کے سانسون پر لگا دینا غفلت۔ اور سستی کو دین کہنا زیان کاری ہے۔ کیونکہ جو عاریتی چیز ہوتی ہے اِسے پھر واپس لے لیتے ہین اور جو گذر جانیوالی چیز ہوتی ہے وہ نہین رہتی اور جو چیز شمار مین آتی ہے وہ انجام کو پہونچ جاتی ہے اور سستی کیلئے کوئی دار و نہین۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمین بتلایا ہے کہ دنیا اور دنیا کی

[1] عاریت جو چیز دی اور پھر لیلیں۔

چیزون کے لئے اتنا کم خطرہ نہین کہ ان کی طرف دل لگایا جائے کیونکہ جب تو فانی کیطرف مشغول ہوگا تو باقی سے حجاب مین ہو جائیگا۔ جب نفس اور دنیا حق سے طالب کے لئے حجاب ہین تو اسکے دوستون نے ان دونون سے پرہیز کیا ہے۔ اور جب جان لیا کہ عاریتی ہے اور عاریتی چیز اورون کا ملک ہوتی ہے تو اورون کے ملک سے اپنے دخل کا ہاتھ کوتاہ کر لیا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کرتے ہین کہ انہون اپنی دعا مین کہا ہے اللھم انبسط فی الدنیا وزھدنی فیھا۔ اے اللہ میرے لئے دنیا کو فراخ کر اور مجھے زاہد کر اسمین پہلے کہا ہے دنیا ہمپر فراخ کر اور پھر یہ کہ مجھے اسکی آفت سے نگاہ رکھ۔ ان سنون مین یہ رمز ہے کہ پہلے دنیا دے تاکہ مین اسکا شکر کرون پھر یہ توفیق دے کہ تیرے لئے دنیا سے ہاتھ ہٹالون۔ اور اس سے منہ پھیرلون تاکہ شکر اور موافقت کا درجہ بھی پالون اور صبر کا مقام بھی اور اس سے فقیر مین نے اختیار اور بیچارہ نہ ہون کیونکہ اس حالت مین میرا فقر اختیار سے ہوگا۔ اور معاملہ کے اسی پہلو کے لئے یہ معنے روا ہین جو اس سے بیان کئے ہین کہ جسکا فقر اضطرار سے ہو یہ بیچارہ اور نے اختیار ہونے سے ہو وہ اس فقر سے جو اضطرار سے ہو زیادہ تمام ہوتا ہے کیونکہ اگر اضطرار سے ہو تو وہ فقر۔ فقیر کی صفت نہین۔ اور اگر اپنے اختیار سے ہو تو فقر فقیر کی صفت ہے اور جب فقیر کا کسب فقر کو دبردستی اپنی طرف کھینچنے سے منقطع ہوتا ہے تو وہ فقر اس سے بہتر ہے کہ تکلف سے اپنے لئے کوئی درجہ بنائے۔ ہم کہتے ہین کہ فقر کی صفت زیادہ ظاہر اسوقت ہوتی ہے کہ غنا کے حال مین فقر کا ارادہ فقر اختیار کرنے والے کے دل پر غالب ہو اور اسکا عقد عمل کرے کہ وہ عمل اسکو آدم اور آدم کی اولاد کی محبت کی گئی چیزون سے جو دنیا ہے ہٹالے۔ صفت فقر اس طرح ظاہر نہین ہوتی کہ فقر کے حال مین غنا کی خواہش اسکے دل پر غالب ہو اور اسکا عقد عمل کرے کہ اسکو درم کے لئے بادشاہون اور ظالمون کی درگاہ اور گھر پر جانا پڑے۔ فقر کی صفت یہ ہے کہ غنا سے فقر مین پڑے نہ یہ ہے کہ فقر مین ریاست کی طلب کرے۔ اور صدیق اکبر رض پیغمبرون کے بعد کہ ان سب پر اللہ کا درود ہو سب لوگون کے پیشوا ہین اور یہ روا نہین ہے کہ کوئی صدیق اکبر سے بڑھکر قدم رکھے جیسا کہ اوپر گذرا ہے اسلئے اختیاری فقر کو اضطراری فقر پر مقدم سمجھے۔ اور اس پر کے سوا جس کا ہمنے ذکر کیا ہے اور اسکے مقبولون کی دلیل بھی روبرو بیان کی ہے۔ سب صوفی بزرگون کا

یہی مذہب ہے - اور مشائخ متصوفہ کے گروہ نے اپنے مذہب کو صدیق اکبر کے قول سے موکد و مدلل کیا ہے اور زہری ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ جب خلافت کے واسطے ان سے بیعت کی تو آپ منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا اور خطبہ کے درمیان مین کہا واللہ ما کنت حریصا علی الامارۃ یوما ولا لیلۃ قط ولا کنت فیھا راغبا ولا سالتھا اللہ قط فی سر وعلانیۃ ومالی فی الامارۃ من راحۃ مجھے خدا کی قسم ہے کہ مین امارت پر ہرگز حریص نہین ہون اور نہ تھا - رات دن مین کبھی اس امر کا ارادہ میرے دل پر نہین گذرا - اور مجھے اسمین رغبت نہین ہوئی - اور نہ مین نے خداوند تعالی سے ظاہر اور پوشیدہ مین کبھی ہی اسکا سوال کیا ہے - اور نہ مجھے اس مین راحت ہے - اور جب بندہ کو خدا سے بزرگ و بلند صدق کے کمال پر پہونچاتا ہے اور عزت کے مقام مین عزت دیتا ہے تو وہ خدا کے وارد کو دیکھتا رہتا ہے کہ وہ کس صفت پر آتا ہے - جس صفت پر وہ آتا ہے بندہ اسی صفت مین ہو جاتا ہے - اگر فقیر کے حکم سے آئے تو فقیر ہو جاتا ہے اور اگر امیر کے حکم سے آئے تو امیر - اس مین اپنا تصرف اور اختیار نہین کرتا - جیسا کہ صدیق اکبر رضہ نے ابتدا مین اور اس مرتبہ مین بھی تسلیم کے سوا اور کچھ اختیار نہین کیا - اور انتہا مین بھی ایسا ہی کیا ہے - پس تجرید مین اور فقر مین اور فقر پر حرص کرنے مین - اور ریاست کے ترک کرنے کی آرزو مین اس طریقہ کی پیروی ابوبکر سے ہے - جو سب مسلمانون کے امام دین عام طور پر اور اس طریقت کے لوگون کے خاص طور پر - اور اہل ایمان کا سردار - اہل احسان کا پیشوا - اہل تحقیق کا امام - اور محبت کے دریا مین غریق ابوحفص عمر رضہ بیٹا خطاب کا بھی ان مین سے ہے - ان کی کرامتین مشہور ہین - اور ذکر کی گئی بزرگیان ان سے مخصوص ہین - اور طریقت و معانی کی باریکیون مین دانائی اور مضبوطی سے ان کے لطیفے ہین - اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے الحق ینطق علی لسان عمر خدا عمر کی زبان پر سخن کہتا ہے - اور یہ بھی کہا ہے قد کان فی الامم محدثون فان کان منھم فی امتی فعمر پہلی امتون مین محدث تھے اور اگر ان مین سے میری امت مین ہو تو وہ عمر ہے - عمر رضی اللہ عنہ کی اس طریق مین بہت رمزین ہین اور اس سے زیادہ ہین کہ اس کتاب مین سب بیان کر سکین - مگر ان کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے - عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت عمر کا ذکر

آپ نے کہا ہے العزلت راحۃ من خلطاء السوء گوشہ نشینی بُرے ہمصحبتوں سے آرام ہے۔ اور گوشہ نشینی دو طرح پر ہے۔ ایک تو لوگوں سے مُنہ پھیر لینا ہے اور دوسرے ان سے قطع کر لینا۔ اور لوگوں سے مُنہ پھیر لینا خالی جگہ کا اختیار کرنا ہوتا ہے اور ظاہر میں اپنے ہمجنسوں کی صحبت سے پرہیز کرنا۔ اور اپنے علموں کے عیبوں کے سبب اپنے ساتھ آرام پانا۔ اور آدمیوں کے میل جول سے اپنی خلاصی چاہنی۔ اور لوگوں کو اپنی بدی سے امن میں کرنا۔ اور لوگوں سے قطع کرنا دل کے متعلق ہے۔ اور دل کی صفت کو ظاہر سے کچھ تعلق نہیں۔ جب کوئی شخص دل سے لوگوں اور لوگوں کی صحبت سے قطع کرلے اسکو مخلوقات سے کچھ خبر نہیں ہوتی تاکہ مخلوقات کا اندیشہ اسکے دل پر غالب ہو۔ اور اس وقت یہ شخص اگرچہ لوگوں کے درمیان ہی ہو لوگوں سے الگ ہوتا ہے اور اسکی ہمت ان سے جدا۔ اور یہ مقام بہت بلند اور دور ہے۔ اور اس صفت میں ٹھیک چلنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے گوشہ نشینی کی راحتوں سے پتہ دیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ ظاہر میں لوگوں میں امارت اور خلافت سے تھے یعنے امیر اور خلیفہ۔ اور یہ اس امر کی ظاہر دلیل ہے کہ اہل باطن اگرچہ ظاہر میں لوگوں کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں انکا دل حق سے لگا ہوا ہوتا ہے۔ اور سب احوال میں خدا کی طرف رجوع کرنیوالے ہوتے ہیں اور لوگوں کی ہمنشینی کو خدا کی طرف سے جدا سمجھتے ہیں اور صحبت خلق میں ہی خدا سے گریز نہیں کرتے کیونکہ دنیا خدا کی دوستوں کے لئے کبھی صاف نہیں اور نہ اسکا احوال پاک ہے۔ جیسا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ دار اً است علی البلوی بلا بلوی محال۔ وہ سرا جسکی بنیاد بلا پر رکھی گئی ہو بغیر بلا کے اسکا ہونا محال ہے۔ کیونکہ بلا سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ اور عمر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص اصحابوں میں سے تھے اور خدا کی درگاہ میں ان کے سب فعل مقبول تھے۔ یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے زمانہ ابتدا میں آئے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا یا محمد قد استبشر اھل السماء الیوم باسلام عمر۔ اے محمد صلعم تحقیق آج عمر کے اسلام سے اہل آسمان کو خوشخبری دیتا ہوں۔ پس چونکہ حضرت عمر رضہ سب احوال میں اہل حق کا امام ہے۔ اس گروہ کو مرقعہ پہننے اور دین میں مضبوط ہونے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پیروی ہے۔ اور حیا کا خزانہ۔ اہل وفا کا بندہ۔ اور خدا کی درگاہ کے متعلق

اور محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے آراستہ - ابو عمرو عثمان بیٹا عفان کا بھی ان مین سے ہے جنکے فوائد اور مناقب ظاہر ہین - ریاح کا بیٹا عبد اللہ اور ابو قتادہ خدا ان دونون سے راضی ہو روایت کرتے ہین کہ حرب الدار کے دن ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے جب مخالف ان کی درگاہ پر جمع ہوئے تو ان کے غلامون نے ہتھیار اٹھائے - عثمانؓ نے کہا جو شخص ہتھیار نہ اٹھائیگا وہ میرے مال سے آزاد ہے اور ہم گھر کے مارے باہر نکل آئے - حضرت علی کے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ہمین راستہ مین آتے ہوئے ملے - ہم ان کے ساتھ واپس لوٹے اور عثمان کے پاس آئے تاکہ معلوم کرین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیٹے امام حسنؓ کس کام کے لئے جاتے ہین - جب امام حسن آئے تو عثمان کو سلام کیا اور اس بلا پر عثمان سے دلسوزی ظاہر کی اور کہا اے امیر المومنین مین تیرے حکم کے سوا مسلمانون پر تلوار نہین کھینچ سکتا تو امام حق ہے مجھے حکم دے تاکہ اس قوم کی بلا تجھ سے رفع کرون - عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یا ابن اخی ارجع واجلس فی بیتک حتی یاتی اللہ بامرہ فلا حاجۃ لنا فی اھراق الاما ای میرے بھائی کے بیٹے لوٹ جا اور اپنے گھر مین بیٹھا دیکھین کہ خدا تعالی کا حکم اور اسکی تقدیر کیا ہے کیونکہ ہمین مسلمانون کے خون بہانے کی حاجت نہین ہے - اور دوستی کے درجہ مین بلا کے وارد ہونے کی حالت مین یہ تسلیم کی علامت ہے - جیسا کہ جب نمرود نے ابراہیم خدا کی امت ہوا گ روشن کی اور حضرت ابراہیم کو اسپر اللہ کا درود اور سلام ہو آگ مین ڈالنے کیلئے منجنیق[1] کے ایک پڑے مین بٹھایا تو جبرئیل آیا اور کہا ھل لک من حاجتہ کیا تجھے کوئی حاجت ہے - ابراہیم نے کہا اما الیک فلا مجھے تیری کوئی حاجت نہین - جبرئیل نے کہا خدا سے مانگ - جواب دیا حسبی من سوالی علمہ بحالی کافی ہے کہ وہ میرے حال کو جانتا - میرے سوال کی کیا ضرورت ہے پس عثمان اس جگہ خلیلؑ کی بجا تھے جو منجنیق مین تھا اور غوغا کا مجمع ہونا آگ کی بجا ہے - اور حضرت امام حسن جبرئیل کی بجا ہے - لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نجات مین تھے اور حضرت عثمانؓ ہلاکت کی بلا مین اور نجات کا تعلق بقا سے ہے اور ہلاکت کا فنا سے - اس سے پہلے ان مضمون مین ہمنے تھوڑا سا بیان بھی کیا ہے - پس مال اور جان کے خرچ کرنے مین اور جیا مین - اور اپنے

---

[1] منجنیق - قلعہ کی دیوار پر بڑے بڑے پتھر پھینکنے کا آلہ ہے -

کاموں کو خدا کے سپرد کرنے ہیں۔ اور دلی محبت سے عبادت کرنے ہیں اس گروہ کی پیروی ابوعمرو عثمان سے ہے۔ اور وہ حقیقت اور شریعت میں سچا امام ہے اور دوستی میں ان کی تربیت ظاہر ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے بلا کے بحر میں ڈوبے ہوئے۔ محبت کی آگ میں جلے ہوئے۔ سب ولیوں اور برگزیدوں کے پیشوا۔ ابوطالب کے بیٹے ابوالحسن علی کرم اللہ وجہہ بھی ان میں سے ہیں۔ انہیں اس طریقت میں بہت بڑا شان اور بلند درجہ ہے۔ اور عبارتوں کی دقت میں جو حقیقتوں کے اصول میں ہیں پورا حصہ رکھتے تھے۔ یہانتک کہ جنید کہتا ہے وشیخنا فی الاصول والبلا علی المرتضیٰ اصول طریقت اور بلا کشی میں ہمارا امام اور شیخ علی مرتضیٰ ہے یعنے اس طریقہ کے معاملوں اور علم میں امام علی ہے کیونکہ اس طریقت کے علم کو اسکے اصول کا اصل کہتے ہیں اور طریقت کے معاملے سب بلا کا اٹھانا ہے۔ ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علی مرتضیٰ کے پاس آیا اور کہا اے امیرالمومنین مجھے کوئی وصیت کر آپ نے فرمایا۔

+ لاتجعلن اکبر شغلک باھلک وولدک فان یکن اھلک وولدک من اولیاء اللہ تعالیٰ فانہ لایضیع اولیاءہ وان کانوا اعداء اللہ فما ھمک وشغلک لاعداء اللہ سبحانہ یعنے اپنی عورت اور فرزند کو اپنے شغلوں میں سے بہت بڑا شغل نہ بنا۔ اگر وہ خدا کے دوستوں میں سے ہیں تو خدا سے تعالے اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اور اگر خدا کے دشمن ہیں تو ان کا اندوہ کس لئے رکھتا ہے اور اس مسئلہ کا تعلق حق تعالے کے ماسوا سے دل کو قطع کرنے سے ہے اور جب اسپر تیرا یقین صادق ہے تو وہ اپنے بندوں کو جیسا چاہتا ہے ویسا رکھتا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام کو جس حالت پر وہ تھے اسی پر چھوڑ دیا اور خداوند کے سپرد کر دیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لیا اور اس خوفناک جنگل میں جس میں کسی قسم کی کوئی نباتات نہ تھی لے گئے اور انہیں خدا کے حوالے کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اپنے شغلوں میں سے ضروری شغل نہیں بنایا بالکل خدا پر دل لگایا ہے اس لئے بے مرادی کی حالت میں خدائے بزرگ و بلند سے

+ لاتجعل بھی جایز ہے اور لاتجعلن صیغہ واحد مذکر مخاطب نہی معلوم با نون تاکید ثقیلہ ہے ۱۲ حفظ

ان کے دونون جہان کی مراد پوری ہوئی - اور یہ سخن علی کرم اللہ وجہہ کے اس سخن کیطرح ہے جو انہون نے ایک سوالی کو کہا - ایک سوالی نے آپ سے پوچھا کہ بہت پاکیزہ صفت کون سی ہے کہا غِنَاءُ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ اللہ سے دل کا غنا - اور جو دل خداوند تعالیٰ سے تونگر ہو دنیا کا نہ ہونا اس کو درویش نہین بناتا اور دنیا کے ہونے سے خوش نہین ہوتا - اور ان معنون کی حقیقت فقر اور صفوت کی طرف لوٹتی ہے اور اسکا ذکر گذر گیا ہے - پس اہل طریقت عبارتون کی حقیقتون اور اشارتون کی باریکیون - اور دنیا اور آخرت کے معلوم سے الگ ہوتے ہین اور خدا کی تقدیر کے دیکھنے مین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی پیروی کرتے ہین - اور ان کے کلام کی خوبیان اس سے زیادہ ہین جو شمار مین آئین اور اس کتاب مین میرا طریق اختصار سے بیان کرنا ہے وباللہ التوفیق -

فصل ۲ - صوفیون کے اُن اماموں کا ذکر جو اہل بیت سے ہین - جو ازلی پاکی سے مخصوص تھے ہر ایک کو ان معنون مین پوری رفتار ہوئی ہے اور اس گروہ کے خاص اور عام سب لوگ صوفی ہوئے ہین خدا نے چاہا تو ان کے زمانہ کا تھوڑا سا بیان کرتا ہون - اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے - مرتضی کے دل کا پھول - حضرت فاطمہ زہرا کی آنکھ کی تپلی ابو محمد حسن بن علی کرم اللہ کے بیٹے ان مین سے ہین - انہین اس طریقہ مین پوری نظر تھی - اور عبارتون کی باریکیون مین جو ان معنی کے متعلق ہین بہت حصہ تھا یہان تک کہ اپنی وصیت مین کہا ہے - علیکم بحفظ السرائر فان اللہ مطلع الضمائر - تم پر بھیدون کا نگاہ رکھنا لازم ہے کیونکہ خداوند بزرگ وبلند دلون کو جاننے والا ہے - اور ان معنون سے مطلب یہ ہے کہ بندہ بھیدون کی نگاہ رکھنے پر ہمیشگی کرے اور ظاہر داری کو مٹا دے - پس بھیدون کا نگاہ رکھنا جبار کی مخالفت سے ہے - اور ذکر کرتے ہین کہ جب قدریون نے غلبہ کیا اور معتزلہ مذہب یعنے عالم بالمن کے منکر ہونے کا مذہب جہان مین پھیل گیا تو خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ کے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ کو خط لکھا - اور لکھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقُرَّۃُ عَیْنِہٖ وَبَرَکَاتُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّکُمْ مَعَاشِرَ بَنِیْ هَاشِمٍ کَالْفُلْکِ الْجَارِیَۃِ فِیْ بَحْرِ لُجِّیٍ وَمَصَابِیْحِ الدُّجٰی وَاَعْلَامِ الْهُدٰی وَالْاَئِمَّۃِ الْقَادَاتِ الَّذِیْنَ مَنْ تَبِعَهُمْ نَجَا کَسَفِیْنَۃِ نُوْحٍ الْمَشْحُوْنَۃِ الَّتِیْ

ذکر حضرت الحسن بن علی رضی اللہ عنہ

يَقُولُ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ وَيَجُجُ فِيْهَا الْمُسْتَمْسِكُوْنَ فَمَا قَوْلُكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم
عِنْدَ حَيْرَتِنَا فِي الْقَدَرِ وَاسْتِطَاعَةِ لِتَعَلَّمَنَا بِمَا رَاَيْكَ فَاِنَّكُمْ ذُرِّيَّتُهُ بَعْضُهَا مِنْ
بَعْضٍ بِتَعْلِيْمِ اللّٰهِ عِلْمُكُمْ وَهُوَ شَاهِدٌ عَلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ
وَالسَّلَامُ۔ اِس کے معنے یہ ہین کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے اور اُسکی آنکھ کی روشنی
تجھ پر خدا کا سلام ہو۔ اور تیرے خدا کی رحمت اور برکتین ہون کیونکہ تم سب بنی ہاشم کے گہرے دریا
مین چلتی ہوئی کشتی کی طرح ہو۔ اور ستارے ہو۔ اور ہدایت کی علامتین۔ اور دین کے امام۔
جو تمہاری پیروی کرتا ہے وہ نجات پاتا ہے نوح کی کشتی کی طرح کہ موسنون نے اِس سے نجات پائی۔
اور اے پیغمبر کے بیٹے ہماری حیرت مین جو قدر مین ہے اور ہمارے اختلاف مین جو مقدور
اور دستگاہ مین ہے تو کیا کہتا ہے۔ اور تم پیغمبر کی اولاد ہو اور کبھی منقطع نہین ہوگے۔ تمہارا
علم خدائے بزرگ وبلند کی تعلیم سے ہے۔ اور تمہارا حافظ اور نگاہ رکھنے والا وہ ہے اور تم
خدا سے لوگون پر حافظ ہو۔ جب یہ خط حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو پہنچا تو یہ جواب لکھا۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ فقد انتا کتابك عند حیرتك وعیرت من زعمت
من امتنا والذی علیه رایئی ان من لم یجد یومن بالقدر خیره وشره من الله
تعالی فقد کفر ومن حمل المعاصی علی الله فقد فجر ان الله لا یطاع باکراه ولا یعصی
بغلبة ولا یمحل العباد فی ملکه لکنه المالك لما ملکهم والقادر علی ما علیه
قدرهم فان ایتمر بالطاعة لم یکن لهم صادا اوّلا لهم عنها مشبعا
وان اتوا بالمعصیته وشاء ان یمنّ علیهم فیحول بینهم وبینها فعل وان لم یفعل
فلیس هو حملهم علیها اجبارا ولا الزمهم ایاها اکراها باحتجاج علیهم ان
عرفهم ومکنهم وجعل لهم السبیل الی اخذ ما دعاهم الیه وترك ما
نهاهم عنه ولله الحجة البالغة والسلام۔ اِسکا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تونے
اپنی حیرت سے لکھا ہے اور جو ہماری اُمت سے قدر کے باب مین کہتا ہے وہ معلوم ہوا اُسپر
جو میری ٹھیک رائے ہے وہ یہ ہے کہ جو کوئی نیکی وبدی کے اندازہ مین خدا تعالی پر ایمان نہ لائے
وہ کافر ہے۔ اور جو گناہون کو خدا کے حوالہ کرے وہ بدکار ہے یعنے تقدیر کا انکار کرنا قدریہ

مذہب ہے اور گناہون کو خدا کے حوالہ کرنا جبریہ مذہب - پس اپنی طاقت کے اندازہ کے موافق خدا سے بزرگ و بلند سے بندہ اپنے کسب مین مختار ہے - اور ہمارا دین قدر اور جبر کے درمیان ہے اور اس خط سے میری مراد اس سے زیادہ ایک کلمہ نہین ہے لیکن جملہ بیان کیا ہے تاکہ بہت واضح اور نیک ہو اور یہ اسواسطے کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حقائق اور علوم کے اصول مین اس درجہ پر ہوئے ہین کہ حسن بصری کا اشارہ مبالغہ کے ساتھ علمون مین ان کی طرف ہوا ہے - اور حکایتون مین مجھے معلوم ہوا ہے کہ جنگل سے ایک اعرابی آیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ مین اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے - اس نے امام حسن کو گالی دی اور انکے ماباپ کو بھی - حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا اے اعرابی کیا تو بھوکا ہے یا پیاسا ہے یا تجھے کیا تکلیف پہنچی ہے - اس نے جواب مین کہا تو ایسا - تیری مان ایسی اور تیرا باپ ایسا - امام حسن نے غلام کو حکم دیا کہ چاندی کا ایک کوزہ لائے اعرابی کو دیکر کہا اے اعرابی اسپر یہ عذر منظور کر کہ گھر مین یہی تھا - جب اعرابی نے یہ بات سنی کہا اشھد انک ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین گواہی دیتا ہون کہ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہے اور مین یہان تیرے حلم کا تجربہ کرنے کے لئے آیا ہون - اور یہ تحقیق کرنے والے بزرگون کی صفت ہے کیونکہ لوگون کی ان کے حق مین مذمت اور تعریف برابر ہوتی ہے اور کسی کے برا بھلا کہنے سے ایک حال سے دوسرے حال پر نہین ہوتے - اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی شمع اور دنیا کے سب علاقون سے تنہا - اور اپنے زمانہ کا سردار ابو عبداللہ حسین رضی اللہ عنہ ابیطالب کا بیٹا بھی ان مین سے ہے - ولیون کے محققون مین سے تھا اور اہل صفا کا قبلہ - اور کربلا کا مقتول - صفوی ان کے حال کی درستی پر اتفاق کرنیوالے ہین کیونکہ جبتک حق ظاہر راہ حق کے پیرو رہے اور جب حق گم ہوگیا تو تلوار کھینچ لی - اور جبتک اپنی پیاری جان خداوند تعالیٰ کے راستے مین فدا نہ کردی تب تک آرام نہ کیا - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے حق مین بہت سے نشان تھے جو انہین سے خاص کئے گئے تھے - جیسا کہ حضرت عمرؓ نے روایت کی ہے کہ ایک دن مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا - مین نے آپ کو دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آپ نے پشت مبارک پر بٹھایا ہوا تھا اور اپنے

ذکر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

منہ مین ایک تاگا پکڑا ہوا تھا اور اُسکا دوسرا سرا امام حسین کے ہاتھ مین دیا ہوا تھا۔ امام حسین رضہ چلاتے تھے اور آپ گھٹنون کے بل چلتے تھے جب مین نے یہ دیکھا کہا نعم الجمل جملک یا ابا عبداللہ اے عبداللہ کے باپ تیرا اونٹ بہت اچھا اونٹ ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نعم الراکب ھو یا عمر اے عمر سوار بہتر ہے۔ اور طریقت حق مین اِن کا کلام لطیف ہے اور بہت رمزیں اور نیک معاملے ہین۔ اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے اشفق الاخوان علیک دینا تیرے بھائیون مین سے تجھ پر زیادہ مہربان بھائی تیرا دین ہے کیونکہ آدمی کا چھٹکارا دین کی فرمان برداری مین ہے اور اس کی موت دین کی مخالفت مین۔ پس دانا آدمی وہ ہے جو مہربانی کرنیوالون کے فرمان مین ہو۔ اور اپنے پر اِن کی مہربانی کو جانے اور اِن کی فرمان برداری کے سوا اُور طرف نہ جائے۔ اور بھائی وہ ہوتا ہے جو نصیحت کرے اور مہربانی کے دروازہ کو بند نہ کرے اور حکایتون مین مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک دن ایک آدمی امام حسین رضی اللہ کے پاس آیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے مین درویش آدمی ہون اور بال بچے رکھتا ہون۔ مجھے آپ سے کچھ کھانیکو چاہیے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا کہ میرا رزق راستہ مین ہے تب تک بیٹھ کر اسکو لائین۔ بہت عرصہ نہ گذرا کہ معاویہ کے ہان سے دیناروں کی پانچ تھیلیان لے آئے۔ ہر ایک تھیلی مین ہزار دینار تھے۔ اور لانے والون نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو کہا کہ معاویہ تجھ سے عذر چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ اس رقم کو غربا مین تقسیم کرنا چاہیے تاکہ اسکا اثر عمدہ ظاہر ہو۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس درویش کی طرف اشارہ کیا اور وہ پانچون تھیلیان اُسکو دیدین۔ اور اس سے عذر چاہا کہ تجھے دیر تک بیٹھنا پڑا اور یہ عطیہ جو تو نے پایا ہے بہت تھوڑا ہے کہ اگر مین جانتا اسیقدر رقم ہے تو تجھے انتظار کی تکلیف نہ اُٹھانے دیتا۔ اور مجھے معذور سمجھ کیونکہ مین اہل بلا سے ہون۔ دنیا کی سب راحتون سے ہٹ رہا ہوا اور اپنی مراد گم کئے ہوئے۔ زندگانی دوسروں کی مراد پوری کرنے مین بسر کرنی چاہیے۔ اور اِن کی نیک صفتین بہت ہی مشہور ہین۔ جوامت سے کسی پر چھپی ہوئی نہین۔ نبوت کا وارث اور چراغ۔ مظلوم سید۔ مرحوم امام۔ عابدون کی زینت۔ اولیاؤن کی شمع۔ ابوالحسن علی بیٹا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیٹا حضرت علی کا بیٹا ابی طالب کا بھی اِن مین سے ہے۔ اپنے زمانہ کے لوگون سے زیادہ بزرگ

اور زیادہ عابد تھا۔ حقیقتون کے کھولنے اور باریکیون کے بیان کرنے مین مشہور ہے لوگون نے
اِن سے پوچھا کہ دنیا اور آخرت مین زیادہ نیک بخت کون ہے کہا من اذا رضی لم یدخلہ رضاہ
علی الباطل واذا سخط لم یخرجہ سخطہ من الحق۔ یعنی وہ کہ جب راضی ہو تو باطل پر راضی
ہو۔ اور جب غصے مین ہو تو غصہ اسکو حق سے باہر نہ کردے۔ اور یہ سیدھا چلنے والے آدمیون کے
کمال کی صفتین ہین کیونکہ باطل پر راضی ہونا بھی باطل کے سبب ہوتا ہے اور غصے کے وقت
حق سے ہٹ رہنا بھی باطل ہے اور مومن باطل کو اختیار نہین کرتا۔ اور ذکر کرتے ہین کہ جب حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے بیٹے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مع فرزندون کے کربلا مین قتل کر دیا اور
حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہ رہا جو عورتون پر محافظ ہوتا اور یہہ بھی بیمار تھے۔
امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ انکو علی اصغر کہا کرتے تھے۔ جب اِن سب کو اونٹون پر بے پردہ دمشق
مین معاویہ کے بیٹے یزید کے پاس لائے علیہ ما یستحق اجزاء اللہ دون ابیہ یزید پر وہ
ہے خرابی جسکا وہ مستحق ہے اللہ اسکو خوار کرے اِس کے باپ کے سوا تو ایک نے ابو الحسن علی کو کہا۔
کیف اصبحتم یا علی ویا اھل بیت الرحمتہ قال اصبحنا من قومنا بمنزلتہ قوم موسی
من آل فرعون یذبحون ابنائھا ویستحیون نسائھا فلا ندري صباحنا من مسائنا
وھذا من حقیقتِ بلائنا۔ اے علی اور رحمت کے اہل بیت تمہاری صبح کس طرح ہوئی جواب دیا
اپنی قوم کے ظلم سے ہماری صبح ایسی ہی ہوئی جیسی فرعون کی قوم کی بلا سے موسی کی قوم کی صبح کہ
فرزندون کو قتل کر ڈالا اور اِن کی عورتون کو غلام بنایا اِسلئے کہ نہ ہم صبح پہچانتے ہین نہ شام۔
ہماری بلا کی یہ حقیقت ہے اور ہم اِسکی نعمتون پر خدا تعالی کا شکر کرتے ہین اور اِس کی بلاؤن پر
صبر کرتے ہین۔ اور حکایتون مین لکھا ہے کہ ہشام بیٹا عبد الملک بیٹا مروان کا ایک سال حج
کے واسطے آیا۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا اور چاہا کہ حجر اسود کو چومے مگر لوگون کی بھیڑ بھاڑ سے راستہ
نہ پایا۔ اِسکے بعد منبر پر چڑھ گیا اور خطبہ پڑھا۔ اُسی وقت مین حضرت زین العابدین علی رضی اللہ
عنہ بن امام حسین رضی اللہ عنہ آئے۔ چاند سا مکھڑا چمکیلے رخسار اور خوشبودار پوشاک سے کعبہ مین
آئے پہلے طواف کیا اور جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو لوگون نے تعظیم کے لئے حجر اسود کے
اردگرد کو خالی کر دیا تاکہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اِسے چوم لین۔ اہل شام مین سے

ایک آدمی نے جب یہ ہیبت دیکھی ہشام کو کہا اے امیرالمومنین تجھے حجر اسود تک راستہ دیا - حالانکہ امیرالمومنین تو ہے - اور جب یہ خوبرو جوان آیا سب آدمی حجر اسود کے پاس سے چلے گئے اور اُسے اِسکے واسطے خالی کر دیا - ہشام نے کہا مین اِسکو نہین پہچانتا - اور اِس سے اُسکی یہ مراد تھی کہ شام کے لوگ اِسکو نہ پہچانین تاکہ اِس سے محبت اور اِسکی امارت کی طرف رغبت نکرین - فرزدق شاعر اُس جگہ کھڑا ہو گیا اور کہا مین اِسکو اچھی طرح پہچانتا ہون - لوگون نے کہا اے ابا فراس یہ کون ہے ہمین بتلا کیونکہ ہمنے یہ بڑا ہیبتناک جوان دیکھا ہے - فرزدق نے کہا کہ سنو مین اِسکی نسب کی صفت اور حال بیان کرتا ہون - پس فرزدق نے پڑھنا شروع کیا - کہتا ہے -

شعر

هذا الذی تعرف البطحاء وطأته	والبیت یعرفه والحل والحرم
هذا ابن خیر عباد الله کلهم	هذا التقی النقی الطاهر العلم
هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله	وبجده انبیاء الله قد ختموا
ینمی الی ذروة العز التی قصرت	عن نیلها عرب الاسلام والعجم
اذا رانته قریش قال قائلها	الی مکارم هذا ینتهی الکرم
من جده دان فضل الانبیاء له	وفضل امته دانت له الامم
ینشق ثوب الدجی عن نور غرته	کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم
یکاد یمسکه عرفان راحته	رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم
یغضی حیاء ویغضی من مهابته	فما یکلم الا حین یبتسم
فی کفه خیزران ریحها عبق	من کف اروع فی عرنینه شمم
مشتقة من رسول الله نبعته	طابت عناصره والخیم والشیم
فلیس قولک من هذا بضائره	العرب تعرف ما انکرت والعجم
کلتا یدیه غیاث عم نفعهما	یستوکفان فلا یعروهما العدم
عم البریة بالاحسان فانقشعت	عنها الغیابة والاملاق والظلم
لا یستطیع جواد بعد غایتهم	ولا یدانیهم قوم وان کرموا

هما الغیوث اذا ما ازمه اذمت ... والاسد اسد الشری والباس یحتدم

سهل الخلیقته لا یختشی بوادره ... بزینته اثنان حسن الخلق والشیم

من معشر حبهم فرض وبغضهم ... کفر وقربهم منجی ومعتصم

ان عُدّ اهل التقی کانوا ورعتهم ... او قیل من خیر اهل الارض قیل هم

لا یقبض الکف بسطا من اکفهم ... سیان ذلک ان اثروا وان عدموا

الله شرّفه قدما وفضّله ... جری بذلک فی لوحه والقلم

مقدم بعد ذکر الله ذکرهم ... فی کل بدء ومختوم به الکلم

من یعرف الله یعرف اولیته ... والدین من بیت هذا ناله الامم

ای قبائل لیت فی رقابهم ... لاولیته هذا وله نعم

یہ وہ شخص ہے جسکے قدم کے نشان کو بطحا یعنے مکہ اور طائف جانتا ہے اور بیت اللہ اور حل اور حرم یعنے خاص و عام سب جانتے ہین - یہ اس شخص کا بیٹا ہے جو خدا کے سب بندون سے بہتر ہے - پرہیزگار ہے پاک ہے طاہر ہے اور مشہور اور نمایان - اگر تو اسکو نہین جانتا تو فاطمہ کا بیٹا ہے اور اسکے نانا پر انبیا ختم کیے گئے ہین - جس عزت کی بلندی کے پانے سے عربی اور عجمی مسلمان قاصر ہوئے اسکی طرف منسوب ہے - جب قریش اسکو دیکھتے ہین تو ان کا کہنے والا کہتا ہے کہ کرم کی انتہا اس شخص کے عمدہ کامون تک ہے یعنے اس سے زیادہ نہین - جس کے نانا کی بزرگی کے سامنے اور نبیون کی بزرگیان کرتبہ ہوگئین اور اسکی امت کی بزرگون کے لئے اور امتون کی بزرگیان خوار - جیسے آفتاب کی روشنی سے تاریکیان جاتی ہین - جبکہ وہ حجر اسود کو چومنے آوے تو قریب ہے کہ اسکی تھپلی کی شناخت کے سبب حجر اسود کا رکن اسکو روک لے - حیا سے آنکھ بند کرتا ہے اور اسکی ہیبت سے لوگون کی آنکھین بند کی گئی ہین اسلئے کلام نہین کرتا مگر تبسم کرتا کہ لوگ اسکے روبرو بول سکین ہیبت زدہ نہ ہون - اسکے ہاتھ مین بادشاہون کی سی ایک چھڑی ہے اور اسکی خوشبو اس سبب سے سب طرح پھیل رہی ہے کہ وہ ایک خوبصورت اور شجاع آدمی کے ہاتھ مین ہے جو اونچی ناک والا اور بلند مرتبہ ہے - خدا کے رسول سے اسکی شاخ نکلی ہے اسکا عنصر اور خو اور خصلت پاک ہے - تیرا اس قسم کا قول اسے رنج نہین پہنچاتا جسکا تو نے انکار کیا اسے عرب اور

عجم پہچانتا ہے۔ اِسکے دونون ہاتھ فراوان ہین اور اِن کا نفع عام ہے بخشش کرتے ہین اور نیستی
انہین نہین روکتی۔ مخلوق پر اسکا احسان عام ہوا پس اس سے گمراہی اور محتاجی اور ظلم پراگندہ ہوگیا
کوئی سخی اِسکی نہایت کی دوری کی طاقت نہین رکھتا اور کوئی قوم ان کے قریب نہین پہنچتی
خواہ وہ بزرگ ہی ہو۔ جب قحط سالی سخت ہو تو وہ بارش ہین اور جنگل کے شیر اور سخت گرم دن کی
گرمی کا خوف۔ نرم خو ہے کہ اِن کے اچانک آنے والے غضب سے نہین ڈرا جاتا ان دونون
کی خوبی کے سبب جو خلق اور نیک خصلتون کا حسن ہے۔ اُس گروہ سے ہے جسکی محبت فرض ہے
اور دشمنی کفر اور اسکی نزدیکی نجات ہے۔ اگر پرہیزگار شمار کئے جائین تو اِن کا اصل ہون گے یا
کہا جائے کہ اہل زمین مین سے بہتر کون ہے تو کہا جائیگا کہ یہ ہین۔ اِن کی ہتھیلی بند نہین
ہوتی اگر دولتمند ہون یا درویش ہون برابر ہین۔ خدائے تعالےٰ نے اِن کو پہلے سے بزرگ
کیا ہے اور برگزیدہ اِس امر مین لوح محفوظ مین قلم جاری ہوئی۔ خدا کی یاد کے بعد اِن کا ذکر
مقدم ہے ہر دن مین اور اِس مین کلمے ختم کئے گئے ہین جو شخص خدا تعالیٰ کو پہچانتا ہے انکی
اولیت کو پہچانتا ہے اور امتون نے اِن گے گھر سے دین کو پایا۔ عرب کے قبیلون مین کون سا
قبیلہ ہے جسکی گردنون مین اِس شخص کے بزرگون یا خاص اِس کی نعمتون کے ہار نہ ہون"۔
اور ایسے ہی کئی ایک بیت اِن کی تعریف مین اور کہے جن مین اِن کی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اہل بیت کی بہت تعریف کی۔ ہشام اسپر غصہ ہوا اور حکم دیا کہ فرزدق کو قید کردو
اِسلئے اسکو عسفان مین قید کردیا اور یہ مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک کنوان ہے۔ یہ خبر
جیسی تھی ویسی ہی لوگون نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو پہنچا دی۔ اُنہون نے
اپنے آدمیون کو حکم دیا تو وہ بارہ ہزار درم فرزدق کے پاس لے گئے اور کہا اُسکو کہو۔ کہ اے
ابا فراس ہمین معذور رکھ کیونکہ ہم آزمائے گئے ہین اور اس سے زیادہ ہمارے پاس کچھ نہین
کہ تیرے پاس بھیجین۔ فرزدق نے اُس روپیہ کو واپس بھیجدیا اور کہا اے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے بیٹے مین نے روپیہ کے لئے بادشاہون اور امیرون کے حق مین بہت شعر کہے
ہین اور اِن تعریفون مین جھوٹ بیان کیا ہے۔ یہ بیت خدا کے لئے۔ اور رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کے فرزندون کی دوستی کے لئے کچھ اِس گناہ کے کفارہ کے واسطے کہے ہین۔

جب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پیغام لائے تو آپ نے کہا کہ پھر لوٹ جاؤ
اور یہ رقم لیجاؤ اور کہو اے ابا فراس اگر تو ہمین دوست رکھتا ہے تو یہ نہ پسند کر کہ ہم اس چیز کو
واپس لے لین جسے دے چکے ہین اور اپنے ہاتھ سے نکال چکے ہین۔ اسوقت فرزدق نے
وہ عطیہ لیلیا اور قبول کیا اور اس سید کی نیک صفتین اس سے زیادہ ہین کہ انہین جمع کر سکین
اور اہل معاملہ اور اہل مشاہدہ پر دلیل۔ امام اور نبی کی اولاد۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسل
کے برگزیدہ ابو جعفر محمد باقرؒ بیٹا علیؓ کا بیٹا حسینؓ کا بیٹا علیؓ کا بیٹا ابیطالب کا بھی ان مین سے
ہے اور یہ بھی کہتے ہین کہ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور لقب مین انکو باقر کہتے تھے۔ خدای
بزرگ و بلند کی کتاب کے اشارون کے لطائف اور علمون کی باریکیان بیان کرنے مین
مخصوص تھا۔ ان کی کرامتین مشہور ہین اور علامتین بہت ظاہر اور دلیلین بہت روشن
اور ذکر کرتے ہین کہ ایک وقت ایک بادشاہ نے ان کے مار ڈالنے کے ارادہ سے انکی
طرف ایک آدمی بھیجکر بلوایا۔ جب وہ اسکے پاس آئے تو اس نے عذر چاہا اور تحفہ دیا اور
اپنے برے ارادہ کو ترک کر دیا۔ لوگون نے کہا اے بادشاہ تو اس کے مار ڈالنے کا ارادہ
رکھتا تھا۔ اب ہمنے تجھے اسکے ساتھ اور طرح دیکھا یہ کیا حال ہے۔ جواب دیا جب ابو جعفر محمد
میرے پاس آیا مین نے دو شیر دیکھے۔ ایک اسکی دائین طرف تھا دوسرا بائین طرف۔ اور
مجھے کہتے تھے اگر تو اس کے مار ڈالنے کا ارادہ کریگا تو ہم تجھکو مار ڈالین گے۔ اور ان سے
روایت کرتے ہین کہ خدائے بزرگ و بلند کی قول کی تفسیر مین جو یہ ہے فَمَنْ يَّكْفُرْ
بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ پس جو کوئی کفر کرے ساتھ شیطان کے اور ایمان لائے ساتھ
اللہ کے۔ کہا ہے کل من شغلك عن مطالعته الحق فهو طاغوتك۔ جو چیز تجھے حق کے
مطالعہ سے باز رکھے وہی تیرے لئے طاغوت ہے۔ دیکھ کہ تو کس چیز کے سبب پردہ مین ہے
اور جس پردہ کے سبب تو خدا سے دور رہ گیا ہے اسکو ترک کر دے تاکہ تو کشف مین پہنچے
اور حجاب کیا گیا اور منع کیا گیا نہو اور منع کئے گئے کو یہ لائق نہین ہے کہ اسکی قربت کا دعوی
کرے۔ اور ان کے خاصون مین سے ایک روایت کرتا ہے کہ جب رات سے کچھ حصہ گذر
جاتا تھا اور ابو جعفر محمد ورد سے فارغ ہوتے تھے تو اونچی آواز سے اپنی دعا مین کہتے تھے

ابو جعفر محمد باقر کا ذکر

اے میرے اللہ۔ اے میرے سید رات آگئی ہے اور بادشاہون کے تصرف کی ولایت اسوقت
انجام کو پہنچی۔ ستارے آسمان پر ظاہر ہوگئے ہین۔ سب لوگ سوگئے اور ناپیدا ہوگئے ہین۔ درندونکا
آواز نہین رہا۔ ان کی آنکھ بند ہوگئی ہے۔ لوگ لوگون کے دروازون سے چلے گئے ہین۔ اور
نئی امید پر آرام کیا ہے۔ اور غمون کے بغچون مین گھسے ہین۔ اور بنی اُمیہ نے اپنے دروازون کو
بند کیا ہے اور اُن پر نگاہبان بٹھائے ہین۔ اور جو ان لوگون سے حاجت رکھتے تھے اُنہون
نے اپنی حاجتون کو چھوڑ دیا ہے۔ اے میرے اللہ تو جیتا ہے۔ اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور
دیکھنے والا ہے اور جاننے والا۔ اونگھنا اور سو جانا تجھ پر روا نہین ہے۔ اور جو تجھے اِس صفت
سے پہچانے کہ تو اونگھتا ہے اور سوتا ہے وہ کسی نعمت کے لائق نہین ہے۔ اے اللہ تو
وہ ہے کہ کوئی چیز تجھ کو کسی دوسری چیز سے ہٹا نہین سکتی۔ اور رات دن تیرے بقا مین کچھ
خلل نہین لاتے۔ جو تجھے پکارتا ہے اُسپر تیری رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہین اور تیرے
سب خزانے اسپر فدا ہین جو تیری ثنا کہتا ہے تو وہ خداوند ہے کہ سوالی کا رد کرنا تجھ پر روا نہین
ہے۔ مومنون مین سے جو تیری درگاہ پر دعا کرتا ہے اسکو بے نصیب نہین رکھتا۔ اور زمین
اور آسمان کی مخلوقات سے جو دعا کریگا وہ بے نصیب نہین رہیگا۔ جب ہم موت اور قبر اور
حساب کو یاد کرتے ہین تو دنیا پر دل کو کیونکر خوش کرین۔ اور جب نامۂ اعمال کا پڑھنا ہمین یاد ہے
تو دنیا کی کسی چیز پر کیونکر قرار پکڑین۔ اور جب ملک الموت ہمین یاد ہے تو دنیا سے کیونکر حصہ
لین۔ پس مین تجھ سے مانگتا ہون کیونکہ تجھے جانتا ہون اور تجھ سے تلاش کرتا ہون کیونکہ
تجھکو پکارتا ہون۔ عذاب کے سوا موت کی دل مین راحت نے۔ حساب مین بغیر عذاب کے
عیش کرامت کرتے یہ کہتے تھے اور رویا کرتے تھے۔ ایک رات مین نے ان کو کہا ای میرے
سردار اور میرے بزرگون کے سردار تو کہان تک روئیگا اور کبتک شور کریگا۔ کہا اے دوست
یعقوب کا ایک یوسف گم ہوگیا تھا وہ اُس کے فراق مین اتنا رویا کہ اندھا ہوگیا۔ اور مینے
اپنے باپ حسین علیہ السلام کے ساتھ اٹھارہ آدمیون کو گم کیا ہے جو کربلا مین قتل ہوئے ہین
البتہ یعقوب سے کم ہوگا کہ فراق مین آنکھین سفید کردون۔ اور یہ مناجات عربی مین بہت
ہی فصیح ہے لیکن طول کے ترک کرنے کے واسطے اسکے معنی فارسی مین بیان کئے ہین اور

اور اسلئے بھی کہ دوبارہ ہو۔ خدا نے چاہا تو دوسری جگہ پر بیان کرونگا۔ اور سنت کا یوسف۔
طریقت کا جمال۔ معرفت کے بیان کرنے والا۔ برگزیدگی کو زینت دینے والا ابو محمد جعفر صادق
بیٹا محمد علی کا بیٹا حسین کا بیٹا ابیطالب کا بھی ان مین سے ہے۔ یہ عالی حال اور نیکسیرت
ہوئے ہین۔ ظاہر مین آراستہ اور سیرت مین آباد تھے۔ سب علمون مین ان کے بہت عمدہ
اشارے ہین اور شائستون مین معنی بیان کرنے کی قوت اور دقیق کلام کے لانے مین مشہور ہین۔
اس طریقت کے بیان مین ان کی کتابین مشہور ہین۔ ان سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے کہا
ہے من عرف اللہ اعرض عما سواہ۔ جسنے اللہ کو پہچانا اسنے اسکے ماسوا سے منہ پھیر لیا۔
عارف غیر سے منہ پھیرنے والا ہوتا ہے اور اسباب سے دل کے قطع کرنے والا کیونکہ خدا کا پہچاننا
عین خدا کے غیر کا نہ پہچاننا ہے۔ پس عارف لوگون نے مخلوقات اور اس کے فکر سے اپنے
آپ کو جدا کیا ہوا ہوتا ہے اور خدا سے ملے ہوئے۔ ان کے دل مین غیر کا قدر نہین تاکہ اسکی
طرف توجہ کرین۔ اور نہ غیر کے وجود سے ان کو کچھ حظرہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے ذکر کو اپنے دل
مین جگہ نہین دیتے اور یہ بھی ان سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے کہا ہے لا تصح العبادۃ
الا بالتوبۃ لان اللہ قدم التوبۃ علی العبادۃ قال اللہ تعالیٰ التائبون العابدون
عبادت توبہ کے سوا درست نہین آتی کیونکہ اللہ نے عبادت پر توبہ کو مقدم کیا ہے کیونکہ توبہ
عبادت کا ابتدا ہے اور عبودیت اسکا انجام۔ اور جب خدا نے تعالیٰ نے گنہگارون کا ذکر کیا ہے
تو انہین توبہ کے لئے فرمایا ہے اور کہا ہے توبوا الی اللہ جمیعا۔ یعنی تم سب اللہ کی طرف
توبہ کرو۔ اور جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو عبودیت کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ
فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ۔ پس ہمنے اپنے بندہ کی طرف وحی پہنچادی جو پہنچادی۔
اور حکایتون مین مجھے معلوم ہوا ہے کہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو محمد جعفر صادق رحمۃ اللہ
علیہ کے پاس آیا اور کہا اے خدا کے رسول کے بیٹے مجھے کوئی نصیحت بتلا کیونکہ میرا دل سیاہ
ہوا ہوا ہے آپ نے کہا اے سلیمان کے باپ تو اپنے زمانے کا زاہد ہے۔ تجھے میری نصیحت
کی کیا حاجت ہے۔ داؤد طائی علیہ الرحمۃ نے کہا اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند تمہین
سب لوگون پر بزرگی ہے اور تجھے نصیحت دینی سب کو واجب ہے آپ نے کہا اے ابا سلیمان

مین ڈرتا رہتا ہون کہ قیامت مین مجھے میرا دادا یہ نہ کہے کہ میری فرماں برداری کا حق تو نے کیون ادا نہ کیا - یہ کام نسب سے صحیح اور قوی نہین ہے بلکہ حق تعالیٰ کی درگاہ مین معاملہ کے ساتھ اچھا ہے - داؤد طائی رح رو پڑا اور کہا اے اللہ جسکی پیدائش کا خمیر نبوت کے پانی سے ہے اور جسکی طبیعت کی ترکیب دلیل کے اصول سے ہے اور جسکا دادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ماں حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہے وہ اس مین حیران ہے - داؤد طائی کون ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاملون مین خود پسند ہو - ابو محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی آیا ہے کہ ایک دن اپنے دوستون کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور انہین کہہ رہے تھے کہ آؤ ہم عہد کرین کہ قیامت کے دن جو ہم مین سے خلاصی پائے وہ سب کی شفاعت کرے - اور دون نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تجھے ہماری شفاعت کی کیا حاجت ہے کیونکہ تیرا دادا سب لوگون کی شفاعت کرنیوالا ہے - آپ نے کہا کہ مین اپنے فعلون سے شرم کرتا ہون - کہ قیامت کو اپنے دادا کے سامنے ہون - اور یہ سب اپنے نفس کے عیبون کا دیکھنا ہے اور یہ صفت - کمال کی صفتون مین سے ہے اور نبیون - ولیون - رسولون مین سے جتنے خداوند تعالیٰ کی درگاہ مین جگہ پانے والے ہین سب اسی صفت پر ہوتے ہین کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اذا اراد اللہ بعبدٍ خیراً بصّرہ بعیوب نفسہ جب اللہ بندہ سے نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اسکو اپنے عیبون پر بینا بناتا ہے اور جو کوئی تواضع اور بندگی سے سر جھکاتا ہے خداوند تعالیٰ دونون جہانون مین اس کی مراد پوری کرتا ہے - اور اگر مین سب سے اہل بیت کا ذکر کرون اور ہر ایک کی نیک صفتون کو شمار کرون تو یہ کتاب اسکی گنجائش نہین رکھتی - مریدون سے ہون یا اس طریقت کے منکرون سے اُن کے لئے جنکی عقل ادراک کے لباس سے آراستہ ہے اسیقدر کافی ہے - اب اس کتاب مین مختصر طور پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب صفہ کا ذکر کرتا ہون - اور اس سے پہلے مینے ایک کتاب بنائی ہے اور اسکا نام منہاج الدین رکھا ہے - اس مین ہر ایک کی نیک صفتون کو تفصیل سے لکھا ہے - لیکن اس جگہ اُن کے نام اور اکیلی کیفیت بیان کرتا ہون - تاکہ تیرا مقصود اللہ تجھے زیادہ عزیز کرے حاصل ہو - واللہ اعلم

واللہ التوفیق۔

باب ۶ اہل صفہ کے ذکر مین

فصل ۱۔ پہچان کرامت کو اسپر اتفاق ہے کہ اصحابون مین سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک گروہ تھا جس کے آدمی آپ کی مسجد مین بیٹھے رہتے تھے اور عبادت کے واسطے موجود۔ اُنہون نے دنیا سے ناطہ اُٹھا لیا ہوا تھا اور کسب سے پرہیز۔ اور خدائے بزرگ وبلند نے اِنکے لئے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا ہے اور کہا ہے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ اور نہ نکال دے اِن لوگون کو جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہین اور اسکا دیدار چاہتے ہین۔ خدا کی کتاب اِن کی بزرگی پر گواہ ہے اور اِن کی بزرگیون مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت حدیثین ہین جو ہمین پہنچی ہین۔ اور ہمنے اِن کا تھوڑا سا ذکر اِس کتاب کے مقدمہ مین کیا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اصحاب الصفۃ فرایٰھم فقرھم وجھدھم وطیبت قلوبھم فقال البشروایا اصحاب الصفۃ فمن بقی من امتی علی النعت الذی انتم علیہ راضیا بما فیہ فانہ من رفقائی فی الجنۃ۔ اِس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُنپر گذرے اور اِنہین دیکھا تو ٹھیر گئے۔ اور فقر اور مجاہدہ مین اِن کے دل کی خوشی دیکھی اور کہا کہ تمہین خوشخبری ہو اور اِنہین بھی جو تمہارے بعد تمہاری صفت پر ہون۔ اور اپنے فقر مین راضی ہون وہ بھی میرے دوستون مین سے ہین۔ اصحاب صفہ مین سے ایک خدا کی درگاہ مین پکارنے والا۔ محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا پسند کیا ہوا ریاح کا بیٹا بلال ہے اور دوسرا اَور خداوند تعالیٰ کا دوست پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کا محرم ابو عبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہے۔ اور دوسرا خداوند تعالیٰ کا دوست اور انصار۔ خدا کے بہشت کی طرف متوجہ ابو عبیدہ عامر بیٹا عبداللہ بیٹا جراح کا ہے۔ اور دوسرے اصحابون سے برگزیدہ اور اِن کی زینت ابوالیقضان عمار بیٹا یاسر کا ہے۔ اور اَور۔ علم اور حلم کا خزانہ۔ ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بیٹا مسعود البزلی کا ہے۔ اور اَور۔ عزت کی درگاہ کا دامن پکڑنے والا اور عیب اور

آفت سے پاک عتبہ مسعود کا بیٹا عبداللہ کا بھائی ہے۔ اور گوشہ نشینی کے راستہ مین چلنے والا۔ عیبون اور ذلت سے مُنہ پھیرنے والا اسود کا بیٹا مقداد ہے۔ اور تقویٰ کے مقام کو پکارنیوالا اور بلا پر راضی ارث کا بیٹا خبّاب ہے۔ اور فنا مین بقا کی درگاہ کا طالب۔ رضا کی درگاہ کا قاصد ہشام کا بیٹا صہیب ہے۔ اور نیکبختی کے ڈبّے کا موتی۔ قناعت کا سمندر غزوان کا بیٹا عتبہ ہے۔ اور فاروق کا بھائی دونون جہانون اور مخلوق سے منہ پھیرنیوالا خطاب کا بیٹا زید ہے اور مشاہدون کی طلب مین مجاہدون کا مالک۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ابوبکیشہ ہے۔ اور پیارا اور توبہ کرنیوالا اور سب سے منکر اللہ کی طرف آنیوالا ابوالزید کنانہ بیٹا حصین عدوی کا ہے۔ اور تواضع کے راستہ کو آباد کرنے والا اور قاطع اور سالم دلیل کے لانیوالا خدلیہ یمانی ہے۔ اور عذاب سے ڈرنیوالا۔ مخالفت کے طریقہ سے بھاگنے والا۔ محصن کا بیٹا عکاسہ ہے۔ اور مہاجرون اور انصارون کی زینت اور بنی قار کا سوار ربیع قاری کا بیٹا مسعود ہے۔ اور زہد مین عیسی علیہ السلام کی طرح اور شوق مین موسی علیہ السلام کے درجہ مین خبارۃ القاری کا بیٹا ابوذجندہ ہے۔ اور سستی مین قیام کرنیوالا۔ فرمان برداری مین ٹھیک بیضا کا بیٹا صفوان ہے اور صاحب ہمت۔ تہمت سے خالی عامر کا بیٹا ابودرداعویم ہے۔ اور امید کی درگاہ سے تعلق رکھنے والا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسند کیا ہوا عبدالمنذر کا بیٹا بادشاہ ابوالبابہ ہے۔ اور بزرگی کے سمندر کی کیمیا اور توکل کے موتی کا سیپ بدر جہنی کا بیٹا عبداللہ ہے۔ خدا ان سب سے اور ان کے دوستون سے راضی ہو۔ اگر مین ان سب کا ذکر کرون تو کتاب لمبی ہوجاتی ہے حسین سلمی کے بیٹے شیخ ابوعبدالرحمن محمد نے جو بزرگون کے کلام اور طریقت کا نقل کرنیوالا ہے۔ صرف اہل صفہ کے لئے ایک تاریخ لکھی ہے اور ان کے پوشیدہ سخن اور نام اور بزرگیان اور نیک صفتین بیان کی ہین۔ مسلم بیٹے ثابت بیٹے حماد کو بھی ان مین سے کہا ہے اور مین دل مین اسکو درست نہین رکھتا کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بہتان کا ابتدا اس نے کیا تھا۔ لیکن ابوہریرہ اور ثوبان اور عائشہ دستان کا بیٹا معاذ احمد خلاب۔ اور وداعیت کا بیٹا ثابت۔ اور ساعد کا بیٹا ابوعیسی عویم۔ اور سالم کا بیٹا عمر۔ عمر بیٹا ثابت کا اور عمر کا بیٹا ابوالیس کعب۔ اور معقل کا بیٹا زہب۔ اور انیس کا بیٹا عبداللہ۔ اور عمر اسلمی کا بیٹا

ف ۱۰۵۰ ہجری مین وفات پائی

مجاج خدا ان سب پر راضی ہو یہ سب ان مین سے تھے۔ کبھی کسی سبب سے تعلق کر لیتے تھے۔ لیکن سب ایک درجہ مین تھے اور حقیقت مین اصحابون کا زمانہ سب زمانون سے نیک ہوا ہے۔ اور ہر وقت مین جس درجہ مین کہ تھے سب لوگون سے زیادہ فاضل اور بہتر گذرے ہین اس زمانہ کے بعد کہ خداوند تعالیٰ نے انہین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت عطا کی تھی اور ان کے بھید سب عیبون سے نگاہ رکھے تھے جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم زمانون مین سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ جو اس کے متصل ہو اور پھر وہ جو اسکے متصل ہو الخ۔ اور خدائے بزرگ و بلند نے کہا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ۔ اور ہجرت کرنے والون اور مدد دینے والون سے پہلے آگے بڑھ جانے والے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین ان کی ساتھ نیکی کے ۔ اور اب مین اس کتاب مین بعض تابعین کا ذکر لکھتا ہون تاکہ فائدہ زیادہ ہو اور زمانے ایکدوسرے سے متصل ہون۔

باب ۔ فصل ۱ ۔ صوفیون کے امامون کے ذکر مین جو تابعین مین سے ہین ۔ امت کا آفتاب ۔ اور دین کی شمع اویس قرنی رضی اللہ عنہ اہل تصوف کے بہت بڑے بزرگون مین سے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین ہوئے ہین ۔ لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے دو امرون کے سبب محروم رہے ۔ ایک حال کے غلبہ اور دوسرے والدہ کا حق ادا کرنے سے ۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابون کو فرمایا کہ قبیلہ قرن مین ایک مرد ہے اویس نام قیامت کے دن ۔ قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بکریون کے بالون کی تعداد کے برابر میری امت مین اسکی شفاعت ہوگی ۔ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ اور علی کرم اللہ وجہہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم اسکو دیکھو گے وہ چھوٹے قد کا آدمی ہے اور لمبے بال ہین اور اس کے بائین پہلو پر درم کے برابر سفید داغ ہے اور ویسا ہی اسکے ہاتھ کی ہتھیلی پر ہے ۔ جب اس کو دیکھو تو میرا اسے سلام دو اور کہو کہ میری امت کے لئے دعا کرے ۔ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ مین آئے ۔ اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بھی ان کے ساتھ تھے خطبہ کے درمیان کہا یا اھل نجد قوموا اے نجد کے لوگو کھڑے ہو جاؤ

اویس قرنی کا ذکر

نجد کے لوگ کھڑے ہو گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قبیلہ قرن مین سے تمہارے درمیان کوئی ہے۔ لوگون نے کہا۔ ہان ہے۔ اور ایک قوم کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجدیا۔ عمر نے ان سے اویس قرنی کی خبر پوچھی۔ اُنھون نے کہا۔ اویس نام ایک دیوانہ ہے جو آبادی مین نہین آتا اور کسی سے مجالست نہین رکھتا اور آدمی جو کچھ کھاتے ہین وہ نہین کھاتا اور نہ غم جانتا ہے نہ خوشی۔ جب لوگ ہنستے ہین تو وہ روتا ہے اور جب روتے ہین تو وہ ہنستا ہے۔ عمرؓ نے کہا مین اسکو دیکھنا چاہتا ہون۔ لوگون نے کہا جنگل مین اونٹون کے پاس ہے۔ عمر اور علی کرم اللہ وجہہ اُٹھے اور ان کے پاس گئے۔ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو نماز مین پایا بیٹھ گئے یہان تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے اور انہین سلام کہا اور پہلو اور ہتھیلی کا نشان دکھلایا۔ جس سے انہین معلوم ہو گیا کہ یہی ہے۔ اِنھون نے اُس سے دعا چاہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام اور امت کے حق مین دعا کرنے کے واسطے وصیت کا پیغام پہنچایا کچھ عرصہ اویس کے پاس رہے یہان تک کہ اُنھون نے کہا تمہین تکلیف ہوئی اب لوٹ جاؤ۔ قیامت نزدیک ہے۔ اُسکا ہمین ایسا دیدار ہو گا جسکے لئے بازگشت نہین ہو گی۔ مین اب قیامت کے راستہ کا سامان کرنے مین مشغول ہون۔ جب قرن کے لوگ حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ واپس آئے تو اویس کا بڑا مرتبہ اور عزت سمجھنے لگے اِسلئے اویس وہان سے کوفہ مین چلے آئے۔ اور حیان کے بیٹے حرم نے ایکدن انکو دیکھا اور پھر اِن کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جنگون کے فتنون کے وقت تک کسی نے نہ دیکھا۔ اِسوقت آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی موافقت پر اِن کے دشمنون کے ساتھ لڑتے رہے یہان تک کہ حرب صفین کے دن شہید ہو گئے عاش حمیداً ومات شہیداً رضی اللہ عنہ نیک جیا اور شہید مرا خدا اِس سے راضی ہو۔ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا ہے السلامۃ فی الواحدۃ سلامتی تنہائی مین ہے کیونکہ جسکا دل تنہا ہو وہ غیر کے اندیشہ سے چھوٹا ہوا ہوتا ہے اور اپنے سب احوال مین لوگون سے ناامید۔ اس لئے اِن کی سب آفتون سے سلامتی مین ہوتا ہے۔ اور سب سے منہ پھیرے ہوئے۔ لیکن اگر کوئی یہ خیال کرے کہ وحدت تنہا جینا ہے تو یہ محال ہے۔ کیونکہ جب تک کسی کے دل مین شیطان کی صحبت ہو اور اِسکے سینہ مین نفس کو غلبہ اور

دنیا اور عاقبت کی فکر اور لوگون کا اندیشہ تب تک اسکو وحدت حاصل نہین ہوتی کیونکہ کیا غیر سے آرام ہو کیا غیر کے اندیشہ سے یہ ایک ہی بات ہے۔ پس جو تنہا ہوتا ہے اگرچہ وہ لوگون سے صحبت رکھتا ہے مگر وہ اسکی وحدت کو رنج اور خلل نہین پہنچاتی اور جو مشغول ہوتا ہے وہ گوشہ نشینی اسکی فراغت کا سبب نہین ہوتی۔ پس لوگون سے قطع کرنا خدا کی محبت کے سوا نہین ہوتا جسکو خدا سے محبت ہو لوگون سے میل جول اسکو نقصان نہین پہنچاتا۔ اور جسکو لوگون سے محبت ہو اسکے دل پر محبت کا گذر نہین ہوتا۔ خدا کی محبت سے اسکو کچھ خبر نہین لان الوحدت صفتہ عبد صاف اسمع قولہ تعالیٰ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ یہ تحقیق ہے کہ یگانگی صاف بندہ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول کو یاد کر۔ کیا خدائے تعالےٰ اپنے بندہ کے لئے کفایت کرنیوالا نہین ہے۔

صفائی کی شمع۔ وفا کی کان۔ حیان کا بیٹا ہرم بھی اپنی طریقت کے بزرگون مین سے تھا اور معاملہ مین زیادہ حظ رکھتا تھا۔ بزرگ اصحابون کی صحبت حاصل کئے ہوئے تھا۔ اسنے ارادہ کیا کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے۔ جب قرن مین گیا تو اویس وہان سے چلا گیا ہوا تھا ناامید ہوا اور مکہ مین لوٹ آیا ہرم کو خبر ملی کہ وہ کوفہ مین رہتا ہے اسلئے کوفہ مین آیا۔ اور یہان بھی اسکو نہ پایا۔ بہت عرصہ تک وہان رہا اور جب واپس آنے لگا تو راستہ مین دریائے فرات کے کنارہ پر اسکو پالیا جہان وہ وضو کر رہے تھے اور مرقعہ پہنے ہوئے تھے اسنے دیکھکر انہین پہچان لیا۔ جب دریا کے کنارے سے اُٹھا اور کنگھی سے آرائش کرنے لگا تو حیان کا بیٹا ہرم اُن کے سامنے آیا اور سلام کیا۔ اویس نے جواب دیا علیک السلام یا ہرم بن حیان۔ اے حیان کے بیٹے ہرم تجھپر بھی سلام ہو۔ ہرم نے کہا مجھے تو نے کیونکر پہچانا کہ مین ہرم ہون جواب دیا عرفت روحی روحک میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا ہے۔ کچھ عرصہ بیٹھے پھر اسکو واپس لوٹا دیا۔ ہرم کہتا ہے کہ میرے ساتھ زیادہ باتین دونون امیرون یعنے عمر رض اور علی رض کی کین۔ اور اویس رض نے میرے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی کہ آپ نے کہا ہے انما الاعمال بالنیات وانما امرئ لکل مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ من کانت الی الدنیا

یصیبہا او امراۃ یتزوجہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ عملون کی جزا نیتون پر ہی ہے اور تحقیق ہر مرد کے لیے وہ ہے جسکی وہ نیت کرتا ہے۔ پس وہ شخص کہ جسنے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف ہجرت کی۔ پس ہجرت کی اُسنے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف۔ اور جسنے دنیا کی طرف ہجرت کی تاکہ اسکو حاصل کرے یا عورت کی طرف تاکہ اُس سے نکاح کرے پس نکلا وہ اسکی طرف جسکی طرف وہ نکلا۔ اسکے بعد مجھے کہا علیہ بقلبك غیر کے اندیشہ سے دل کا نگاہ رکھنا تجھ پر لازم ہے۔ اور اس سے دو مطلب ہین۔ ایک تو یہ ہے کہ دل کو مجاہدہ سے خدا کی تابع بنا۔ دوسرا یہ ہے کہ اپنے آپ کو دل کے تابع بنا۔ اور یہ دونون قوی اہل ہین۔ دل کو خدا کے تابع بنانا مریدون کا کام ہے کہ شہوت کی کثرت اور حرص کی محبت سے اُسکو ہٹا رکھین۔ اور ناموافق فکر درجہ بدرجہ دل سے دور کرین اور صحبت کی تاثیر اور کاموں کے یاد مین خدا کی آیتون یعنی علامتون مین نظر رکھین تاکہ دل محبت کا محل ہو۔ اور اپنے آپ کو دل کے تابع بنانا ان کاملون کا کام ہے جنکا دل حق تعالیٰ نے اپنے جمال کے نور سے روشن کیا ہوا ہے اور تمام اسبابون اور علتون سے رہائی دی ہوئی ہے۔ اور بڑے اونچے درجہ مین پہنچا کر اپنے قرب کا خلعت اُنہین پہنایا ہے اور اپنے لطفون سے اُنپر جلوہ ڈالا ہے۔ اور مشاہدہ اور قرب کو اُن کے سامنے کیا ہے اور اُن کے تن کو دل کے موافق بنا دیا ہے۔ پس پہلا گروہ صاحب القلوب ہے اور مالک القلوب باقی الصفۃ ہوتا ہے۔ اور دوسرا گروہ مغلوب القلب ہے اور یہ فانی الصفۃ ہوتا ہے۔ اور اس مسئلہ کی حقیقت اس طرف جاتی ہے۔ جو خداوند بزرگ و بلند نے کہا ہے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ مگر تیرے بندے جو اُن مین سے خالص کئے گئے ہین۔ اور دو قراۃ مین ہے۔ مخلصین لام کی زیر اور لام کی زبر سے۔ مخلِص زیر سے فاعل ہے اور باقی الصفۃ۔ اور مخلَص زبر سے مفعول ہے اور فانی الصفۃ۔ خدا تعالیٰ نے چاہا تو دوسری جگہ اس مسئلہ کو اس سے زیادہ تشریح کے ساتھ بیان کرونگا۔ حقیقت مین جو فانی الصفۃ ہوتے ہین وہ اُن سے زیادہ بزرگ ہوتے ہین جو باقی الصفۃ ہوتے ہین کیونکہ فنی الصفت تن کو دل کے موافق بناتے ہین جو خدا مین محو ہوتا ہے اور اسکے مشاہدہ مین قائم۔ اور باقی الصفۃ تکلف سے دل کو امر کے موافق بناتا ہے۔ اور اس مسئلہ کی بنا صحو اور سکر اور مشاہدہ اور مجاہدہ کے اصل پر ہے

صحو۔ مستی سے ہوشیار ہونا۔ عادتون اور صفتون کا نابود کرنا۔ سکر۔ حال کا غلبہ۔

واللہ اعلم۔

حسن بصری کا ذکر

زمانہ کا امام۔ اور جمیل ابو علی الحسن ابی الحسن بصری بھی ان مین سے ہے۔ ایک گروہ کے لوگ ان کی کنیت ابو محمد کہتے ہین اور ایک گروہ کے ابو سعید۔ اہل طریقت کے نزدیک انکا بہت بڑا مرتبہ ہے اور تصوف کے علم مین ان کے اشارے لطیف ہین۔ حکایتون مین مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اعرابی آیا اور صبر کے باب مین ان سے پوچھا۔ حسن بصری نے کہا صبر دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو مصیبتون اور بلاؤن مین صبر کرنا۔ اور دوسرا ان چیزون سے صبر کرنا جن سے ہٹ رہنے کے لئے ہمین خدا نے حکم کیا ہے۔ اور اُن کی نافرمانی سے منع کیا ہے۔ اعرابی نے کہا انت زاھدٌ ما رایت از ھد منک تو ایسا زاہد ہے کہ مین نے جس سے بڑھ کر زاہد نہین دیکھا اور نہ تجھ سے زیادہ صابر۔ حسن نے کہا اے اعرابی تو یہ تو کہتا ہے لیکن ہمارا زہد سب رغبت ہے اور صبر بے صبری۔ اعرابی نے کہا مجھے اس قول کی تشریح بتلا کیونکہ میرا اعتقاد پریشان ہوگیا ہے۔ جواب دیا کہ بلا پر یا طاعت مین میرا صبر کرنا دوزخ کی آگ سے خوف کے سبب ہے اور یہ بصیری ہے اور مین جو دنیا مین زہد کرتا ہون یہ نجات اخروی کے لئے ہے اور یہ عین رغبت ہے۔ اور بہت خوش ہے وہ جو اپنے حصہ کو درمیان سے اُٹھالے تاکہ اسکا صبر خدا کے لئے ہو نہ دوزخ سے اپنے تن کے امن کے واسطے۔ اور اسکا زہد حق کے لئے ہو نہ بہشت مین اپنے پہنچنے کے لئے۔ اور یہ اخلاص کے صحیح ہونے کی علامت ہے۔ حسن بصری سے یہ بھی روایت کرتے ہین کہ آپ نے کہا ہے ان صحبۃ الاشرار تورث سوء الظن بالاخیار تحقیق بروں کی صحبت نیکون سے بُرے ظن کی توارث بناوٹی ہے۔ جو اس گروہ کے بُرون سے صحبت کرتا ہے وہ اس گروہ کے نیکون پر بدگمان ہوجاتا ہے۔ اور یہ بڑا یقینی قول ہے اور اس زمانہ کے لوگون کے مناسب حال کیونکہ خدا کی درگاہ کے عزیزون کے سب منکر ہین۔ اور یہ اسواسطے ہوا ہے۔ کہ ان صوفیون کے ساتھ جو اہل رسم ہین لوگ صحبت رکھتے ہین اور ان کے بخل کو خیانت پر حمل کرتے ہین۔ اور ان کی زبان کو جھوٹ اور غیبت پر۔ اور ان کی کوشش کو سخاوت اور بیہودہ باتین سننے پر۔ اور ان کی آنکھ کو لہو اور شہوت پر۔ اور ان کی سب ہمت حرام اور شبہ والی چیزون کے جمع کرنے پر۔ اسلئے

جانتے ہین کہ صوفیون کا معاملہ اور مذہب یہی ہے۔ لیکن ایسا نہین ہے بلکہ ان کے سب فعل طاعت ہین۔ اور ان کی زبان خدا کے کلام کے موافق۔ اور ان کی کلام خدا کی محبت کا پھل اور ان کا بھید خدا کی محبت کا محل۔ اور ان کی کوشش حقیقت مین خدا کے وجد کا مقام۔ اور انکی آنکھ اسکے جمال کی جگہ۔ اور ان کی سب ہمت خدا کی رویت کے مقام مین بھیدون کا جمع کرنا ہے اور اگر ایک قوم ایسی پیدا ہوگئی ہے کہ جنے صوفیون کے گروہ اور رفتار مین خیانت کو علانیہ اختیار کرلیا ہے تو ان خیانت کرنیوالوں کی خیانت انہین کی طرف لوٹتی ہے نہ جہان کے نیکون اور سیدون کی طرف۔ پس جو کسی قوم کے برون سے محبت کرتا ہے یہ اُسی کی بُرائی سے ہے کیونکہ اگر اس مین نیکی ہوتی تو نیکون سے صحبت رکھتا پس جو نالائقون اور غیر کفو سے صحبت رکھتا ہے وہ ملامت کے لائق ہے۔ اور زمانہ کے احرار اور سادات کے منکر لوگون مین سے زیادہ شریر اور رذیل ہین۔ کیونکہ ان کے صحبت لوگون کے زیادہ رذیل آدمیون سے ہوئی ہے یا زیادہ رذیلون کی پیروی کی ہے یا اپنی آرزو نہین پائی اسواسطے منکر ہوگئے ہین۔ اور یہ مہلک ہین سوائے اُن خداوند تعالےٰ کے عزیزون کے جنہون نے اس گروہ کے نیکون مین رضا کی آنکھ سے دیکھا ہے اور جان اور دل سے ان کی صحبت کے خریدار ہوئے ہین اور سب جہان سے ان کی صحبت کو اختیار کرلیا ہے۔ اور ان کی برکتون کے سبب دونون جہان کے مقصود کو پہنچ گئے ہین۔ اور سب جہان سے دل کو قطع کرلیا ہے اور انہین معنون مین کہا ہے ؎

فلا تحقرن نفسی وانت حبیبها فکل امرء یصبوا الی من یجانس

پس اپنے نفس کو حقیر نہ جان تو اس کا حبیب ہے۔ ہر امرا اپنی جنس سے ملتا ہے۔

عالمون کا رئیس۔ فقیہون کا فقیہ معیب کا بیٹا سعید بھی ان سے ہے۔ بہت بڑی شان اور بلند قدر والا تھا۔ اور قوم کا عزیز اور سند کی خوبی۔ فقہ کے علمون کے فنون اور توحید اور حقائق اور تفسیر اور شعر اور لغت وغیرہ مین ان کی بہت نیک صفتین ہین اور کہتے ہین کہ ظاہر مین چالاک اور طبع مین پارسا تھا۔ ایسا نہین تھا کہ ظاہر پارسا اور چالاک طبع ہو۔ اور اس طریقت میں یہ نیک طریقہ ہے اور سب بزرگون کے نزدیک محمود۔ اور سعید سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے کہا ہم ارض یالیسر من الدنیا مع سلامة دینك کما رضی قوم بکثیرها مع ذهاب دینهم

دین کی سلامتی سے تھوڑی دنیا پر راضی ہو۔ ایسا نہ ہو جیسا کہ ایک قوم دین کے چلے جانے سے بہت دنیا پر راضی ہوئی۔ یعنے دین کے سلامت رہنے مین تو اس غنا سے اچھا ہے جو غفلت سے ہو۔ کیونکہ فقیر جب دل مین دیکھتا ہے تو اندیشہ زیادہ پاتا ہے اور ہاتھ دیکھتا ہے تو قناعت پاتا ہے۔ اور غنی جب دل مین دیکھتا ہے تو دین کے جانے کا اندیشہ زیادہ پاتا ہے اور ہاتھ مین دیکھتا ہے تو دنیا پاتا ہے۔ پس خداوند تعالیٰ بے غفلت دوستون کی رضا۔ پُر غرور اور پُر آفت دنیا کے غافلون کی رضا سے بہتر ہے۔ اور حسرت اور ندامت بہتر ہے ذلت اور معصیت سے۔ پس جب بلا آتی ہے تو غافل کہتے ہین کہ الحمد اللہ تن پر نہین آئی۔ اور دوست کہتے ہین الحمد اللہ کہ دین پر نہین آئی۔ اگر تن بلا مین ہو اور دل بقا مین تو بلا تن پر خوش اور آسان ہوتی ہے۔ اور جب دل غفلت مین ہو اگرچہ تن نعمت مین ہو وہ نعمت عذاب ہوتا ہے۔ رضا حقیقت مین قلیل پر ہوتی ہے۔ اور بہت دنیا پر رضا تھوڑی دنیا پر رضا ہے کیونکہ تھوڑی دنیا بھی ایسی ہے جیسی بہت۔ ان سے یہ ذکر بھی آیا ہے کہ مکہ مین بیٹھے ہوئے تھے ایک مروان کے پاس آیا اور کہا مجھے اُس حلال سے خبر دے جسمین حرام نہ ہو اور اُس حرام سے جس مین حلال نہ ہو۔ سعید رح نے کہا ذکر اللہ حلال لیس فیہ حرام وذکر غیر اللہ حرام لیس فیہ حلال۔ اللہ کا ذکر حلال ہے جس مین حرام نہین اور اللہ کے غیر کا ذکر حرام ہے جسمین حلال نہین۔ کیونکہ اللہ کے ذکر مین نجات ہے اور اللہ کے غیر کے ذکر مین ہلاکت وباللہ التوفیق۔

باب ۸ صوفیون کے امامون مین ستبع تابعین کا ذکر

طریقت کا بہادر، شریعت مین برقرار حبیب عجمی بھی ان مین سے ہے۔ بلند ہمت اور صاحب قدر تھا۔ مردون کے مرتبہ کی جگہ مین بڑا رتبہ رکھتا تھا۔ اسکی توبہ کا ابتدا حسن بصری رح کے ہاتھ سے ہوا ہے۔ یہ ابتدا مین ریا اور سب طرح کا فساد کرتا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے اسکو توبہ نصوح کی عطا کی اسلئے خداوند تعالیٰ کی درگاہ مین رجوع کیا۔ اور علم اور معاملہ سے تھوڑا سا حسن بصری رح سے سیکھا اسکی فارسی زبان عربی پر روان نہ تھی مگر خداوند تعالےٰ نے اسکو بڑی کرامت سے مخصوص کیا ہوا تھا۔ اس درجہ تک پہونچ گیا کہ ایکدن شام کے وقت حسن بصری رح حبیب کی مسجد کے دروازہ پر گذرا۔ جبکہ یہ شام کی نماز کی تکبیر کہکر نماز مین کھڑا ہوا تھا۔ حسن مسجد مین آیا اور نماز مین حبیب کی

پیروی نہ کی کیونکہ اُس کی زبان عربیت اور قرآن پڑھنے پر جاری نہ تھی۔ جب رات کو سو گیا تو خداوند تعالیٰ کو خواب مین دیکھا۔ حسن بصری نے کہا اے اللہ تیری رضا کس مین ہے۔ کہا اے حسن تو نے میری رضا حاصل کرلی تھی مگر اسکی قدر نہ جانی۔ اگر گذشتہ رات حبیب کے پیچھے صحیح نیت سے نماز پڑھتا اور وہ تجھے اپنی عبارت کے معتبر ہونیکے انکار کے سبب میری رضا سے ہٹا نہ رکھتا تو مین تجھ سے راضی ہوتا۔ اور اس گروہ مین یہ مشہور ہے کہ جب حسن بصری حجاج سے بھاگا تو حبیب کے حجرہ مین آیا لوگ پیچھے آئے اور کہا اے حبیب تو نے کسی جگہ حسن کو دیکھا۔ کہا ہان دیکھا ہے۔ پوچھا کہان گیا ہے؟ کہا ابھی حجرہ کے اندر گیا ہے۔ لوگ اندر گئے تو وہان کسیکو نہ دیکھا۔ سمجھے کہ حبیب ہم سے ٹھٹھا کرتا ہے اسکو برا بھلا کہا تو نے سچ نہین کہا کہ اسجگہ ہے۔ حبیب نے قسم کھائی کہ مین سچ کہتا ہون دوسری دفعہ پھر اندر گئے نہ ملا۔ تیسری دفعہ پھر گئے پھر بھی نہ پایا اور واپس لوٹ گئے۔ حسن اُس حجرہ سے باہر نکل آیا اور کہا اے حبیب مین جانتا ہون کہ خداتعالیٰ نے تیری برکتون کے سبب مجھ ان ظالمون کو نہ دکھلایا تو نے انہین کیون کہا کہ وہ یہان اندر ہے۔ حبیب نے کہا اے اوستاد یہ میری برکتون کے سبب نہین کہ اُنہون نے تجھ کو نہین دیکھا بلکہ میرے سچ کہنے کی برکت کے سبب تجھے نہین دیکھا۔ اگر مین جھوٹ کہتا تو تجھے اور تجھے دونون کو ذلیل کرتے۔ اِس قسم کی حبیب کی بہت سی کرامتین ہین لوگون نے حبیب سے پوچھا کہ خداوند تعالیٰ کی رضا کس چیز مین ہے کہا فی قلب لیس فیہ غبار النفاق اس دل مین جسمین نفاق کا غبار نہ ہو۔ کیونکہ نفاق دوستی کے خلاف ہے۔ اور رضا عین دوستی ہے۔ اور محبت کو نفاق سے کچھ تعلق نہین محبت کا مقام رضا ہے۔ پس رضا دوستون کی صفت ہے اور نفاق دشمنون کی۔ یہ مقولہ بہت بزرگ ہے وباللہ التوفیق ومنالعون۔

اہل زمانہ کا نقیب۔ جنون اور انسانون سب کی زینت مالک بن دینار بھی ان مین سے ہے۔ حسن بصری کا یار تھا اور اِس طریقت کے بزرگون مین سے۔ اِن کی کرامتین مشہور ہین۔ اور نیک خصلتون کی ریاضتون مین معروف ہے۔ اور دینار غلام تھا اور ان کی پیدائش کا زمانہ باپ کی غلامی کی حالت مین ہوا ہے۔ اِسکی توبہ کا ابتدا یہ ہے کہ ایک رات کچھ لوگون کے ساتھ خوشی مین مشغول تھا۔ جب لوگون نے تجملہ کہا تو اُسوقت اُس عود سے جسے بجاتے تھے یہ آواز نکلی کہ یا مالک مالک ان لا تتوب اے مالک تجھے کیا ہوا کہ توبہ نہین کرتا۔ اُسی وقت تجملہ کہنے سے ہاتھ اُٹھا لیا

اور حق کے پاس آیا اور توبہ مین اپنا قدم مضبوط کیا - اور مرتبہ مین یہان تک پہنچا کہ ایک وقت کشتی مین بیٹھا ہوا تھا - بیڑی مین ایک جوہر گم ہوگیا - مالک کو وہان کوئی جانتا نہ تھا اسکو جوہر کے پھر لینے کی تہمت لگائی - مالک نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور دعا مانگی - اسوقت جتنی مچھلیان دریا مین تھین سب پانی کے اوپر آگئین - ہر ایک نے اپنے منہ مین ایک جوہر لیا ہوا تھا - ایک جوہر اُن سے لیکر اُس مرد کو دیدیا - اور پانی کی سطح پر قدم رکھا اور اسپر چلنے لگ گیا - یہان تک کہ کنارے پر پہنچکر باہر آگیا - اور ان سے ذکر ہے کہ آپ نے کہا ہے احب الاعمال علی الاخلاص فی الاعمال - کامون مین سے زیادہ عزیز کام میرے نزدیک اخلاص ہے - کیونکہ عمل اخلاص سے عمل ہوتا ہے - اور اخلاص عمل کے لیے اسقدر جہ ہے جس درجہ مین روح جسم کے لئے ہے - جیسا کہ جسم - روح کے سوا ایک بیجان ڈھیلا ہے ویسا ہی عمل اخلاص کے سوا ناچیز ہے - لیکن اخلاص - باطن کے عملون مین سے ہے - اور طاعتین ظاہر کے عملون سے - اور ظاہر کے عمل باطن کے عملون سے تمام ہوتے ہین - اور باطن کے عمل ظاہری عملون سے قدر پاتے ہین - اگر کوئی ہزار سال دل مین مخلص رہے جبتک عمل اسکے اخلاص سے نہ ملے وہ اخلاص نہین ہوتا - اور کوئی ہزار سال ظاہر مین عمل کرے - جب تک اخلاص اسکے عمل سے نہ ملے تب تک اسکا عمل طاعت نہین ہوتا ہے -

بزرگ فقیر سب ولیون کا امیر سلیم راعی : ابو حلیم حبیب بھی ان مین سے ہے - مشائخون مین بہت بڑا مرتبہ رکھتا ہے - اپنے سب احوال مین اسکی بہت سی علامتین اور دلیلین ہین سلمان فارسی کا صاحب تھا - پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے کہا ہے نیت المؤمنین خیر من عملہ حبیب بھیڑون بکریون کا مالک تھا - دریاے فرات کے کنارے پر رہتا تھا - اور اسکا طریق گوشہ نشینی تھا - بزرگون مین سے ایک بزرگ روایت کرتا ہے کہ ایک وقت مین ابو حلیم حبیب پر گذرا - مینے اسکو نماز مین پایا - اور بھیڑیا اسکی بھیڑ بکریون کی حفاظت کر رہا تھا - مین نے کہا کہ مین اس پیر کی زیارت کرون کہ اس مین بزرگی کی علامتین نظر آتی ہین - مین تھوڑی دیر بیٹھ گیا - جب نماز سے فارغ ہوا مین نے ان کو سلام کیا - کہا اے بیٹا کس کام کے لئے آیا ہے - مین نے کہا زیارت کے لئے - جواب دیا خدا تجھے نیکی دے - مین نے کہا اے شیخ بھیڑیے کو مین بھیڑون کے موافق دیکھتا ہون کہا اسلئے کہ بھیڑون کا نگہبان خدا ہے

حبیب عجمی

موافق ہے - یہ کہکر لکڑی کا پیالہ ایک پتھر کے نیچے رکھدیا - اس پتھر سے دو چشمے جاری ہوئے ایک دودھ کا تھا اور ایک شہد کا - اور مجھے کہا کھالے - مین نے پوچھا کہ اے شیخ تو نے یہ وجہ کیونکر پایا - جواب دیا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمان برداری سے - اور کہا اے بیٹا باوجود اسکے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی قوم حضرت موسی علیہ السلام کی مخالف تھی پتھر نے اسکو پانی دیا - حالانکہ حضرت موسی علیہ السلام محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کے درجہ مین نہ تھے - اور جب مین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بردار ہوں تو کیا پتھر مجھے دودھ اور شہد نہیں دیگا - حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسی علیہ السلام سے بہتر ہین - مین نے سبب کو کہا مجھے کوئی نصیحت بتلا - کہا لا تجعل قلبك صندوق الحرص وبطنك وعاء الحرام ولکو حرص کا مقام نہ بنا - اور پیٹ کو حرام کی تھیلی نہ کر کیونکہ لوگون کی ہلاکت ان دو نون چیزون مین ہے - اور نجات ان دونون چیزون سے بچا رہنے مین ہے اور میرے شیخ کے پاس ان سے بہت روایتین تھین لیکن میرے وقت مین بہت تنگی ہے اس سے زیادہ نہین لکھ سکتا کیونکہ میری کتابین غرنی مین رہ گئی تھین خدا انہین نگاہ رکھے - اور مین ہند کی ولایت مین ضلع اہار پور مین تھا جو تمام ان کے گرد نواح مین سے ہے - اور زمینون مین گرفتار - والحمد للہ اسار والعزائر - بہرحال خوشی و رنج مین اللہ کا شکر ہے -

پیر صالح ابو حازم مدنی بھی ان مین سے ہے - بزرگون مین سے بعض بزرگون کا پیشوا تھا معاملون مین اسکے لئے بڑا حصہ اور بڑا مرتبہ ہے - اور فقر مین صادق قدم ہے - اور مجاہدون مین پوری رفتار رکھتا ہے - اور عثمان مکی کے بیٹے عمر نے ان کے بارے مین بڑی کوشش کی ہے - پیر صالح کا کلام سب دلون مین قبول ہے - اور بہت کتابون مین لکھا ہوا ہے - عثمان کے بیٹے عمر نے ان سے روایت کی ہے کہ لوگون نے انہین کہا یا مالک تیرا مال کیا ہے کہا الرضا عن اللہ والغنی عن الناس - جواب دیا میرا مال خدا کی رضا ہے اور لوگون سے غنا یعنی بے پروائی - اور بیشک جو خدا سے راضی ہوتا ہے وہ لوگون سے بے پروا ہوتا ہے - اور آدمی کے لئے بہت بڑا خزانہ خدا کی رضا ہے - اور غنا کی طرف اشارہ خدائے بزرگ و بلند کی طرف اشارہ ہے - پس جو خدا سے غنی ہوتا ہے وہ غیر سے بے پروا ہوتا ہے - اور خدا کی درگاہ کے

پیر صالح کا ذکر

سوا اور راستہ نہین جانتا ہے اور خلوت وجلوت مین اس کے سوا دوسرے کو نہین چاہتا۔ بزرگون مین سے ایک بزرگ کہتا ہے کہ مین صالح کے پاس آیا اور ان کو سویا ہوا پایا۔ کچھ دیر ٹھہر گیا یہانتک کہ وہ جاگ اٹھا اور کہا کہ پیغمبر صلعم کو مینے اس وقت خواب مین دیکھا ہے مجھے تیری طرف پیغام دیا ہے اور کہا ہے کہ مالک کا حق لگاکر کھنا حج کرنے سے بہتر ہے۔ لوٹ جا اور مان کے دل کو خوش کر۔ مین وہان سے لوٹ آیا اور مکہ مین نہ گیا اور اس سے زیادہ صالح کی باتین ہم نے نہین سنین۔

اہل مجاہدہ کو پکارنے والا اور مشاہدہ مین قایم واسع بیٹا محمد کا بھی ان مین سے ہے اسکے وقت مین اس جیسا اور نہ تھا اور تابعین مین سے بہت آدمیون کی صحبت حاصل کی ہوئی۔ اگلے بزرگون مین سے ایک گروہ کو دیکھے ہوئے تھا۔ طریقت مین پورا حصہ رکھتا تھا اور طریقت کی حقیقتون کے بیان کرنے مین عالی قول اور کامل اشارے رکھتا تھا۔ ان سے ذکر ہے کہ آپنے کہا ہے مارایت شیئا الا ورایت اللہ فیہ۔ مین نے ایسی کوئی چیز نہین دیکھی جسمین خدا کو نہین دیکھا۔ اور یہ مقام مشاہدہ کا مقدمہ ہے کیونکہ مشاہدہ فاعل کی دوستی کے غلبہ مین اس درجہ مین پہنچ جاتا ہے کہ جب فاعل کے فعل مین دیکھتا ہے تو فعل کو نہین دیکھتا بلکہ بالکل فاعل کو دیکھتا ہے جیساکہ آدمی تصویر مین مصور کو دیکھتا ہے۔ اور اس قول کی حقیقت ابراہیم علیہ السلام کے قول سے کہ ان پر اور ہمارے پیغمبر پر اللہ کا درود ہو ملتی ہے۔ اور وہ قول یہ ہے کہ جب چاند۔ آفتاب اور ستارہ کو دیکھا تو کہا ھذا ربی یہ ہے میرا رب۔ اور یہ شوق کے غلبہ مین تھا کہ جو کچھ دیکھتا سب اپنے محبوب کی صفت پر دیکھتا تھا۔ کیونکہ دوست نگاہ کرتے مین تو جہان کو اس کے قہر کا مقہور اور اس کے سلطان کا قیدی دیکھتے ہین اور موجودات کا وجود۔ اس کے فاعل کی قدرت کے ہاتھ مین معدوم۔ اور ہستی مین ناچیز پاتے ہین اور جب شوق کی آنکھ سے دیکھتے ہین تو مقہور کو نہین دیکھتے۔ بلکہ بالکل قاہر یعنی غالب کو دیکھتے ہین اور مفعول کو نہین دیکھتے بلکہ فاعل کو دیکھتے ہین اور مخلوق کو نہین دیکھتے خالق کو دیکھتے ہین۔ خدا نے چاہا تو اس مسئلہ کو ہم مشاہدہ کے باب مین بیان کرینگے۔ اور اس جگہ اس گروہ کے لوگون کو غلطی واقع ہوئی ہے جنہون نے یہ کہا ہے کہ یہ قول رایت الیہ فیہ مکان اور حلول واتحاد کو چاہتا ہے۔ اور یہ محض کفر ہے کیونکہ مکان متمکن کی جنس ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی تقریر کرے کہ مکان مخلوق ہے تو چاہیے کہ متمکن بھی مخلوق ہو اور اگر یہ تقریر کرے کہ متمکن قدیم ہے تو مکان بھی قدیم ہونا چاہیے۔ اور اس قول سے فساد حاصل ہوتا ہے۔ یا مکان کو قدیم کہنا پڑتا ہے یا متمکن کو مخلوق۔ اور یہ دونون امر کفر ہین۔ پس واسع کی یہ روایت چیزون مین

خدا کی نیلوں اور نشانیوں کے معنے ہیں ہے میا کہ میں نے پہلے کہا ہے اور اسمیں ایک لطیف رمز ہے جس کو
ہیں خدا نے چاہا تو اپنی جگہ پر لکھوں گا - اور امامون کا امام سنیوں کا پیشوا - فقیہوں کی زندگی
عالموں کی عزت - ابو حنیفہ نعمان بیشابت کا بھی ان میں سے ہے مجاہدہ اور عبادت میں اونکا قدم درست
ہوا ہے - اور اس طریقت کے اصولوں میں بڑا شان رکھتا تھا - اور حال کے شروع میں گوشہ نشینی اور
لوگوں سے کنارہ کرنیکا ارادہ کیا - اور چاہا کہ لوگوں سے الگ ہو جائے تاکہ دل کو ریاست اور لوگوں کے
مرتبہ سے پاکیزہ رکھے اور بے عیب ہو کر حق کے لئے کھڑا ہو - یہانتک کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ پیغمبر
صلعم کی ہڈیاں ان کے لحد سے جمع کرتا تھا اور بعض کو بعض سے پیوند کرتا تھا اس واقعہ کی ہیبت کے سبب
خواب سے جاگ اٹھا اور محمد بن پیر کے اصحابوں میں سے ایک سے خواب کا بیان پوچھا - اُسنے کہا تو
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی سنت کے نگاہ رکھنے میں یہاں تک بڑے درجہ میں پہنچے گا کہ
اس میں تصرف کرنیوالا ہوگا - اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کریگا اور دوسری دفعہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب میں دیکھا انہوں نے کہا اے ابا حنیفہ تجھے خدا نے میری سنت زندہ کرنے کے لئے بنایا ہے
گوشہ نشینی کا ارادہ نہ کر - ابو حنیفہ مشائخوں میں سے بہت بزرگوں کا استاد تھا جیسے ابراہیم ادھم
اور فضیل بیاض عیاض کا - اور داؤد طائی اور بشر حافی اور ان کے سوا اور بھی - اور علماء میں یہ
قصہ لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے کہ ابو جعفر منصور کے وقت تجویز ہوئی کہ چار آدمیوں میں سے ایک کو
قاضی بنائیں جنمیں سے ایک ابو حنیفہ ہیں - دوسرے سفیان ثوری - تیسرے شعبہ بیاکرام کا -
چوتھے شریح - اور یہ چاروں علماء میں سے سربرآوردہ تھے - ابو جعفر منصور نے آدمی بھیجا تاکہ ان
سب کو اس جگہ حاضر کریں - جب راستہ میں جاتے تھے ابو حنیفہ نے کہا میں ہر ایک کے لئے دانائی
اور قیافہ سے کچھ کہتا ہوں - اوروں نے کہا صواب ہوگا - ابو حنیفہ نے کہا کسی حیلہ سے میں
قضا کے عہدہ کو اپنے سے ٹال دونگا - اور شعبہ اپنے آپ کو دیوانہ بنا دے - اور سفیان بھاگ
جائے - اور شریح قاضی ہو جائے - سفیان اسّہ میں سے بھاگ گیا اور ایک کشتی میں چلا گیا اور کہا
کہ مجھے چھپا لو کیونکہ اس حدیث کی تاویل سے میرا سر کاٹ ڈالیں گے - پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہا ہے من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر سکین - جو قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے
ذبح کیا گیا - ملاح نے اسکو چھپا دیا - اور باقی تینوں کو منصور کے پاس لے گئے - پہلے ابو حنیفہ کو کہا کہ

سوانح حال امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

تجھے قضا کا کام کرنا چاہیے اُنہون نے کہا اے امیر مین عرب نہین ہون اور عربون کے صاحب اور سوا میرے حکم پر راضی نہین ہونگے۔ ابو جعفر نے کہا اِس کام کو نسب سے تعلق نہین ہے بلکہ علم سے ہے اِسکے لئے علم چاہیے۔ ابو حنیفہ نے جواب دیا کہ مین اِس کام کے لائق نہین ہون۔ اور اِس قول مین جو مین نے کہا ہے کہ مین لائق نہین ہون اگر مین ٹھیک کہتا ہون تو مجھے قضا نہین چاہیے اور اگر مین جھوٹ کہتا ہون تو جھوٹ کہنے والا مسلمانون کی قضا کے لئے نہین چاہیے اور تو جو خدا کا خلیفہ ہے یہ بات روا نہ رکھ کہ جھوٹ کہنے والیکو اپنا خلیفہ بنائے۔ اور مسلمانون کے مال۔ آرام۔ خون کا اِسپر اعتبار کرے۔ یہ کہا اور خلاصی پائی۔ اِسکے بعد شعرا آگے بڑھا اور منصور کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تیرا کیا حال ہے اور تیرے چارپائے اور فرزند کس طرح ہین منصور نے کہا اِسکو نکالدو کیونکہ یہ دیوانہ ہے۔ اِسکے بعد شریک کو کہا کہ تجھے قضا کا کام کرنا چاہیے۔ شریک نے کہا کہ مین سودائی ہون اور میرا دماغ خفیف ہے منصور نے کہا موافق غذاؤن اور شربتون سے اپنا علاج کرتا کہ تیری عقل کامل ہوجائے اور یہ کہکر شریک کو قضا کا کام دیدیا۔ اور ابو حنیفہ نے اِسکو جدا کردیا اور کبھی اِس سے بات نہ کی۔ اور یہ ابو حنیفہ کے حال کے کمال کی علامت ہے اِن دو معنون کے لئے۔ ایک ہر ایک مین اِن کی دانائی کا صدق۔ اور دوسرے صحت اور سلامتی کا راستہ اختیار کرنا اور لوگون سے اپنے آپ کو دور رکھنا اور اِن کے مرتبہ پر مغرور نہ ہونا۔ اور یہ حکایت علامت کے صحیح ہونے کے لئے قوی دلیل ہے کیونکہ اِس طرح تینون نے حیلہ سے لوگون کو اپنے پاس سے دور کیا اور لوگ اِس طرح کے معاملہ کے منکر ہین کیونکہ حرص سے آرام کیا ہوا ہے اور حق کے طریقہ سے بھاگے ہوئے ہین۔ خاصکر امیرون کے گھر کو اپنا قبلہ بنایا ہوا ہے۔ اور ظالمون کے مکان کو اپنا بیت المعمور۔ اور جابرون کے فرش کو اِس کے مفہوم کے برابر کیا ہوا ہے قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ پس دو قدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک۔ اور جو کچھ اِن کی حرص کے خلاف ہو سب کے منکر ہوتے ہین۔ ایک وقت غزنی مین خدا اِسکو نگاہ رکھے امامت اور علم کے مدعیون مین سے ایک نے کہا کہ مرقعہ پہننا بدعت ہے۔ مینے کہا جو حشیشی اور دمیقی جامہ بالکل ابریشم کا ہوتا ہے اور اِسکا پہننا عین مردون پر مطلق حرام ہے۔ ظالمون سے الحاح مینے منت خوشامد سے لیتے ہو الحاح حرام ہے اور ظالم کا مال حرام مطلق ہے۔ اِسکو تو پہن لو اور یہ نہ کہو کہ بدعت ہے۔ اور حلال جابر حلال

مال سے خریدا ہوا پہننا کس طرح بدعت ہوتا ہے۔ اگر طبع کی عونت اور نفس کی گمراہی تم پر غلبہ نہ کرتی تو اس سے پسندیدہ سخن کہتے۔ ابریشم کا جامہ پہننا عورتوں کو حلال ہے۔ اور مردوں کو حرام اور دیوانوں کو مباح ہے۔ اگر عورت اور دیوانہ ہونے کے مقر ہو تو معذور ہو۔ فنعوذ باللہ من عدم الانصاف پس پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ سے انصاف کے نہ ہونے سے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ جب حیان کے بیٹے نوفل نے وفات پائی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت کا ہنگامہ ہے اور سب لوگ حساب کی جگہ میں کھڑے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اپنے حوض کے کنارے پر کھڑے ہوئے دیکھا اور ان کے دائیں بائیں بزرگ کھڑے ہوئے دیکھے۔ اور ایک خوبصورت بوڑھا دیکھا۔ اس کے سر پر سفید بال تھے اور اپنا رخسارہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارہ پر رکھا ہوا تھا۔ اور اس کے برابر میں نے نوفل کو دیکھا۔ جب نوفل نے مجھے دیکھا میری طرف آیا اور سلام کیا۔ میں نے کہا مجھے پانی دے جواب دیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیلوں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلی سے اشارہ کیا۔ اسلئے اسنے مجھے پانی دیا۔ میں نے پانی پیا اور اپنے اصحابوں کو بھی دیا اور اس حوض میں سے کچھ کم نہ ہوا۔ میں نے کہا اے نوفل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف وہ بوڑھا کون ہے۔ کہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں انپر اور ہمارے نبی پر اللہ کا درود ہو۔ اور دوسرا ان کے بائیں طرف حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ اسی طرح میں پوچھتا اور انگلی پر پاوں رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے ستر آدمیوں کو پوچھا۔ جب میں جاگا ستر عدد ہاتھ پر گرہ دیئے ہوئے تھے۔ اور معاذ رازی کا بیٹا یحیی کہتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا۔ میں نے انہیں کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این اطلبک اے اللہ کے رسول میں تجھے کہاں تلاش کروں قال عند ابی حنیفۃ کہا مجھے ابو حنیفہ کے علم کے پاس تلاش کر۔ پرہیزگاری میں ان کے بہت طریق ہیں اور ان کی نیک صفتیں اس سے زیادہ ہیں کہ اس کتاب میں آسکیں۔ اور میں جو عثمان جلالی کا بیٹا علی ہوں۔ شام میں تھا اور بلال مؤذن کے وضو پر سویا ہوا میں نے اپنے آپ کو خواب میں مکہ کے اندر دیکھا اور یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی شیبہ کے دروازہ سے اندر آئے ہیں۔ ایک پیر کو بغل میں پکڑ لیا ہے جیسا کہ

لڑکوں کو پکڑتے ہیں۔ میں محبت کے سبب ان کے پاس دوڑا گیا اور اُن کے پاؤں چومے اور اس تعجب میں تھا کہ وہ بوڑھا کون ہے۔ آپ معجزہ سے میرے باطن اور میرے ارادہ پر واقف ہوگئے اور مجھے کہا کہ یہ تیرا امام اور تیری ولایت کے لوگوں میں سے ہے۔ یعنے ابوحنیفہ۔ مجھے اِن سے بڑی امید ہے اور اپنے شہر کے لوگوں کو بھی۔ اور اس خواب سے مجھ کو یہ امر درست معلوم ہوگیا کہ ابوحنیفہ رح اِن میں سے ہوتے ہیں جو طبع کی صفتوں سے فانی تھے اور شرع کے حکموں سے باقی اور اُنسے قائم۔ کیونکہ اِن کے رہبر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور اگر وہ آپ جاتے تو باقی الصفتہ ہوتے۔ اور باقی الصفتہ یا مخطی[1] ہوتا ہے یا مصیب[2]۔ اور جب اِن کے رہبر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تھے تو فانی الصفتہ ہے اور پیغمبر کی صفت کے بقا سے قائم ہے۔ اور جب پیغمبر پر خطا کی صورت واقع نہیں ہوتی تو جو اس سے قائم ہے اُسپر بھی نہیں ہوتی اور یہ ایک لطیف رمز ہے۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ جب داؤد طائی رح نے علم حاصل کیا اور ایک جہان کا پیشوا اور مدار ہوا تو ابوحنیفہ کے پاس آیا اور کہا اب میں کیا کروں ابوحنیفہ نے کہا علیك بالعمل فان العلم بلا عمل کجسد بلا روح۔ تجھ پر عمل کرنا لازم ہے کیونکہ وہ علم جسکے لئے عمل نہ ہو اُس تن کی طرح ہوتا ہے جس میں جان نہ ہو۔ اور جب تک علم عمل کے نزدیک نہ ہو صاف نہیں ہوتا اور نہ زیادہ مخلص۔ اور جو تنہا علم پر قناعت کرتا ہے وہ عالم نہیں ہوتا کیونکہ عالم کو تنہا علم پر قناعت نہیں ہوتی کیونکہ عین علم عمل کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ عین ہدایت مجاہدہ کا۔ اور جیسے مشاہدہ بغیر مجاہدہ کے نہیں ہوتا اسی طرح علم بغیر عمل کے نہیں ہوتا۔ کیونکہ علم عمل کی میراث ہے۔ اور علم کا فائدہ اور کشائش اور تادیب عمل کی برکتوں سے ہے۔ کسی طرح بھی علم کو عمل سے جُدا نہیں کرسکتے جیسے کہ آفتاب کے نور کو اسکے عین سے۔ اور کتاب کی ابتدا میں علم کے بیان میں ایک مختصر باب میں نے لکھا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اور زاہدوں کا سردار۔ اوتادوں کا رہنما مبارک کا بیٹا عبداللہ مروزی بھی اِن میں سے ہے اِس قوم کے اہل مرتبہ میں سے تھا۔ اور شریعت اور طریقت کے سب اسبابوں اور احوالوں اور قولوں سے عالم اپنے زمانہ میں وقت کا امام تھا اور بہت بڑے بڑے بزرگوں کو دیکھا ہوا اور اُنکی

---

[1] مخطی۔ جو صواب کا ارادہ کرے۔ اور بے ارادہ اس سے خطا ظاہر ہو۔

[2] مصیب۔ کسی کی حقیقت کو اچھی طرح پہنچنے والا۔

صحبت حاصل کئے ہوئے۔ علمون مین سے ہر فن مین اسکی تصنیفین اور کرامتین مشہور ہین اور اس کی توبہ کے ابتدا کا یہ سبب ہے کہ ایک لونڈی پر عاشق تھا۔ ایک رات مستانہ وار اٹھا اور ایک کو اپنے ساتھ لیا اور معشوقہ کی دیوار کے نیچے جا کھڑا ہوا۔ اور وہ بھی بالاخانے پر آئی۔ دونون ایکدوسرے کو دیکھتے ہوئے صبح تک کھڑے رہے۔ اور عبداللہ نے جب صبح کی نماز کا آواز سنا تو سمجھا کہ یہ عشا کی نماز ہے۔ اور جب دن روشن ہوا تو اسوقت اسکو معلوم ہوا کہ تمام رات معشوقہ کے دیکھنے مین محو رہا ہے۔ اسوقت اسکو ہوش آیا اور اپنے آپ کو کہا اے مبارک کے بیٹے تجھے شرم ہو۔ آجکی رات تو رات بھر اپنی نفسانی خواہش کے لئے کھڑا رہا ہے اور کرامتین چاہتا ہے۔ اگر نمازمین لمبی سورہ پڑھتا تو کیا دیوانہ ہو جاتا۔ اس دعوی کے مقابلہ مین یہ سنی کا دعوی کہان۔ اسلئے توبہ کی اور علم اور اسکی طلب مین مشغول ہوا۔ اور زہد اور دیانت اختیار کیا۔ اور اس درجہ تک پہنچا کہ ایک دفعہ عبداللہ کی ماں بالغ مین گئی اور اُسے سویا ہوا پایا تو ایک بڑا سانپ دیکھا کہ پھول کی شاخ اپنے منہ مین پکڑی ہوئی ہے اور عبداللہ سے مکھیان اڑا رہا ہے۔ پھر مرو سے چلا گیا۔ اور مدت تک بغداد مین بزرگون کی صحبت مین رہا۔ اور کچھ عرصہ مکہ مین مجاور ہوا۔ اور پھر مرو مین گیا۔ شہر کے سب آدمی اسکے پاس جمع ہوئے اور ان کے لئے درس اور مجلس مقرر کی۔ اسوقت مرو مین آدھے آدمی حدیث کی پیروی پر تھے اور آدھے عقل کا طریق رکھتے تھے اور آجکے دن تک انکا ویسا ہی حال ہے۔ انہین رضی الفریقین کہتے تھے۔ عبداللہ کی ان مین سے ہر ایک کے ساتھ موافقت تھی اسلئے دونون فریق عبداللہ مین دعوی کرتے تھے۔ اور اس جگہ اسنے دو رباطین[1] بنائین۔ ایک اہل حدیث کے لئے اور ایک اہل رائے کے لئے اور آجتک دونون وہان اصلی قاعدہ پر قائم ہین وہانسے حجاز مین آیا اور مجاور ہوا۔ لوگون نے ان سے پوچھا کہ عجائبات سے تونے کیا دیکھا ہے کہا مین نے ایک نصاریٰ کے زاہد کو دیکھا ہے جو مجاہدہ یعنے کوشش اور مشقت سے بہت لاغر ہوا ہوا تھا اور خدا کے خوف سے کبڑا ہوا۔ مین نے اس سے پوچھا کہ اے راہب کیف الطریق الی اللہ فقال لو عرفت اللہ لعرفت الطریق الیہ فقال عبد من لا اعرفہ و یعصی من نعرفہ خدا کی طرف راستہ کیا چیز ہے۔ کہا اگر تو اللہ کو پہچانے گا تو اسکی طرف راستہ بھی جان لیگا۔ پھر کہا جس کو مین نہین جانتا اور نہین

مبارک کے بیٹے عبداللہ کا ذکر

[1] رباط۔ زبر سے مسافر خانہ اور زیر سے وہ چیز جس سے کسی چیز کو مضبوط باندھتے ہین۔

پہچانتا۔ مین اسکی پرستش کرتا ہون۔ اور تو جسکو پہچانتا ہے اسکا عاصی ہوتا ہے۔ یعنی معرفت خوف کا تقاضا کرتی ہے اور مین تجھے بیخوف اور بے غم دیکھتا ہون۔ اور کفر اور جہل کا تقاضا مختلف ہوتا ہے۔ راہب کا یہ قول میرے لئے نصیحت ہوئی اور بہت سی نہ کرنے کے لائق چیزون سے بچا رکھا۔ اور عبداللہ بن مبارک سے روایت کرتے ہین کہ کہا ہے السکون حرام علی قلوب اولیا ولیون کے دلون پر سکون حرام ہے۔ خدا کے دوستون کا دل کبھی ساکن نہین ہوتا کیونکہ سکونت ان پر حرام ہے دنیا مین خدا کی طلب مین بیقرار ہین۔ اور عاقبت مین خوشی کے وجد مین۔ دنیا مین خدا سے غائب ہونے کے سبب اور عاقبت مین خدا کے دیدار اور تجلی اور حضور کے باعث۔ سکون ان پر روا نہین۔ پس دنیا ان کے لئے عاقبت کی طرح ہے اور عاقبت دنیا کی طرح۔ کیونکہ دل کا قرار دو چیزون کو چاہتا ہے یا تو مقصود کا پالینا یا مراد سے غافل ہوجانا۔ اور مقصود کا پانا دنیا اور عاقبت مین روا نہین تاکہ دل مقصود کے پانے سے ساکن ہو۔ خدا کے دوستون پر غفلت حرام ہے تاکہ دل مراد کی طلب سے ساکن ہو۔ اور محققون کی طریقت مین یہ ایک قوی اصل ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اہل حضور اور وصل کی درگاہ کا بادشاہ عیاض کا بیٹا ابوعلی فضیل رحمۃ اللہ علیہ بھی ان مین سے ہے۔ اس قوم کے بزرگون مین سے تھا اور معاملون اور حقیقتون مین اسکو بہت لذت اور پورا حصہ تھا۔ طریقت کے مشہور لوگون مین سے ہے۔ سب گروہون مین تعریف کیا گیا ہے۔ اور اسکا احوال صدق سے آباد ہے۔ ابتدا مین فضیل عیاری کرتا تھا۔ اور مرو اور ابورد کے درمیان راستہ لوٹتا تھا۔ مگر اصلاح کی طرف میل رکھتا تھا اور اسکی طبیعت مین ہمیشہ ہمت اور جوانمردی تھی جس قافلہ مین کوئی عورت ہوتی تھی [illegible] گروہ نہین پھرتا تھا۔ اور جسکے پاس تھوڑا سرمایہ ہوتا تھا اسکا اسباب [illegible] ہر ایک کے پاس کچھ چھوڑ دیتا تھا۔ یہان تک کہ ایک [illegible] لے کیونکہ فضیل راستہ پر ہے۔ اس نے جوابدیا [illegible] اور اونٹ پر بٹھلا دیا۔

[illegible] ان فضیل کھات [illegible]

لِذِکْرِ اللّٰہِ کیا اِن لوگون کے لئے جو ایمان لائے ہیں نرم ہو یک نہیں کہ اِن کے دل اللہ کے ذکر کے
لئے عاجزی کریں - یہ سنکر فضیل کے دل مین رقت بھر گئی - اور ازلی عنایت نے اِسکے دل و جان پر
اپنا غلبہ ظاہر کیا اور اِس شغل سے توبہ کی - اور دشمنون کے نام لکھے رکھے ہوئے تھے سب کو خوش کیا -
اور مکہ مین چلا گیا اور مدت تک اِسجگہ مجاور رہا اور خدا کے بعض ولیون کو ملا اور پھر کوفہ مین آیا اور ایک
مدت تک امام ابوحنیفہ کے ساتھ صحبت کی - اِن کی روایتین عالی اور اہل حدیث مین مقبول ہین - اور
تصوف اور معرفت کی حقیقتون کے بیان کرنے مین اُنکا کلام عالی رتبہ ہے - اِن سے ذکر ہے کہ کہا
ہے من عرف اللہ حق معرفتہ عبدہٗ بکل طاقتہ جسنے خدا کو اِس طرح پہچانا جسطرح اِسکے پہچاننے
کا حق ہے اُسنے اپنی پوری طاقت سے اِسکی پرستش کی کیونکہ جو پہچانتا ہے انعام اور احسان اور مہربانی
اور محبت سے پہچانتا ہے اور جب شناخت اسکو دوست بناتی ہے تو یہ شناخت کو دوست رکھتا
ہے اور جب دوست رکھتا ہے تو فرمان برداری کرتا ہے کیونکہ دوست کی فرمان برداری اُٹھانی
مشکل نہین ہوتی - پس جسکو دوستی زیادہ ہو طاعت پر اسکو حرص زیادہ ہوتی ہے - اور دوستی کی زیادتی
معرفت سے ہوتی ہے - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک رات پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور میرے پاس سے غائب ہو گئے اور مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ دوسرے حرم کے
گھر مین چلے گئے ہین - مین اُٹھی اور اُن کے پیچھے پیچھے گئی یہان تک کہ مسجد مین آئے آپ کو نماز مین
کھڑے ہوئے دیکھا اور رو رہے تھے یہان تک بلال آئے اور صبح کی نماز کی اذان کہی - آپ نماز مین مشغول
تھے - جب صبح کی نماز پڑھ لی حجرہ مین آئے - مین نے آپ کے دونون پاؤن سوجے ہوئے پائے
اور انگلیون کے سرے پھٹے ہوئے اور اِن مین سے زرد رطوبت نکل رہی تھی - مین دیکھکر رو پڑی
اور کہا اے اللہ کے رسول اللہ نے اول و آخر آپ کے سب گناہ بخشدیے ہین آپ اپنے پر اتنا
رنج کیلئے اُٹھاتے ہین - آپ اِس رنج کو چھوڑ دیجئے - یہ وہ
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا اے عائشہ
شکور اکیا مین شکر کرنیوالا بن
تو تو یہ کیا کہتی ہے
شکر کرا

نہ سمجھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے پھر لوٹے اور دن مین پانچ نمازین کرالائے کیونکہ
اِن کی طبع مین حکم کے لئے کچھ مخالفت نہ تھی لان المحبتہ ھی الموافقتہ۔ فضیل سے یہ بھی
روایت کرتے ہین کہ کہا ہے الدنیا دار المرضی والناس فیھا مجانین وللمجانین فی
دار المرضی الغل والقید دنیا بیماروں کا مقام ہے۔ اور آدمی اسمین دیوانون کی طرح ہین اور بیمارونکے
مقام مین دیوانون کے لئے زنجیر اور قید ہوتی ہے۔ ہمارے نفس کی حرص ہمارا زنجیر ہے اور ہمارے
گناہ ہماری قید۔ ربیع کے بیٹے فضل نے روایت کی ہے کہ مین خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ مکہ مین
گیا۔ جب ہمنے حج کرلیا تو مجھے کہا کہ خدا کے مردون مین سے اِسجگہ کوئی مرد ہے تاکہ ہم اسکی
زیارت کرین۔ مین نے کہا ہان عبد الرزاق صفہانی اِسجگہ ہے۔ ہارون الرشید نے کہا
پاس چلین۔ ہم اُسکے پاس گئے اور کچھ عرصہ اُس سے باتین کین۔ جب لوٹنے
نے مجھے کہا کہ اِس سے پوچھ کیسکا کچھ قرض دینا ہے۔ مین نے پوچھا
چنانچہ ہارون کے حکم کے موافق اسکا قرض دیدیا اور کہا۔
ابھی میرا دل چاہتا ہے کہ کسی اور مرد کو جو اِس سے زیادہ
سفیان یہان ہے سُنکر کہا چل اُسکے پاس چلین۔
پھر مجھے کہا کہ اِس سے قرض کی بابت پوچھ۔ مین
ہارون الرشید نے فرمایا کہ دیدو اِسلئے اِسکا قرض
ابھی میرا مقصود حاصل نہین ہوا۔ مین
ہارون الرشید کو اُسکے پاس لے گئے
کھٹ کھٹایا۔ کہا کہ

جا کھڑا ہوا۔ ہارون الرشید گھر مین اسے ڈھونڈھنے لگا۔ اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اسکا ہاتھ فضیل پر
جا پڑا۔ آہ نکالی اور کہا وہ ہاتھ جس سے مین زیادہ نرم نہین دیکھتا اگر خدا ے تعالے کے عذاب سے
چھوٹ جائیگا تو نیک بخت ہوگا۔ ہارون الرشید سنکر رو پڑا اور اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش مین آیا
کہا یا فضیل مجھے کوئی نصیحت دے۔ کہا اے امیر المومنین تیرا باپ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا چچا تھا۔ اُسنے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کسی قوم پر امیر بنا دے۔
جواب دیا کہ اے چچا مین نے تیرے ایک ایک سانس کو تیرے تن پر امیر کیا ہے۔ خدا تعالی کی طاعت
کر۔ سانس تیرے لیے لوگون کی ہزار سال طاعت کرنے سے بہتر ہے لان الامارت
ندامتہ کیونکہ امیری قیامت کے دن شرمندگی کے سوا اور کچھ نہین ہے۔
نصیحت کر۔ فضیل نے کہا جب عبد العزیز کے بیٹے عمر کو خلافت پر مقرر
سلیمان اور حیوۃ کے بیٹے رجا۔ اور کعب قرظی کے بیٹے محمد کو بلایا
ہیری تدبیر کیا ہے۔ اگرچہ آدمی نعمت جانتے ہین مگر مین
ا اگر تو چاہتا ہے کہ کل تجھے خدا ے تعالے کے عذاب
اپ کی طرح پہچان۔ اور جوانون کو بھائیون کیطرح
ھ معاملہ ایسا کر جیسا کہ گھر مین باپ اور بھائی اور
ایت تیرے گھر کی طرح ہے۔ اور اسکے لوگ
حسن علی والدك باپ کی زیارت کر۔
نے کہا اے امیر المومنین مین ڈرتا

کہا اے امیرالمومنین میری نصیحتون نے تجھے فائدہ نہ دیا - اور اسی جگہ سے ظلم اور بیدادگری کا پیشہ اختیار کیا - کہا مین نے کیا ظلم کیا ہے - فضیل نے کہا مین تجھے نجات کی طرف بلاتا ہون اور تو مجھے بلا مین ڈالتا ہے یہہ ظلم نہیں ہے ہاروں اور فضل دونو روتے ہوئے اسکے پاس سے باہر آئے اور مجھے کہا اے ربیع کے بیٹے فضل فضیل حقیقت مین فضیل ہے اور یہ سب باتین دنیا اور دنیا کے لوگون پر اسکے رعب اور اس کے دل کے نزدیک دنیا کی نہایت کی حقارت پر اور دنیا کیلئے دنیادارون کی توضیح کے ترک کرنے پر دلیل ہین فضیل کی نیک صفتین اس سے بھی زیادہ ہین اور ولائیت مین بزرگی کی شمشیر کرامت اور تحقیق کی کشتی ابراہیم کا بیٹا ابوالفیض ذوالنون مصری رح بھی ان مین سے ہے - بڑی محبت والا تھا - ان کا نام ثوبان تھا - اس قوم کے نیکون بزرگون اور عیارون مین سے ہوا ہے کیونکہ بلا اور سلامت کے راستے چلتا تھا - اور مصر کے سب لوگ اس کے شان مین حیران تھے اور اس کے زمانہ کے منکر - اور مرنے تک کسی نے اس کے حال اور جمال کو نہ پہچانا - اور جس رات دنیا سے چلا گیا شہر آدمیون نے پیغمبر صلعم کو خواب مین دیکھا مصر مین کہ آپنے فرمایا ہے خدا کے دوست ذوالنون آنا چاہتا ہے اس لئے مین اسکے استقبال کے لئے آیا ہون - اور جب فوت ہو گیا تو اس کی پیشانی پر لکھا ہوا پایا ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ قتیل اللہ - یہ اللہ کا حبیب ہے اللہ کی محبت مین مرا ہے اسلئے اللہ کی محبت کا مقتول ہے جب لوگون نے اسکا جنازہ اٹھایا تو ہوائی پرندے جنازہ پر جمع ہو گئے اور پرون کو آپس مین جوڑ دیا اور ذوالنون کے جنازہ پر سایہ کیا اس سے مصر کے سب لوگ شرمندہ ہوئے اور ان ظلمون سے جو ان پر کئے تھے توبہ کی ان کے بہت طریقے مین اور علمون کی حقیقتون کے بیان کرنے مین اچھے کلمے ہین جیسا کہ کہتا ہے العارف کل یوم یخشع کان فی کل ساعۃ من الرب اقرب عارف ہر روز بہت ڈرنے والا ہوتا ہے کیونکہ ہر ساعت اپنے پروردگار کے بہت نزدیک ہوتا ہے بالضرور اسکی حیرت اور زاری زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اللہ کے غلبہ کی ہیبت سے آگاہ ہوتا ہے اور خدا کا جلال اس کے دل پر غالب اور ہمیشہ اللہ کی بارگاہ مین متوجہ رہتا ہے پس اس ڈر سے اور کون ڈر زیادہ ہو سکتا ہے - جیسا کہ موسیٰ نے کلام کرنیکے وقت کہا یارب این اطلب قال عند المنکسرۃ قلوبھم اے اللہ مین تجھے کہان تلاش کرون کہا اس جگہ جہان شکستہ دل ہون اور اپنی خلاصی سے نومید ہوئے ہوئے ہون - موسیٰ نے کہا اے اللہ کوئی دل میرے دل سے زیادہ نومید اور شکستہ نہین ہے - کہا پس مین تیرے ہان جہان تو ہے - پس معرفت کا دعوی کرنیوالا خوف کے سوائے حاصل ہوتا ہے نہ عارف - اور معرفت کی علامت ارادہ کا صدق ہے اور سچا ارادہ خدائے

ذوالنون مصری کا ذکر

خدائے بزرگ اور بلند کے سوائے بندون کی نسبون اور اسبابون کی قطع کرنے والا ہے جیسا کہ ذوالنون رح کہتے ہین الصدق سیف اللہ فی ارضہ ما وضع علی شیئی الا قطعہ۔ دنیا مین راستی خدا کی تلوار ہے جسپر رکھی گئی اُسے کاٹ دیا۔ صدق سبب کو نظر انداز کر کے مسبب کو ہی دیکھنا ہے نہ سبب کا اثبات۔ کیونکہ جب سبب ثابت ہوا صدق کا حکم جاتا رہا اور مجھے حکایتون مین معلوم ہوا ہے کہ ذوالنون ایک دن اصحابون کے ساتھہ کشتی مین بیٹھے ہوئے اہل مصر کی عادت کے موافق رود نیل مین سیر کر رہے تھے۔ ایک اور کشتی آتی تھی اُس مین اہل نشاط کے کچھہ لوگ تھے اور کچھہ فساد کر رہے تھے ذوالنون رح کے شاگردون کو اس سے سخت نفرت ہوئی اُنھون نے کہا اے شیخ دعا کرتا کہ خدائے بزرگ ان سب کو غرق کر دے اور ان کی بدبختی لوگون سے دور ہو ذوالنون علیہ الرحمت نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور کہا یا اللہ جیسا کہ اس گروہ کو اس جہان مین تو نے عیش دیا ہے اُس جہان کی خوشی بھی دے۔ اس دعا سے ذوالنون کے مرید متعجب ہوئے۔ جب کشتی نزدیک آئی تو اہل نشاط کی آنکھہ ذوالنون رح پر پڑی دیکھتے ہی رونے لگ گئے اور ساز کو توڑ ڈالا اور توبہ کی اور خدا کی طرف متوجہ ہوئے۔ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے شاگردون کو کہا عاقبت کی خوشی عیش دنیا کی توبہ ہے۔ تم نے دیکھا کہ سب کی مراد حاصل ہو گئی اور تم اور وہ بغیر اسکے کہ کسیکو کچھہ رنج پہنچے اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ اور یہ امر مسلمانون پر اس پیر کی بڑی شفقت سے ہے اور اس مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے کیونکہ کافرون سے ہر چند بدی اور ظلم زیادہ ہوتا تھا آپ متغیر نہین ہوتے تھے اور کہتے تھے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر کیونکہ وہ تو نادان ہین۔ اور ان سے روایت ہے کہ کہا ہے مین بیت المقدس سے مصر کے ارادہ پر آتا تھا۔ دور سے راستہ مین ایک شخص کو دیکھا کہ آرہا ہے۔ میرے دل مین یہ خواہش ہوئی کہ اس شخص سے جو آتا ہے کوئی سوال کرون جب نزدیک آیا تو ایک بوڑھی عورت تھی۔ اور ہاتھہ مین عصا لئے ہوئے تھی۔ اور پشم کا جامہ پہنے ہوئے۔ مین نے کہا من این تو کہان سے آتی ہے قالت من اللہ کہا خدا کے پاس سے۔ قلت الی این مین نے کہا تو کہان جاتی ہے قالت الی اللہ کہا خدا کی طرف۔ میرے پاس کچھہ دینار تھے وہ نکالے کہ اسکو دون۔ میرے سامنے ہاتھہ ہلایا اور کہا اے ذوالنون مجھہ پر تیرا یہ خیال عقل کے ضعف سے ہے مین خدا کے لئے کام کرتی ہون اور اس کے سوا کچھہ نہین لیتی۔ مین اسکے سوا اور کسیکی پرستش نہین

کرتی - اتنا کہکر مجھ سے جدا ہوگئی - اور اس حکایت مین یہ لطیف رمز ہے جو بڑھیا نے کہا کہ مین خدا کے لئے کام کرتی ہون - اور یہ حکایت اسکی محبت کے صدق پر دلیل ہے - کیونکہ لوگ معاملہ مین دو طرح پر ہین ایک تو وہ ہین جو کام کرتے ہین اور جانتے ہین کہ اسکے لئے کرتے ہین - یہ بھی اپنے لئے کرتے ہین - چاہے ان کی ہوس کتنی ہی اس کام سے منقطع ہو پھر بھی آنکھ اور دل کو عاقبت کے ثواب کی حرص ہوتی ہے - اور دوسرے وہ ہین جو عاقبت کے عذاب اور ثواب کا ارادہ اور اس جہان کی ریاکاری اپنے معاملہ سے الگ کردیتے ہین اور جو کچھ کرتے ہین خاص خدا کے حکم کی تعظیم کے لئے کرتے ہین - اور خدا کے حکم مین اپنے نصیب کو ترک کردینے مین خدا کی محبت تقاضا کرنیوالی ہوتی ہے - اور پہلے گروہ کے خیال مین ریا بت سمائی ہوتی ہے کہ جو کچھ آخرت کے لئے کرتے ہین وہ انہین کے لئے ہے اور جانتے ہین کہ فرمان برداری مین فرمانبرداری کرنے والے کو اس سے زیادہ نصیب ہوتا ہے جو گناہ مین ہو کیونکہ گنہون کی راحت ایک ساعت ہوتی ہے - اور طاعت کی راحت ہمیشہ - اور خداوند تعالے کو لوگون کے مجاہدہ سے کیا فائدہ ہے اور اسکے ترک کردینے سے کیا زیان - اگر جہان کے سب لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صدق مین ہو جائین تو یہ صدق ان لوگون کے لئے فایدہ رکھتا ہے - اور اگر فرعون کے جھوٹ مین ہون تو یہ جھوٹ انہین کو زیان پہنچاتا ہے جیسا کہ کہا ہے اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا اگر تم بھلائی کروگے تو اپنے نفسون پر بھلائی کروگے اور اگر تم بُرائی کروگے تو وہ بھی ان پر ہی ہے - اور یہ بھی کہا ہے وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ اور جس نے مشقت کی پس اسکے سوا نہین ہے - کہ اُسنے اپنے نفس کے لیے مشقت کی تحقیق اللہ دونون جہانون سے بے پرواہ ہے لوگ ہمیشہ خدا کو اپنے لئے چاہتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم اسکے لئے کرتے ہین - لیکن دوستی کا طریق اختیار کرنا کچھ اَور چیز ہے - دوستون کو دوست کے فرمان کے ادا کرنے سے یہی حاصل ہوتا ہے کہ دوست کے امر کو نگاہ رکھین - ان کی آنکھین کسی اَور دوسری چیز پر نہین ہوتین - خدا نے چاہا تو اس کتاب مین ایسے سخن اخلاص کے باب مین آتے ہین -

اور امیرون کا امیر بقا کے ملک مین چلنے والا ابراہیم بیٹا ادھم کا بیٹا منصور کا بھی انہین سے

ہے۔ اپنے طریق مین یگانہ تھا۔ اور اپنے زمانہ مین ہمجنسون کا سردار۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرید تھا۔ اور پہلے بزرگون مین سے بہت بزرگون کو دیکھے ہوئے۔ امام ابوحنیفہ سے میل جول رکھتا تھا۔ اور علم انہین سے سیکھا ہے۔ ابتدا مین بلخ کا امیر تھا۔ ایکدن شکار کے لئے نکلا ہوا تھا۔ اور اپنے لشکر سے جدا ہوکر ایک ہرن کے پیچھے دوڑتا تھا۔ خدائے بزرگ وبلند نے ہرن کو ابراہیم سے گویا کیا۔ اُسنے فصیح زبان سے کہا اَلِھٰذَا خُلِقْتَ اَوْ بِھٰذَا اُمِرْتَ کیا تجھے اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے یا اسی کے لئے حکم کیا ہے۔ ابراہیم کے لئے یہ قول توبہ پر رہنما ہوا۔ سب سے ہاتھ اُٹھا لیا اور زہد اور پرہیزگاری کا طریق اختیار کیا۔ اور عیاض کے بیٹے فضیل اور سفیان ثوری کو دیکھا اور ان سے صحبت مین رہا۔ اور توبہ کرنیکے بعد اپنی عمر میں اپنے کسب کی مزدوری کے سوا اور کچھ نہ کھایا۔ ان کے معاملے ظاہر ہین اور کرامتین مشہور۔ تصوف کی حقیقتون کے بیان کرنے مین نفیس اور لطیف اور عجائب کلمے ہین۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے مفاتیح العلوم ابراھیم اس طریقت کے علمون کی چابیان ابراہیم ہے۔ اور ابراہیم سے روایت کرتے ہین کہ کہا کرتا تھا اتخذ اللہ صاحبا و ذر الناس جانبا۔ اے اللہ اپنا دوست رکھ اور خلقت کو ایک طرف پر کر۔ اور اس سے یہ مراد ہے کہ جب بندہ کا منہ خدا تعالیٰ کی طرف ٹھیک ہو تو خدا کی محبت مین مخلص ہوتا ہے۔ اور خدا مین منہ ہونیکی صحت لوگون سے منہ پھیر لینے کا تقاضا کرتی ہے۔ کیونکہ لوگون کی صحبت کو خدا کی حدیث سے کچھ کام نہین۔ اور خدا کی صحبت اسکا حکم ادا کرنے مین خلاص ہے۔ اور اخلاص طاعت مین سچی محبت سے ہوتا ہے۔ اور خدا کی سچی محبت نفس اور حرص سے دشمنی ہے۔ کیونکہ جو حرص سے اُٹھا ہوتا ہے وہ خدا سے جدا ہوتا ہے۔ اور جو حرص سے جدا ہوتا ہے خدا کے ساتھ آرام کیا ہوا ہوتا ہے۔ پس اپنے حق مین سب مخلوق تو ہی ہے۔ جب تو نے اپنے سے منہ پھیر لیا سب مخلوق سے منہ پھیر لیا۔ اور جو شخص مخلوق سے منہ پھیرے اور اپنے مین منہ کرے وہ ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ سب مخلوق جسقدر کہ ہے حکم اور تقدیر کے موافق ٹھیک ہے۔ تیرا کام تیرے اپنے ساتھ پڑا ہے۔ اور تو بھی مخلوق ہے۔ اور طالب کے لئے ظاہر اور باطن کی درستی دو چیزون پر ہے۔ ایک تو جو خدا سے پہچاننے کے لائق ہے اُسکا پہچاننا۔ دوسرے جو چیز کرنے کے لائق ہے اُسکا کرنا۔ پہچاننے کے لائق یہ ہے کہ نیکی بدی کا اندازہ خدا سے سمجھے اس طرح کہ دنیا مین

کوئی متحرک ساکن نہین ہوتا اور کوئی ساکن متحرک نہین ہوتا۔ لیکن ہوتا ہے تو اس حرکت سے ہوتا ہے جو خدا نے اسمین پیدا کی ہے۔ اور اُس سکون سے جو حق تعالی نے اسمین رکھا ہے۔ اور جو کرنیکے لائق ہے وہ فرمان کا ادا کرنا ہے اور معاملہ کی صحت اور تکلیف کا نگاہ رکھنا۔ اور خدا کی تقدیر کسی حال مین فرمان کے ترک کرنے کے لئے دلیل نہین ہوتی۔ پس جبتک اپنے سے منہ پھیرے۔ مخلوق سے منہ پھیرا درست نہین ہوتا۔ جب تو نے اپنے سے منہ پھیرا اور مخلوق سے بھی تو حق کے حاصل کرنے کے لئے کھڑا ہوگیا اور جب حق تعالی کی طرف مُنہ کیا تو امر حق کے قائم کرنے کے واسطے کھڑا ہوا۔ پس لوگون پر آرام کرنا روا نہین۔ اور اگر خدا کے سوا کسی چیز پر آرام کرنا چاہتا ہے تو اپنے غیر پر آرام کر۔ کیونکہ اپنے غیر پر آرام کرنا توحید کی ردیت ہوتی ہے۔ اور اپنے پر آرام کرنا بیکاری کا ثبوت۔ اور اسی لئے شیخ ابوالحسن سالبزنے کہا ہے مرید کو ولی کے حکم مین ہونا اپنے حکم مین ہونے سے بہتر ہے۔ کیونکہ اپنے غیر سے صحبت خدا کے لئے ہوتی ہے اور اپنے ساتھ صحبت کرنی حرص کے پالنے کے لئے۔ اور خدا نے چاہا تو اس کتاب مین ان معنون مین سخن آتا ہے۔ ابراہیم ادھم کی حکایتون مین ہے کہ جب مین جنگل مین پہنچا تو ایک بوڑھا آیا اور مجھے کہا اے ابراہیم تو جانتا ہے کہ یہ کون سی جگہ ہے جہان تو بغیر خرچ اور سواری کے جارہا ہے مین سمجھا کہ یہ شیطان ہے۔ کوزہ مین پینے زنبیل بھی تھی اور زر کے چار دانگ میرے پاس تھے۔ مین نے وہ جیب سے نکالے اور پھینکدیئے اور شرط کی کہ ہر ایک میل پر چار سو رکعت نماز ادا کرونگا۔ مین چار سال جنگل مین رہا۔ خداوند تعالی دقت پر بغیر تکلیف کے روزی پہنچاتا تھا۔ اور اسی عرصہ مین حضرت خضر نے کہ ان پر اور ہمارے نبی پر خدا کا درود ہو مجھ سے ملاقات فرمائی اور مجھے خداوند بزرگ کا نام سکھلایا اُسوقت میرا دل ایک ہی دفعہ غیر سے فارغ ہوگیا۔ ان کی نیک صفتین بہت ہین و باللہ التوفیق۔

اور معرفت کے تخت کا بادشاہ۔ اہل معاملہ کا تاج۔ حارث کا بیٹا بشر حافی کہی ان مین سے ہے مجاہدہ مین بڑا شان اور بڑی دلیل رکھتا ہے۔ اور معاملہ مین پورا حصہ۔ فضیل کی صحبت حاصل کئے ہوئے۔ اور اپنے ماموں حشرم بیٹے علی کا مرید تھا۔ اور اصول اور فروع کے علم مین عالم تھا۔ اسکی توبہ کا ابتدا یہ ہے کہ ایکدن مستی کی حالت مین جاتا تھا۔ راستہ مین کاغذ کا ایک ٹکڑا پایا۔ اسکو

تعظیم سے اُٹھالیا - اُس پر لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - اسکو خوشبو لگائی اور ایک پاک جگہ پر رکھدیا - اِس رات خداوند تعالیٰ کو خواب مین دیکھا کہ انہین فرمایا ہے یا بشر طیبت اسمی فبعزتی لاطیبن اسمک فی الدنیا والاخرۃ اے بندہ تونے میرے نام کو خوشبو لگائی ہے مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ مین نے تیرے نام کو دنیا اور آخرت مین خوشبودار بنا دیا - اِس لئے جو تیرا نام سُنے گا اُسکے دل مین ایک راحت آئیگی - اِسوقت توبہ کی اور زہد کا طریق اختیار کیا - اور حقتعالےٰ کے مشاہدہ مین غلبہ کی شدت سے کبھی کوئی چیز پاؤن مین نہ رکھی - لوگون نے بشر حافی سے اِسکا سبب پوچھا - کہا زمین خدا کا فرش ہے اور مین یہ روا نہین رکھتا کہ اُسکا فرش مجھ سے الگ ہو - اور میرے پاؤن اور اُسکے فرش کے درمیان واسطہ ہو - اور یہ اِس کے عجائب معاملون مین سے ہے کہ اِسکی ہمت کے نزدیک پاؤن مین پہننے کی کوئی چیز خدا سے حجاب ہوئی - اور اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے ومن اراد ان یکون عزیزاً فی الدنیا وشریفاً فی الاخرۃ فلیتجنب ثلثا - لایسأل احداً حاجتہ ولا یذکر احداً بسوء ولا یجیب احدا الی طعامہ جو چاہتا ہے کہ دنیا مین عزیز ہو اور آخرت مین شریف - اُسے چاہیے کہ تین چیزون سے پرہیز کرے مخلوقات سے کوئی حاجت نہ چاہے - کسیکو بُرا نہ کہے - اور کسی کی مہمانی مین نہ جائے - جو خداوند تعالیٰ کی طرف راستہ جانتا ہے وہ لوگون سے اپنی حاجت نہین چاہتا کیونکہ لوگون سے حاجت مانگنی بے معرفتی کی دلیل ہوتی ہے - اگر حاجتون کے پورا کرنے والے کو جانتا تو اپنے جیسے سے نہ مانگتا لان استغاثۃ المخلوق من المخلوق کاستغاثۃ المسجون من المسجون - کیونکہ مخلوق کا مخلوق سے طلب حاجت کرنا ایسا ہے جیسے کسی قیدی سے قیدی فریاد چاہتا ہے - اور جو کوئی کسیکو بُرا کہتا ہے وہ خدا کے حکم مین تصرف کرتا ہے کیونکہ وہ شخص جسکے حق مین بُرا کہتا ہے وہ اور اُسکا فعل خداوند تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اور جو اُسکے پیدا کئے ہوئے کو برا کرتا ہے وہ عیب کرتا ہے کیونکہ فعل کا عیب بیان کرنا فاعل کا ہی عیب بیان کرنا ہے - البتہ کافرون کے لئے حکم ہے کہ خدا کی رضا کے لئے اُن کی مذمت کی جائے - لیکن جو یہ کہا ہے لوگون سے پرہیز کرے اور کسی کی مہمانی مین نہ جائے یہ اِسلئے ہے کہ رازق خدا تعالیٰ ہے - اگر مخلوق کو تیری روزی کا سبب بنایا ہے تو اِس مخلوق کو نہ دیکھ - اور پہچان کہ جو روزی خداوند تعالیٰ سے تجھے پہنچتی ہے وہ

تیری روزی ہے اور خدا کی طرف سے ہے۔ اور اگر کوئی سمجھے کہ وہ روزی اس کی طرف سے ہے اور اسکے سبب تجھ پر احسان رکھے تو اسے قبول نہ کر کیونکہ روزی میں کسی کا کسی پر احسان نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اہل سنت اور جماعت کے نزدیک روزی غذا ہے اور حق تعالیٰ کے نزدیک ملک۔ اور مخلوق کو غذاؤں سے خدا تعالیٰ پالتا ہے نہ مخلوق۔ اور اس قول کی دوسری وجہ کہ مخلوق کو مخلوق پالتا ہے بطور مجاز کے ہے واللہ اعلم۔

اور معرفت کا آسمان اور محبت کی کشتی عیسی کا بیٹا ابو یزید طیفور بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان میں سے ہے شیخوں کے بزرگوں میں سے تھا اور اسکا حال اور شان بھی ان سب سے بہت بڑا ہے یہاں تک کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ابو یزید مثلنا کمنزلۃ جبرئیل من الملائکۃ ابو یزید رح ہمارے درمیان ایسا ہے جیسا جبرئیل علیہ السلام ملائکہ میں۔ اسکا دادا مجوسی تھا۔ اور اسکا باپ بسطام کے بندگوں میں سے ایک بزرگ تھا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں میں ان کی بہت بلند روایتیں ہیں۔ اور بسطام میں تصوف کے مشہور اماموں میں سے ہے۔ اور جسقدر اس علم کی حقیقتوں کے بیان کرنے میں ملکہ تھا اسقدر اس سے پہلے کسی کو نہیں ہوا۔ سب احوالوں میں اس گروہ کے برخلاف و الحاد کی مدد کے لئے ایک اپنا بنایا ہوا پردہ مونہہ پر ڈال لیتے ہیں۔ علم و سنت اور شریعت کی تعظیم کرتا تھا۔ اور ابتدا سے ان کا زمانہ مجاہدے و مجاہدہ کی ورزش پر مبنی رہا ہے۔ اور ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے عملت فی المجاھدۃ ثلثین سنۃ فما وجدت شیئا اشد علی من العلم ومتابعتہ ولولا اختلاف العلماء لبقیت واختلاف العلماء رحمۃ الا فی تجرید التوحید میں نے تیس سال مشقت کی علم اور علم کی متابعت سے میں نے کوئی چیز زیادہ سخت اپنے پر نہیں پائی۔ اگر علماء کا اختلاف نہ ہوتا تو میں سب چیزوں سے ہٹ رہتا اور دین کا حق نہ ادا کر سکتا۔ اور توحید و تجرید میں اختلاف کرنے کے سوا علماء کا اختلاف رحمت ہے۔ اور حقیقت میں یوں ہے کہ طبع جہل کی طرف علم سے زیادہ مائل ہوتی ہے۔ اور جہل سے بغیر رنج کے بہت سے کام کر سکتے ہیں۔ اور علم سے رنج کے سوا ایک قدم بھی نہیں رکھ سکتے۔ اور شریعت کا راستہ عاقبت کے راستہ سے بہت باریک اور زیادہ خطرناک ہے پس تجھے چاہئے کہ سب احوالوں میں ایسا رہے کہ اگر بلند احوالوں اور بڑے مقاموں سے عاجز رہے

ابو یزید طیفور بسطامی کا ذکر

اوران سے گرجائے تو شریعت کے میدان مین گرے کیونکہ اگر تجھ سے سب احوال اور مقام دور ہوجائین تو معاملہ تیرے ساتھ رہے کیونکہ مرید کے لئے آفتون مین سے بہت بڑی آفت معاملہ کی ترک ہے اور شریعت کے اختیار کرلینے مین مدعیون کے سب دعوے گم ہوجاتے ہین اور اس کے مقابلہ مین سب زبان آور لاجواب ہوجاتے ہین - ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کہا ہے الجنتہ خطرھا عند اھل المحبتہ واھل المحبتہ محجوبون بمحبتھم اہل محبت کے دل پر کبھی جنت کا خیال بھی نہین گذرتا اور اہل محبت اپنی محبت مین ہی مستغرق ہین - بہشت مخلوق ہے اگرچہ بزرگ ہے - اور محبوب کی محبت اسکی صفت ہے نا مخلوق - اور جو نا مخلوق سے مخلوق پر رہ جاتا ہے وہ بے نصیب اور بیقدر ہوتا ہے - پس مخلوق دوستون کے نزدیک دوستی مین حجاب کیا گیا ہے - کیونکہ اس دوستی کا وجود دوئی کو چاہتا ہے اور اصل مین دوئی صورت نہین پکڑ سکتی دوستون کا راستہ وحدانیت سے وحدانیت کی طرف ہوتا ہے - اور خدا کی دوستی کے راستہ مین خدا کی دوستی ہی سبب ہوتی ہے - اور یہ آفت ہے کہ خدا کی دوستی مین کوئی مرید یا کوئی مراد چاہے یا حق تعالیٰ ارادہ کرنیوالا ہے اور اسکی مراد بندہ ہے (یعنی بندہ کو اپنی طاعت و محبت کی طرف کھینچنے والا ہے) اور یا بندہ ارادہ کرنیوالا ہے (کہ خدا مجھے عرفان دے) اور خدا کا عرفان اسکی مراد ہے اور حق تعالیٰ مرید بندہ مراد ہو - تو بندہ کی ہستی حق تعالیٰ کی مراد کے اندر ثابت ہوگی - اور اگر بندہ مرید اور حق تعالیٰ مراد ہے - تو مخلوق کی طلب ارادت عادت کو تو خدا تک راہ ہی نہین اس مسئلہ مین بہر دو حال آفت ہستی محب سے متعلق ہے - پس محبت کی بقا مین محب کا فنا ہوجانا ہی بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ محبت کی بقا مین اسکا بقا ہو - اور ان سے روایت ہے کہ کہا ہے کہ مین ایکدفعہ مکہ مین گیا - اور صرف مکان دیکھا - مین نے کہا کہ حج مقبول نہین ہے کیونکہ اس قسم کے بہت سے پتھر دیکھے ہوئے ہین - دوسری دفعہ گیا مکان کو دیکھا اور مکان کے مالک کو نہ دیکھا - مین نے کہا ابھی توحید کی حقیقت نہین ہے - تیسری دفعہ گیا مکان کے مالک کو دیکھا اور مکان نہ دیکھا - میرے سر پر آواز آئی اے بایزید اگر اپنے آپ کو نہ دیکھتا اور سب جہان کو دیکھتا تو مشرک نہ ہوتا - اور جب تو نے جہان کو نہین دیکھا اپنے آپ کو دیکھا ہے مشرک ہوا ہے - اسوقت مین نے توبہ کی اور توبہ سے بھی توبہ کی اور اپنی ہستی کے دیکھنے سے بھی توبہ کی - اور بایزید کے حال کی صحت مین یہ لطیف حکایت ہے اور

صاحبان احوال کے لئے عمدہ نشان ہے۔

اور فنون کا امام۔ بھیدون کا جاسوس اسد کا بیٹا۔ ابو عبد اللہ حارث محاسبی بھی ان مین سے ہے۔ اصول اور فروع کا عالم تھا۔ اور اپنے وقت مین سب اہل علم کا مرجع۔ اسنے تصوف مین ایک کتاب لکھی ہے رعائب نام۔ اور ہر فن مین اس کی بہت تصنیفین ہین۔ اپنے وقت مین عالی حال اور بزرگ ہمت تھا۔ بغداد کے شیخون کا بزرگ تھا۔ ان سے روایت کرتے ہین کہ کہا ہے العلم بحرکات القلوب فی مطالعۃ الغیوب اشرف من العلم بحرکات الجوارح جو دل کی حرکتون سے عالم غیب کے محل کے مطالعہ مین ہو وہ اس سے بہتر ہے جو اعضاء کی حرکتون سے عامل ہو۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ علم کمال کا محل ہے اور جہل طلب کا۔ اور خدا کی درگاہ مین علم جہل سے بہت اچھا ہے کیونکہ علم آدمی کو کمال کے درجہ مین پہنچاتا ہے اور جہل درگاہ مین نہیں پہنچا دیتا اور حقیقت مین عالم عامل سے بہت زیادہ بزرگ ہے۔ کیونکہ خدا سے بزرگ و بلند کو علم سے پہچان سکتے ہین اور عمل سے نہیں پہچان سکتے۔ اور اگر سلیم عمل کو اسکی طرف راستہ ہو تو اور نصاریٰ کے زاہد اپنے بے علم عمل کی کوشش کی کثرت سے مشاہدہ کے مقام مین ہوتے۔ اور مومن غیبت مین عاصی ہوتے پس عمل بندہ کی صفت ہے اور علم خداوند کی صفت۔ اور اس قول کی روایت کرنے والون مین سے بعض کو غلطی واقع ہوئی دونون جگہ عمل کی روایت کرتے ہین اور کہتے ہین العمل بحرکات القلوب اشرف من العمل بحرکات الجوارح اور یہ محال ہے کیونکہ بندہ کا عمل دل کی حرکتون سے تعلق نہین پکڑتا۔ اگر ان معنون مین فکر اور باطن کے احوال کے مراقبہ کو چاہین تو غریب نہین۔ کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ ستین سنۃ اور حقیقت مین دل کے عمل اعضاء کے عملون سے بہت فاضل ہین۔ اور باطن کے عملون اور احوالون کی تاثیر ظاہر کے عملون کی تاثیر سے زیادہ پوری ہے۔ اور اسواسطے کہا ہے نوم العالم عبادۃ و سھر الجاھل معصیۃ عالم کی خواب عبادت ہوتی ہے اور جاہل کی بیداری گناہ۔ کیونکہ خواب اور بیداری مین جاہل کا دل مغلوب ہتا ہے۔ اور جب دل مغلوب ہو تن بھی مغلوب ہوتا ہے۔ پس حق کے غلبہ سے دل کا مغلوب ہونا۔ ظاہری حرکتون اور مشقت کے سبب نفس کے غالب ہونے سے بہتر ہے۔ اور ان سے ذکر ہے کہ ایک دن ایک درویش کو کہا کن للہ ولا فلا تکن۔

عبد اللہ محاسبی کا ذکر

خدا کا ہی بندہ بن رہ نہیں تو خود نہ ہو۔ یعنے حق سے باقی ہو یا اپنے سے فانی یا اس صفت پر ہو جو خدا تعالیٰ کہتا ہے اسجدوا لآدم آدم کو سجدہ کرو۔ یا اس صفت پر هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا تحقیق زمانہ میں سے انسان پر ایک وقت آیا ہے کہ کوئی چیز ذکر کی گئی تھی۔ اگر تو اپنے اختیار سے حق کے لئے ہوگا تو قیامت میں ما نبود ہوگا۔ اور اگر اپنے اختیار سے نہ ہوگا تو قیامت میں حق کے ساتھ ہوگا یہ لطیف معنے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور مخلوق اور ریاست سے منہ پھیرنے والا۔ لوگوں سے علاقہ قطع کئے ہوئے نصر طائی کا بیٹا ابوسلمان داؤد طائی رح بھی ان میں سے ہے۔ تصوف کے سیدوں اور بہت بڑے بزرگوں میں سے تھا اور اپنے زمانہ میں بے مانند۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد تھا۔ اور فضیلؒ اور ابراہیم ادہم رح اور ان کے ہمسروں میں سے۔ طریقت میں حبیب راعی کا مرید تھا۔ اور سب علموں میں بہت حصہ رکھتا تھا اور بہت بڑے درجہ میں پہنچا ہوا تھا۔ فقہ کے علم میں فقیہوں کا فقیہ تھا۔ گوشہ نشینی اختیار کی اور ریاست سے منہ پھیر لیا اور زہد اور تقویٰ کا طریق اختیار کیا۔ انکی نیک صفتیں بہت ہیں اور فضیلتیں مشہور۔ معاملوں میں عالم تھا۔ اور حقیقتوں کے بیان کرنے میں کامل۔ داؤد طائی کا ذکر ہے کہ اپنے مریدوں میں سے ایک مرید کو کہا اِنْ اَرَدْتَ السَّلَامَةَ سَلِّمْ عَلَى الدُّنْيَا وَاِنْ اَرَدْتَ الْكَرَامَةَ كَبِّرْ عَلَى الْاٰخِرَةِ اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو رخصت کر۔ اور اگر کرامت چاہتا ہے تو آخرت پر موت کی تکبیر کہے یعنی آخرت کا جنازہ پڑھ۔ یہ دونوں حجاب کا مقام ہیں۔ اور سب فراغت دنیا اور آخرت کے ترک کر دینے میں ہے۔ جو چاہتا ہے تن سے فارغ ہوا سے کہہ کہ دنیا سے منہ پھیرلے۔ اور جو چاہتا ہے کہ دل سے فارغ ہو اسے کہہ کہ عاقبت کا ارادہ دل سے نکالدے۔ اور حکایتوں میں مشہور ہے کہ داؤد طائی ہمیشہ حسن کے بیٹے محمد سے میل جول رکھتا تھا اور ابویوسف قاضی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا تھا لوگوں نے ان کو کہا کہ علم میں دونوں بزرگ ہیں کسواسطے ایک کو عزیز رکھتا ہے۔ اور ایک کو اپنے پاس نہیں رہنے دیتا۔ کہا اسلئے کہ حسن کا بیٹا محمد بہت سی نعمت اور دنیا کو چھوڑ کر علم پر آیا ہے اور علم دین کی عزت اور دنیا کی ذلت کا سبب ہے۔ اور ابویوسف درویشی اور درویشی کی ذلت کو

داؤد طائی کا ذکر

چھوڑ کر علم پر آیا ہے اور علم کو اپنی عزت اور مرتبہ کا سبب بنایا ہے۔ پس محمد ابو یوسف جیسا نہیں ہے
اور معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا ہے کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا
جسکی آنکھ میں دنیا کی عزت داؤد طائی سے کم تھی کیونکہ تمام دنیا اور دنیا داروں کو اس کے پاس کچھ عزت
نہیں تھی اور فقیروں میں کمال کی آنکھ سے دیکھتا تھا گو آفت پر ہی ہوتے تھے اور ان کی
نیک صفتیں بہت ہیں واللہ اعلم۔

اور اہل حقائق کا شیخ اور سب علاقوں سے الگ ہوا ہو۔ مفلس کا بیٹا ابوالحسن سری سقطی رح
بھی ان میں سے ہے۔ جنید کا ماموں تھا اور سب علموں اور تصوف میں ان کا شان بہت بڑا
ہے۔ اور پہلے پہل جتنے مقاموں کی ترتیب اور احوال کے انتظام میں غور کی ہے وہ یہی تھا۔
عراق کے بزرگوں میں سے اسکے بہت سے مرید ہیں۔ حبیب راعی کو دیکھا ہے اور ان سے صحبت
کی ہے۔ معروف کرخی کا مرید تھا۔ اور بغداد کے بازار میں کم قیمت مال بیچا کرتا تھا۔ جب بغداد
کا بازار جل گیا تو لوگوں نے ان سے کہا کہ تیری دوکان جل گئی ہے۔ جواب دیا کہ میں اس کی
قید سے فارغ ہو گیا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو اسکی دکان نہیں جلی تھی اور اس کے ارد گرد کی دکانیں
جلگئی تھیں۔ ابوالحسن نے جب یہ حال دیکھا جو کچھ رکھتا تھا سب درویشوں کو دیدیا اور تصوف کا
طریق اختیار کر لیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تیری حالت کا ابتدا کیونکر ہوا۔ کہا ایک دن حبیب
راعی میری دکان پر گذرا تھا۔ میں نے ان کو کچھ ٹوٹی پھوٹی شئے دی تھی کہ یہ درویشوں کو دیدے
مجھے کہا خیرک اللہ اللہ تجھ کو نیکی دے۔ اس دن سے کہ میں نے یہ دعائی میری حالت کا ابتدا
ہوا اور میرا احوال نیکی پر آیا۔ اور ابوالحسن سے مذکور ہے کہ کہا ہے اللھم مہما عذبتنی بہ من
شیئی فلا تعذبنی بذل الحجاب اے اللہ اگر تو کسی چیز سے مجھے عذاب دے تو حجاب کی
ذلت سے عذاب نہ دے کیونکہ جب میں تجھ سے حجاب میں نہ ہونگا تو تیرے ذکر اور مشاہدہ کے سبب
عذاب اور بلا مجھ پر آسان ہوگی۔ اور جب تجھ سے حجاب میں ہونگا تو حجاب کی ذلت میں تیری
نعمتیں میری ہلاکت ہونگی۔ پس مشاہدہ میں جو بلا ہوتی ہے وہ بلا نہیں ہوتی۔ بلا وہ نعمت
ہوتی ہے جو حجاب میں ہو۔ اور دوزخ میں حجاب سے زیادہ سخت عذاب اور کوئی نہیں ہے
اگر دوزخ میں اہل دوزخ کو خدا تعالیٰ کا مشاہدہ ہوتا تو گنہگار مومن بہشت کو کبھی یاد نہ کرتے کیونکہ

ابوالحسن سری سقطی کا ذکر

حق تعالیٰ کا دیدار اسقدر خوشی دیتا کہ تن کی بلا اور بدن کے عذاب سے خبر نہ رکھتے - اور بہشت مین کشف سے کوئی زیادہ نعمت نہین ہے - کیونکہ اگر بہشت کی سب نعمتین اور ویسی ہی سو گنی اور خدا کے دوستون کے لئے موجود ہون اور خدا کی طرف سے حجاب مین ہون تو وہ سب ان کے دل اور جان کی ہلاکت ہے - پس خدا تعالیٰ کا طریق یہ ہے کہ سب احوال مین دوستون کا دل اپنے پر نثار رکھتا ہے تاکہ سب مشقت اور ریاضت اور بلا مشاہدہ کے سبب اٹھا سکین - لاچار اس حال مین ان کی رعایہ ہوتی ہے کہ تیرے حجاب سے ہم دوسرے سب عذابون کو زیادہ دوست رکھتے ہین کیونکہ جب تیرا جمال ہمارے دلون پر کھلا ہوگا تو بلا سے ہم کچھ فکر نہین کرتے واللہ اعلم -

ابو علی شفیق کا ذکر

اور اہل بلا کا سردار - زہد اور تقوی کا اصل ابراہیم آزدی کا بیٹا ابو علی شفیق بھی ان مین سے ہے اپنی قوم کا عزیز اور پیشوا تھا اور شرع اور حقیقت کے معاملے کے سب علمون کا عالم - طریقت کے علم مین اسکی بہت سی تصنیفین ہین - ابراہیم ادہم کا ہمنشین تھا - بزرگون مین سے بہت بزرگون کو دیکھے ہوئے اور ان سے صحبت رہا ہوا - ان سے ذکر ہے کہا جَعَلَ اللّٰهُ اَهْلَ طَاعَتِهٖ اَحْيَاءً فِیْ مَمَاتِهِمْ وَاَهْلَ مَعَاصِیْ اَمْوَاتًا فِیْ حَيَاتِهِمْ خداوند نے اہل طاعت کو مرنے کی حالت مین زندہ کیا ہے اور گنہگارون کو زندگی کی حالت مین مردہ - یعنی فرمان برداری کرنیوالا اگرچہ مردہ ہو زندہ ہوتا ہے کیونکہ فرشتے اسکی طاعت پر قیامت تک آفرین کہتے ہین - اور اسکا ثواب اسکی زندگی کی تائید - پس وہ موت کے فنا مین جزا کی بقا سے باقی ہے - ذکر کرتے ہین کہ ایک بوڑھا ابو علی شفیق کے پاس آیا اور کہا اے شیخ میرے گناہ بہت ہین مین چاہتا ہون کہ توبہ کرون - شفیق نے کہا دیر کرکے آیا - بوڑھے نے کہا مین جلدی آیا ہون - کہا کیونکر - جواب دیا جو شخص موت سے پہلے آئے اگرچہ وہ دیر کرکے آئے - جلدی آتا ہے - اور ذکر کرتے ہین کہ اسکی توبہ کا ابتدا یون ہوا ہے کہ ایک سال بلخ مین قحط پڑگیا اور آدمی ایکدوسرے کو کھانے لگ گئے - سب مسلمان اندوہناک تھے مگر ایک غلام کو دیکھا کہ بازار مین ہنستا تھا اور خوشی کر رہا تھا - لوگون نے کہا کہ تو کیون ہنستا ہے - تجھے شرم نہین آتی کہ سب مسلمان اندوہ مین ہین اور تو ایسی خوشی مین ہے - غلام نے کہا مجھے کچھ غم نہین ہے کیونکہ مین اسکا غلام ہون جسکے پاس ایک گاؤن ہے اسکی خوشحالی نے میرا

فکر بھی دور کر دیا ہے شفیق نے کہا اے اللہ یہ غلام اس خواجہ پر جو ایک گاؤں رکھتا ہے اسقدر خوش ہے اور تو سب جہان کا مالک ہے اور ہماری روزی کا ذمہ دار اور ہمنے دلمین انتاظم لگا دیا ہے پس اسی سے دنیا کے شغل سے لوٹ کر خدا کا طریق اختیار کیا اور پھر روزی کا غم کبھی نہ کیا اور ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ مین اس غلام کا شاگرد ہون۔ اور مین نے جو کچھ پایا ہے اس سے پایا ہے اور شفیق کا یہ کہنا شفیق کی تواضع ہے۔ اور اسکی نیک صفتین بہت ہین اور مشہور و باللہ التوفیق۔

ابو سلیمان عبدالرحمن کا ذکر

اور اپنے وقت کا شیخ اور حق کے راستہ مین مجرد ابو سلیمان عبدالرحمن بیٹا عطیہ الدارانی کا بھی ان مین سے ہے۔ اپنی قوم کا عزیز اور دلون کے لئے فرحت تھا۔ ریاضت اور مشقت مین مخصوص ہے۔ وقت کے علم اور نفس کی آفتون کے علم سے عالم۔ اور صبر مین بیمثیل۔ معاملہ اور دل کی نگہبانی اور اعضاؤن کی رعایت مین اسکا کلام لطیف ہے۔ اور ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے۔ اذا غلب الرجاء علی الخوف فسد الوقت۔ جب امید خوف پر غالب ہوتی ہے تو وقت پریشان ہو جاتا ہے کیونکہ وقت حال کی رعائت ہے اور حال کی رعائت اسوقت تک ہوتی ہے جب تک دلپر خوف غالب ہو۔ جب خوف اٹھ جائے تو انسان رعائت کا تارک ہو جاتا ہے۔ اور اسکا وقت فاسد۔ اور اگر خوف امید پر غلبہ کرے تو اسکی توحید جاتی رہتی ہے کیونکہ خوف کا غلبہ نا امیدی سے ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے نا امیدی شرک ہے۔ پس توحید کی حفاظت امید مین ہوتی ہے اور وقت کی حفاظت خوف مین۔ اور جب امید اور خوف دونون برابر ہون تو توحید اور وقت دونون محفوظ رہتے ہین۔ اور بندہ توحید کی حفاظت سے مومن ہوتا ہے اور وقت کی حفاظت سے مطیع۔ اور امید کا تعلق صرف مشاہدہ سے ہے کیونکہ اس مین سب اعتقاد ہے۔ اور خوف کا تعلق صرف مجاہدہ سے کیونکہ اس مین بالکل بیچارگی ہے۔ اور مشاہدہ مجاہدہ کی میراث ہے مطلب یہ ہے کہ سب امید نا امیدی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جو شخص اپنے فعلون کے سبب اپنی نیکی سے نا امید ہوتا نا امیدی اسکو حق تعالیٰ کی نجات۔ اور نیکی اور کرم کی طرف راستہ دکھاتی ہے اور اسپر بہتری کا دروازہ کھولتی ہے اور اسکے دل کو طبیعت کی آفتون سے پاک کر دیتی ہے۔ اور ربانی بھیدون کے سب اسباب اسپر ظاہر ہو جاتے ہین۔ حواری کا بیٹا احمد رح کہتا ہے کہ مین ایک رات خلوت مین نماز پڑھتا تھا اسمین مجھے بہت راحت ہوئی۔ اگلے روز مین نے اس

راحت کی نسبت ابو سلیمان سے کہا۔ انہون نے جوابدیا کہ تو ابھی ضعیف آدمی ہے کیونکہ ابھی تک مخلوق تیری نظرمین ہے۔ اسی لئے گوشے مین اور طرح ہے اور گوشہ سے باہر اور طرح۔ اور دونون جہان مین کسی چیز کے لئے ایسا خطرہ نہین ہے جو بندہ کو حق تعالی سے ہٹا رکھے۔ کیونکہ جب کسی عروس کا جلوہ لوگون کو دکھاتے ہین تو اس لئے دکھلاتے ہین کہ سب لوگ اسکو دیکھین اور لوگون کے دیدار سے اسکو زیادہ عزت ہو لیکن یہ نہین چاہتے کہ عروس بجز اس مقصود کے کچھ اور سمجھے اور اپنے آپ کو دیکھے اور غیر کے دیدار سے اسکو ذلت حاصل ہو۔ اگر سب لوگ مطیع کی طاعت کی عزت کو دیکھین تو یہ اسکو کچھ زیان نہین دیتا۔ لیکن اگر مطیع اپنے آپ کو دیکھے تو ہلاک ہو جاتا ہے عیاذا باللہ منہا۔ اس سے اللہ پناہ دے۔

اور رضا کے راستہ مین چلنے والا۔ موسی رضا کے بیٹے علی رضا کا پروردہ فیروز کرخی کا بیٹا۔ ابو محفوظ معروف کرخی بھی ان مین سے ہے۔ شیخون کے سیدون اور بندگون مین سے تھا اور جوانمردی اور پرہیزگاری اور قبولیت مین مشہور۔ اور ان کا ذکر اس ترتیب سے پہلے چاہئے تھا لیکن مین دو بزرگون کی موافقت کے لئے اس مقام پر لایا ہون۔ ایک تو شیخ ابو عبدالرحمن سلمی ہے کہ ان کی کتاب اسی ترتیب پر ہے۔ دوسرے استاد ابو القاسم قشیری ہے کہ ان کی کتاب مین معروف کا ذکر اسی موقع پر ہے۔ سری مقطی کا استاد تھا اور داؤد طائی کا مرید۔ اور ابتدا مین بیگانہ تھا موسی کے بیٹے امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اسلام قبول کیا۔ اور ان کے نزدیک بہت عزیز اور پسندیدہ تھا۔ ان کی نیک صفتین اور بزرگیان بہت ہین۔ اور علم کے فنون مین قوم کا پیشوا گذرا ہے۔ اور ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے للفتوت ثلاث علامات وفاء بلا خلاف ومدح بلا جود۔ وعطاء بلا سوال۔ جوانمردون کی علامتین تین چیزین ہین۔ ایک وفا ہے بغیر خلاف کے۔ مدح بغیر جود کے تیسرے عطا بغیر سوال کے۔ وفا بغیر خلاف کے یہ ہے کہ عبودیت کے وقت مین بندہ مخالفت نہ کرے اور گناہ کو اپنے پر حرام جانے۔ اور مدح بغیر جود کے یہ ہے کہ کسی سے نیکی اپنے حق مین نہ دیکھی ہو اور پھر اسکی نیکی بیان کرے۔ اور عطا بغیر سوال کے یہ ہے کہ جب کسی کا حال معلوم ہو کہ وہ محتاج ہے اسے سوال کرنے سے پہلے دے۔ اور حقیقت مین یہ تینون صفتین خدا سے بزرگ و بلند کی ہین اور اپنے بندون سے اسکا فعل ہے کیونکہ خدا کا وفا

دوستون کے ساتھ خلاف نہین ہے - بندے اپنے وفا مین کتنا ہی خلاف کرتے ہین - مگر وہ
اپنا پیار زیادہ لطف کرتا ہے - اور اس کے وفا کی علامت یہ ہے کہ نیک فعلون کے سبب بندہ
کو بلا لیگا اور آجکے دن برے فعل کے باعث اسکو نکال نہین دیتا - اور مع بغیر جو دینے بخشش لینے
کے خدا کے سوا کوئی نہین کرسکتا کیونکہ وہ بندہ کے فعل کا محتاج نہین اور بندہ کے تھوڑے سے
نیک کامون پر اسکی ثنا کہتا ہے - اور عطا بغیر سوال کے بھی اسکے سوا کوئی نہین دیتا کیونکہ کریم ہے
اور ہر ایک کا حال جانتا ہے اور ہر ایک کا مقصود اسکے سوال کے بغیر حاصل کرتا ہے - پس جب خداوند
تعالیٰ بندہ پر کرم کرتا ہے تو اسے بزرگ بناتا ہے اور اپنے قرب سے مخصوص - اسلئے بندہ ان تینون
صفتون مین معاملہ کرتا ہے - اور جب وہ اپنی طاقت کے موافق کوشش سے لوگون کے ساتھ ایسا
معاملہ کرتا ہے تو اسوقت اسکو فتوت کا نام دیتے ہین اور جوانمردون کے گروہ مین اسکا نام لکھدیتے
ہین - اور حقیقت مین یہ تینون صفتین ابراہیم پیغمبر کی تھین - اور خدا نے چاہا تو اپنے موقع پر
انہین بیان کرونگا -

اور عابدون کی زینت - اوتادون کا جمال عنوان کا بیٹا عبدالرحمن حاتم اصم بھی ان مین سے ہے
بلخ کے اہل مرتبہ لوگون مین سے تھا اور خراسان کے قدیم بزرگون مین سے - شقیق کا مرید تھا اور
احمد خضرویہ کا استاد - اور اول سے آخر تک سب احوال مین صدق پر ثابت قدم - اسلئے حضرت جنید
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے صدیق زمانہ حاتم الاصم ہمارے زمانہ کا صدیق حاتم اصم ہے -
نفس کی آفتون اور طبع کی رعونتون کے دیکھنے مین انکا کلام بڑا بلند ہے - اور معاملون کے علم مین
ان کی تصنیفین مشہور ہین - ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَلشَّهْوَةُ ثَلَاثَةٌ - شَهْوَةٌ فِي
الْاَكْلِ وَشَهْوَةٌ فِي الْكَلَامِ وَشَهْوَةٌ فِي النَّظَرِ فَاحْفَظِ الْاَكْلَ بِالتَّقْيَةِ وَاللِّسَانَ
بِالصِّدْقِ وَالنَّظَرَ بِالْعِبْرَةِ شہوتین تین ہین - ایک کھانے مین ہے - ایک بولنے مین ہے - ایک
دیکھنے مین - اور ان تینون کو تین چیزون سے نگاہ رکھ - اپنی روزی کا خدا پر بھروسہ کرنے سے
اور زبان کو راست کہنے سے - اور آنکھ کو عبرت سے دیکھنے کے ساتھ - پس جو شخص روزی مین خدا پر
بھروسہ کرتا ہے روزی کی شہوت (حرص) سے بچا رہتا ہے - اور جو زبان سے سچ کہتا ہے وہ
زبان کی شہوت سے بچا رہتا ہے - اور جو آنکھ سے ٹھیک دیکھتا ہے وہ آنکھ کی شہوت سے بچا رہتا

ہے - اور توکل راست جاننے مین ہے خدا کو ٹھیک جاننے - اور روزی دینے والا مان لے - دانش کی راستی سے عبادت کرے - معرفت کی راستی سے دیکھے - تاکہ اسکا کھانا پینا دوستی کے سوا - اور اسکی عبادت وجد کے سوا - اور اسکی نظر مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو - پس جب راست جانتا ہے حلال کھاتا ہے - اور جب راست کہتا ہے خدا کا ذکر کہتا ہے - اور جب راست دیکھتا ہے - خدا کو دیکھتا ہے - کیونکہ اسکے دیئے ہوئے مین سے بغیر اسکی اجازت کے کھانا حلال نہین - اور اسکے ذکر کے سوا اٹھارہ ہزار عالم مین کسی کا ذکر راست نہین - اور اس کے جلال اور جمال کے سوا موجودات مین دیکھنا روا نہین - اور جب تو ایسا ہو کہ اسکی اجازت کے موافق کھائے تو وہ شہوت نہین ہوتی اور جب اسکا ذکر کرے تو جو کہہ رہا ہے اُسکے حکم کے موافق ہے تو شہوت (نفسانی باتین) نہین - اور جب اسکے فعل کو دیکھے اور نظر عبرت سے دیکھے تو شہوت نہین اور جبکہ تو اپنی حرص سے کھائے اگرچہ حلال ہو شہوت ہے - اور جب اپنی حرص سے کہے اگرچہ ذکر ہو دروغ اور شہوت ہے - اور جب اپنی حرص سے دیکھے اگرچہ استدلال کرے وبال اور شہوت ہے - واللہ اعلم -

ابو عبداللہ محمد شافعی کا ذکر

اور مذہب کے امام - نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچے ادریس کے بیٹے ابو عبداللہ محمد شافعیؒ بھی ان مین سے ہین - وقت کے بزرگون مین سے تھے - سب علمون مین مشہور امام تھے - فتوت اور پرہیزگاری مین ان کی نیک صفتین مشہور ہین - اور ان کا کلام عالی - جب تک مدینہ مین تھے - امام مالک کے شاگرد رہے - اور جب عراق مین آئے تو حسن کے بیٹے محمد سے اختلاط کیا - اور ہمیشہ انکی طبع مین گوشہ نشینی کا ارادہ رہتا تھا - اور اس طریق کی تحقیق کو طلب کرتے رہتے تھے - یہان تک کہ ایک گروہ نے جمع ہوکر ان کی پیروی اختیار کی جنمین حنبل کے بیٹے احمد بھی شریک تھے - اس کے بعد مرتبہ کی طلب اور امامت کی ورزش مین مشغول ہوئے اور اس پہلے ارادہ سے باز رہے - اور سب احوال مین ان کی خصلتین نیک رہین - اور ابتدا مین صوفیون سے ان کے دل مین خشونت رہتی تھی - آخر جب سلیمان راعی کو ملے اور ان سے نزدیکی حاصل کی - تو اس کے بعد جہان گئے سچی حقیقت کے طالب رہے ان سے ذکر ہے کہ آپ نے کہا اذا رایت العالم یشتغل بالرخص فلیس یجیئ منہ شی جب تو کسی عالم کو دیکھے کہ تاویلون مین مشغول ہے تو سمجھ لے کہ اس سے کچھ نہین ہوگا - علما سب لوگون کے پیشوا ہین اور یہ روا نہین ہے کہ کسی معنی مین کوئی انسے بڑھکر

قدم رکھے - مجاہدہ یعنے مشقت مین مبالغہ کرنے اور احتیاط کے سوا راہ حق نہین پا سکتے اور علم طلب کرنیکی اجازت اس شخصکو ہوتی ہے جو مجاہدہ سے بھاگے اور یہ چاہے کہ اپنے لئے تخفیف اختیار کرے - پس علم طلب کرنیکی اجازت عام لوگون کے لئے ہے تاکہ شریعت سے نہ گر جائین اور مجاہدہ اختیار کرنا خاصون کا درجہ ہے تاکہ بھید مین اسکا پھل پائین - اور علما خاص ہین - جب خاص عام کے درجہ پر راضی ہو تو اس سے کچھ نہین ہوتا اور نہ کچھ امید رکھنی چاہئے اور یہ بھی ہے کہ تاویلون کا طلب کرنا خدا کے فرمان کا خفیف کرنا ہے اور خدا تعالے کے دوست علما ہین اور دوست دوستون کے فرمان کو خفیف نہین رکھتے - اور ادنی درجون کو اختیار نہین کرتے اسمین احتیاط رکھتے ہین - بزرگون مین سے ایک بزرگ روایت کرتا ہے کہ مین نے ایک رات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور کہا اے رسول اللہ صلعم کہ مجھے آپ سے روایت پہنچی ہے کہ زمین مین خدا کے بزرگ و بلند کے ولی واوتاد ہین - آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے - مین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ان مین سے ایک کو دیکھنا چاہتا ہون آپ نے فرمایا - ادریس کا بیٹا محمد ان مین سے ہے - اس کے سوا اور ان کی بہت نیک صفتین ہین -

اور سنت کے شیخ - اہل بدعت کی بنیاد اکھیڑنے والے حنبل کے بیٹے ابو محمد بھی ان مین سے ہین - پرہیزگاری اور تقوی مین مخصوص - اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے حافظ تھے اور اس طبقہ کے دونون فریقون کے آدمی ان کو مبارک جانتے تھے بڑے بڑے بزرگ مشائخ کی صحبت انہین حاصل ہوئی تھی - جیسے ذوالنون مصری - بشر حافی - سری سقطی معروف کرخی - وغیرہ ان کی کرامتین ظاہر تھین اور فراست صحیح - اور آج کے روز بعض لوگ جو شبہ سمان کا تعلق بیان کرتے ہین وہ ان پر بہتان اور بناوٹی بات ہے وہ اس بہتان سے پاک ہین دین کے اصولون پر ان کو اعتقاد تھا - اور ان کا مذہب سب علما کا پسندیدہ - اور جب بغداد مین معتزلہ لوگون نے غلبہ کیا تو آپس مین کہا کہ اسے تکلیف دین کہ قرآن کو مخلوق کہے یہ اسوقت بڑا پے کے عالم مین تھے انہون نے ان کے دونون ہاتھ شکنجہ مین باندھ دیئے اور ہزار کوڑے مارے تاکہ قرآن کو مخلوق کہے مگر آپ نے نہ کہا اور

حنبل کے بیٹے ابو محمد

اسی اثنا مین اِن کے آزار کا بند کھُل گیا آپ کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ ایک اور ہاتھ نکل آیا اور آپ کا ازار باندھا۔ جب معتزلہ لوگون نے یہ دلیل دیکھی تو چھوڑ دیا۔ مگر آپ نے اِس تکلیف کو بھی حکم الٰہی سے ہی تعبیر کیا (یعنے معتزلہ پر شکایت نہ رکھی)۔ آخری عہد مین ایک قوم ان کے پاس آئی اور پوچھا کہ اُس قوم کے حق مین جسنے آپ کو تازیانہ لگائے ہین آپ کیا کہتے ہین۔ کہا اِسکے سوا کیا کہون کہ خدا کے لئے مارے وہ یہ سمجھے کہ مین باطل پر ہون اور وہ حق پر ہین۔ صرف زخم لگانے سے قیامت کے دن مین اُن سے جھگڑا نہین کرونگا۔ اور معاملون مین ان کا کلام بلند ہے۔ جب کوئی شخص اِنسے مسئلہ پوچھتا۔ اگر معاملہ کے متعلق ہوتا تھا تو اِسکا جواب دیدیتے تھے۔ اور اگر حقائق کے متعلق ہوتا تھا تو بشر حافی کے حوالہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص ایک دن آیا اور کہا مَا الْاِخْلَاصُ اخلاص کیا ہے قَالَ اَلْاِخْلَاصُ هُوَ الْخَلَاصُ مِنْ اٰفَاتِ الْاَعْمَالِ کہا اخلاص یہ ہے کہ تو عملون کی آفتون سے خلاصی پائے۔ یعنی تیرا عمل بغیر ریا کے ہو اور آفت کے نصیب نہ ہو۔ پھر اُس نے کہا مَا التَّوَكُّلُ توکل کیا ہے؟ جواب دیا الثقته بالله خدا سے بزرگ کو روزی رسان جان لینا۔ پھر اس نے پوچھا مَا الرِّضَا رضا کیا ہے؟ جواب دیا تسليم الامور الى الله اپنے کام خدا کو سونپنا۔ اُس نے کہا مَا الْمَحَبَّة محبت کیا ہے جواب دیا کہ یہ بشر حافی سے پوچھ کیونکہ جب تک وہ زندہ ہے اِسکا جواب مین نہین دیتا۔ اور یہ سب احوال مین امتحان کئے گئے ہین۔ زندگی مین تو معتزلہ کے طعن سے۔ اور مرنے کے حال مین مشبہ کی تہمت سے۔ یہان تک کہ اہل سنت وجماعت نے بھی ان کے حال سے ناواقفیت کے باعث اِنپر تہمت لگائی ہے۔ حالانکہ وہ اِس تہمت سے پاک ہین واللہ اعلم۔

اور وقت کے چراغ۔ دشمنی کی آفتون سے واقف ابی الحواری کے بیٹے ابو حسن احمد بھی اِن مین سے ہین۔ شام کے بہت بڑے بزرگون مین سے تھے۔ اور سب بزرگون کے ممدوح یہان تک کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے احمد بن ابی الحولی ریحانته الشام احمد بن ابی الحواری شام کے خوشبودار پھول ہین۔ اِن کا کلام بلند ہے۔ اور طریقت کے علم کے فنون مین لطیف اشارتین ہین۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے صحیح روایتین۔ اور اپنے واقعات مین اہل وقت کا رجوع اِن کی طرف تھا۔ آپ ابو سلیمان دارانی کے مرید تھے

ابو حسن احمد کا ذکر

عتبہ کے بیٹے سفیان اور معاویہ کے بیٹے مروان غزاری کی صحبت حاصل کی ہوئی تھی - اور سیاحی کی ہوئی - اور ہر ایک سے ادب اور فائدہ پایا ہوا - اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے الدنیا مزبلۃ ومجمع الکلاب واقل من الکلاب من علف علیھا فان الکلب یاخذ منھا حاجتہ وینصرف والمحب لھا لا یزول عنھا ولا یترکھا بحال دنیا مزبلہ یعنی گندگی اور کتون کے جمع ہونے کی جگہ ہے - اور جو دنیا کے مال کی ہوس مین ہے - وہ کتون سے برتر ہے - کیونکہ کتا گندگی سے اپنی حاجت روا کرتا ہے اور جب سیر ہو جاتا ہے تو لوٹ جاتا ہے - اور دنیا کو دوست رکھنے والا دنیا اور دنیا کے جمع کرنے سے کبھی باز نہین آتا - اِس جوانمرد کے نزدیک دنیا حقیر تھی کیونکہ انہون نے دنیا کو مزبلہ سے مثال دی ہے - اور دنیا داردن کو کتون سے بہت کم سمجھا ہے اور بدین دلیل کہ جب مزبلہ سے کتا اپنا نصیب لے لیتا ہے تو اِس سے ہٹ جاتا ہے لیکن دنیادار ہمیشہ دنیا کے جمع کرنے اور اِسکی محبت پر قایم رہتا ہے اور اِس سے کبھی نہین لوٹتا - اور یہ سب دنیا کے خاصون سے دل کے قطع کرنے کی علامت اور دنیا داردن سے منہ پھیر لینے کی نشانی ہے اور دنیا سے قطع تعلق ہی اہل طریقت کے لئے خوش آیند چمن زار اور وسیع میدان ہے - آپ نے ابتدا مین علم کی طلب کی اور اماموں کے درجہ مین پہنچے - اِسکے بعد اپنی کتابین اُٹھائین اور دریا برد کین اور کہا نعم الدلیل انت واما الاشتغال بالدلیل بعد الوصول محال - الٰہی تو ہی اچھا رہنما ہے - اور جب ہم اِس تک پہنچ گئے تو پھر تیرے سوا اور دلایل مثلاً کتب وغیرہ سے شغل محال ہے - کیونکہ دلیل اُسوقت تک ہونی چاہیئے - جب تک مرید راستہ مین ہو - جب پیشگاہ نمودار ہو جائے تو پھر راستہ کی کیا قدر ہوتی ہے - اور بزرگون نے کہا ہے کہ یہ سکر کے حال مین ہے - کیونکہ اِس راستہ مین معرفت تک وصول کا دعوی عین فعل ہے - پس شغل اہل طریقت کے نزدیک محض شغل ہے - اور فراغت محض فراغت - مگر وصول یعنی عرفان کی جڑ اِس راہ مین اگر ہے - تو شغل و فراغت کی نیستی ہی ہے کیونکہ یہ دونون صفتین بندہ کی ہین - اور فضل اور وصل بندہ کی خیرخواہی کے لئے خدا کی عنایت اور اسکا ازلی ارادہ ہے اور یہ عنایت اور ارادہ بندہ کی فراغت اور شغل مین نہین آتا - پس خدا کی عنایت اور اس کے ازلی ارادہ کے وصول کے لئے اصول نہین اور نہ ملازمت اور قرب اور مجاورت اسپر روا ہے - اور اسکا وصل بندہ کے لئے بزرگی ہے -

اور اسکا ہجر اہانت اور خدا کی صفتون پر تغیر روا نہین ہے - اور مین عثمان ہلالی کا بیٹا علی کہتا ہون کہ ممکن ہے کہ وصول کے لفظ سے اس پیر بزرگ کی مراد خدا کے راستہ مین پہنچنے سے ہو کیونکہ کتابون مین خدا کا راستہ ہے اور وہ اس راستہ کی عبارت ہے اور جب طریق واضح ہو جاتا ہے تو عبارت منقطع ہو جاتی ہے کیونکہ عبارت کو تب تک قوت ہوتی ہے جب تک مقصود غیبت مین ہو اور جب مشاہدہ حاصل ہو جائے تو عبارت گم ہو جاتی ہے - اور جب معرفت کی صحت مین بامین عبارت سے گونگی ہوتی ہین تو کتابون کا ضائع ہونا ہی بہتر ہے - ان کے سوا اور بزرگون نے بھی ایسا ہی کیا ہے جیسا محمد مہنی کے بیٹے شیخ الشائخ ابو سعید فضل اللہ وغیرہ نے کہ اپنی کتابونکو پانی مین ڈبو دیا - اور بعض لوگون نے جو رسم کے پیرو ہین - کاہلی اور جہل کی مدد کے لئے ان نیکون کی تقلید کی ہے - اور ان نیکون نے اس طریقت سے اس کے سوا اور کچھ نہین چاہا - کہ دنیا کے علاقون کو قطع کرین - اور غیر کی طرف توجہ کی ترک - اور خدا کے ماسوا سے دلکو فارغ رکھین - اور یہ ازلی سکر اور ازلی دانش کے سوا حاصل نہین ہوتا - اور مشاہدہ کے مقام مین ہٹانے والے کے لئے مخلوق حجاب نہین ہے - کیون اسکے نزدیک یہ بمنزلہ ایک کاغذ کے ٹکڑہ کے ہے - اور جب دل سب علاقون کو قطع کر دے تو کاغذ کے ٹکڑے کی کیا قدر ہوتی ہے لیکن جو کتاب کے دھو ڈالنے کے لئے کہا ہے اس سے مراد معنی کی تحقیق سے عبارت کی نفی ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے - پس بہتر یہ ہے کہ عبارت کی نفی زبان سے ہو کیونکہ کتاب مین وہ عبارت لکھی ہوتی ہے اور زبان پر جاری ہوتی ہے - اور کوئی عبارت کسی عبارت سے بہتر نہین ہے - اور مجھے ایسا گمان ہوتا ہے کہ احمد بن الحواری نے اپنے حال کے غلبہ مین کوئی سننے والا نہ دیکھا اور اپنے حال کی شرح کاغذ پر لکھی - جب جمع ہوا تو کوئی اسکا اہل نہ پایا تاکہ انہین نشر کرتا اسلئے پانی مین ڈبو دیا اور کہا تو ہی اچھی دلیل ہے - جب میری مراد تجھ سے پوری ہوئی تو پھر اور دلیلون کی طرف مشغول ہونا محال ہے - اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے پاس کتابین بہت جمع ہو گئی ہون جو درد دن اور معلزمون سے بار رکھتی ہون اور شغل مین مشغول - اس لئے شغل کو آگے سے اٹھا دیا اور مہنون کے لئے دل کی فراغت چاہی اور عبارتون کو ترک کر دیا - واللہ اعلم -

اور جوانمردون کے سردار - اور خراسان کے آفتاب خضرویہ کے بیٹے ابو حامد احمد بلخی بھی ایمین

سے ہین۔ حال کی بلندی اور وقت کی بزرگی سے مخصوص تھے۔ اور اپنے زمانہ مین قوم کے پیشوا اور خاص و عام کے پسندیدہ۔ اور سلامت کے طریق مین چلتے تھے۔ جامہ سپاہیون کی رسم کے موافق پہنتے تھے۔ اور فاطمہؒ جو ان کی بی بی اور امیر بلخ کی بیٹی تھین۔ طریقت مین بڑا شان رکھتی تھین۔ جب ادب سے ان کو توبہ حاصل ہوئی تو احمد کے پاس آدمی بھیجا اور کہا مین تجھے اس حالت سے کہ تو خدا کا راستہ مارتا اور راستہ لوٹنے والا ہوتا نہ راستہ دکھلانے والا زیادہ مرد جانتی ہون۔ احمد نے فاطمہ کو اس کے باپ سے مانگا۔ اور اُس نے بطور تبرک اسے خضرویہ کے بیٹے احمد کو دیدیا۔ فاطمہؒ نے دنیا کے شغل کو ترک کر دیا۔ اور تنہائی مین احمد کے ساتھ آرام کیا۔ یہان تک کہ خضرویہ کے بیٹے احمد نے بایزید کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا۔ اور فاطمہؒ نے ساتھ دیا۔ جب احمد بایزید کے پاس آیا تو فاطمہؒ نے منہ سے نقاب اُٹھا دیا۔ اور بایزید سے گستاخی کے ساتھ باتین کرنے لگ گئین۔ احمد کو اس سے تعجب ہوا اور غیرت اسکے دلپر غالب ہوئی۔ پوچھا اے فاطمہ یہ گستاخی کیسی ہے جو بایزید کے ساتھ تو نے کی ہے۔ مجھے بھی معلوم ہو۔ جواب دیا اس لیے کہ تو طبیعت کا محرم ہے اور وہ طریقت کا محرم۔ تجھ سے مین خواہش پاتی ہون اور اس سے خدا اور اسپر دلیل یہ ہے کہ وہ میری صحبت سے بے پرواہ ہے اور تو میرا محتاج ہے۔ فاطمہؒ ہمیشہ ابویزید سے گستاخ تھین۔ یہان تک کہ ایکدن بایزید کی آنکھ فاطمہؒ کے ہاتھ پر پڑی جسے مہندی لگی ہوئی تھی بایزید نے کہا اے فاطمہ ہاتھ کو مہندی کیون لگائی ہے۔ فاطمہؒ نے کہا اے بایزید اس وقت کہ تو نے میرا ہاتھ اور مہندی نہین دیکھی تھی۔ مجھے تیرے ساتھ خوشی تھی۔ اور اب جو تیری آنکھ مجھ پر پڑی ہے تجھ سے ہماری صحبت حرام ہوئی۔ اور وہان سے لوٹے اور نیشاپور مین آئے اور مقام کیا اور نیشاپور کے لوگ اور وہان کے بزرگ احمد سے خوش رہتے تھے۔ اور جب معاذ رازی کا بیٹا یحییٰ رے سے نیشاپور مین بلخ کے ارادہ سے آیا تو احمد نے چاہا کہ اسکی دعوت کرے۔ فاطمہؒ کے ساتھ مشورہ کیا کہ یحییٰ کی دعوت کے لئے کیا چاہیے۔ اُس نے کہا اتنی گائین اور اتنی بکریان اور اسقدر ضروری چیزین اور باوجود ان کے بیل گدھے بھی چاہیے تاہم ان کو بھی مانگ احمد نے کہا گدھون کا مانگنا کیا معنے رکھتا ہے۔ جواب دیا کہ جب ایک کریم دوسرے کریم کے گھر مین مہمان آتا ہے تو محلہ کے کتون کے لئے بھی کچھ چاہیے۔ ابویزید نے کہا ہے من ادادان

ینظر الی رجل من الرجال تحت لباس النسوان فلینظر الی فاطمہ جو چاہتا ہے کہ عورتوں کے لباس مین کسی مرد کو چھپا ہوا دیکھے اِسے کہدے کہ فاطمہ کو دیکھے۔ اور ابو حفص رح نے کہا ہے لولا احمد ابن خضرویہ ما ظهرت الفتوت اگر احمد نہ ہوتا تو فتوت اور مروت ظاہر نہ ہوتی۔ اِن کے کلام عالی اور قول مذہب ہین۔ اور معاملون اور آداب کے ہر فن مین اِن کی تصنیفین مشہور ہین۔ اور حقایق نکات انکے ظاہر تر ہین۔ اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے الطریق واضح والحق لائح والداعی قد اسمع فما التخیر بعدها الا من الاعمی راستہ پیدا ہے اور حق ظاہر اور پکارنے والے نے سُنا دیا ہے۔ پس اسکے بعد تحیر نابینا کے سوا اور کسی سے نہین آسکتا یعنے راستہ ڈھونڈھنا خطا ہے کیونکہ خدا کا راستہ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے۔ تو اپنے آپ کو دیکھ کہ کہان ہے۔ اور جب تجھے معلوم ہو جائے تو راستہ پر آجا کیونکہ حق اِس سے زیادہ ظاہر ہے کہ کوئی طالب اُسکی طلب کرے۔ اور اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے استر عز فقرك اپنی درویشی کی عزت کو چھپائے رکھ یعنے لوگون پہ نہ کہے کہ مین درویش ہون تاکہ تیرا بھید ظاہر نہ ہو کیونکہ یہ خدائے بزرگ وبلند سے بڑی کرامت ہے اور ان سے ذکر ہے کہ ایک رات ایک دولتمند کی دعوت کی اور ان کے گھر مین ایک روٹی کے سوا اور کچھ نہ تھا اور وہ بھی سوکھی ہوئی تھی۔ جب دولتمند لوٹا تو زکی ایک تھیلی اِنکے پاس بھیجدی انہون نے اس تھیلی کو لوٹا دیا اور کہا یہ اسکو چاہیے جو اپنا بھید تیرے جیسے کے پاس ظاہر کرے اور یا دولتمندون کو فقر کی عزت کے لائق سمجھے۔ اور یہ اِس کے سچے فقر کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔

اور خدا پر توکل کرنے والون کے امام اور زمانہ کے برگزیدہ حسین نسفی کے بیٹے ابو تراب عسکر رح بھی اِن مین سے ہین۔ خراسان کے بزرگ مشائخ اور سادات مین سے تھے۔ اور جوان مردی اور زہد اور پرہیزگاری مین مشہور۔ اِن کی کرامتین بہت ہین اور عجائبات بیشمار جو جنگل مین دیکھے گئے ہین۔ صوفیون کے مردِ مافوقون مین سے تھے۔ اور تن تنہا جنگل مین گذارا کرتے تھے۔ چنانچہ اِن کی وفات بصرہ کے جنگل مین ہوئی ہے۔ کئی سالون کے بعد ایک جماعت اُن پر پہنچی انہین ہاتھون کے بل کھڑے ہوئے پایا۔ قبلہ کیطرف منہ کیا ہوا تھا اور جان دیدی ہوئی تھی اور سوکھ گئے تھے اور چمڑے کا لوٹا سامنے رکھا ہوا تھا اور عصا ہاتھ مین لئے ہوئے۔ اور درندون مین سے کوئی اُنکے

ابو تراب عسکر کا ذکر

نزدیک تک نہ بھٹکتا تھا اور اُن کا نقصان نہیں ہوا تھا اور ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے الفقیر قومہ ماوجد ولباسہ ماستر ومسکنہ حیث نزل۔ درویش کو جو اُس نے پالیا وہی اُسکا قوت ہے اور جو پہن لیا وہی اُسکا لباس ہے اور جہاں اُترا وہی اُسکا مسکن۔ کیونکہ ان تینوں چیزوں میں تصرف کرنا مشغولی ہے اور سب جہان ان تینوں چیزوں کی بلا میں مشغول ہے۔ اور یہ معاملہ کے رو سے ہے۔ اور تحقیق کے رو سے درویش کی غذا وجد ہے اور لباس تقوی اور مکان غیب۔ کیونکہ خداوند بزرگ وبلند نے کہا ہے وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا اور میری طرف یہ وحی کیا ہے کہ اگر یہ لوگ راستہ پر قایم رہتے تو البتہ ہم انکو وافر پانی پلاتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے الفقر وطن الغیب فقر غیب کا وطن ہے۔ پس جب فقیر کا کھانا پینا قربت کے شراب سے ہو۔ اور لباس تقوی اور مجاہدہ اور وطن غیب اور وصل سے یاری چاہنے والا ہو تو اسکے فقر کا طریق اور اسکے معاملے ظاہر ہوتے ہیں اور یہ کمال کا درجہ ہے۔

اور محبت اور وفا کی زبان۔ اور طریقت اور دوستی کی زینت معاذ رازی کے بیٹے ابوذکریا یحیی بھی ان میں سے ہیں عالی حال اور بلند خصلت تھے۔ اور امید میں حق تعالی پر پورا بھروسا رکھتے تھے۔ حصری کہتا ہے خداوند تعالے کے دو یحیی تھے۔ ایک نبیوں میں سے اور ایک ولیوں میں سے۔ یحیی بن زکریا علیہما السلام نے خوف کا راستہ ایسا اختیار کیا کہ سب مدعی خوف کے سبب سے رستگاری سے ناامید ہو گئے۔ اور معاذ کے بیٹے یحیی نے امید کا طریق ایسا اختیار کیا کہ امید کے سب مدعیوں کا ہاتھ باندھ دیا۔ ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ ہمیں یحیی پیغمبر کا تو حال معلوم ہے۔ ان یحیی کا حال کس طرح ہوا ہے انہوں نے کہا مجھے روایت پہنچی ہے کہ ان سے کبھی کوئی جاہلیت کا کام اور کبیرہ گناہ سرزد نہیں ہوا۔ اور معاملہ میں اسقدر بڑی ورزش اور کوشش رکھتے تھے کہ کسی اور کو اسکی طاقت نہ تھی۔ اصحابوں میں سے ایک نے ان کو کہا کہ اے شیخ تیرا مقام امید کا مقام ہے اور معاملہ خائفوں کا۔ کہا اے بیٹا عبودیت کی ترک گمراہی ہے اور خوف اور امید دونوں ایمان کے ستون ہیں۔ اور یہ محال ہے کہ کوئی ارکان کے ساتھ ورزش کرنے سے گمراہی میں پڑے۔ خوف والا خدا سے قطع ہو جانے کے

خوف سے عبادت کرتا ہے اور امید والا وصل کی امید کے لئے۔ اور جب تک عبادت موجود نہ ہو تب تک نہ خوف درست رہتا ہے نہ امید۔ یہ خوف اور امید سب ایک عبارت ہو جاتی ہے۔ اور جہاں عبادت چاہیے وہاں عبارت کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ اِن کی تصنیفیں بہت ہیں اور نکتے اور اشارتیں عجائب۔ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد اِس گروہ کے مشائخ میں ہی جو پہلے منبر پر گیا ہے وہ یہی تھے۔ اور میں اِن کے کلام کو بہت دوست رکھتا ہوں کیونکہ طبع میں رقیق اور سننے میں لذیذ اور اصل ہیں دقیق اور عبارت میں مفید ہے۔ اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے الدنیا دار الاشغال والآخرۃ دار الاھوال ولا یزال العبد بین الاشغال و الاھوال حتی یستقر بہ القرار اما الی الجنۃ واما الی النار۔ دنیا شغلوں کی جگہ ہے اور عاقبت خوف کا مقام اور آدمی ہمیشہ امید اور شغل اور خوف میں ہے کہ کسی قرار پکڑے۔ یا بہشت پر آرام کرتا ہے یا دوزخ میں روتا ہے۔ بہت خوش ہے وہ دل جو شغلوں سے چھوٹا ہوا ہو۔ اور احوال سے بے غم۔ اور دنیا اور عاقبت سے اپنی ہمت جدا کی ہوئی ہو۔ اور حق تعالےٰ سے خیال جمایا ہوا ہو۔ اور اِن کا مذہب یہ تھا کہ غنا کو فقر پر بزرگ جانتے تھے۔ اور جب مقام رے میں اپنے قرض بہت ہو گیا تو خراسان کا ارادہ کیا۔ جب بلخ میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے انہیں ٹھیرا لیا۔ ایک مدت تک وہاں لوگوں کو نصیحت کی اُنہوں نے سو ہزار درم اِن کو دیا جب رے میں جانے کے لئے واپس ہوئے تو راستہ میں چوروں نے وہ سب زر اِن سے لیلیا اور وہ تنہا نیشاپور میں آئے۔ اِن کی وفات نیشاپور میں ہوئی ہے اور لوگوں میں سب احوال میں عزیز تھے واللہ اعلم۔

ابوحفص عمرو بن مسلمہ نیشاپوری

اور خراسان کے مشائخ کے شیخ۔ اور زمانہ میں بے نظیر سالم نیشاپوری کے بیٹے ابوحفص عمرو بھی اِن میں سے ہیں۔ قوم کے بزرگوں اور سرداروں میں سے تھے۔ اور سب مشائخ کا ممدوح۔ ابوعبداللہ الاپوردی کا ہمنشین اور احمد خضرویہ کے رفیق تھے۔ کرمان سے شاہ شجاع اِن کی زیارت کے واسطے آیا تھا۔ اور آپ بزرگوں کی زیارت کے لئے بغداد میں آئے۔ عربی زبان نہیں جانتے تھے۔ جب بغداد میں پہنچے تو مریدوں نے ایک دوسرے کو کہا کہ خراسان کے شیخ کا کوئی مترجم ہونا چاہیے تاکہ اِن کے سخن کو سمجھے۔ آپ شونیزیہ کی مسجد میں آئے جہاں وہاں کے مشائخ

جنکے ساتھ جنید رحمۃ اللہ علیہ بھی ان مین سے ملے۔ تو آپ نے ان سے ایسی فصیح عربی بولی۔ کہ سب ان کی فصاحت سے عاجز ہو گئے۔ انہون نے ابوحفص عمرو سے سوال کیا کہ ما الفتوت فتوت کیا ہے۔ ابوحفص نے کہا کہ تم مین سے کوئی اس مین ابتدا کرے اور اپنا قول بیان کرے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا الفتوت عندی ترک الرویۃ واسقاط النسبۃ میرے نزدیک فتوت یہ ہے کہ تو فتوت کو نہ دیکھے۔ اور جو کچھ تو نے کیا ہو اسکی نسبت اپنے سے نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ مین کرتا ہون۔ ابوحفص نے کہا ما احسن ما قال الشیخ ولکن الفتوت عندی اداء الانصاف وترک مطالبۃ الانصاف جو کچھ شیخ نے کہا ہے بہت اچھا کہا ہے لیکن فتوت میرے نزدیک انصاف دینا ہے۔ اور انصاف کے طلب کرنے کی ترک۔ جنید رح نے کہا قوموا یا اصحابنا فقد زاد ابوحفص علی آدم وذریتہ اے میرے یارو کھڑے ہو جاؤ ابوحفص جوانمردی مین آدم اور آدم کی اولاد سے بڑھ گیا۔ اور ذکر کرتے ہین کہ ان کی توبہ کا ابتدا یون ہوا ہے کہ آپ ایک لونڈی پر عاشق ہو گئے تھے لوگون نے انکو کہا کہ شہر نیشاپور مین ایک یہودی جادوگر ہے تیرے اس کام کا حیلہ اسکے پاس ہے۔ ابوحفص اسکے پاس آئے اور اپنا حال کہا۔ یہودی نے کہا تجھے چالیس روز نماز نہین پڑھنی چاہیے اور کچھ بھی خدا کا ذکر اور نیک عمل اور نیک نیت زبان اور دل مین نہ لانی چاہیے تاکہ مین کوئی حیلہ کرون اور تیری مراد پوری ہو۔ ابوحفص نے ایسا ہی کیا۔ جب چالیس روز گذرے تو یہود نے دو جادو کیا اور ابوحفص کی مراد پوری نہ ہوئی۔ یہود نے کہا تم نے کچھ نہ کچھ کیا ہے اچھی طرح سوچ لو۔ ابوحفص نے کہا۔ نیک عمل سے جو میرے باطن پر گذرا ہے اسکے سوا اور کچھ نہین جانتا کہ جس راستہ مین مین آتا تھا اسمین ایک پتھر پڑا تھا۔ اسکو مینے راستہ سے دور کر دیا کہ اسپر کسیکا پاؤن نہ پڑے۔ یہودی نے کہا اس خدا کو رنج نہ دے جسکا تو نے چالیس روز تک فرمان ضائع کیا۔ اور اگر ایسا نہ کرتا تو وہ تیرا اتنا رنج ضائع نہ کرتا۔ ابوحفص نے توبہ کی اور یہودی مسلمان ہو گیا۔ ابوحفص آہنگری کرتے تھے۔ یہان تک کہ اورد مین گئے اور ابوعبداللہ باوردی کی ملاقات کی اور اسکی ارادت کا عہد لیا اور جب نیشاپور مین آئے تو ایک دن ایک اندھا بازار مین قرآن پڑھتا تھا اور ابوحفص اپنی دوکان مین بیٹھے ہوئے تھے اسکے سرود نے اپر غلبہ کیا اور بیخود ہو گئے۔ ہاتھ آگ مین ڈال دیا لیکن وہ بھٹی سے تپا ہوا لوہا

نکال لایا۔ یہ حال شاگرد نے دیکھا تو اُسکی ہوش جاتی رہی جب بوحفص ہوش مین آئے تو کب سے ہاتھ اُٹھالیا اور پھر دُکان پر بھی نہ آئے۔ اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے ترکت العمل ثم رجعت الیہ ثم ترکنی العمل فلم ارجع الیہ۔ مین نے عمل سے ہاتھ اٹھایا پھر اسکی طرف رجوع کیا پھر عمل نے مجھے ترک کیا۔ پھر مین اسکی طرف رجوع نہ ہوا کیونکہ جس چیز کی ترک بندہ کے تکلف اور کسب سے ہو اسکا ترک کرنا اسکے کرنے سے بہتر نہین ہوتا۔ کیونکہ یہ اصل صحیح ہے کہ سب کسب آفتون کا محل ہین۔ اور قدر ان معنون کی ہوتی ہے جو تکلف کے سوا غیب سے وارد ہون اور جن معنون پر بندہ کا اختیار برابر ہو تکلف سے ہو یا ویسے۔ حقیقت کا لطیفہ اِن سے زائل ہوتا ہے پس کسی چیز کا ترک کرنا اور اپنی طرف کھینچ لینا بندہ پر درست نہین ہے کیونکہ عطا اور زوال خدائے بزرگ و بلند کی تقدیر سے ہے۔ جب عطا آئے تو یہ حق سے اخذ ہے اور جب زوال آئے تو بھی حق سے ترک ہے۔ اور جب ایسا ہے تو ان معنون کا قدر ہوتا ہے کہ اخذ اور ترک کا خدا سے ہے نہ یہ کہ بندہ کوشش سے اسکا لینے والا یا دفع کرنیوالا ہو۔ پس اگر مرید ہزار سال حق کے قیام قبول ہونیکا ذکر کرے تو ایسا نہین ہوتا کہ حق ایک لحظ بندہ کے قبول سے کہے کیونکہ ہمیشہ کا اقبال ازل کے قبول سے متعلق ہے اور ہمیشہ کی خوشی ازلی سعادت مین۔ اور بندہ کو اپنی خلاصی کی طرف خدا کی عنایت کے خلوص کے سوا کوئی راستہ نہین ہے۔ پس عزیز وہ بندہ ہے جس کے اسبابون کو مسبّب اس کے حال سے دور کرے۔

اور ملامت اختیار کرنے والون کے برگزیدہ۔ اور سلامتی کو بلا کے سپرد کئے ہوئے عمارہ حولی کے بیٹے ابوصالح احمدون بھی اِن مین سے ہین۔ قدیمی بزرگون اور اِن کے پرہیزگارون مین سے تھے اور فقہ اور علم مین اعلےٰ درجہ پر۔ اور نوری مذہب رکھتے تھے۔ اور طریقت مین ابوتراب نخشبی کے مُرید تھے۔ اور علی نصرآبادی کے نزدیکیون مین سے۔ معاملون مین اِن کی مزین اور مجاہدون مین اِن کا کلام دقیق ہے۔ ذکر ہے کہ جب اِنکا شان علم مین بڑھ گیا تو نیشاپور کے بزرگ اور امام آئے اور اِن سے کہا کہ تجھے منبر پر کھڑے ہونا چاہئے۔ اور لوگون کو نصیحت کرنی تاکہ تیرے قول سے دلون کو فائدہ ہو۔ جواب دیا کہ مجھے سخن کہنا روا نہین ہے۔ لوگون نے کہا کس لئے کہا اسلئے کہ میرا دل ابھی دنیا اور دنیا کے مرتبہ مین لگا ہوا ہے۔ میرا سخن فائدہ نہ دیگا۔ اور دلون مین اثر

ابوصالح احمدون کا ذکر

نہین کریگا - اور جو شخص دلون مین اثر کرنیوالا نہو - اُسکا کہنا علم کو خفیف کرنا اور شریعت پر ٹھٹھا کرنا ہے اور بولنا اُسکے لئے مسلم ہے جسکی خاموشی سے دین مین خلل واقع ہوتا ہو اور بولنے سے خلل دور ہوجائے - لوگون نے اِن سے پوچھا کہ کس واسطے اگلے بزرگون کا کلام ہمارے کلام سے دلون کو زیادہ فائدہ دینے والا ہے کہا لانہم تکلموا لعزّ الاسلام ونجات النفوس ورضاء الرحمٰن ونحن نتکلم لعزّ النفس وطلب الدنیا وقبول الخلق اِسلئے کہ اُنہون نے اسلام کی عزت - اور جانون کی نجات - اور خداوند تعالیٰ کی رضا کے لئے کلام کئے - اور ہم نفس کی عزت اور دنیا کی طلب اور لوگون مین مقبول ہونے کے لئے کہتے ہین - پس جو شخص نفس کی مراد کے موافق کلام کرتا ہے اُسمین ذلت اور خواری ہوتی ہے + اور لوگون کو اِس سے فائدہ نہین ہوتا اور اِس کا نہ کہنا کہنے سے بہتر ہوتا ہے - کیونکہ اِس صورت مین مرد اپنی عبادت سے بیگانہ ہوتا ہے -

اور شیخ باعزت اور بھیدون سے واقف عمار کا بیٹا ابو سری منصور بھی اِن مین سے ہین - درجہ اور مرتبہ مین مشائخ کے بزرگون مین سے تھے - عراقیون کے پیشوا - اور خراسان کے لوگون مین مقبول تھے - اور نصیحت مین کلامون سے اچھا کلام اِن کا کلام ہے - اور زیادہ لطیف بیان اِنکا بیان ہے - لوگون کو وعظ کیا کرتے تھے - اور علمون کے فنون اور دقیقون اور آیتون اور احکام اور معاملون مین عالم تھے - اور بعض صوفی اِنکے امر مین حد سے زیادہ مبالغہ کرتے ہین - اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے سبحان من جعل قلوب العارفین اوعیۃ الذکر وقلوب الزاھدین اوعیۃ التوکل وقلوب المتوکلین اوعیۃ الرضاء وقلوب الفقراء اوعیۃ القناعۃ وقلوب اھل الدنیا اوعیۃ الطمع پاک ہے وہ جسنے عارفون کے دل کو ذکر کا محل بنایا اور زاہدون کے دل کو توکل کی جگہ اور توکل کرنیوالون کے دل کو رضا کا منبع اور درویشون کے دل کو قناعت کی جگہ اور دنیادارون کے دل کو طمع کا مقام - اور اِس مین یہ عبرت ہے کہ خداوند تعالےٰ نے ہر عضو کو جو پیدا کیا ہے اسمین متجانس معنی رکھے ہین - جیسا کہ ہاتھون کو پکڑنے کا مقام بنایا ہے - پاؤن کو چلنے کا - آنکھون کو دیکھنے کا - کانون کو سننے کا - زبان کو بولنے کا - اور اِنکے پیدا کئے معنون اور اُن جو اِن سے ظہور مین آتے ہین زیادہ خلاف نہین ہے - اور پھر اِنکو جو پیدا کیا تو ہر ایک مین مختلف معنی اور مختلف ارادے اور مختلف خواہشین رکھین کسی دل کو

ابو سری منصور بن عمار

معرفت کا مقام بنایا۔ اور کسی دل کو گمراہی کی جگہ۔ اور کسی دل کو قناعت کا ٹھکانا اور ایسا ہی اور بھی۔ اور دلوں کے سوا کسی چیز میں خدا کا بہت محب فعل زیادہ ظاہر نہیں ہے۔ اور ان سے یہ بھی ذکر ہے کہ کہا ہے الناس رجلان عارف بنفسه فشغله فی المجاهدات والریاضته وعارف بربه وشغله بخدمته وعبادته ومرضاته آدمی دو گروہ ہیں۔ ایک تو اپنے نفس کے عارف ہیں انکا شغل مجاہدہ اور ریاضت ہے۔ دوسرے رب کے عارف ان کا شغل خدمت اور عبادت اور رضا کا طلب کرنا ہے۔ پس جو اپنے سے عارف ہو اسکی عبادت ریاضت ہوتی ہے اور جو رب سے عارف ہو اسکی عبادت ریاست۔ پہلا اسلئے عبادت کرتا ہے کہ درجہ پائے اور دوسرا عبادت کرتا ہے اور اسنے سب کچھ پایا ہوا ہوتا ہے فشتان مابین المنزلتین پس دو نون منزلون کے درمیان بہت فرق ہے ایک بندہ مجاہدہ پر قائم ہے اور دوسرا مشاہدہ پر۔ ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے النَّاسُ رَجُلَانِ مُفْتَقِرٌ إِلَى اللهِ فَهُوَ فِي أَعْلَى الدَّرَجَاتِ عَلَى لِسَانِ الشَّرِيعَةِ وَآخَرُ لَا يَرَى الِافْتِقَارَ لِمَا عَلِمَ مِنْ فِعْلِ اللهِ مِنَ الْخَلْقِ وَالرِّزْقِ وَالْآجَالِ وَالسَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ فَهُوَ فِي افْتِقَارِهِ إِلَيْهِ وَاسْتِغْنَائِهِ بِهِ آدمی دو گروہ ہیں ایک خداوند تعالی کے محتمد ہیں اور یہ شریعت کے ظاہری حکم کے موافق درجہ میں بہت بڑے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو اپنی حاجت کو نہیں دیکھتے۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالی مخلوق اور رزق اور موت اور نیکبختی اور بدبختی سے ابتدا سے فارغ ہے یعنے پہلے ہی سب کچھ تقسیم کر چکا ہے۔ پس وہ اپنی حاجتیں حاجت کے محتاج ہوئے۔ اور یہ خدا کے ساتھ غنی ہوئے یعنی پہلا گروہ اپنی حاجت میں حاجت کے دیکھنے سے تقدیر سے محجوب ہے۔ اور دوسرا اپنی حاجت کے نہ دیکھنے میں خدا کے غنا اور مشاہدہ میں ہے پس پہلا نعمت کے ساتھ ہے اور دوسرا منعم کے ساتھ جو نعمت کے ساتھ ہے وہ نعمت کے دیکھنے میں اگرچہ غنی ہے فقیر ہے۔ اور جو خدا اور اس کے مشاہدے کے ساتھ ہے اگرچہ وہ فقیر ہے غنی ہے اور ممدوح اولیا۔ اور اہل رضا کے برگزیدہ عاصم انطاکی کے بیٹے ابو عبداللہ احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی انمیں سے ہیں۔ قوم کے سردار دین اور بزرگون میں سے تھے۔ اور شریعت کے علمون اور اصول اور فروع اور عاملون سے عالم۔ آپ نے بڑی عمر پائی۔ اگلے بزرگون کی صحبت حاصل کی اور تبع تابعین کو دیکھا۔ وہ بشر اور سری کے نزدیکیون میں سے تھے۔ اور حارث محاسبی کے مرید تھے۔ آپ نے

ابو عبداللہ احمد رحمۃ اللہ علیہ

فضیل کو بھی دیکھا ہوا تھا اور اِن سے ہمنشینی کی ہوئی۔ اور سب زبانون مین تعریف کئے گئے تھے طریقت کے علم کے فنون مین اِنکا کلام بلند اور لطیف بزرگ ہین۔ اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے۔ انفع الفقر ما کنت بہ متجملاً وبہ راضیاً بہت نفع دینے والا وہ فقر ہوتا ہے کہ تو اُس سے جمال پانیوالا ہو اور اُس سے راضی ہو۔ یعنی لوگون کا جمال اسباب کے ہونے مین ہے اور فقر کا جمال اسباب کی نفی مین اور سبب کا ثبوت اور اِسکی طرف رجوع اور اسکی رضا اسکے حکمون مین ہے کیونکہ فقر سبب کا گم ہونا اور غنا سبب کا وجود ہے۔ اور فقر حق کے ساتھ سبب ہے اور غنا اپنے ساتھ سبب ہے۔ پس سبب حجاب کا مقام ہے۔ اور اِسکی ترک کشف کا مقام۔ اور دونون جہانون کا جمال کشف اور رضا مین ہے اور سب جہان کی سختی حجاب مین۔ اور فقر کی تفصیل مین یہ بیان واضح ہے واللہ اعلم۔

اور تقوی کے راستہ مین چلنے والے اور امت مین زاہد یحیی ابو محمد عبد اللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ بھی اِنمین سے ہین۔ سب احوال مین قوم کے زاہدون اور پرہیزگارون مین سے تھے۔ اور حدیث مین اِنکی روایتین عالی ہین۔ اور فقر اور معاملہ اور اس طریقت مین نوری مذہب رکھتے تھے اور حضرت کے صحابہ رضی اللہ عنہم دیکھے ہوئے اور اُن سے ہمنشین رہے ہوئے تھے۔ اِس طریقت کی گفتگو اور معاملہ مین اِنکا کلام لطیف ہے اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے من اراد ان یکون حیاً فی حیوتہ فلا یسکن الطمع فی قلبہ جو چاہتا ہے کہ اپنی حیات مین زندہ ہو اسے کہدے کہ اپنے دل کو طمع کا مقام نہ بنا تاکہ تو سب سے آزاد ہو کیونکہ طامع آدمی اپنے طمع کی قید مین مردہ ہوتا ہے۔ پس دل مین طمع دلپر مہر لگی ہوتی ہے اور یہ ضرور ہے کہ جس دل پر مہر لگی ہوئی ہو وہ مردہ ہوتا ہے۔ بہت ہی خوش ہے وہ دل جو خدا کے غیر سے مردہ ہو۔ اور خدا سے زندہ۔ کیونکہ خداوند تعالی نے دل کے لئے عزت اور ذلت پیدا کی ہے۔ اپنے ذکر کو دل کی عزت بنایا ہے اور طمع کو دل کی ذلت۔ جیسا کہ اسی بزرگ نے کہا ہے خَلَقَ اللّٰہُ القُلُوبَ مَسَاکِنَ الذِّکرِ فَصَارَتْ مَسَاکِنَ الشَّہَوَاتِ وَلَا یَمحُو الشَّہَوَاتِ مِنَ القُلُوبِ اِلَّا خَوفٌ مُزعِجٌ اَو شَوقٌ مُقلِقٌ۔ خداوند تعالی نے دلون کو ذکر کی جگہ پیدا کیا ہے وہ (نفس امارہ کے میل جول سے) مساکن شہوات ہوگئے۔ اور شہوات نفسانی کو دلون سے اور کوئی چیز پاک نہین کرتی مگر بیقرار کرنیوالا خوف یا بے آرام

کرنیوالا شوق۔ پس خوف اور شوق ایمان کے دوستون ہین جب دل ایمان کا مقام ہو اور اُس کے نزدیک تو ذکر اور قناعت ہوتی ہے نہ طمع اور غفلت۔ پس مومن کا دل طمع کرنیوالا اور شہوتون کے پیرو نہین ہوتا کیونکہ طمع اور شہوت وحشت کا نتیجہ ہوتا ہے اور وحشی خدا سے اور ایمان سے خبر نہین رکھتا کیونکہ ایمان کو خدا سے محبت ہوتی ہے اور وحشت کو خدا کے غیر سے الطّماعُ متوحِّشٌ مِنْهُ کُلَّ واحدٍ طماع سے ہر کوئی وحشت پذیر ہے۔

اور طریقت مین شیخ المشائخ۔ اور شریعت مین امامون کے امام۔ ابوالقاسم جنید بیٹے مالک کے بیٹے محمد جنید قواریری کے بھی ان مین سے ہین اہل ظاہر اور اہل دل کے مقبول تھے اور علم کے فنون مین کامل۔ اور اصول اور فروع اور معاملون مین مفتی اور امام اصحاب نوری ہین سے تھے انکا کلام عالی اور احوال کامل ہے یہان تک کہ سب اہل طریقت ان کی امامت پر متفق ہین۔ اور کسی مدعی کو انپر اعتراض نہین سری مقطی کے بھانجے نے ان سے پوچھا کہ کسی مرید کا درجہ پیر سے زیادہ بلند ہوگا یعنے آپ سے کہا ان اسکی دلیل ظاہر ہے۔ جنید کا درجہ میرے درجہ سے بلند ہے۔ اور یہ قول ان سے تواضع کے روسے ہے اور جو کچھ کہا دانائی سے کہا۔ کیونکہ کوئی اپنے سے اوپر والے کو نہین دیکھ سکتا کیونکہ دیدار تحت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ان کا قول ظاہر دلیل ہے کہ جنید کو اپنے مرتبہ کی بلندی مین دیکھا مگر جبکہ انہون نے دیکھ لیا تو اس قول کے موافق کہ اپنے سے اوپر والے درجہ کو نہین دیکھ سکتے۔ اگرچہ اپنی نگاہ سے ان کو اوپر ہی دیکھا مگر وہ ضرور نیچے ہی ہونگے۔ اور مشہور ہے کہ سری کی زندگی مین مریدون نے جنید رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ شیخ ہمارے لئے کوئی بات بیان کر۔ تاکہ ہمارے دلون کو راحت ہو۔ جنید نے قبول نہ کیا۔ اور کہا جبتک میرا شیخ موجود ہے مین بول نہین سکتا۔ ایک رات سوتے ہوئے تھا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور حضرت نے فرمایا کہ اے جنید لوگون کو نصیحت کیا کر کیونکہ تیرے کلام کو خدا وند تعالی نے جہان کی نجات کا سبب بنایا ہے۔ جب جاگے تو ان کے دل مین یہ بات آئی کہ میرا درجہ سری سے بڑھ گیا ہے کیونکہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے دعوت کا حکم آیا ہے۔ جب صبح ہوئی تو سری نے ایک مرید بھیجا کہ جب جنید نماز کا سلام دے چکے تو اسے کہہ کہ مریدون کے کہنے سے انہین نصیحت نہ کی اور ابدال کے شیخون کی شفاعت کو بھی رد کیا۔ اور مین نے پیغام بھیجا پھر بھی نصیحت نہ بیان کی۔ اب پیغمبر علیہ السلام

ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ کا ذکر

نے فرمایا ہے اُن کے حکم کو قبول کر۔ جنید نے کہا وہ برتری کا خیال میرے سر سے جاتا رہا اور مین نے جان لیا کہ سب احوال مین میرے ظاہر اور باطن سے واقف ہے۔ اور ان کا درجہ میرے درجہ سے بلند ہے کیونکہ وہ میرے بھیدون پر آگاہ ہے۔ اور مین انکے زمانہ سے بیخبر ہون۔ پس مین توبہ کی کے پاس آیا اور توبہ کی۔ اور ان سے پوچھا کہ آپ نے کیونکر جانا کہ مین نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے۔ جواب دیا کہ خواب مین مجھے خداوند کریم نے اسطرح فرمایا کہ مین نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنید کیطرف بھیجا ہے کہ اُسے لوگون کو نصیحت کے لئے کہدے تاکہ بغداد کے لوگون کی مراد اُس سے حاصل ہو۔ اور ان حکایتون مین یہ دلیل ظاہر ہے کہ پیر جس صفت مین ہو مریدون کے حال سے واقف ہوتے ہین۔ ان کا کلام بلند اور رمزین لطیف ہین۔ ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے۔ کلام الانبیاء بناء علی الحضور وکلام الصدیقین اشارۃ عن المشاھدۃ نبیون کا قول حضور سے خبر ہوتی ہے۔ اور ولیون کا کلام مشاہدہ سے اشارہ ہوتا ہے۔ اور خبر کی صحبت نظر سے ہوتی ہے۔ اور اشارہ کی صحبت فکر سے۔ اور خبر عین کے سوا نہین ہو سکتے اور اشارہ غیر کے سوا نہین ہوتا۔ پس ولیون کی نہایت اور کمال نبیون کا ابتدائے زمانہ ہوتا ہے۔ اور نبی اور ولی کے درمیان فرق ظاہر ہے۔ اور ولیون پر نبیون کی بزرگی ملحدون کے دو گروہون کے برخلاف ہے کیونکہ وہ نبیون کو بزرگی مین پیچھے بیان کرتے ہین اور ولیون کو پہلے۔ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر ہے کہ کہا ہے کہ ایک وقت مین نے خواہش سے چاہا کہ شیطان کو دیکھون۔ ایک دن مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا تھا اتنے دور سے ایک بوڑھا میری طرف مُنہ کئے ہوے آرہا تھا۔ جب مین نے اسکو دیکھا تو میرے لبین ایک وحشت پیدا ہوئی۔ جب میرے پاس آیا تو مین نے پوچھا اے بوڑھے تو کون ہے کہ وحشت سے میری آنکھ تیرے دیکھنے کی طاقت نہین رکھتی اور ہیبت سے میرا دل تیرے اندیشہ کی طاقت نہین رکھتا۔ جواب دیا کہ مین وہ ہون کہ تجھے میرے دیکھنے کی خواہش ہے۔ مین نے کہا اے ملعون تجھے کس چیز نے آدم کو سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ کہا اے جنید تجھے یہ کیا خیال ہوا ہے کہ مین خدا کے غیر کو سجدہ کرون۔ جنید نے کہا کہ مین اسکے اس قول مین حیران ہوا۔ مجھے غیب سے آواز آئی کہ قُل لہ کذبت لو کنت عبداً ما موراً ما خرجت من امرہ ونھیہ فسمع ھذا من قلبی فصاح وقال احرقتنی باللہ وغاب۔ اے جنید اسکو کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ اگر تو فرمانبردار

بندہ ہوتا تو اُسکے حکم اور نہی سے قدم باہر نہ رکھتا۔ پس شیطان نے میرے دل سے یہ آواز سنی اور چیخکر
بولا کہ خدا کی قسم اے جنید تو مجھے جلا دیا اور گم ہو گیا۔ یہ حکایت جنید کی عصمت کی دلیل ہے۔ کیونکہ
خداوند تعالیٰ نے اپنے ولیون کو شیطان کے مکرون سے سب احوال مین نگاہ رکھتا ہے۔ اور جنید سے
ایک مرید کے دل مین کچھ رنج آیا سمجھا کہ کسی درجہ مین پہنچگیا ہے منہ پھیر لیا اور ایک دن آیا کہ جنید رحرکا
تجربہ کرے اور جنید کشف کے سبب اِسکے مطلب کو دیکھ رہے تھے۔ مرید سوال کرنے لگ گیا جنید
نے کہا جواب عبارتی چاہتا ہے یا معنوی۔ کہا دونون۔ جنید نے کہا اگر عبارتی چاہتا ہے تو یہ ہے
کہ اگر تو اپنے آپ کا تجربہ کر لیتا تو میرے تجربہ کا محتاج نہ ہوتا اور اِس جگہ تو تجربہ کے لئے نہین آیا تھا اور
اگر معنوی چاہتا ہے تو یہ ہے کہ مین نے تجھ کو ولایت سے معزول کر دیا۔ اُسی وقت مرید کا مُنہ سیاہ
ہو گیا اور آواز نکالی کہ یقین کی راحت میرے دل سے جاتی رہی۔ توبہ کی طرف مشغول ہوا۔ اسوقت
جنید نے اسکو کہا تو یہ نہین جانتا تھا کہ خداوند تعالیٰ کے ولی بھیدون کے مالک ہوتے ہین تو انکے
زخم کی طاقت نہین لائیگا۔ مرید پر ایک پھونک ماری اور وہ پھر اپنی مراد کو پہنچ گیا اور بزرگون کی
باتون مین دخل دینے سے توبہ کی۔

اور طریقت مین مشائخ کے بزرگ۔ اور شریعت مین اماموں کے امام۔ صوفیون کے بادشاہ۔
اور تکلف کی آفتون سے پاک محمد نوری کے بیٹے ابوالحسن احمد بھی اِن مین سے ہین۔ اِن کے معاملے بہت
نیک اور کلمے بہت واضح اور مجاہدے بہت ظاہر تھے۔ تصوف مین انکا مذہب مخصوص ہے۔ اور
صوفیون کا ایک گروہ ہے جنہین نوری کہتے ہین یہ پیروی اور نسبت ابوالحسن احمد سے کرتے ہین اور
سب صوفیون کے بارہ فرقے ہین۔ اِن مین سے دو مردود ہین اور باقی مقبول۔ جو مقبول ہین وہ یہ
ہین۔ محاسبی۔ قصاری۔ طیفوری۔ جنیدی۔ نوری۔ سہلی۔ حکیمی۔ خراز۔ خفیفی۔
شتاری اور سب محققون اور اہل سنت وجماعت مین سے ہین۔ لیکن جو دو گروہ مردود ہین۔
اِن مین سے ایک حلولی ہے جو حلول اور امتزاج سے مذہب ہین اور سالمی اور شبہ کا فرقہ اِن کے
متعلق ہے۔ دوسرا فرقہ حلاجی ہے جو شریعت کی ترک اور الحاد سے مردود ہے اور اباحتی اور فارسی
اِن سے متعلق ہین۔ اور اِس کتاب مین اپنے موقع پر اِن کے فرقون کی تفریق مین ایک باب لکھونگا
اور اُن دس گروہون اور اِن دو گروہون کا اختلاف بیان کرونگا تاکہ پورا فائدہ ہو لیکن ابوالحسن احمد کا

محمد نوری کے بیٹے ابوالحسن احمد کا ذکر

خوشامد کے ترک کرنے اور مجاہدہ کی ہمیشگی مین تعریف کیا گیا ہے - اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے مین جنید رح کے پاس آیا - مین نے ان کو صدر کی جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا - پوچھا یا ابا القاسم غشیتم فصد ورك ونصیحتهم فرمونی بالجمارة اے ابا القاسم - تونے حق اِن سے چھپایا اور تجھے اپنا مدار بنایا اور مین نے اِن کو نصیحت کی اور مجھے پتھرون سے مار کر نکال دیا کہا اِس لیے کہ خوشامد کو ہوا کے ساتھ موافقت ہے اور ہماری نصیحت سے مخالفت ہے - اور آدمی اِس کا دشمن ہوتا ہے جو اسکی خواہش کے مخالف ہو - اور اسکا دوست ہوتا ہے جو اسکی خواہش کے موافق ہو - اور ابو الحسن نوری جنید کے رفیق تھے اور سری کے مرید - بزرگون مین سے بہتون کو دیکھے ہوئے اور اِن کی صحبت حاصل کئے ہوئے تھے - اور احمد ابی الحواری کو دیکھے ہوئے - تصوف کے طریقے مین اِنکی اشارتین لطیف اور عمدہ قول ہین اور اِس علم کے فنون مین عالی نکتے اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے الجمع بالحق تفرقة عن غیره وتفرقة عن غیره جمع به - خدا کے ساتھ ملنا خدا کے غیر سے جدا ہونا ہے - اور خدا کے غیر سے الگ ہونا خدا کے ساتھ ملنا ہے - یعنی جو خدا سے ملا ہوا ہے وہ اِس کے غیر سے جدا ہے اور جو اِس کے غیر سے جدا ہے وہ خدا سے ملا ہوا ہے - پس خدا کے ساتھ ہمت کا ملانا مخلوقات کے فکر سے جدا ہونا ہے - اور جب مخلوقات سے منہ پھیر لینا درست ہوگیا تو خدا کی طرف مذکر نا ٹھیک ہوا تو مخلوق سے منہ پھیر لینا ٹھیک ہوا کیونکہ دونون ہیں جمع نہین ہوتین - اور حکایت مین مجھے معلوم ہوا کہ یہ صاحب ایک وقت ایک مکان مین ایک ہی جگہ تین رات دن تک شور کرتے رہے - لوگون نے جنید کو یہ حال کہا - جنید اُٹھے اور اِن کے پاس گئے اور کہا اے ابا الحسن اگر تو جانتا ہے کہ شور کرنا خدا سے فائدہ دیتا ہے تو بتلا تاکہ مین بھی شور کرنے لگ جاؤن - اور اگر جانتا ہے کہ رضا چاہیے تو دل خدا کی رضا کے سپرد کرنا کہ تیرا دل خوش ہو - نوری شور کرنے سے ٹھہر گیا اور کہا اے ابو القاسم تو ہمارے لئے بہت اچھا معلم ہے - اور اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَعَزُّ الْاَشْیَاءِ فِی زَمَانِنَا شَیْئَانِ عَالِمٌ یَعْمَلُ بِعِلْمِهٖ وَعَارِفٌ یَنْطِقُ عَنْ حَقِیْقَتِهٖ ہمارے زمانہ مین سب چیزون سے زیادہ عزیز دو چیزین ہین - ایک تو وہ عالم ہے جو اپنے علم پر عمل کرے - اور دوسرا وہ عارف ہے جو اپنے حال کی حقیقت سے گفتگو کرے - یعنی ہمارے زمانہ مین علم اور معرفت دونون عزیز ہین

کیونکہ علم بغیر عمل کے علم نہین ہوتا - اور معرفت بغیر حقیقت کے معرفت نہین - اس قول سے اس پیر نے اپنے زمانہ کا نشان دیا - اور یہ دونون چیزین سب وقتون مین عزیز رہی ہین اور آج کے دن بھی عزیز ہین - اور جو شخص عالم اور عارف کی طلب مین مشغول ہو اسکا زمانہ پراگندہ ہوتا ہے اور نہین پاتا - اپنی طرف مشغول ہونا چاہیے تاکہ سب جہان کو عالم دیکھے اور اپنے سے خداوند کی طرف رجوع کرے تاکہ سب جہان کو عارف پائے کیونکہ عالم اور عارف عزیز ہوتا ہے اور عزیز مشکل ملتا ہے جس چیز کے وجود کا پانا مشکل ہو اُسکا طلب کرنا وقت کا ضائع کرنا ہوتا ہے - علم اور معرفت کی طلب اور عمل اور حقیقت کی خواہش اپنے سے کرنی چاہیے - انہون نے کہا ہے کہ مَنْ عَلِمَ الْاَشْیَاءَ بِاللّٰہِ فَرُجُوْعُہٗ فِیْ کُلِّ شَیْئٍ اِلَی اللّٰہِ جو آدمی چیزون کو خدا کے حکم سے جانتا ہے اور اسکا ملک پہچانتا ہے سب چیزون مین اسکا رجوع خدا کی طرف ہوتا ہے نہ چیزون کیطرف کیونکہ ملک اور ملک کا قیام مالک کے ساتھ ہوتا ہے پس آرام پیدا کرنے والے کے دیکھنے مین ہے نہ مخلوق کے دیکھنے مین کیونکہ اگر چیزون کو فعلون کا سبب سمجھیگا تو ہمیشہ رنجور رہیگا - اور ہر چیز کی طرف رجوع کرنا اسکے لئے شرک ہوگا کیونکہ چیزون کو فعلون کا سبب جانتا ہے اور سبب اپنے آپ قایم نہین ہوتا بلکہ مسبب کے ساتھ قایم ہوتا ہے - جب مسبب الاسباب یعنے خدا کی طرف رجوع کریگا تو شغل سے نجات پائیگا -

اور اگلے بزرگون کے پیشوا اور ان کے لائق بیٹے - اسمٰعیل حیری کے بیٹے ابو عثمان سعید رح بھی ان مین سے ہین - بزرگ صوفیون مین سے تھے اور اپنے زمانہ مین بعدیل - اور انکا قدر سب دلون مین بلند تھا - اُنہون نے ابتدا ًمعاذ کے بیٹے یحیی سے ہمنشینی کی - اور اس کے بعد ایک مدت شاہ شجاع کرمانی کی صحبت مین رہے اور ان کے ساتھ ابو حفص کی زیارت کے واسطے نیشاپور مین آئے - اور ان کے پاس ٹھیر گئے اور عمر ان کی صحبت مین بسر کی - معتبر آدمی ان سے روایت کرتے ہین کہ کہا ہے لڑکپن مین میرا دل ہمیشہ حقیقت کی طلب کیا کرتا تھا اور ظاہری لوگون سے نفرت - اس سے مین نے سمجھا کہ ضرور اس ظاہر کے سوا جسپر عام لوگ ہین شریعت کے واسطے کوئی بھید بھی ہے - یہانتک کہ مین مقصود تک پہنچ گیا - ایک دن معاذ کے بیٹے یحیی کی مجلس مین میرا گذر ہوا اور اسکو لا اور مقصود حاصل ہوا - مین نے ان کی صحبت سے تعلق کیا یہان تک کہ ایک جماعت شام شجاع کے پاس سے آئی انہون نے ان کی حکایت بیان کی - مین نے اپنے دل کو انکی زیارت کے لئے

اسمٰعیل کے بیٹے ابو عثمان سعید حیری کا ذکر

مائل پایا اور پھر رے سے کرمان کا ارادہ کیا۔ وہان جاکر شاہ شجاع کیخدمت مین رہنا چاہا اُنہون نے مجھے دخل نہ دیا۔ اور کہا تیری طبع امید کی پلی ہوئی ہے کیونکہ تو یحیی کی صحبت مین رہ چکا ہے جسکا مقام امید کا مقام ہے۔ اور جسنے امید کا مزہ پایا ہو وہ طریقت اختیار نہین کرسکتا کیونکہ امید کی پیڑی کرنی کا ہلی کا پھل لاتی ہے۔ مین نے بہت عاجزی اور زاری کی اور بیس روز اُن کی درگاہ پر بیٹھا رہا آخر دخل دیا اور صحبت مین قبول کیا۔ ایک مدت تک اِن کی صحبت مین رہا اور وہ بڑی غیرت والے تھے۔ ابوحفص کی زیارت کے لئے شاہ شجاع کا ارادہ نیشاپور مین آنیکا ہوا۔ مین اِن کے ساتھ آیا۔ جسروز شاہ ابوحفص کے پاس آئے قبا پہنے ہوئے تھے۔ جب ابوحفص نے اُنکو دیکھا کھڑا ہوگیا اور آگے بڑھا اور کہا وَجَدْتُ فِی الْقَبَاءِ مَا طَلَبْتُ فِی الْعَبَاءِ جسکو گودڑی مین چاہتا تھا اسکو مین نے قبا مین پایا۔ مین ایک مدت تک وہان رہا۔ مجھے ابوحفص کی صحبت سے دلبستگی ہوگئی۔ اور شاہ کے دبدبہ نے مجھے اِن کی صحبت کی ہیبتگی سے باز رکھا۔ اور ابوحفص مجھ مین وہ ارادہ دیکھتے تھے اور مین عاجزی سے خدا تعالی سے دعا مانگتا تھا کہ ابوحفص کی صحبت شاہ کے آزردہ ہونیکے سوا مجھے میسر ہو۔ آخر ایک دن شاہ شجاع نے لوٹنے کا ارادہ کیا اور مین نے اِن سے موافقت کرنیکے واسطے پاجامہ پہنا اور دل بالکل ابوحفص کے پاس چھوڑا۔ ابوحفص نے کہا اے شاہ۔ خوشی سے اِس لڑکے کو دل بہلاوے کے لئے یہان رہنے دے کیونکہ مجھے اِس سے خوشی ہے۔ شاہ نے میری طرف مزکیا اور کہا اَحَبُّ الشَّیْخِ مِنَ الشَّیْخِ کو دوست رکھتا ہون شاہ شجاع چلا گیا اور مین وہان رہ گیا۔ آخر عجائب امروں سے اِن کی صحبت مین دیکھا جو کچھ مین نے دیکھا اِن کو شفقت کا مقام حاصل تھا۔ خداوند کریم نے ابوعثمان کو تین پیرون کے ذریعہ تین مقامون سے گذار دیا۔ اور یہ تینون اشارے جو اِن تینون پیرون کی طرف گئے ہین خود اِن کے لئے تھے۔ امید کے مقام کو یحیی کی صحبت کے ذریعہ۔ اور عبرت کا مقام شاہ کی صحبت سے۔ اور شفقت کا مقام ابوحفص کی صحبت سے۔ اور ممکن ہے کہ مرید پانچ یا چھ پیرون یا اِن سے زیادہ کی صحبت سے منزل کو پہنچے۔ ہر پیر اور ہر ایک صحبت اِس کے لئے ایک مقام کے کشف کا سبب ہو۔ لیکن بہت نیک وہ ہے جو پیرون کو اپنے مقام مین آلودہ نہ کرے اور اِس مقام مین ان کی نہایت کا نشان نہ دے۔ اور کہے کہ اِن کی صحبت سے میرا نصیب یہی تھا اور پیر اِس سے بڑھکر تھے اور مجھ کو

ان کے حق مین اس سے زیادہ نصیب نہ تھا اور یہ ادب کے بہت نزدیک ہے کیونکہ جو حق کے راستہ مین پہنچے ہوئے ہون انہین مقام اور احوال سے کچھ کام نہین ہوتا۔ اور نیشاپور اور خراسان مین تصوف کے ظاہر ہونیکا سبب یہی تھے۔ انہون نے جنید اور ادیم اور حسین کے بیٹے یوسف اور فضل کے بیٹے محمد بلخی سے صحبت کی ہوئی تھی۔ اور بزرگون مین سے کسی نے اس قدر نصیب نہ حاصل کیا تھا جسقدر انہون نے کیا ہے۔ نیشاپور کے لوگون نے ابوعثمان کے لئے منبر رکھا اور انہون نے تصوف مین لوگون کو نصیحت کی۔ ان کی کتابین عالی ہین۔ اور اس طریقہ کے علم کے فنون مین روایتین یقینی۔ اور ان سے مذکور ہے کہ کہا ہے حق لمن اعزہ اللہ بالمعرفتہ ان لا یذلہ بالمعصیتہ جسکو خداوند تعالی نے معرفت سے عزیز کیا ہے اسکے لئے واجب اور لائق ہے کہ اپنے آپ کو معصیت سے ذلیل نہ کرے۔ اور اسکا تعلق بندہ کے کسب سے ہے۔ اور اسکے مجاہدہ سے اور امور حق کی ہمیشہ رعایت کرنے مین۔ اور دوسرے معنے یہ ہین کہ یہ لائق ہے کہ حقتعالے جب کسیکو عزیز کرتا ہے تو پھر اُسے معصیت سے خوار نہین کرتا کیونکہ معرفت خدا کی عطا ہے۔ اور گناہ بندہ کا فعل ہے۔ اور جسکو خدا کی عطا سے عزت ہو پھر محال ہے کہ وہ اپنے فعل سے ذلیل ہو۔ جیسا کہ آدم کو جب معرفت سے عزیز کیا تو پھر لغزش سے ذلیل نہین کیا۔

اور معرفت کے سہیل۔ اور محبت کے قطب ابوعبداللہ احمد بن یحیی بن جلا بھی ان مین سے ہین۔ قوم کے بزرگون اور وقت کے سیدون مین سے تھے۔ ان کا طریق اچھا اور عادت نیک تھی۔ جنید اور ابوالحسن نوری اور بزرگون مین سے ایک جماعت کے ہمزمانہ تھے۔ حقیقتون کے بیان کرنے مین انکا کلام عالی اور اشارتین لطیف ہین۔ ان سے مذکور ہے کہ کہا ہے ھمۃ العارف الی مولاہ فلم یعطف علی شئی سواہ عارف کی تمام ہمت حق کی طرف ہی مصروف ہوتی ہے اور اس سے کسی چیز کیطرف نہین لوٹتا۔ کیونکہ عارف کے لئے معرفت کے سوا کوئی متاع نہین ہے۔ جب اسکے دل کا سرمایہ معرفت ہوتی ہے تو اُسکی ہمت کا مقصود دیدار ہوتا ہے کیونکہ ہمتون کی پراگندگی غمون کا پھل لاتی ہے اور غم خدا تعالی کی درگاہ سے ہٹا رکھتے ہین۔ اور ان سے حکایت کرتے ہین کہ کہا ہے۔ ایکدن مین نے ایک خوبصورت آتش پرست کو دیکھا۔ مین اُسکے جمال مین حیران ہوگیا۔ اور اس کے روبرو کھڑا ہوگیا۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے

یحیی کے بیٹے ابوعبداللہ احمد کا ذکر

مجھ پر گذری مین نے ان کو کہا اے استاد خدا ایسی چیز کو دوزخ کی آگ مین جلائیگا - مجھے جواب دیا اے بیٹا یہ نفس کا بازار ہے جو تجھے اس خیال مین مقید رکھتا ہے - عبرت کا نظارہ نہین کیونکہ اگر تو عبرت سے دیکھے تو عالم کے ہر ذرہ مین بھی عجائب موجود ہے - لیکن تو اس بیحرمتی کے سبب جلدی عذاب پائیگا - جب جنید رح نے مجھ سے منہ پھیرا اُسی وقت قرآن مجکو بھول گیا مین نے سالہا سال خدا سے دعا مانگی - توبہ کی پھر کہین وہ بھولا ہوا قرآن یاد ہوا - اور اب مین یہ طاقت نہین رکھتا کہ موجودات مین سے کسی چیز پر توجہ کرون اور اپنے وقت کو اشیاء پر نظر کرنے سے ضائع کرون -

اور زمانہ کے یگانے اور امام احمد کے بیٹے ابو محمد رویم بھی ان مین سے ہین - مشائخ کے سردار اور بزرگ تھے اور جنید کے مرید اور ان کے نزدیکیون مین سے تھے - اور فقیہون کے فقیہ داؤد کے مذہب مین - تفسیر اور قرات کے علم مین بہت زیادہ حصہ رکھتے تھے - اور اُس زمانہ مین علم کے فنون مین ان کی مانند نہ تھا - عالی حال اور بلند مقام اور عدہ سفرون کے سبب تجربہ اور ریاضت مین کامل اور تجرید مین مشہور تھے - اور آخر عمر مین اپنی حالت کو دنیاداری مین چھپا دیا - اور قضا کے عہدہ پر مقرر ہوئے - اور ان کا درجہ اس سے بہت بڑا تھا کہ قضا سے محجوب ہوتا - اس لئے جنید رح نے کہا ہے - ہم باوجود فراغت کے مشغول ہین اور رویم مشغولیت مین فارغ ہے اس طریقت مین ان کی تصنیفین ہین - خاصکر ایک کتاب ہے جسکا نام غلط الواجدین رکھا ہے مین اسپر عاشق ہون - ذکر ہے کہ ایکدن ایک شخص انکے پاس آیا اور کہا کَیْفَ حَالُکَ یَا حال کیسا ہے - جواب دیا کَیْفَ حَالُ مَنْ دِیْنُہٗ هَوَاهُ وَهِمَّتُہٗ دُنْیَاهُ وَلَیْسَ هُوَ بِصَابِرٍ تَقِیٍّ وَلَا بِعَارِفٍ نَقِیٍّ اسکا حال کیا ہوگا جسکی حرص اسکا دین اور دنیا اس کی ہمت ہو اور پھر وہ مخلوق سے قطع تعلق کئے ہوئے نیکو کار بھی نہو - اور نہ خدا کا پسند کیا ہوا عارف - یہ اشارہ نفس کے عیبون کیطرف ہے - کیونکہ نفس کے نزدیک دین حرص ہے - اور نفس کی پیروی کرنیوالون حرص کا نام دین رکھا ہوا ہوتا ہے اور اسکی پیروی کو شریعت کی ورزش - جو شخص ان کی مراد کے موافق چلے اگرچہ وہ بدعتی ہو ان کے نزدیک دیندار ہوتا ہے - اور جو ان کے خلاف چلے اگرچہ وہ پرہیزگار ہو بیدین ہوتا ہے - اور یہ آفت ہمارے زمانہ مین ایک دوسرے سے جدا نہین

اور مروج ہے - پس ہم پناہ مانگتے ہین اُس شخص کی صحبت سے جسکی یہ صفت ہو - لیکن ابو محمد رویم نے سائل کے زمانہ کی تحقیق سے اشارہ کیا ہے اور یہ بھی روا ہے کہ اس حال مین ان کو اس صفت مین رکھا ہوا ہو - اسلئے اپنے وجود کی صفت سے بیان کیا ہے - اور اپنی حقیقت کی صفت کا انصاف دیا ہے - واللہ اعلم (اور اللہ زیادہ جانتا ہے)

ابو یعقوب یوسف کا ذکر

اور زمانہ کے یگانہ بلند قدر حسین رازی کے بیٹے ابو یعقوب یوسفؒ بھی ان مین سے ہین - وقت کے بہت بڑے امامون اور مشائخ کے بزرگون مین سے تھے اچھی عمر پائی ہے - ذوالنون مصری کے مرید تھے - بہت بزرگون کی صحبت حاصل کی ہوئی تھی - اور سب کی خدمت کئے ہوئے ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَذَلُّ النَّاسِ اَلْفَقِیْرُ اَلطَّمَّاعُ کَمَا اَنَّ هُمُ الْمُحِبُّ الصَّدِیْقُ سب آدمیون سے بہت ذلیل طمع کرنیوالا درویش ہے جیسا کہ ان سے زیادہ معزز راستباز صادق دوست خدا ہے - طمع درویش کو دونون جہانون کی ذلت مین ڈالدیتا ہے کیونکہ درویش پہلے ہی دنیا داروں کی آنکھ مین حقیر ہین اور جب ان سے طمع کرتے ہین تو اور بھی حقیر ہو جاتے ہین - پس عزت کا غنا اس فقر سے بہت افضل ہے جو ذلت سے ہو - اور طمع درویش کو صرف جھوٹ سے منسوب کر دیتا ہے - اور محب اپنے محبوب کے لئے سب لوگون سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے - کیونکہ دوست اپنے آپکو اپنے محبوب کے مقابلہ مین بہت حقیر جانتا ہے اور محبوب کی تواضع کرتا ہے اور یہ بھی طمع کے نتیجون مین سے ہے - اور جب طمع دور ہو جاتا ہے ذلت عزت ہو جاتی ہے - جبتک زلیخا کو یوسفؑ کا طمع تھا ہر لحظہ زیادہ ذلیل ہوتی تھی اور جب طمع چھوڑ دیا تو خداوند تعالیٰ نے خوبصورتی اور جوانی پھر اسکو دیدی - اور طریق ایسا ہی ہوا ہے کہ دوست کی توجہ محبوب کی بے توجہی ہوتی ہے اور جب محب دوستی کو اٹھالے اور دوستی مین طمع کا تصرف چھوڑ دے تو ضرور محبوب اسکی طرف توجہ کرتا ہے - اور حقیقت مین محب کو تبتک ہی عزت ہے جبتک وصل کا طمع نہ ہو - جب محب کو وصال کا طمع ہو اور پورا نہ ہو تو اس کی سب عزت ذلت ہو جاتی ہے اور محب کو اس دوستی کا وجود جو محبوب کے وصال اور فراق مین مشغول نہ کرے محب سے معلوم ہوتا ہے نہ اس سے ۔

اور اہل محبت کے آفتاب - اور اہل معاملہ کے برگزیدہ عبد اللہ کے بیٹے ابو الحسن نمنون خواصؒ بھی ان مین سے ہین - اپنے زمانہ مین بے مانند اور محبت مین بڑا شان رکھتے تھے اور سب مشائخ انکو

ابتدا سمنون محب کے ذکر

بزرگ جانتے تھے۔ اور ان کو سمنون المحب کہتے تھے اور یہ اپنا نام سمنون کذاب مشہور کرتے تھے اور غلام خلیل سے بہت رنج اُٹھائے تھے۔ غلام خلیل نے خلیفۂ وقت کے سامنے واقعہ کے خلاف گواہیاں دی تھین اور اِس سے شیخ رنجدل تھے اور یہ غلام خلیل رہا کار تھا اور پارسائی اور تصوف کا دعویٰ کرتا تھا۔ امیرون اور خلیفۂ وقت سے میل جول رکھا ہوا تھا اور دین کو دنیا کے بدلے بیچا ہوا جیسا کہ اِس زمانہ مین بھی ہین۔ امیرون کے سامنے درویشون کی بُرائی بیان کرتا تھا۔ اِس سے مراد یہ تھی کہ درویش ان سے جدا ہین اور کوئی اِن سے مرتبہ حاصل کرے تاکہ میرا مرتبہ قایم رہے۔ بہت ہی خوش ہے سمنون اور وہ بزرگ جنکے لئے ایسا ایک ہی آدمی تھا۔ اِس زمانہ مین ہر ایک محقق کے لیئے سو ہزار غلام خلیل ہین لیکن کچھ خوف نہین ہے کیونکہ مردار گدّون کے واسطے بہتر ہے اور جب سمنونؒ کا مرتبہ بغداد مین بزرگ ہوا اور ہر ایک نے اِن سے تقرب کیا تو غلام خلیل کو اِس سے رنج ہوا۔ اور بہتان باندھنے لگ گیا۔ آخر سمنون کے جمال پر ایک عورت کی آنکھ پڑی اور اپنے آپکو اِن کے روبرو پیش کیا۔ سمنونؒ نے انکار کیا پھر جنید کے پاس گئی کہ سمنون کو کہیے مجھے نکاح مین قبول کرے۔ جنید اِس سے ناراض ہوئے اور عورت کو تنبیہ کی۔ پھر وہ غلام خلیل کے پاس آئی۔ اور جیسا کہ عورتون کا قاعدہ ہے سمنونؒ کو تہمت لگائی۔ خلیل نے اِسکی تہمت کو اِسطرح سنا جسطرح دشمن سنتے ہین اور بدگوئی کرنی شروع کردی اور خلیفہ کو سمنون پر متغیر کردیا یہان تک کہ خلیفہ نے سمنونؒ کے قتل کرنیکا حکم دیا جب جلّاد کو لائے اور خلیفہ نے قتل کے لئے حکم دینا چاہا تو اس کی زبان بند ہوگئی۔ جب رات کو سویا تو خلیفہ نے خواب مین دیکھا کہ سمنون کی جان کے زوال مین تیرے ملک کا زوال ہے۔ خلیفہ نے عذر چاہا اور عزت سے انکو لوٹایا۔ اِن کا کلام عالی ہے اور محبت مین اشارے دقیق ہین اِن کی کرامات یہ ہین کہ آپ حجاز سے آرہے تھے۔ فید کے لوگون نے کہا کہ ہمین نصیحت کیجیے۔ یہ منبر پر چڑھ کر نصیحت کرنے لگے جب کوئی سُننے والا نہ پایا تو قندیلون کی طرف منہ کرکے کہا کہ مین تمہین کہتا ہون۔ بغداد کی قندیلین گرگین اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئین۔ اور اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے لَا یُعَبَّرُ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا بِمَا ھُوَ اَدَقُّ مِنْہُ وَلَا شَیْءَ اَدَقُّ مِنَ الْمَحَبَّۃِ فَبِمَا عُبِّرَ عَنْھَا۔ ہر چیز کی عبارت اِس سے ہوتی ہے جو اِس سے زیادہ مشکل ہو۔ اور جب محبت سے زیادہ مشکل کوئی چیز نہین ہے تو اِسکی عبارت کس چیز سے کرین۔ اِس سے مطلب یہ ہین کہ محبت سے عبارت منقطع ہے

کیونکہ عبارت تعبیر کرنیوالے کی صفت ہے اور محبت محبوب کی صفت - پس عبارت سے اسکی حقیقت کو نہین سمجھ سکتے - واللہ اعلم

ابوالفوارس شاہ کا ذکر

اور مشائخ کے بادشاہ جنکے زمانہ کو نظیر نہین ہے - شجاع کرمانی کے بیٹے ابوالفوارس شاہ بھی ان مین سے ہین - بادشاہون کی اولاد مین سے تھے اور اپنے زمانہ مین بے مانند - بوتراب نخشبی کی صحبت حاصل کی ہوئی تھی اور بزرگون مین سے بہت کو دیکھے ہوئے - ابوعثمان حیری کے ذکر مین انکا تھوڑا سا حال بیان کیا گیا ہے - تصوف مین انکے رسالے مشہور ہین - اور ایک کتاب لکھی ہے جسکو مراۃ الحکما کہتے ہین - ان کا کلام عالی ہے - ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے لِاَھْلِ الْفَضْلِ فَضْلٌ مَالَمْ یَرَوْہُ فَاِذَا رَاَوْہُ فَلَا فَضْلَ لَھُمْ - وَلِاَھْلِ الْوَلَایَۃِ وَلَایَۃٌ مَالَمْ یَرَوْھَا فَاِذَا رَاَوْھَا فَلَا وَلَایَۃَ لَھُمْ - اہل فضل کے لئے اس وقت تک سب پر بزرگی ہے جب تک اپنی بزرگی کو نہین دیکھتے - جب اپنی بزرگی کو دیکھا تو پھر وہ بزرگی نہین رہتی - اور ولیون کے لئے ولایت کا درجہ تب تک ہے جب تک اپنی ولایت کو نہین دیکھتے - جب اپنی ولایت کو دیکھا پھر وہ ولایت نہین رہتی - مطلب یہ ہے کہ جہان ولایت کی بزرگی ہو وہان اپنی رویت جاتی رہتی ہے اور جب اپنی رویت حاصل ہو تو معنے جاتے رہتے ہین کیونکہ فضل ایسی صفت ہے کہ فضل کو نہ دیکھے - اور ولایت وہ صفت ہے کہ ولایت کو نہ دیکھے جب کوئی یہ کہتا ہے کہ مین فاضل ہون یا ولی وہ نہ فاضل ہوتا ہے نہ ولی - اور انکی کرامتون مین لکھا ہے کہ وہ چالیس سال نہ سوئے - اور جب سوئے تو خداوند تعالی کو خواب مین دیکھا - کہا اے اللہ مین تجھ کو رات کی بیداری مین دیکھتا تھا اور خواب مین پایا - فرمایا اے شاہ ان راتون کے جاگنے کے سبب تو نے خواب مین پایا - اگر ان مین سو جاتا تو اس جگہ نہ پاتا واللہ اعلم -

عمرو مکی کا ذکر

اور ولیون کی خوشی اور بھیدون کے نور عثمان کے بیٹے عمرو مکی بھی ان مین سے ہین - اس طریقہ کے سردار اور بزرگون مین سے تھے - اس علم مین ان کی تصنیفین مشہور ہین - آپ فرمایا کرتے تھے کہ مین ابوسعید خراز کی صحبت سے فیضیاب ہوکر جنید رحمہ کا مرید ہوا - اصول مین اپنے وقت کے امام تھے - ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے لَا تَقْعُ عَلٰی کَیْفِیَّۃٍ اَوْ جِدْ عِبَارَۃً - لَا تَہٗ

سِرَّ اللّٰہِ عِنْدَ الْمُؤْمِنِیْنَ وجد کی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی کیونکہ مومنون کے نزدیک وہ خدا کا بھید ہے۔ اور جسمین بندہ کی عبارت تصرف کرسکتی ہے وہ خدا کا بھید نہیں ہوتا۔ کیونکہ بندہ کا تصرف اور تکلف خدا کے بھیدون سے بالکل الگ ہے۔ ذکر کرتے ہین کہ جب عمرو اصفہان مین آئے تو ایک نوعمر لڑکا ان کی صحبت مین شامل ہوا۔ اور باپ نے اسکو منع کیا۔ آخر وہ بیمار ہوگیا اور ایک مدت بیمار رہا۔ ایکدن آپ ایک جماعت کے ساتھ اسکی بیمار پرسی کو گئے۔ لڑکے نے شیخ کو اشارہ کیا کہ قوال کو کہین کہ کچھ بیت پڑھے۔ عمرو نے قوال کو کہا اور اُسنے یہ بیت پڑھا شعر

مَالِیْ مَرِضْتُ فَلَمْ یَعُدْنِیْ عَائِدٌ ۔۔۔ مِنْکُمْ وَیَمْرَضُ عِنْدَکُمْ فَاَعُوْدُ

"کیا سبب ہے مریض ہوا اور تم مین سے کسی نے میری بیمار پرسی نہ کی۔ حالانکہ تمہارے پاس اگر مریض ہو تو مین عیادت کرتا ہون" جب بیمار نے یہ سنا بیماری کے بستر سے اُٹھا اور بیٹھ گیا اور اسکی بیقراری کم ہوئی اور کہا زدنی اور بھی پڑھ۔ دوسری دفعہ قوال نے یہ بیت پڑھا شعر

وَاَشَدُّ مِنْ مَرْضَیٰ عَلَیَّ صُدُوْدُکُمْ ۔۔۔ وَصُدُوْدُکُمْ عَنِّیْ عَلَیَّ شَدِیْدُ

"اور سب بیماریون مین سے زیادہ تر سخت رنج مجھ پر تمہاری روک ہے۔ اور تمہارا رُک رہنا مجھ پر بھاری رنج و غم ہے"۔ بیمار اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکی بیماری جاتی رہی۔ اور باپ نے اسکو عمرو کے سپرد کردیا۔ اور جو اندیشہ اس کے دل مین تھا اُس سے توبہ کی۔ اور وہ لڑکا طریقت کے بزرگون مین سے ایک بزرگ ہوا۔

اور دلون کی تسلی۔ عیبون کے مٹانے والے عبداللہ تستری کے بیٹے محمد سہیل بھی ان مین سے ہین۔ اپنے وقت کے پیر اور صوفیون مین تعریف کئے گئے تھے۔ ان کی ریاضتین بہت ہین اور معاملے نیک۔ اور فعلون کے اخلاص اور عیبون مین کلام لطیف ہے۔ اور ظاہری علما کہتے ہین هُوَ جَمَعَ بَیْنَ الشَّرِیْعَۃِ وَالْحَقِیْقَۃِ اس نے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا ہے۔ اور ان کا یہ کہنا خطا ہے کیونکہ ان مین کسی نے فرق نہین کیا ہے۔ شریعت حقیقت کے سوا نہین۔ اور نہ حقیقت شریعت کے سوا ہے۔ چونکہ اس پیر کی عبارتین ادراک مین بہت سہل ہین۔ طبیعتین ان کو آسانی سے سمجھ لیتی ہین۔ اور جب شریعت اور حقیقت کو خدا نے جمع کیا ہے تو یہ محال ہے کہ ولی انمین فرق کرین۔ یہ ضرور ہے کہ جب ان مین فرق حاصل ہو تو ایک کو ترک اور ایک کو قبول کرنا چاہیئے۔ اور

عبداللہ تستری کے بیٹے محمد سہیل کا ذکر

شریعت کا رد کرنا الحاد ہے اور حقیقت کا رد کرنا شرک ۔ اور جو فرق کرتے ہین وہ معنی کی تفریق کے لئے نہین ہے بلکہ وہ حقیقت کا ثبوت ہے جیسا کہ کہتے ہین لا الہ الا اللہ حقیقت ہے ۔ محمد رسول اللہ شریعت اگر کوئی چاہے کہ ایمان کے صحیح ہونیکی حالت مین ایک کو دوسرے سے جدا کرے تو نہین کرسکتا اور اسکی خواہش باطل ہوتی ہے ۔ اور مختصر یہ ہے کہ شریعت حقیقت کی شاخ ہے ۔ جیسا کہ معرفت حقیقت ہے اور حکم کا ماننا شریعت ۔ پس ان ظاہر بینون کی طبع مین جو بات نہین آتی اس سے منکر ہوجاتے ہین اور اصول مین سے کسی اصل کا انکار پُر خطر ہے ۔ والحمد اللہ علی الایمان ۔ اور اللہ کی حمد ہے ایمان کے ہونے پر ۔ اور ذکر ہے کہ کہا ہے مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى أَهْلِ وَجْلٍ الْأَرْضِ إِلَّا وَهُمْ جُهَّالٌ بِاللهِ إِلَّا مَنْ يُؤْثِرُ اللهَ عَلَى نَفْسِهِ وَرُوحِهِ وَدُنْيَاهُ وَآخِرَتِهِ روئے زمین کے لوگون مین سے کسی پر آفتاب طلوع وغروب نہین ہوتا جو خدا سے جاہل ہو مگر وہ لوگ جنہون نے اختیار اللہ کو اپنے اور اپنے روح اور اپنے نفس اور دنیا اور آخرت کے لئے جو اپنے نصیب کی آغوش مین تدبیر کے ہاتھ کی دست اندازی کرتا ہے ۔ وہ خدا سے جاہل ہے کیونکہ اسکی معرفت تدبیر کے ترک کرنے کا تقاضا کرتی ہے اور تدبیر کا ترک کرنا تسلیم ہے ۔ اور تدبیر کا ثبوت تقدیر کے جہل کے سبب سے ہے ۔

اور اہل حرمین کے پسند کئے ہوئے اور بزرگون کی آنکھ کی پتلی فضل لیخی کے بیٹے ابو عبد اللہ محمد رح بھی ان بزرگ شیخون مین سے تھے اور اہل عراق اور خراسان کے پسندیدہ ۔ خضرویہ کے بیٹے احمد کا مرید تھا ۔ اور ابو عثمان خیری کو ان سے بہت محبت تھی متعصب آدمیون نے ان کو لیخ سے نکالدیا اور انہون نے مذہب کے عشق کے لئے سمرقند مین جاکر وہان عمر بسر کی ۔ آپ نے کہا ہے ۔ أَعْرَفُ النَّاسِ بِاللهِ أَشَدُّهُمْ مُجَاهَدَةً فِي أَوَامِرِهِ وَابْتِعَامِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِ یعنی اہل معرفت سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو شریعت کے ادا کرنے مین زیادہ مجتہد ہو ۔ اور سنت کی حفاظت اور اسکی پیروی مین زیادہ رغبت کرنیوالا ۔ کیونکہ مقرب الٰہی ہوتا ہے وہ اسکا حکم ماننے مین زیادہ حریص ہوتا ہے ۔ اور جو خدا سے دور ہوتا ہے اُسکے رسول کی پیروی سے زیادہ منہ پھیرنے والا ہوتا ہے اور ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے عَجِبْتُ مِمَّنْ يَقْطَعُ الْبَوَادِيَ وَالْفَقَارَ وَالْفَلَوَاتِ حَتَّى يَصِلَ إِلَى بَيْتِهِ وَحَرَمِهِ لِأَنَّ فِيهِ آثَارَ أَنْبِيَائِهِ كَيْفَ لَا يَقْطَعُ نَفْسَهُ وَهَوَاهُ حَتَّى يَصِلَ إِلَى قَلْبِهِ

فضل لیخی کے بیٹے ابو عبد اللہ محمد کا ذکر

لِاَنَّ فِیہِ اٰثَارَ مَوْلَایَ - مین اس سے تعجب کرتا ہون جو جنگلون اور بیابانون کو طے کرتا ہے تاکہ ایک مکان تک پہنچے اسلئے کہ اس مین خدا کے پیغمبرون کے آثار ہین - وہ نفس اور حرص کے جنگل کس لئے طے نہین کرتا تاکہ اپنے دلپر پہنچے کیونکہ اسمین اسکے مولا کے نشان ہین - یعنی دل جو اسکی معرفت کا محل ہے کعبہ سے بزرگ ہے - کعبہ وہ ہے جسمین ہمیشہ بندہ کی نظر ہوتی ہے - اور دل وہ ہے جسمین ہمیشہ خدا کی نظر ہوتی ہے - جہان دل ہے وہان میرا دوست ہے - اور جہان اسکا حکم ہے وہان میری مراد ہے اور جہان میرے پیغمبرون کے آثار ہین - میرے دوستون کا قبلہ اُس جگہ ہے

ابو عبداللہ محمد ترمذی کا ذکر

اور شیخ باخوف ان کی صفتون سے فانی علی ترمذی کے بیٹے ابو عبداللہ محمد بھی ان مین سے ہین - علم کے فنون مین کامل اور امام اور حشمت والے شیخون مین سے تھے - ان کی تصنیفین بہت ہین اور ہر ایک کتاب کے بیان مین نیک کرامتین ظاہر جیسے ختم الولائیت - کتاب المنہج - نوادر الاصول اور ان کے سوا اور بھی بہت سی کتابین ہین - بے ریا اور بہت تعظیم کے لائق ہین چنانچہ مین انکا شکار ہون - اور مجھ پر ثابت ہوا ہے کہ محمد درِ یتیم ہے - اور سب جہان مین اپنی مانند نہین رکھتا - ظاہری علمون مین بھی ان کی کتابین ہین - اور حدیثون مین عالی خیال رکھتا ہے - آپ نے ایک تفسیر لکھنی شروع کی تھی مگر اس کے پورا کرنے کی عمر نہ پائی اور جسقدر کہ لکھی ہے وہ اہل فقہ کے درمیان مشہور ہے اور آپ نے شہر ترمذ مین فقیہ ابو حنیفہ کے خاص یار محمد حکیم سے پڑھی تھی - اور اس ولایت کے صوفی حکیم ان کی پیروی کرتے ہین - انکی نیک صفتین بہت ہین - ان مین سے ایک یہ ہے کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضوری تھے - اور ابوبکر اوراق جو ان کا مرید تھا روایت کرتا ہے کہ ہر ہفتہ مین یکشنبہ کے دن حضرت خضر علیہ السلام انکے پاس آتے تھے اور ایک دوسرے سے واقعات پوچھتے تھے - اور ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے مَنْ جَہِلَ بِاَوْصَافِ الْعُبُوْدِیَّۃِ بِاَوْصَافِ الرُّبُوْبِیَّۃِ اَجْہَلُ جو شریعت کے علم اور بندہ ہونے کی صفتون سے جاہل ہو وہ خداوند تعالیٰ کی صفتون سے زیادہ جاہل ہوتا ہے - اور جو ظاہر مین نفس کی معرفت کا راستہ نہین جانتا وہ حق تعالےٰ کی معرفت کا راستہ نہین جانتا - اور جو بشریت کی صفتون کی آفتون کو نہین دیکھتا وہ خدا کی صفتون کے لطائف نہین جانتا کیونکہ ظاہر باطن سے تعلق رکھتا ہے - اور جو ظاہر سے تعلق کرتا ہے سوا

باطن کے محال ہے۔ اور باطن سے تعلق سوا ظاہر کے محال ہوتا ہے۔ پس خدا کی صفتون کی معرفت عبودیت کے رکنوں کی صحت کے متعلق ہے۔ اور اسکے سوا معرفت درست حاصل نہین ہوتی۔ اور یہ کلمہ بہت ہی با اصل اور مفید ہے۔ اگر خدائے تعالےٰ نے چاہا تو اپنی جگہ پر پورا کیا جائیگا۔

ابوبکر محمد وراق کا ذکر

اور امت کے زاہدون کے شرف اور فقیرون اور برگزیدہ آدمیون کے پاک کرنیوالے عمر وراق کے بیٹے ابوبکر محمد بھی ان مین سے ہین۔ بزرگ مشائخ اور زاہدون مین سے ہین۔ آپ نے احمد خضرویہ کو دیکھا ہوا تھا اور علی کے بیٹے محمد سے ہمنشینی کی ہوئی تھی۔ آپنے آداب اور معاملات مین کتابین لکھی ہین۔ مشائخ انکو ولیون کا موروب کہتے ہین۔ ابوبکر محمد کہتا ہے کہ علی کے بیٹے محمد نے مجھے چند جزین دین اور کہا کہ انہین دریائے جیحون مین ڈال دے۔ میرے دل نے نہ چاہا مین نے انہین گھر مین رکھدیا اور آکر کہا کہ انہین دریا مین ڈالدیا ہے۔ پوچھا تو نے کیا دیکھا۔ مین نے کہا کچھ نہین دیکھا۔ فرمایا تو نے انہین نہین ڈالا۔ پھر جا اور اُن کو پانی مین ڈال دے۔ مین پھر گیا اور میرے دل مین ایک اندیشہ پیدا ہوگیا۔ ان جزون کو مین نے پانی مین ڈالدیا۔ پانی دو ٹکڑے ہوگیا اور ایک صندوق ظاہر ہوا جسکا سر کھلا ہوا تھا۔ جب وہ جزین پانی مین پڑین تو صندوق بند ہوگیا اور پھٹا ہوا پانی ملگیا اور صندوق گم ہوگیا۔ مین لوٹ آیا اور یہ قصہ بیان کیا۔ فرمایا اب تو نے جزون کو پانی مین ڈالا۔ مین نے کہا اے شیخ مجھے اس واقعہ کا بھید بتلا۔ کہا مین نے اصول اور تحقیق مین کچھ تصنیف کیا تھا جسکا سمجھنا عقل پر مشکل ہوا۔ میرے بھائی خضر علیہ السلام نے اسکو مانگا اور خداوند تعالےٰ نے اس پانی کو حکم دیا ہوا تھا کہ انہین خضر کو پہنچا دے۔ اور ابوبکر وراق سے مذکور ہے کہ کہا ہے اَلنَّاسُ ثَلٰثَۃٌ اَلْعُلَمَاءُ وَالْاُمَرَاءُ وَالْفُقَرَاءُ فَاِذَا فَسَدَ الْعُلَمَاءُ فَسَدَ الطَّاعَۃُ وَالشَّرِیْعَۃُ وَاِذَا فَسَدَ الْاُمَرَاءُ فَسَدَ الْمَعَاشُ وَاِذَا فَسَدَ الْفُقَرَاءُ فَسَدَ الْاَخْلَاقُ آدمی تین گروہ ہین۔ ایک امیر۔ دوسرے علما۔ تیسرے فقیر۔ جب امیر تباہ ہوجاتے ہین تو لوگون کی معاش تباہ ہوجاتی ہے۔ اور جب علما تباہ ہوتے ہین تو لوگون پر شریعت کی ورزش اور طاعت تباہ ہوجاتی ہے۔ اور جب فقیر تباہ ہوتے ہین تو لوگون کی خوئین تباہ ہوجاتی ہین۔ پس امیرون اور بادشاہ کی تباہی ظلم سے ہوتی ہے اور علما کی تباہی طمع کے سبب۔ اور فقیرون کی تباہی ریاست کے طلب کرنے سے۔ اور جب تک بادشاہ علما سے منہ نہیں پھیرتے تب تک تباہ نہین

ہوتے۔ اور علما جبتک بادشاہون کی مصاحبت نہین کرتے تبتک تباہ نہین ہوتے۔ اور فقیر تبتک تباہ نہین ہوتے جبتک ریاست نہین چاہتے۔ کیونکہ بادشاہون کا ظلم جبلی ہے ہوتا ہے اور علما کا طمع بے دیانتی سے اور فقیرون کا ریا بے توکل ہونے سے۔ پس بے علم بادشاہ اور ناپرہیزگار عالم اور بے توکل فقیر شیطان کے نزدیکی ہوتے ہین۔ اور سب لوگون کا فساد ان تین گروہون کے فساد سے ہوتا ہے۔

اور توکل اور رضا کی کشتی۔ اور فنا کے راستہ مین چلنے والے جیسی چرم دوز کے بیٹے ابو سعید احمد بھی ان مین سے ہین۔ مریدون کے احوال کی زبان اور طالبون کے قوتون کی دلیل تھے۔ آپ پہلے فنا و بقا کے مسائل بیان کیا کرتے تھے۔ ان کی نیک صفتین اور عمدہ ریاضت اور نکتے مشہور ہین۔ اور بکثرت تصانیف اور کلام اور رمزین عالی ہین۔ ذوالنون مصری کو دیکھے ہوئے تھے اور بشر اور سری کی صحبت حاصل کی ہوئی تھی۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول مین جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا دلون کی پیدائش اسکی دوستی پر ہے جو ان سے احسان کرتا ہے یعنے جو کسی سے نیکی کرتا ہے وہ نیکی کرنیوالے کو دل مین دوست رکھتا ہے ابو سعید کہتے ہین وَاعَجَبًا مِمَّنْ لَمْ یَرَ مُحْسِنًا غَیْرَ اللّٰہِ کَیْفَ لَا یَمِیْلُ بِکُلِّیَّتِہٖ اِلَی اللّٰہِ جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو محسن نہین جانتا اسپر تعجب ہے کہ پھر کیون پورے حول و طاقت سے اللہ پر دل نہین باندھتا۔ اور اپنے سب حیلون کو خدا پر ہی کیون نہین چھوڑتا۔ کیونکہ احسان فی الحقیقت یہی ہر موجودات کا مالک یعنے خدا کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ احسان اس سے نیکی کرنی ہوتی ہے جو اس نیکی کا محتاج ہو۔ اور وہ جسپر احسان غیر سے ہے یعنے غیر کے ملک سے ہے وہ کسی سے کیونکر احسان کرسکتا ہے۔ ملک اور ملک، خداوند تعالیٰ کا ہے اور وہ غیر سے بے پروا ہے۔ اور جب حق کے دوستون نے یہ معنے سمجھ لئے تو انہون نے احسان کرنیوالے اور اس کے احسان اور انعام کو نہین دیکھا۔ اور ان کے دل بالکل خدا کی دوستی کی ڈھال بنے ہین اور اسکے غیر سے منہ پھیر لیا ہے۔

اور تحقیق کرنیوالون کے محبوب اور مریدون کی دلیل محمد اصفہانی کے بیٹے ابو الحسن علی بھی ان مین سے ہین۔ بہت بڑے بزرگون مین سے تھے۔ اور جنید رح کے خطوط انکی طرف لطیف ہین۔ اور عثمان مکی کے بیٹے عمرو رح جو ابو تراب کے یار اور جنید کے رفیق تھے انکی زیارت کے لئے

ابو سعید کے بیٹے ابو سعید احمد کا ذکر

ابو الحسن علی ابو الحسن کا ذکر

اصفہان مین گئے۔ ابوالحسن علی تصوف مین عمدہ طریق سے مخصوص ہین۔ رضا اور ریاضت سے آراستہ اور فتنون اور آفتون سے محفوظ۔ اور حقیقتون اور معاملون مین عمدہ زبان رکھتے تھے۔ اور دقیقون اور اشارتون مین بیان لطیف۔ اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَلْحُضُوْرُ اَفْضَلُ مِنَ الْیَقِیْنِ لِاَنَّ الْحُضُوْرَ وَطَنَاتٌ وَالْیَقِیْنُ خَطَرَاتٌ خدا سے حضور۔ خدا پر یقین کرنے سے زیادہ افضل ہے کیونکہ حضور دل مین وطن رکھتا ہے اور اسپر غفلت روا نہین۔ اور یقین دل مین آنیوالی ایک چیز ہوتی ہے جو کبھی آتی ہے اور کبھی چلی جاتی ہے۔ پس حاضر ہمیشہ حضور مین رہتے ہین۔ اور یقین کرنیوالے درگاہ کے دروازے پر۔ اور غیبت حضور کے مضمون مین انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب مین ایک باب علیحدہ آئیگا۔ اور یہ بھی کہا ہے مِنْ وَقْتِ اٰدَمَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَتِ النَّاسُ یَقُوْلُوْنَ الْقَلْبَ وَاَنَا اَحَبُّ اَنْ اَرٰی رَجُلاً یَصِفُ الشَّیْءَ الْقَلْبُ فَلَا اَرٰی آدم کے وقت سے قیامت تک آدمی دل کی نسبت گفتگو کرتے ہین۔ اور مین اسے دوست رکھتا ہون کہ اس آدمی کو دیکھون جو میرے پاس تعریف کرے اور کہے کہ دل کیا ہے اور کسطرح ہے اور مین ایسا آدمی نہین دیکھتا عام لوگ اس گوشت کے ٹکڑے کو دل کہتے ہین۔ اور وہ مجنونون مغلوبون لڑکون کے لئے ہوتا ہے لیکن وہ بے دل ہوتے ہین۔ پس دل کیا چیز ہے کیونکہ اس سے عبارت کے سوا ہم کچھ نہین سنتے یعنے اگر مین عقل کو دل کہون تو وہ بھی دل نہین ہے اور اگر علم کو دل کہون تو وہ بھی نہین۔ خدا کے جتنے مشاہدے ہین سب کا قیام دل سے ہے اور یہ دل عبارت کے سوا موجود نہین ہے۔

اور اہل تسلیم کے پیر اور محبت کے طریقہ مین مستقیم اسمعیل خیر نساج کے بیٹے ابوالحسن محمد بھی اِن مین سے ہین۔ اپنے وقت مین بزرگ شیخون مین سے تھے۔ معاملون اور عجابون مین نیک بیان اور مہذب عبارت رکھتے تھے آپ نے لبنی عمر پائی ہے۔ شبلی اور ابراہیم خواص دونون نے انکی مجلس مین توبہ کی۔ شبلی کو جنید کی حرمت نگاہ رکھنے کے لئے جنید کے پاس بھیجا۔ خود سری کے مرید تھے۔ اور جنید اور ابوالحسن نوری کے ہمعصر انہین خیر نساج بھی کہتے تھے اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب لڑکپن سے حج کرنے کے ارادہ سے سامرہ مین گئے تو کوفہ مین انکی گذر ہوئی۔ کوفہ کے دروازہ پر ایک خزبان نے انکو پکڑ لیا اور کہا کہ تو میرا غلام ہے اور تیرا نام خیر ہے۔ انہون نے یہ واقعہ خدا کی طرف سمجھا اور اس مرد کا خلاف نہ کیا۔ کئی سال تک اسکا کام کرتے رہے جب کبھی وہ کہتا تھا کہ

ابوالحسن محمد نساج کا ذکر

اے خیر تو آپ کہتے تھے لبیک حاضر ہون - آخر وہ مرد اپنے کئے سے شرمندہ ہوا اور شیخ کو کہا جایئے
مین نے غلطی کی ہے - اور آپ میرے غلام نہین - یہ وہان سے مکہ مین گئے اور اس درجہ مین پہنچے
کہ جنید نے کہا خیر خیرنا - خیر ہماری نیکی ہے - اور جو انہین خیر کے نام سے پکارتا تھا اسکو اچھا سمجھتے
تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ روا نہین ہے کہ کوئی مسلمان مرد میرا نام رکھے اور مین اسکو حقیر جانون اور
کہتے ہین کہ جب ان کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو نماز کا وقت تھا جب موت کی غشی سے آنکھ
کھولی تو ملک الموت کو دیکھا کہا قِفْ عَافَاكَ اللّٰهُ فَاِنَّمَا اَنْتَ مَامُوْرٌ وَاَنَا عَبْدٌ مَامُوْرٌ
وَمَا اَمَرْتَ بِهٖ لَا يَفُوْتُكَ وَمَا اُمِرْتُ بِهٖ فَهُوَ شَيْءٌ يَفُوْتُنِيْ قَدْ عُنِيَ اَمْضِ فِيْمَا اُمِرْتَ بُعْدًا جدا
تجکو جزا دیگا - تو فرمان بردار بندہ ہے اور مین بھی فرمان بردار بندہ ہون اور جو کچھ تجھے فرمایا گیا ہے
وہ تجھ سے فوت نہین ہوتا یعنے جان لینی اور جو کچھ مجھے فرمایا ہے وہ مجھ سے فوت ہوجاتا ہے یعنے
نماز مجھے مہلت دے تاکہ مین اپنا فرمان ادا کرلون - اسکے بعد پانی مانگا اور وضو کیا اور شام کی نماز
ادا کی اور پھر جان دے دی - اسی رات انکو خواب مین دیکھا - پوچھا کہ خدائے تعالے نے تیرے ساتھ
کیا کیا جواب دیا لَا تَسْاَلْنِيْ عَنْ هٰذَا وَلٰكِنِ اسْتَرَحْتُ مِنْ دُنْيَاكُمْ مجھ سے یہ نہ پوچھو لیکن
تمہاری دنیا سے چھوٹ گیا ہون - اور ان سے ذکر ہے کہ اپنی مجلس مین کہا ہے شَرَحَ اللّٰهُ صُدُوْرَ
الْمُتَّقِيْنَ بِنُوْرِ الْيَقِيْنِ وَكَشَفَ بَصَائِرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِنُوْرِ حَقَائِقِ الْاِيْمَانِ اللہ نے پرہیزگارون کے
سینے یقین کے نور سے کشادہ کئے ہین اور یقین کرنیوالون کی آنکھون کو ایمان کی حقیقتون کے
نور سے کشادہ کیا ہے - پرہیزگار کو یقین کرنے سے چارہ نہین ہے کیونکہ اسکا دل یقین کے نور سے
کشادہ کیا ہے - اور یقین کرنے والے کو ایمان کی حقیقتون سے چارہ نہین ہے کیونکہ اس کی
عقل کی آنکھون کو ایمان کے نور سے روشن کیا ہے - پس جہان ایمان ہوتا ہے وہان یقین بھی ہوتا
ہے اور جہان یقین ہوتا ہے وہان پرہیزگاری بھی ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک دوسرے کا قرینہ ہین -
ایک دوسرے کا تابع ہے -

اور زمانہ کے لوگون کو خدا کی طرف بلانے والے اور زمانہ کے یگانہ ابو حمزہ خراسانی بھی انمین
سے ہین - خراسان کے قدیم بزرگون مین سے تھے اور بوتراب سے صحبت کی ہوئی تھی - اور حرار کو دیکھے
ہوئے تھے - اور توکل مین پورا قدم رکھتے تھے - اور حکایتون مین مشہور ہے کہ وہ ایکدن جاتے ہوئے

ابو حمزہ خراسانی کا ذکر

ایک کنوئین مین جا پڑے دو تین دن اُسمین پڑے رہے - سیاحون کا ایک گروہ وہان پہنچا - آپ نے اپنے دل مین کہا کہ انہین آواز دین پھر کہا یہ اچھا نہین ہے کیونکہ خدا کے غیر سے مدد مانگنی ہے - اور یہ شکایت ہے کہ مین انکو کہون کہ خدا نے مجھے کنوئین مین ڈال دیا ہے اب تم نکال لو - کہتے ہین کہ سیاحون نے کنوئین کو راستہ مین سے پردہ اور بغیر کسی آڑ کے دیکھا - آپس مین کہا کہ ثواب کے لئے کنوئین کے سر کو ڈھانپ دین تاکہ کوئی اس مین نگرے - ابوحمزہ نے کہا میرے نفس کو بیقراری ہوتی اور مین اپنی جان سے ناامید ہوگیا جب اُنہون نے کنوئین کے سر کو اچھی طرح بند کر دیا اور لوٹ گئے تو مین نے خدا سے دعا مانگی اور مرنے پر دل رکھا اور سب لوگون سے ناامید ہوا - جب رات پڑی کنوئین کے سر سے مجھے ایک جنبش معلوم ہوئی مین نے غور سے نگاہ کی کہ کنوئین کے سر کو کس نے کھولا ہے - بڑے سانپ کی مانند ایک جانور دیکھا کہ اپنی دُم کو نیچے لٹکایا ہوا ہے - مین سمجھا کہ میری نجات اس مین ہے اور وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے - مین نے اُسکی دُم کو پکڑ لیا اور اُس نے مجھے باہر کھینچ لیا - غیب سے فرشتہ نے آواز دی کہ اے ابا حمزہ تیری نجات بہت اچھی نجات ہے کیونکہ ایک ہلاکت کے ذریعہ ہلاکت سے نجات دی - لوگون نے اِن سے پوچھا کہ غریب کون ہوتا ہے جواب دیا اَلْمُتَوَحِّشُ مِنَ الْاِلْفِ جو الفت سے بھاگنے والا ہو یعنے جسکو سب الفتون سے وحشت ہو وہ غریب ہوتا ہے کیونکہ دنیا اور عاقبت مین درویش کا وطن وحشت ہوتا ہے - اور الفت اس وطن وحشت مین ہوتی ہے اور جب کسیکی موجودات کے عالم سے الفت منقطع ہوجاتی ہے تو وہ سب سے بھاگتا ہے اور اِسوقت غریب ہوتا ہے اور یہ درجہ بہت بلند ہے -

اور فرات کے موافق مریدون کو دعوت کرنے والے سری سقطی کے بیٹے ابوالعباس احمد بھی اِن مین سے ہین - خراسان کے بزرگون مین سے تھے - اور خداوند تعالیٰ کے سب ولیون کے اتفاق سے زمین کے اوتادون مین سے تھے - قطب وقت (جسپر مدار ہوتا ہے) سے صحبت تھی - لوگون نے اِن سے پوچھا کہ ہمین بتلاؤ کہ قطب کون ہے آپ نے ظاہر نہ کیا لیکن اشارہ سے ایسا ظاہر کیا کہ جنید رہے اور چالیس صاحب مرتبہ لوگون کی خدمت کی ہوئی تھی اور اِن سے فائدہ اُٹھایا ہوا تھا - اور ظاہری اور باطنی علمون مین بڑے لائق تھے - اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے مَنْ کَانَ سِرُّہٗ بِغَیْرِ الْحَقِّ فَسِرُّہٗ یُوْرِثُہُ الْھُمُوْمَ وَمَنْ لَمْ یَکُنْ اُنْسُہٗ فِیْ خِدْمَتِ رَبِّہٖ فَاُنْسُہٗ یُوْرِثُہُ الْوَحْشَتَ

سری سقطی کے بیٹے ابوالعباس احمد کا ذکر

جسکی خوشی خدا کے غیر سے ہو وہ اندوہ کی وارث ہوتی ہے اور جسکی الفت خدا کی خدمت مین نہو وہ وحشت کی وارث ہوتی ہے یعنے جو چیز خدا کے سوا ہے وہ فنا ہے اور جو فنا پر خوش ہوتا ہے جب فنا چیز فنا ہو جاتی ہے تو وہ اندوہناک ہوتا ہے اور جسکا اُنس خداوند تعالی کے غیر سے ہو اُسکا اُنس سب وحشت ہوتی ہے۔ پس اندوہ اور وحشت غیر کی رویت مین ہے واللہ اعلم۔

اور توکل کرنیوالون کے استاد اور محققون کے شیخ اسمعیل کے بیٹے ابو عبد اللہ محمد بھی ان مین سے ہین۔ وقت کے بزرگون اور پیشیرون مین سے تھے اور اپنے زمانہ مین مقبول۔ اپنے مریدون کے اُستاد تھے اور ابراہیم خواص اور ابراہیم شیبانی دونو عبد اللہ محمدؒ کے مرید تھے

ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل کے بیٹے ابو عبد اللہ محمد کا ذکر

اِن کا کلام عالی اور دلیلین ظاہر ہین۔ اور دنیا کی تجرید مین پورا قدم رکھتے تھے آپ نے کہا ہے مَا اَنْصَفَ مِنَ الدُّنْیَا اِنْ خَدَمْتَهَا خَدَمَتْكَ وَاِنْ تَرَكْتَهَا تَرَكَتْكَ دنیا سے کوئی زیادہ منصف نہین ہے کیونکہ اگر تو اسکی خدمت کرے تو وہ تیری خدمت کرتی ہے اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو وہ تجھے چھوڑ دیتی ہے یعنے تو اسکی طلب کریگا تو وہ تجھے طلب کریگی اور جب تو دنیا سے منہ پھیر لیگا اور خدا کی طلب اختیار کریگا تو دنیا تجھ سے بھاگ جائیگی اور اس کے اندیشے تیرے دل سے تعلق نہ پکڑینگے پس جو شخص خدا کی خدمت مین دنیا سے منہ پھیرے دنیا کی بدی سے امن مین رہتا ہے اور اسکی آفت سے چھوٹ جاتا ہے واللہ اعلم۔

ابو علی حسن کے بیٹے علی جرجانی کا ذکر

اور اپنے زمانہ مین بیمانند علی جرجانی کے بیٹے ابو علی حسن بھی ان مین سے ہین۔ اپنے وقت مین بے نظیر تھے۔ نفس کی آفتون کی رویت اور معاملات کے علم مین انکی تصنیفین ظاہر ہین۔ علی ترمذی کے بیٹے محمدؒ کے مرید تھے اور آپ نے کہا ہے اَلْخَلْقُ كُلُّهُمْ فِی مَیَادِیْنِ الْغَفْلَةِ یَرْكَضُوْنَ وَعَلَی الظُّنُوْنِ یَعْتَمِدُوْنَ وَعِنْدَهُمْ اَنَّهُمْ فِی الْحَقِیْقَةِ یَتَقَلَّبُوْنَ۔ وَعَلَی الْمَكَاشَفَةِ یَتَخَبَّطُوْنَ یعنے سب لوگون کی قرارگاہ غفلت کے میدان ہین۔ اور اُن کا اعتماد ظن اور آفت پر ہے اور ان کے نزدیک ایسا ہے کہ ان کے کام حقیقت پر ہین اور ان کا قول مکاشفہ کے عبیدون سے ہے۔ اور اس پر کا اشارہ طبع کے گمان اور نفس کے غرور سے ہے کیونکہ آدمی اگرچہ جاہل ہو اپنے جہل کا معتقد نہین ہوتا خصوصًا صوفیون کے جاہل۔ جیسا کہ ان کے علما سب لوگون سے زیادہ عزت رکھتے ہین ویسے ہی ان کے جاہل سب لوگون سے زیادہ ذلیل ہین

کیونکہ ان علماؤن کو حقیقت ہوتی ہے غرور نہین ہوتا۔ اور ان کے جاہلون کو غرور ہوتا ہے حقیقت نہین ہوتی۔ غفلت کے میدان مین حیران ہین اور گمان کرتے ہین کہ یہ ولایت کا میدان ہے اور ظن پر اعتبار کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یقین ہے اور رسم پر چلتے ہین اور سمجھتے ہین کہ حقیقت ہے اور حرص سے سخن کہتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ مکاشفہ ہے۔ خدا کا گمان اس کے بھید سے باہر نہین ہوتا مگر خدا کے جلال یا جمال کی رویت سے باہر ہے کیونکہ اس کے اظہار مین بالکل خدا کو دیکھتا ہے اور گمان فانی ہوتا ہے اور جلال کی کشف مین بھی اپنے آپ کو نہین دیکھتا۔ گمان نہین پیدا ہوتا۔

اور علمون کو فراخی دینے والے اور رسمون کو وضع کرنیوالے حسین جریری کے بیٹے ابو محمد احمد بھی ان مین سے ہین جنید اور ان کے معاصرین کے ہمعصر تھے۔ عبد اللہ کے بیٹے سہل کو دیکھی ہوئے تھے اور سب قسم کے علمون سے باخبر۔ اور فقہ مین وقت کے امام تھے اور اصول خوب جانتے تھے طریقت مین اس درجہ پر تھے کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے انکو کہا کہ میرے مریدون کو ادب اور ریاضت سکھلا۔ اور جنید رح کے بعد ولیعہد یہ تھے۔ جو جنید رح کی جگہ پر بیٹھے۔ ابو محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے دَوَامُ الْاِیْمَانِ وَقِیَامُ الْاَدْیَانِ وَصَلَاحُ الْاَبْدَانِ فِیْ خِلَالِ ثَلٰثٍ اَلْاِکْتِفَاءُ وَالْاِتِّقَاءُ وَالْاِحْتِمَاءُ فَمَنْ یَکْتَفِیْ بِاللّٰہِ اَعْلَتْ سِرَّہٗ وَمَنْ یَتَّقِ دِیْنَہُ اللّٰہُ عَنْہُ اِسْتَقَامَتْ سِیْرَتُہٗ وَمَنْ اِحْتَمَا مَا لَمْ یُوَافِقْہُ اَرْضَتْ طَبِیْعَتُہٗ نَشْرَۃُ الْاِکْتِفَاءِ صَفْوَۃُ الْمَعْرِفَۃِ وَعَاقِبَتُہُ الْاِکْتِفَاءِ حُسْنُ الْخَلِیْقَۃِ وَغَایَۃُ الْاِحْتِمَاءِ اِعْتِدَالُ الطَّبِیْعَۃِ ایمان کی ہمیشگی اور دین کا قائم رہنا اور بدن کی صلاح تین چیزون مین ہے۔ ایک کفایت کرنی دوسری پرہیز کرنا تیسرے غذا کا نگاہ رکھنا۔ جو خدا پر کفایت کرتا ہے اسکا بھید بلند ہوتا ہے جو خدا کی نہیون سے پرہیز کرتا ہے اسکا خلق نیک ہوتا ہے۔ اور جو کھانے پینے مین احتیاط کرتا ہے انکی طبیعت راضی رہتی ہے۔ پس کفایت کا نتیجہ معرفت کی صفائی ہوتی ہے اور پرہیزگاری کا انجام نیک خلق ہے۔ اور کھانے پینے کی احتیاط کا نتیجہ تندرستی اور طبیعت کا اعتدال ہے یعنے جو خدا پر کفایت کرنیوالا ہوتا ہے اس کی معرفت صاف ہوتی ہے۔ اور جو تقوے کے معاملہ مین ہاتھ ڈالتا ہے۔ دنیا اور آخرت مین اسکا خلق نیک ہوتا ہے جیسا کہ حضرت پیغمبر صلعم نے کہا ہے

سین حسین جریری کے بیٹے ابو محمد احمد کا ذکر

مَنْ کَثُرَ صَلٰوتُہٗ بِاللَّیْلِ حَسُنَ وَجْھُہٗ بِالنَّھَارِ رات کے وقت جسکی نماز زیادہ ہو دن مین اُسکا چہرہ نیک ہوتا ہے۔ اور دوسری حدیث مین ہے کہ قیامت کے دن پرہیزگارانمین کے وَجُوْھُھُمْ نُوْرٌ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ اس حال مین کہ ان کے چہرے منور ہونگے اور نور کے تختون پر۔ اور جو غذا نگاہ رکھنے کا طریق اختیار کرتا ہے اسکا تن بیماری اور نفس شہوت سے بچا رہتا ہے اور یہ سخن جامع اور نیک ہے۔

اور طریقون کے شیخ اور اہل صفا کے برگزیدہ ابوالعباس احمد بن محمد بن سہل اُمی بھی انمیں سے ہیں مشائخ کے بزرگ اور باحشمت تھے اور اپنے نزدیکیونمیں ہمیشہ عزت کئے گئے تھے۔ تبحر اور قرآن کے علم سے عالم۔ اور قرآن کے لطائف مین ایسی زبان رکھتے تھے جو ان سے مخصوص تھی۔ جنید رح کے سب سے بڑے مریدون مین سے تھے اور ابراہیم بارستانی سے صحبت کی ہوئی تھی۔ اور ابوسعید چرم دوز ان کی بڑی عزت کرتے تھے اور ان کے سوا اور کسی صوفی کو نہین جانتے تھے ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَلسَّکُوْنُ اِلٰی مَالُوْفَاتِ الطَّبَائِعِ یَقْطَعُ صَاحِبَھَا مِنْ بُلُوْغِ دَرَجَاتِ الْحَقَائِقِ اُن چیزون پر آرام کرنا جن سے طبیعتون کو الفت ہو مرد کو حقیقتون کے درجون سے گرا دیتا ہے یعنے جو ان چیزون پر آرام کرتا ہے جن سے طبیعتون کو الفت ہو وہ حقیقت سے رہجاتا ہے کیونکہ طبیعتین نفس کے اوزارہین اور نفس حجاب کا محل ہے اور حقیقت کشف کا مقام۔ اور حجاب کے مرید اور لس مین ٹھیرنے والیکو کبھی مکاشفہ نہین ہوتا۔ پس حقیقتون کا پانا طبیعتون کی الفت کی گئی چیزون سے منہ پھیر لینے مین ہے۔ اور طبیعت کی الفت دو چیزون سے ہوتی ہے ایک دنیا دوسری عاقبت سے۔ اور جو دنیا سے الفت کرتا ہے اسکا احوال جنس اور مال کے حکم مین ہے اور جو عاقبت سے الفت کرتا ہے وہ گمان اور ناجنس اور ناشناخت کے حکم مین ہے۔ پس اس دوسرے کی الفت عاقبت کے گمان سے ہے نہ اس کے عین سے کیونکہ اگر حقیقت کو پہچانتا تو تو اس سرے سے قطع تعلق کر لیتا۔ اور جب اس سے قطع تعلق کیا تو طمع کی ولایت طے ہو گئی۔ ان کے بعد حقیقتون کا کشف ہے کیونکہ وہ سرے اپنی طبع مین طبیعت کے فنا ہونے کے سوا کسی سے خویشی نہین رکھتی لِاَنَّ فِیْھَا مَا لَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ کیونکہ اس مین کسی بھید کے لئے خطرہ نہین ہے۔ عاقبت کا خطرہ اسواسطے ہے کہ اسکا راستہ بہت خطرناک ہے۔ اور جو چیز

محمد کے بیٹے ابوالعباس کا ذکر

کشف سے دل مین آتی ہے اسکو خطرہ نہین ہوتا۔ اور جب عاقبت کی حقیقت کی معرفت سے ہم عاجز ہوتا ہے تو طبیعت کو اُس کے عین سے کیونکر الفت ہوتی ہے پس درست ہوا کہ طبیعت کی الفت عاقبت کے گمان سے ہوتی ہے واللہ اعلم۔

منصور حلاج کے بیٹے ابوالمغیث حسین کا ذکر

اور معنی مین ڈوبے ہوتے اور اپنے دعوی مین ہلاک ہوے ہوے منصور حلاج کے بیٹے ابوالمغیث حسین بھی ان مین سے ہین۔ اہل طریقت کے مستون اور مشائخون مین سے تھے۔ اور قوی حال اور عالی ہمت رکھتے تھے۔ اور صوفیون نے ان کے شان مین اختلاف کیا ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک مردود۔ اور ایک گروہ کے نزدیک مقبول۔ جیسے عثمان مکی کے بیٹے عمرو اور ابوالوبح اقطع اور ابویعقوب نہرجوری اور سہل اصفہانی کے بیٹے علی وغیرہ وغیرہ نے انکو رد کیا ہے۔ اور عطا کے بیٹے اور خفیف کے بیٹے محمد اور ابوالقاسم نصرآبادی اور سب متاخرین نے انکو قبول کیا ہے اور پھر ایک گروہ نے ان کے امر مین توقف کیا ہے جیسے جنید اور حریری اور حصری وغیرہ۔ اور ایک دوسرے گروہ نے انکو سحر اور سحر کے اسباب سے منسوب کیا ہے۔ لیکن شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالقاسم کرکانی اور شیخ ابوالعباس شقانی کے زمانہ مین حسین کو صاحب بھید قرار دیا ہے۔ اور ان کے نزدیک بزرگ تھے مگر استاد ابوالقاسم قشیری کہتا ہے کہ اگر وہ ارباب معانی اور حقیقت مین سے تھے تو لوگون کے دور کرنے سے مہجور نہین ہوتے۔ اور اگر طریقت سے مہجور اور خدا تعالی کے مردود تھے تو لوگون کے قبول کرنے سے قبول نہین ہوتے تسلیم کے حکم کے موافق ہم انکو خدا کے سپرد کرتے ہین۔ اور جسقدر ہم ان سے نشان پاتے ہین ہم انکو حق کیطرف سے بزرگ جانتے ہین اور سب شیخون مین سے تھوڑے سے شیخ ہین جو ان کے فضل کے کمال اور حال کی صفائی اور کوشش اور ریاضت کے منکر ہین باقی نہین اور ان کے ذکر کا اثبات کرنا اس کتاب مین ایک امانت ہے۔ بعض ظاہر آدمی انکی تکفیر کرتے ہین اور ان کے منکر ہین اور ان کے احوال کو عذر اور حیلہ اور سحر سے نسبت دیتے ہین اور سمجھتے ہین کہ منصور حلاج کے بیٹے حسین وہ حسین بن منصور حلاج ہین جو بغداد مین ملحد ہوا ہے اور زکریا کے بیٹے یحیی محمد کا استاد اور ابوسعید قرمطی کا رفیق۔ مگر یہ حسین کہ جس کے امر مین ہمکو اختلاف ہے یہ حسین فارسی ہے۔ اور شیخون کے رد کرنے اور مہجور کرنے سے حقیقت مین اِن کے مذہب اور دین مین طعن نہین ہے۔ ان کے زمانہ کے حال مین ہے کہ ابتدا مین عبداللہ کے

بیٹے سہل کا مرید تھا۔ اور بغیر اجازت کے سہل کے پاس سے چلا گیا اور عثمان کے بیٹے عمر سے جا ملا اور انکے پاس سے بھی بے اجازت چلا گیا اور جنید سے تعلق کیا۔ جنید نے قبول بھی نہ کیا اور اس سبب سے حسین کو سب نے مہجور کیا۔ پس معاملہ کا مہجور اصل کا مہجور اور رد نہین ہوتا۔ تم نے نہین دیکھا کہ شبلی رح نے کہا ہے اَنَا وَالْحَلَّاجُ شَیْءٌ وَاحِدٌ فَخَلَّصَنِیْ جُنُوْنِیْ وَاَهْلَكَهٗ عَقْلُهٗ مین اور حلاج ایک شے ہین پس جنون نے مجکو خلاص کیا اور عقل نے اسکو ہلاک کیا۔ اگر حسین دین مین مطعون ہوتا تو شبلی یہ نہ کہتا کہ مین اور حلاج ایک چیز ہین۔ اور خفیف کے بیٹے محمد نے کہا ہے هُوَ عَالِمٌ رَبَّانِیٌّ حسین بن منصور حلاج ربانی عالم ہے۔ اور ایسا ہی اور بھی۔ پس شیخون کی یہ ناخوشنودی اور عقوق اصل طریقت مین ہجر اور وحشت کا پھل نہین لاتی۔ انکی تصنیفین بہت ہین اور اصول اور فروع مین انکا کلام اور رمزین مہذب ہین۔ اور مین نے جو عثمان جلالی کا بیٹا علی ہون بغداد اور بندادکی گردنواح مین ان کی تصنیف کے پچاس پارے دیکھے ہین۔ اور بعض خوزستان اور فارس اور خراسان مین مین نے سب سخن پائے۔ جب مریدون کے نمودون کا ابتدا ہوتا ہے تو ان مین سے بعض بہت قوی ہوتے ہین۔ بعض بہت ضعیف۔ بعض بہت سہل اور بعض بہت ژلون۔ اور جب حق سے نمود ہوتا ہے تو حال کی قوت سے عبارت حاصل ہوتی ہے اور فضل باری کرتا ہے اور سخن مقصود کے متعلق ہوتا ہے۔ اور خاصہ جو عبارت مین تعبیر کیا گیا ہے تعجیل اور تعجب پیدا کرتا ہے۔ اس وقت دہمون کو اسکے سننے سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور عقلین اسکے سمجھنے سے عاجز رہ جاتی ہین اور کہتے ہین کہ یہ سخن عالی ہین۔ اور ایک گروہ جہل سے منکر ہوتا ہے اور ایک گروہ مقر ہوتا ہے اور یہ بھی جہل سے مقر ہوتا ہے ان کا اقرار ان کے انکار جیسا ہے لیکن جب محقق اور اہل بصیرت دیکھتے ہین تو وہ عبارت مین نہین پڑتے اور تعجب مین مشغول نہین ہوتے۔ مذمت اور مدح سے فارغ ہوتے ہین اور انکار اقرار سے آسودہ۔ اور پھر جو لوگ اس جوانمرد یعنے حسین کے حال کو سحر سے منسوب کرتے ہیں یہ بھی محال ہے کیونکہ سحر سنت اور جماعت کے اصول میں سچ ہے جیسا کہ کرامت لیکن حال میں سحر کا اظہار ژا کفر ہوتا ہے اور حال میں کرامت کا اظہار معرفت کا کمال ہے کیونکہ یہ پہلا خداوند تعالےٰ کی سختی کا نتیجہ ہے اور دوسرا اسکی رضا کا اور اس مسئلہ کو اثبات الکرامت کے باب مین اس سے زیادہ تشریح کے ساتھ بیان کرونگا اور اہل بصیرت کے

لہ پروردگار کے عرفان کا پانے والا عالم۔

اتفاق سے جو اہل سنت سے ہین کوئی مسلمان - جادوگر اور دیوان کار نہین ہوتا - اور کافر بزرگ نہین ہوتا کیونکہ ضدین جمع نہین ہوتین اور جبتک رہے نیک نمازون اور بہت ذکر اور مناجاتون اور وردون سے ہمیشہ عمل کے لباس مین ہے - اور مہذب حمدون اور لطیف نکتون کے بیان کرنے مین - اگر ان کے فعل سحر ہوتے تو یہ سب ان سے محال ہوتا - پس درست ہوا کہ یہ سب کچھ کرامت ہوئی ہے اور کرامتین تحقیق کرنیوالے ولی کے سوا نہین ہوتین - اور اہل اصول مین سے بعض انکو رد کرتے ہین اور انپر ان کے کلمون مین جو امتزاج اور اتحاد کی صورت مین ہین اعتراض کرتے ہین - یہ عبارت مین زبون ہے معنون مین نہین کیونکہ مغلوب کو عبارت کی یہ طاقت نہین ہوتی کہ حال کے غلبہ مین اسکی عبارت صحیح ہو - اور یہ کہنا بھی روا ہے کہ عبارت کے معنی مشکل ہین اور تعبیر کرنیوالے کے مقصود کو نہین سمجھتے اور آپ اپنے لئے ان معنون سے ایک ایسی صورت پیدا کرتے ہین کہ پھر اسکا انکار کرتے ہین - ان لوگون کا یہ انکار انہین کی طرف لوٹتا ہے نہ ان معنون کیطرف یعنے اپنا ہی انکار کرتے ہین نہ معنی کا - لیکن بغداد اور بغداد کے گرد نواح مین - مین نے ملحدون کا ایک گروہ دیکھا ہے جسکے آدمی حسین حلاجی سے دوستی کا دعوی کرتے تھے اور ان کے کلام کو اپنی بیدینی کے لئے دلیل بنایا ہوا تھا اور اپنا نام حلاجی رکھا ہوا تھا - اور ان کے امر مین ایسا مبالغہ کرتے تھے جیسا رافضی حضرت علی کے امر مین - اگر خدا نے چاہا تو مین فرقون کے فرق بیان کرنے مین ان ملحدون کے کلمون کے رد مین لکھتا ہون - القصہ پہچان کہ انکا کلام پیروی کرنے کے لئے نہین چاہیے کیونکہ یا اپنے حال مین مغلوب ہوئے ہین نہ متکلم - اور اقتدا کرنے کے لئے اُن کا کلام چاہیے جو حال مین متکلم ہو - پس خدا کا شکر ہے کہ حسین میرے دل پر عزیز ہے لیکن کسی اصل پر ان کا طریق مستقیم نہین ہے اور کسی مقام پر انکا حال مقرر نہین - اور ان کے احوال مین طالب کے لئے فتنہ ہے - اور اپنے نمودون کے ابتدا مین مجھے ان سے بہت قوت ہوئی ہے یعنے دلیلین ملی ہین - اور اس سے پہلے ان کے کلام کی شرح کرنے مین مین نے ایک کتاب لکھی ہے اور دلیلون سے ان کے کلام کی بلندی اور ان کے حال کی صحت کو ایک کتاب مین جسکو مینے لکھا ہے ثابت کیا ہے اور وہ کتاب منہاج الدین کے سوا ہے - اس مین ان کا ابتدا اور انتہا بیان کیا ہے - اور اس جگہ بھی اس قدر

لکھا ہے - پس وہ طریق جسکا اصل اتنے بچاؤن اور پرہیزون سے ثابت کرنا پڑے اسکی پیروی کیون کرین مگر حرص راستی سے کبھی موافقت نہین کرتی ہمیشہ ٹیڑھے طریق سے کوئی چیز تلاش کرتی ہے تاکہ اس مین تعلق کرے حسینؒ سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَلْاَسِنَّۃُ الْمُسْتَنْطِقَاتُ تَحْتَ نُطْقِهَا مُسْتَهْلِكَاتٌ بولنے والی زبانین خاموش دلون کی ہلاکت ہین - یہ عبارت سب آفت ہے اور معنے کی حقیقت مین عبارت ناچیز اور باطل ہوتی ہے - جب معنی حاصل ہون تو عبارت سے گم نہین ہوتے اور جب گم ہون تو عبارت سے موجود نہین ہوتے - ہان اس صورت مین عبارت ناچیز نہین ہوتی کہ اس مین گمان پیدا ہو اور طالب کو ہلاک کرے اس طرح کہ وہ عبارتون کو سمجھے کہ یہ معنی ہین -

اور خدا پر توکل کرنیوالون اور تسلیم کرنے والون کے سردار ابو اسحق ابراہیم بن احمد خواص بھی ان مین سے ہین - توکل مین بڑا شان اور بلند رتبہ رکھتے تھے اور بہت شیخون کو دیکھے ہوئے ان کی آیتین اور کراتین بہت ہین - اور اس طریقت کے معاملون مین تصنیفین نیک - ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَلْعِلْمُ كُلُّهُ فِي كَلِمَتَيْنِ لَا تَتَكَلَّفْ فِي مَا كُفِيتَ وَلَا تُضَيِّعْ مَا اسْتُكْفِيتَ سب علم دو کلمون مین جمع ہے ایک تو یہ ہے کہ جسکا فکر خدا نے تیرے دل سے اٹھا لیا تو اس مین تکلف نہ کر - دوسرا یہ ہے کہ جو تجھے کرنا چاہیے اور تجھ پر فرض ہے وہ ضائع نہ کر - تاکہ دنیا اور آخرت مین تو توفیق پانیوالا ہو - اس سے مراد یہ ہے کہ قسمت مین تکلف نہ کر کیونکہ ازلی قسمت تیرے تکلف کرنے سے بدلتی نہین - اور امر مین کوتاہی نہ کر کیونکہ فرمان کی ترک تیرے لئے عذاب کا پھل لائیگی - ان سے لوگون نے پوچھا کہ عجائبات سے تو نے کیا دیکھا - کہا مین نے بہت دیکھا ہے - لیکن اس سے زیادہ عجب چیز کوئی نہین ہوئی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ سے صحبت کی درخواست کی اور مین نے منظور نہ کی - لوگون نے پوچھا کیون - جواب دیا اس لئے نہین کہ ان سے بہتر رفیق تلاش کرون بلکہ اسلئے کہ مین ڈرا ہون کہ خدا کے سوا اپر بھروسا کرون اور خضر علیہ السلام کی صحبت میرے توکل کو زیان پہنچائے اور فرضون کو چھوڑ کر نفلون پر دوڑون اور یہ کمال کا درجہ ہوتا ہے -

اور عزت کا سرمایہ وہ اور اہل یقین کی بنیاد ابو حمزہ بغدادی بزاز بھی ان مین سے ہین - مشائخ اہل کلام مین سے تھے - اور حارث محاسبی کے مرید - سری کے ہمنشین - نوری اور خیر نساج کے معصر

ابو اسحق ابراہیم خواص کا ذکر

ابو حمزہ بغدادی کا ذکر

تھے۔ بغداد کی مسجد رصافہ مین وعظ کیا کرتے۔ اور تفسیر اور قرات کے عالم تھے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مین اِن کی روایتین عالی تھین اور آپ نوری کے واقعہ اور ان کی مصیبت کے وقت مین اُن کے ساتھ تھے۔ چنانچہ خداوند کریم نے اِنکو خلاصی دی۔ انشاء اللہ وہ حکایتین مذہب نوری کی شرح مین لکھی جائین گی۔ اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے اِذَا سَلِمْتَ مِنْكَ نَفْسُكَ فَقَدْ اَدَّيْتَ حَقَّهَا وَاِذَا سَلِمَ مِنْكَ الْخَلْقُ قَضَيْتَ حُقُوقَهُمْ جب تیرا نفس تجھسے سلامت رہا تو ضرور تونے اُسکے حق ادا کئے اور جب لوگون کو اپنے سے سلامت رکھا تو اِن کے حق ادا کئے۔ یعنے دوستی کے حق دو ہین۔ ایک تو تجھ پر نفس کا حق ہے۔ اور دوسرا تجھ پر لوگون کا حق ہے۔ جب نفس کو گناہون سے تونے منع کیا اور عاقبت کی سلامتی کا راستہ چاہا تو تونے نفس کا حق ادا کیا۔ اور جب لوگون کو اپنی بدی سے تونے امن مین رکھا اور اِن کی نسبت بُرا نہ چاہا تو تونے لوگون کا حق ادا کیا۔ کوشش کر کہ تجھکو اور لوگون کو تجھ سے بُرائی نہ پہنچے اور خداوند تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف مشغول ہو۔ واللہ اعلم۔

ابوبکر محمد موسیٰ واسطی کا ذکر

اور اپنے فن مین امام اور عالی حال اور لطیف کلام ابوبکر محمد موسیٰ واسطی بھی اِن مین سے ہین۔ تحقیق کرنیوالے شیخون مین سے تھے۔ اور حقیقتون مین بڑا شان اور بلند درجہ رکھتے تھے۔ مشائخ کے پسندیدہ اور جنید کے قدیم اصحابون سے تھے۔ کلام ایسی دقیق کہتے تھے کہ اُس مین ظاہر بینون کی آنکھ نہین پڑتی تھی۔ آپ نے کسی شہر مین آرام نہ کیا۔ جب مرو مین آئے تو مرو کے لوگون نے اپنی طبیعت کی لطافت اور نیک سیرتی کے سبب اِن کو قبول کیا۔ اور ان کے کلام کو سُنا اور آپ نے اپنا وقت وہین گذارا۔ اِن سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَلذَّاكِرُونَ فِي ذِكْرِهٖ اَكْثَرُ غَفْلَةً مِنَ النَّاسِي لِذِكْرِهٖ یاد کرنے والے کو اُسکے یاد رکھنے مین زیادہ غفلت ہوتی ہے اِس سے جو اُس کے ذکر کو فراموش کرنیوالا ہو۔ کیونکہ جو خدا کو یاد رکھتا ہے اگر اُسکو بھلا دے تو اِس مین زیان ہے۔ اور اِس مین زیان نہین ہے جو اُسکے ذکر کو یاد کرتا ہے اور اُس ذکر کو بھلا دیتا ہے کیونکہ ذکر کئے گئے کے سوا ہوتا ہے۔ پس ذکر کی یاد سے ذکر کئے گئے سے منہ پھیر لینا اِس سے زیادہ غفلت ہے۔ کہ بے یاد ذکر سے مُنہ پھیرے۔ اور ناسی کو نسیان اور غیبت مین حضور کا پندار نہین ہے اور ذاکر کو ذکر اور غیبت مین ذکر کئے گئے سے حضور کا پندار ہے۔ پس بے حضور حضور کا پندار

ابوبکر ولف بن جحدر الشبلی کی غیبت ہوتی ہے اور غیبت غفلت کے ہوتی ہے

ایسی غیبت سے جو پنداشت سے ہو غفلت کے بہت نزدیک ہے۔ کیونکہ حق کے طالبوں کا ہلاک ان کی پنداشت میں ہے۔ جہاں پنداشت زیادہ ہو وہاں معنی کم ہوتے ہیں اور جہاں معنی کم ہوں وہاں پنداشت زیادہ ہوتا ہے۔ اور ان کی حقیقت کی پنداشت عقل کی تہمت سے ہوتی ہے اور تہمت سے عقل کو ایک چیز پر ارادہ پیدا ہوتا ہے اور ہمت کو تہمت اور ارادہ سے کچھ نزدیکی نہیں ہوتی اور اصل ذکر یا غیبت میں ہوتا ہے یا حضور میں۔ جب غائب کو اپنے سے غیبت ہوتی ہے اور حق سے حضور تو وہ ذکر نہیں ہوتا بلکہ مشاہدہ ہوتا ہے اور جب حق سے غیبت ہو اور اپنے سے حضور تو وہ بھی ذکر نہیں ہوتا۔

وجد و حالات کی کشتی ابوبکر ولف بن جحدر الشبلی بھی ان میں سے ہیں۔ بزرگ اور مشہور مشائخ میں سے تھے۔ ان کا زمانہ مہذب تھا۔ آپ نے کبھی مطب بھی کیا تھا۔ معرفت الٰہی میں ان کی اشارتیں لطیف اور عمدہ ہیں جیسا کہ پچھلے بزرگوں میں سے ایک کہتا ہے ثَلٰثَۃٌ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْیَا اَشَارَاتُ الشِّبْلِیِّ وَنُکَتُ الْمُرْتَعِشِ وَحِکَایَاتُ جَعْفَرٍ تین چیزیں دنیا کے عجائبات سے ہیں۔ شبلیؒ کی اشارتیں۔ مرتعش کے نکتے اور جعفر کی حکایتیں شبلی قوم کے بزرگوں اور اہل طریقت کے سرداروں میں سے تھے۔ ابتدا میں خلیفہ کے دربانوں کے افسر تھے۔ انہوں نے خیر پارچہ ہاف کی خدمت میں توبہ کر کے جنید کی مریدی اختیار کی۔ اور بزرگوں میں سے بہت کو دیکھا۔ خدا ان بزرگ بلند کے اس قول کے معنوں میں کہ قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ مومنوں کو کہدو ہیں آنکھوں اپنی کو۔ آپ نے کہا ہے اَیُّ اَبْصَارُ الرُّؤُسِ عَنِ الْمَحَارِمِ وَاَبْصَارُ الْقُلُوْبِ عَمَّا سِوَاللّٰہِ یعنے مومنوں کو کہدے کہ سر کی آنکھوں کو شہوت کی نظر سے نگاہ رکھیں اور دل کی آنکھ کو خدا کی رویت کے اندیشہ کے سوا طرح طرح کے فکروں سے نگاہ رکھیں۔ پس شہوت کی فراوانی اور غیر کا ملاحظہ غفلت سے ہے۔ اور اہل غفلت کے لئے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اپنے عیبوں سے جاہل ہوں۔ اور جو یہاں جاہل ہوتا ہے وہاں بھی جاہل ہوتا ہے مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی جو یہاں اندھا ہو وہاں آخرت میں بھی اندھا ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں جب تک حق تعالیٰ شہوت کا ارادہ کسی کے دل سے پاک نہ کرے سر کی آنکھ شہوت کی گمراہیوں سے محفوظ نہیں رہتی اور جب تک خداوند تعالیٰ اپنا ارادہ کسی کے دل میں ثابت نہ کرے اسکے سر کی آنکھ غیر کے دیکھنے سے نہیں بچتی۔ ان سے ذکر ہے کہ ایک دن بازار میں آتے تھے۔ لوگوں نے کہا ھٰذَا

مَجْنُوْنٌ یہ دیوانہ ہے آپ نے کہا اَنَا عِنْدَکُمْ مَجْنُوْنٌ وَاَنْتُمْ عِنْدِیْ اَصِحَّاءُ فَزَادَ اللّٰہُ فِیْ جُنُوْنِیْ وَزَادَ فِیْ صِحَّتِکُمْ مین تمہارے نزدیک دیوانہ ہون اور تم میرے نزدیک ہوشیار ہو۔ میرا جنون محبت کی شدت سے ہے اور تمہاری صحت غفلت کی قوت سے۔ پس خدا میری دیوانگی زیادہ کرے تاکہ میری نزدیکی پر نزدیکی اور بڑھے۔ اور تمہاری ہوشیاری زیادہ کرے تاکہ اسکی دوری پر اور زیادہ دوری ہو۔ اور یہ قول غیرت سے ہے اسلئے کہ کوئی کیون ایسے درجہ مین ہوگا کہ دوستی کا دیوانگی سے فرق نہ کرے اور دونون جہانون مین اسکی تمیز نہ ہو۔

اور منصفانہ قولون کے لطف سے ولیون کے احوال کی حکایت کرنے والے ابو محمد جعفر بن نصیر خلدی بھی ان مین سے ہین۔ جنید کے بہت بڑے اصحابون اور قدیمیون مین سے تھے۔ اور اس علم کے فنون مین بہت بڑے عالم۔ اور بزرگون کے اقوال کے حافظ اور اُن کے حقوق کے نگاہ رکھنے والے۔ ہر فن مین ان کا عالی کلام بہت ہے۔ اور خاصکر رعونت کی ترک کے لئے ہر مسئلہ مین حکایت پیدا کی ہے اور کسی سے اس کا حوالہ کیا ہے اور ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَلتَّوَکُّلُ اِسْتِوَاءُ الْقَلْبِ عِنْدَ الْوُجُوْدِ وَالْعَدَمِ توکل وجود اور عدم مین دل کا برابر رہنا ہے۔ یعنی توکل یہ ہے کہ رزق ہونے مین تو خوش نہ ہو اور اس کے نہ ہونے مین غمگین نہ ہو کیونکہ تن مالک کا مُلک ہے اور اسکے پالنے اور ہلاک کرنیکے لئے مجھ سے حق تعالی بہتر جانتا ہے۔ جیسا کہ وہ چاہتا ہے رکھتا ہے تو ہمین اپنا دخل نہ دے۔ اور ملک مالک کے سپرد کرا اور اپنا تصرف اس سے دور کر دے۔ ابو محمد جعفر روایت کرتے ہین کہ مین جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ ان کو تپ مین پایا۔ مین نے کہا اے اُستاد خدا کو کہہ تاکہ تجھے آرام دے۔ جواب دیا مین کل کہتا تھا۔ میرے سر پر آواز آئی کہ تیرا تن ہمارا ملک ہے۔ چاہین ہم تندرست رکھین۔ چاہین بیمار۔ تو کون ہے کہ ہمارے ملک مین دخل دیتا ہے۔ اپنا تصرف ہٹا لے تاکہ تو بندہ ہو واللہ اعلم۔

نصیر کے بیٹے ابو محمد جعفر کا ذکر

اور نیک شیخ اور بخشش کی کان قاسم کے بیٹے ابو علی محمد رودباری رحمۃ اللہ علیہ بھی ان مین سے ہین۔ صوفیون کے بزرگون اور جوانمردون اور ان کے سردارون مین سے اور بادشاہون کے بیٹون مین سے تھے۔ معاملون کے فنون مین بہت بڑا شان رکھتے تھے۔ ان کی نشانیان اور نیک صفتین بہت ہین۔ اور طریقت کی باریکیون مین لطیف کلام ہے۔ انسے ذکر ہے کہ کہا ہے

قاسم کے بیٹے ابو علی محمد کا ذکر

اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ لِنَفْسِہٖ اِلَّا مَا اَرَادَ اللّٰہُ وَالْمُرَادُ لَا یُرَادُ مِنَ الْکَوْنَیْنِ شَیْئًا غَیْرَہٗ مرید وہ ہوتا ہے جو اپنے لئے کوئی چیز نہ چاہے سوا اس کے جو حق تعالیٰ نے اسکے لئے چاہی ہو۔ اور مراد وہ ہوتا ہے کہ دونوں جہانوں سے خدا کے سوا کچھ نہ چاہے۔ پس خدا کے ارادہ پر راضی اور اپنے ارادہ سے تارک ہونا چاہئے تاکہ مرید ہو اور محبت کے لئے عبادت کرے تاکہ اسکے واسطے مراد ہو۔ جو خدا کو چاہتا ہے وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا جو وہ چاہتا ہے اور جسکو خدا چاہتا ہے وہ خدا کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔ پس رضا پہلے مقامات سے ہے اور محبت انتہا کے احوال سے۔ مقامات کی نسبت حقیقت میں معبود سے نہیں ہے اور درجوں کا پانا خدا کی تائید سے ہے پس جب یہ حال ہے تو مرید اپنے سے قائم ہوتا ہے اور مراد حق سے قائم۔ واللہ اعلم۔

توحید کا خزانہ رکھنے والے اور تجرید کی جنس کو بیچنے والے مہدی کے بیٹے ابو العباس قاسم یساری رحمۃ اللہ علیہ بھی ان میں سے ہیں۔ وقت کے اماموں میں سے تھے۔ ظاہر اور حقیقت کے علموں سے عالم۔ ابوبکر واسطی سے صحبت کی ہوئی تھی اور مشائخ سے بہت ادب حاصل کیا ہوا تھا علم صحبت میں زیادہ تر ظریف اور محبت میں زیادہ زاہد تھے۔ ان کا کلام عالی اور تصنیفیں عمدہ۔ ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَلتَّوْحِیْدُ اَنْ لَا یَخْطُرَ بِقَلْبِکَ مَا دُوْنَہٗ توحید یہ ہوتی ہے کہ خدا کے سوا تیرے دل پر کوئی خطرہ نہ ہو اور مخلوقات کے خطرے تجھ پر نہ گذریں۔ کیونکہ غیر کا اندیشہ غیر کا اثبات ہے اور جب غیر ثابت ہوا توحید کا حکم جاتا رہا۔ اور اپنے ابتدا میں علم اور ریاست کے خاندان سے تھے اور مرو کے لوگوں میں سے مرتبہ میں کسیکو ان کے اہل بیت سے زیادتی نہ تھی۔ اور آپ نے باپ سے بہت میراث پائی تھی جو سب بخشدی۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بال کی تا رلے لی۔ خداوند تعالیٰ نے اسکی برکت سے انکو توبہ دی۔ اور یہ ابوبکر واسطی سے ملے۔ اور اس درجہ تک پہنچے کہ صوفیوں میں سے ایک گروہ کے امام ہوئے۔ جب دنیا سے جانے لگے تو وصیت کی کہ اس بال کو اسکے منہ میں رکھدیں۔ ابتک آپکی قبر مرو میں مشہور ہے۔ اور آدمی اپنی حاجت مانگنے کے لئے وہاں جاتے ہیں۔ اور وہاں سے اپنی مہمیں طلب کرتے ہیں اور پاتے ہیں۔ تجربہ کیا گیا ہے واللہ اعلم۔

اور تصوف میں اپنے وقت کے بادشاہ اور تکلف اور تصرف سے خالی طبع خفیف کے بیٹے ابو عبد اللہ محمد بھی ان میں سے ہیں۔ طرح طرح کے علموں میں اپنے زمانہ کے امام تھے۔ مجاہدوں میں

مہدی کے بیٹے ابو العباس قاسم کا ذکر

ان کا بہت بڑا شان ہوا ہے اور حقیقتون مین ایک تسلی بخشنے والا بیان۔ انکا زمانہ صاف ہے اور تصنیفون مین مشہور۔ آپ نے عطا کے بیٹے۔ اور شبلی اور حسین ابن منصور اور جریر کو دیکھا ہوا تھا اور مکہ مین یعقوب نہرجوری سے صحبت کئے ہوئے۔ اور تنہا اچھے سفر کئے ہوئے تھے۔ بادشاہون کے بیٹون مین سے تھے۔ خداوند تعالی نے ان کو توبہ بخشی اور ان کا مقام اہل معنے کے دل پر بزرگ ہی ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَلتَّوْحِیْدُ اَلْاِعْرَاضُ عَنِ الطَّبِیْعَۃِ توحید طبیعت سے منہ پھیر لینا ہی کیونکہ سب طبیعتین خدا کی مہربانیون سے محجوب ہین اور اسکی نعمتون سے نابینا پس جبتک طبع سے منہ نہ پھیرے خدا کی طرف نہین ہوتا۔ توحید کی حقیقت سے جب تو نے طبع کی آفت کو دیکھ لیا توحید کی حقیقت پر پہونچ گیا اور ان کی نشانیان اور دلیلین بہت ہین۔

سرداری کی تلوار۔ سعادت کے آفتاب سلام کے بیٹے ابو عثمان سعید مغربی بھی ان مین سے ہین۔ اہل مرتبہ لوگون مین سے تھے۔ اور علم کے فنون مین بہت حصہ رکھتے تھے۔ صاحب ریاضت اور آفتون کی رویت مین ثابت قدم تھے۔ ان کی نشانیان بہت ہین اور دلیلین نیک۔ ان سے ذکر ہی کہ کہا ہے مَنْ اَتْرَکَ صُحْبَتَ الْاَغْنِیَاءِ عَلٰی مُجَالَسَۃِ الْفُقَرَاءِ اِبْتَلَاہُ اللّٰہُ بِمَوْتِ الْقَلْبِ۔ جسنے درویشون کی مجلس پر دولتمندون کی صحبت اختیار کی۔ خدا اسکو دل کی موت مین مبتلا کرتا ہے کیونکہ دولتمندون کے ساتھ صحبت کرتا ہے اور درویشون کے ساتھ مجالست۔ اور فقیرون سے منہ پھیرتا ہے جسنے ان کے ساتھ مجلس کی ہو نہ وہ کہ جسنے صحبت کی ہو کیونکہ صحبت مین منہ پھیرنا نہین ہوتا۔ اور جب فقیرون کی مجلس سے غنیون کی صحبت مین جاتا ہے تو اسکا دل حاجت کی موت سے مرجاتا ہے اور اسکا تن بندا مین گرفتار ہوتا ہے۔ جب مجلس کی غرضون کا پھل دل کی موت ہے تو صحبت کی غرضون کا پھل کیسا ہوگا۔ اور ان کلمون مین صحبت اور باہم مجلس کرنے مین فرق ظاہر ہوگیا۔ واللہ اعلم۔

اور صوفیون کے صف کے بہادر اور اہل احوال اور عارفون کی کشتی ابو القاسم ابراہیم بن محمد بن محمود نصرآبادی بھی ان مین سے ہین۔ حال اور مرتبہ کی بلندی پر دنیا اور آخرت مین بہت بڑھے ہوئے تھے ان کا کلام عجیب اور نشانیان بلند ہین۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اور اہل خراسان کے پچھلے بزرگون کے استاد تھے۔ اُن کے زمانہ مین اُن جیسا اور نہ تھا۔ اور فنون مین زمانہ کے

حسن کے بیٹے ابو عبداللہ محمد کا ذکر

سلام کے بیٹے ابو عثمان سعید کا ذکر

محمد کے بیٹے ابو القاسم ابراہیم کا ذکر

لوگون مین بہت جاننے والے اور بہت پرہیزگار تھے ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَنْتَ بَیْنَ النِّسْبَتَیْنِ نِسْبَۃٌ اِلٰی آدَمَ وَنِسْبَۃٌ اِلَی الْحَقِّ فَاِذَا انْتَسَبْتَ اِلَی الْاٰدَمِ دَخَلْتَ فِیْ مَیَادِیْنِ الشَّھَوَاتِ وَمَوَاضِعِ الْاٰفَاتِ وَالزَّلَاتِ وَھِیَ نِسْبَۃُ تَحَقُّقِ الْبَشَرِیَّۃِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا وَاِذَا انْتَسَبْتَ اِلَی الْحَقِّ دَخَلْتَ فِیْ مُقَامَاتِ الْکَشْفِ وَالْبَرَاھِیْنِ وَالْعِصْمَۃِ وَھِیَ نِسْبَۃُ تَحَقُّقِ الْعُبُوْدِیَّتِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا تو دو نسبتون کے درمیان ہے۔ نسبت آدم اور نسبت حق۔ جب تو نے آدم سے اپنی نسبت کی تو شہوتون کے میدانون اور زلتون اور آفتون کی جگہون مین پڑگیا کیونکہ یہ بشر کیطرف نسبت ہے اور اللہ تعالی نے کہا ہے تحقیق وہ ظالم اور جاہل ہوا۔ اور جب تو نے خدا کی طرف اپنی نسبت کی تو کشف کے مقامون اور دلیلون اور پاکی اور ولایت مین پڑگیا۔ اور یہ نسبت عبودیت کے تحقیق کرنیکی ہے۔ اور اللہ تعالی نے کہا ہے خدا کے بندے وہ لوگ ہین جو چلتے ہین زمین پر آہستہ۔ پہلا بشریت کی مانت سے ہوتا ہے۔ اور دوسرا عبودیت کی تحقیق سے۔ اور آدم کی نسبت قیامت مین منقطع ہوجائیگی اور عبودیت کی نسبت ہمیشہ قایم رہیگی۔ اور جب بندہ اپنے آپ کو اپنی طرف نسبت کرے یا آدم کی طرف تو اسکی تعزیر روا نہین ہوتی۔ کمال یہ ہے کہ کہے اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ تحقیق مینے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اور خدا کی طرف اپنی نسبت کرے تو آدمی اسکا محل ہوتا ہے جو خدا کہتا ہے یَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ اے بندہ تیرے آجکے دن خوف نہین ہے واللہ اعلم۔

سالکان راہ خدا کے سردار اور خدا کی تحقیق کرنیوالے لوگون کی جانون کے جمال ابراہیم حصری کے بیٹے ابوالحسن علی بھی ان مین سے ہین۔ خدا کی درگاہ کے باوقار نیکون مین سے اور بہت بڑے صوفیون مین سے تھے۔ اپنے زمانہ مین بے نظیر تھے۔ سب معنون مین ان کا کلام عالی اور عبارتین پسندیدہ ہین۔ ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے دَعُوْنِیْ فِیْ بَلَائِیْ ھَاتُوْا مَا لَکُمُ الشِّیْمُ مِنْ اَوْلَادِ اٰدَمَ الَّذِیْ خَلَقَہُ اللّٰہُ بِیَدِہٖ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُوْحِہٖ وَسَجَدَ لَہُ مَلَائِکَتُہٗ ثُمَّ اَمَرَہُ بِاَمْرٍ فَخَالَفَہُ فَاِذَا کَانَ اَوَّلُ الدُّرِّ دُرِّیًّا فَکَیْفَ یَکُوْنُ اٰخِرُہٗ مجھے اپنی بلا مین چھوڑ دو بتاؤ تو اولاد آدم کی کونسی فضیلتین تم مین پائی جاتی

ہین وہ آدم جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اس مین اسکی روح پھونکی یعنے خاص پیدایش سے بلا وساطت غیری اُسکو جان بخشی اور فرشتون کو فرمایا اسلیے اُنہون نے آدم کو سجدہ کیا پس شیطان اِس فرمان کے جو اُسکو کہا مخالف ہوا جب خُم کے ابتدا مین درد ہوئی تو اُسکا انجام کیا ہوگا - یعنے جب آدمی کو اسپر چھوڑدے تو سب مخالفت ہوتی ہے اور جب اسپر اپنی عنایت بھیجتا ہے تو سب محبت ہوتی ہے - اب خدا کی عنایت کی خوبی کو یاد کر اور اپنے معاملہ کی برائی کا اِس سے مقابلہ کر اور ہمیشہ عمر اِس مین بسر کر - وباللہ التوفیق +

صوفیون کے بعض پہلے لوگون اور اُن کے برگزیدہ آدمیون کا یہ ذکر ہے - اگر مین اس کتاب مین سب کا ذکر بیان کرتا یا اِس ذکر کئے گئے گروہ کے زمانہ کی تفصیل کرتا اور ان کی حکایتون کو لکھتا تو مقصود سے رہ جاتا اور کتاب لمبی ہوجاتی - اَب اُن کا حال بیان کرتا ہون جو اِن سے پیچھے ہوئے ہین وباللہ التوفیق ومنہ العصمۃ وعلیہ التکلان +

باب ۶ اُن صوفیون کے امامون کے ذکر مین جو متاخرین مین سے ہین

پہچان اللہ تجھے جزا دے کہ ہمارے زمانہ مین ایک گروہ ہے جسکے آدمی ریاضت اُٹھانے کی طاقت نہین رکھتے اور بغیر ریاضت کے ریاست چاہتے ہین - اور سب لوگون کو جو اہل قصہ ہین اپنے جیسا جانتے ہین - اور جب گزشتہ بزرگون کا سخن سنتے ہین اور اُن کی بزرگی دیکھتے ہین اور اُن کے معاملون کو پڑھتے ہین تو اپنے مین نگاہ کرتے ہین اور اپنے آپ کو اِن سے دور پاتے ہین اِس لئے اِس سبب سے کہ ہم ویسے نہین ہین بزرگون کے شان کی ترک کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اِس زمانہ مین ویسے بزرگ نہین رہے اور ان کا یہ قول محال ہے کیونکہ خداوند تعالی بغیر حجت کے زمین کو کبھی نہین چھوڑتا - اور اِس امت کو کبھی ولی کے سوا نہین رکھتا - جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَا یَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْخَیْرِ وَالْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ میری امت قیامت تک اِس گروہ سے کبھی خالی نہ ہوگی جو نیکی اور حق پر ہوتا ہے - اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَا یَزَالُ اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ عَلٰی خُلُقِ اِبْرَاھِیْمَ میری امت مین ہمیشہ چالیس آدمی

ابراہیم کی خوبی رہین گئے۔ ان مین سے ایک گروہ کے آدمی جنکا ذکر مینے اس کتاب مین لکھا ہے گذر گئے ہین اور راحت اور آرام مین روح کو سپرد کیا ہے۔ اور ایک گروہ کے لوگ زندہ ہین اللہ ان سے اور ہم سے اور سب مسلمان مردون اور عورتون سے راضی ہو۔

چنانچہ ولایت کے راستہ کی زیبائش اور سب اہل ہدایت کی خوبی محمد کا بیٹا ابو العباس احمد قصاب بھی ان مین سے ہے۔ انہون نے ماوالنہر کے متقدمینون کو دیکھا ہوا اور انکی صحبت سے فیض پایا ہوا تھا۔ اور دل کی صفائی۔ اور فراست اور دلیل اور کرامت کی سچائی مین مشہور تھے۔ ابو عبداللہ خالمی جوطبرستان کے امام تھے کہتے ہین کہ خدائے بزرگ وبلند کے فضلونمیں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص کو سوا تعلیم کے ایسا کیا ہے کہ جب ہمکو دین کے اصول اور توحید کی باریکیون مین کوئی مشکل پڑتی ہے تو ان سے پوچھ لیتے ہین۔ اور وہ ابو العباس قصاب ہین۔ یہ امی تھے لیکن تصوف اور اصول مین ان کا کلام پسندیدہ اور عالی ہے۔ ابتدا اور انتہا مین عالی حال اور نیک خو تھے۔ ان کی بہت سی حکایتین میرے سُننے مین آئی ہین۔ لیکن میرا مذہب اس کتاب مین اختصار ہے۔ ذکر کرتے ہین کہ ایک لڑکا ایک اونٹ کی باگ پکڑے ہوئے تھا اور بھاری بوجھ لادے ہوے بازار آمل مین جاتا تھا۔ اور وہان ہمیشہ کیچڑ رہتا تھا۔ اونٹ کا پاؤن پھسلا اور گر کر پاؤن پاش پاش ہوگیا۔ لوگون نے چاہا کہ بوجھ اسکی پیٹھ سے اُتار دین۔ لڑکے نے ابو العباس احمد سے مدد چاہی۔ یہ اونٹ پر گذرے اور پوچھا کیا ہوا۔ لوگون نے کہا اونٹ کا پاؤن ٹوٹ گیا ہے۔ ابو العباس احمد نے اونٹ کی باگ پکڑی اور آسمان کی طرف منہ کرکے کہا اے بارخدایا اس اونٹ کو تندرست کردے۔ اگر تندرست نہ کریگا تو ایک قصاب کے دل کو لڑکے کے رونے سے کس لئے جلائیگا۔ اسی وقت اونٹ اُٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگ گیا۔ اور ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے چاہین یہ چاہین سب جہان کے لوگون کو اُسکی خو سے خو کرنی چاہئے نہین تو رنج مین رہین گے۔ کیونکہ جب تو اُس کے ساتھ خو کریگا تو بلا مین دوسری طرف میلان دیکھیگا۔ بلا بلا کی طرف نہین آتی۔ اور اگر خو نہ کریگا تو بلا آجائیگی اور تو رنجور دل ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کسی کی رضا اور غصہ سے اپنی تقدیر کو نہین بدلتا۔ پس ہماری رضا۔ ہماری راحت کے نصیب کے حکم مین ہے۔ جو اُس سے خو کرتا ہے اُسکا دل راحت مین رہتا ہے اور جو اُس سے منہ پھیر لیتا ہے قضا کے وارد ہونے سے دُکھ پاتا ہے۔

ابو العباس احمد قصاب کا ذکر

ابوعلی حسین رقاق کا ذکر

اور مریدون کے بیان اور تحقیق کرنیوالونکی دلیل محمد رقاق کے بیٹے ابوعلی حسین بھی ان میں سے ہیں اپنی قوم کے امام اور زمانہ مین بے نظیر تھے۔ راہ خدا کے کشف مین بیان صریح اور زبان فصیح رکھتے تھے اور بہت سے بزرگون کو دیکھے ہوئے اور ان سے صحبت کئے ہوئے۔ اور نصرآبادی کے مرید تھے۔ ان سے ذکر ہے کہا ہے مَنْ اُنِسَ بِغَیْرِہٖ ضَعُفَ فِی حَالِہٖ وَمَنْ نَطَقَ مِنْ غَیْرِہٖ کَذَبَ فِی مَقَالِہٖ جسکو خدا کے غیر سے محبت ہو وہ اپنے حال مین ضعیف ہوتا ہے اور جو خدا کے غیر سے گفتگو کرتا ہے وہ اپنے مقولون مین جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ غیر سے محبت معرفت کی کمی سے ہوتی ہے۔ اور خدا سے محبت غیر سے وحشت ہے۔ اور غیر سے وحشت کرنیوالا غیر سے ناطق نہین ہوتا۔ اور ایک پیر سے مین نے سنا ہے کہ اس نے کہا ہے کہ مین ایک دن ابوعلی حسین رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مین آیا۔ اس نیت پر کہ مین ان سے متوکلون کا حال پوچھون۔ ابوعلی حسین ایک عمدہ طبری دستار سر پر رکھتے تھے۔ میرے دل نے اسکی طرف میل کی۔ مین نے کہا اے استاد توکل کیا ہوتا ہے۔ جواب دیا توکل یہ ہے کہ لوگون کی دستار سے تو اپنا طمع دور کردے۔ یہ کہا اور دستار میرے آگے پھینکدی۔

ابوحفرقانی کے بیٹے ابوالحسن علی کا حال

اور اہل زمانہ کی بزرگی اور اپنے زمانہ مین بعدیل احمد حرقانی کے بیٹے ابوالحسن علی بھی ان مین سے ہین بہت بڑے بزرگون مین سے تھے اور اپنے وقت مین ولیون کے ممدوح۔ شیخ ابوسعید نے ان کی زیارت کا ارادہ کیا۔ شیخصاحب سے ابوالحسن علی کی ہر ایک فن مین لطیف باتین ہوا کرتی تھین۔ شیخصاحب جب لوٹے تو ابوالحسن علی کو کہا مین نے تجھے اپنے زمانہ کی ولایت کے لئے پسند کیا اور حسن ہوب سے مین نے سنا ہے کہ آپ شیخ ابوسعید کے خادم تھے کیونکہ جب شیخ ان کے ہان پہنچے تو انہون نے خود کچھ نہین کیا بلکہ ان کی باتین سنتے رہے۔ اور یا ان کی باتون کا جواب دیتے رہے مین نے ان سے کہا اے شیخ ایسا خاموش کیون ہوا ہے۔ جواب دیا کہ ایک بات کرنیکو ایک ہی شخص کافی ہوتا ہے۔ اور استاد ابوالقاسم قشیری سے مین نے سنا ہے کہ جب مین خرقان کی ولایت مین آیا۔ تو اس پیر کے دبدبہ سے میری فصاحت تمام ہوگئی اور طاقت بیان نہ رہی۔ مین سمجھا کہ اپنی ولایت سے معزول ہوگیا ہون۔ ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے۔ راستے دو ہین ایک کے لئے گمراہی ہے اور ایک کے لئے ہدایت۔ ایک تو بندہ کا راستہ ہے خداوند کی طرف۔ اور دوسرا خداوند کا راستہ ہے بندہ کی طرف۔ پس جو یہ کہتا ہے کہ مین خدا تک پہنچ گیا ہون وہ نہین پہنچا

اور جو یہ کہتا ہے کہ مجھے پہونچا دیا وہ پہنچ گیا - کیونکہ پہونچنا نہ پہونچنے مین بند ہے اور نہ پہونچنا پہونچنے مین واللہ اعلم -

ابو عبد اللہ محمد کا ذکر

اوسا پنے وقت اور اپنے زمانہ کے بادشاہ اور بیان اور عبارتون مین بے نظیر علی کے بیٹے ابو عبد اللہ محمد مشہور برا سائی مقیم بسطام بھی ان مین سے ہین طرح طرح کے علمون سے عالم اور خدا کی درگاہ کے بزرگون مین سے تھے - ان کا کلام مہذب ہے اور اشارتین لطیف شیخ سہلکی کو کہ اس ولایت کے امام تھے ان سے بہت محبت تھی - اور مین نے ان کے اقوال کسی قدر شیخ سہلکی سے سُنے ہین - ان مین سے ایک یہ ہے کہ کہا ہے اَلتَّوْحِیْدُ عَنْکَ مَوْجُوْدٌ وَاَنْتَ فِی التَّوْحِیْدِ مَفْقُوْدٌ یعنے توحید تجھ سے درست ہے اور تو توحید مین نادرست کیونکہ اس کے تقاضا کے موافق حق کے ساتھ قیام نہین کرتا - اور توحید مین بہت کم درجہ اپنے ملک کے تصرف کی نفی ہے اور اپنے کامون کو خدا کے سپرد کر دینا - شیخ سہلکی نے کہا ہے کہ ایک وقت بسطام مین ٹڈی آئی ہوئی تھی - اور ٹڈی کی کثرت سے کھیتون کے سب درخت سیاہ ہو گئے اور آدمیون نے شور برپا کر دیا - شیخ نے مجھ سے کہا یہ کیسا شغل ہے مین نے کہا ٹڈی آئی ہے - اور آدمی اس سے رنجدل ہوئے ہین شیخ اُٹھا اور بالاخانہ پر چڑھ گیا اور آسمان کیطرف مُنہ کیا - اُسی وقت سب ٹڈی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی - اور اگلی نماز کے وقت تک ایک زہی اور ایک پتے کے برابر بھی کسی کا نقصان نہ ہوا واللہ اعلم بالصواب -

ابو سعید فضل اللہ کا ذکر

اور مجنون کے شہنشاہ اور صوفیون کے بادشاہون کے بادشاہ محمد منہی کے بیٹے ابو سعید فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان مین سے ہین - وقت کے سلطان اور ریاست کے رئیس تھے اور سب زمانہ کے لوگ اُن کے مطیع تھے - کئی انکے دیدار کے مشتاق تھے اور کئی دلی اعتقاد رکھتے تھے - علوم و فنون کے عالم اور اسرار کے درجون پر شرفیاب ہونے کے سبب شان عظیم رکھتے تھے اور اس کے سوا ان کی دلیلین اور نشانیان اور بھی بہت ہین - جیسا کہ آج کے دن جہان مین ان کے نشان ظاہر ہین - اور ابتدا مین علم کی طلب مین مہنہ سے سرخس مین آئے اور ابو علی زاہد رائض (چابک سوار) سے تعلق کیا - آپ تین دن کا سبق ایکدن مین پڑھ لیا کرتے اور تین دن عبادت الٰہی مین بسر کیا کرتے - یہان تک کہ امام نے جب انکی یہ راست روی دیکھی تو انکی

تعظیم زیادہ کی۔ اسوقت مین سرخس کا ولی شیخ ابوالفضل حسنؒ تھا۔ فضل اللہ ایک دن سرخس کی نہر پر جارہے تھے۔ ابوالفضل انکے سامنے آیا۔ اور کہا اے ابا سعید جس راستہ مین تو جارہا ہے یہ تیرا راستہ نہین ہے۔ اپنا رستہ لے۔ شیخ نے ابوالفضل کیطرف توجہ نہ کی۔ اور وہان سے پھر اپنی جگہ پر چلے گئے۔ آپ ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہوئے یہان تک کہ حق تعالی نے ہدایت کا دروازہ ان پر کھولا اور اعلیٰ درجہ تک پہنچایا۔ اور شیخ ابوسلم فارسی سے مین نے سنا ہے کہ مجھے فضل اللہ سے ہمیشہ خصومت تھی۔ ایک وقت مین نے ان کی زیارت کا ارادہ کیا اور جو مرقعہ مین نے پہنا ہوا تھا وہ میل سے چمڑے کیطرح تھا۔ جب مین فضل اللہ کے پاس آیا تو مین نے اسکو تخت پر بیٹھا ہوا دیکھا اور مصری چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مرد ان علاقون کے ساتھ فقر کا دعوی کرتا ہے۔ اور مین تنہائی سے فقر کا مدعی ہون۔ ان کی مجھ سے کیونکر موافقت ہوگی وہ میری اندیشہ پر واقف ہوگیا اور سر اٹھا کر کہا یا اَبَا مُسْلِمٍ فِی اَیِّ دِیْوَانٍ وَجَدْتَ مَنْ کَانَ قَلْبُہٗ قَائِمًا فِی مُشَاھَدَۃِ الْحَقِّ یَقَعُ عَلَیْہِ اِسْمُ الْفَقْرِ اے ابوسلم تونے کون سے دیوان مین پایا کہ جب کسیکا دل خدا کے مشاہدہ مین قائم ہو اسپر فقر کا نام ہوتا ہے۔ اصحاب مشاہدہ خدا سے غنی ہین اور فقیر صرف ارباب مجاہدہ ہین۔ ابوسلم نے کہا ہے۔ مین اپنے دل مین شرمندہ ہوا اور اس بُرے اندیشہ سے توبہ کی۔ اور ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے اَلتَّصَوُّفُ قِیَامُ الْقَلْبِ مَعَ اللّٰہِ تصوف خدا کی طرف ہی دل لگانا ہے۔ اور یہ اشارہ بھی مشاہدہ کیطرف ہے۔ اور مشاہدہ خدا کی رویت کی شوق مین دوستی کا غلبہ اور صفت کا تفرق ہے اور خدا کے بقا سے صفت کا فنا۔ اور کتاب النجح مین مشاہدے اور اسکے وجود مین خدا نے چاہا تو مین ایک باب لکھونگا۔ ایک وقت ابوسعید فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ طوس کو جارہے تھے۔ راستہ بہت سرد تھا۔ موزہ مین انکے پاؤن کو سردی لگی۔ ایک درویش نے کہا ہے مین نے سوچا کہ اپنے کمربند کے دو ٹکڑے کرون اور ان کے پاؤن مین لپیٹ دون مگر میرے دل نے نہ چاہا کیونکہ کمربند بہت عمدہ تھا۔ جب ہم طوس مین آئے تو مجلس مین ان سے مین نے سوال کیا کہ شیخ ہمارے لئے خدا کے الہام اور شیطان کے وسواس مین فرق کر۔ جواب دیا کہ الہام تو وہ ہی جو تجھے کہا کہ کمربند کے دو ٹکڑے کر تاکہ ابوسعید کے پاؤن کو سردی نہ لگے اور وسواس وہ ہے کہ تجھے منع کیا۔ اس قسم کی کرامتین ان سے متواتر ہین مگر ہماری غرض اختصار ہے۔

حسن کے بیٹے ابوالفضل کا ذکر

اور اوتادوں کی زینت اور عابدوں کے شیخ حسن خلی کے بیٹے ابوالفضل بھی ان مین سے ہین۔ طریقت مین میری پیروی انہین سے ہے۔ تفسیر اور روایتون کے علم سے عالم۔ اور تصوف مین جنید کا مذہب رکھتے تھے۔ اور حضری کے مرید تھے۔ اور سروان کے پیشوا۔ اور ابوعمر قزوینی اور سالیہ کے بیٹے ابوالحسن کے ہمعصر تھے۔ بچی گوشہ نشینی کے حکم کے موافق ساٹھ سال تک خلقت سے گمنام ہوکر گوشہ گزین رہے۔ اور زیادہ جبل لگام مین رہتے تھے۔ آپ نے اچھی عمر پائی ہے اور انکی نشانیان اور دلیلین بہت ہین۔ لیکن رسم کے پیرو صوفیون کا لباس اور ان کی رسمین نہین رکھتے تھے اور اہل رسم کے ساتھ سخت تھے۔ مین نے ان سے زیادہ مہیب کوئی نہین دیکھا۔ مین نے ان سے سُنا ہے کہ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْھَا صَوْمٌ دنیا ایکدن ہے اور ہم اس مین روزہ سے ہین۔ یعنی اس سے کچھ نصیب نہین لیتے اور دنیا کی قید مین نہین آتے کیونکہ دنیا کی آفت کو ہمنے دیکھا ہے۔ اور اسکے حجابون پر واقف ہوگئے ہین۔ اور اس سے منہ پھیر لیا ہے۔ ایک وقت مین ابوالفضل کے ہاتھون پر ان کے وضو کرانے کے واسطے پانی ڈالتا تھا۔ میرے دل مین آیا کہ جب سب کام تقدیر اور قسمت سے ہین تو کیون کرامت کے حاصل ہونیکی امید پر اپنے ہمجنسون مین سے پیر بناتے ہین۔ کہا اے بیٹا جو کچھ تیرے دل مین گذرا ہے مین نے اسکو جان لیا۔ پہچان کہ ہر حکم کے لئے ایک سبب ہے جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ سختی کرنیوالے اور ظالم بچہ کو مملکت کا تاج دے تو پہلے اسکو توبہ بخشتا ہے اور اپنے دوست کی خدمت مین مشغول کرتا ہے تاکہ یہ خدمت اسکے لئے کرامت کا سبب ہو۔ اور ایسے ہی بہت سے بیٹھے ہین جو ان سے ہر روز ہمپر ظاہر ہوتے تھے۔ اور جب ان کی وفات کا دن آیا تو آپ بیت الجن مین تھے۔ یہ بامیان رود اور دمشق کے درمیان راستہ پر ایک گاؤن ہے۔ آپ میری بغل مین سر رکھتے تھے۔ اور اپنے یارون مین سے ایک یار سے میرے دل مین کچھ رنج تھا جیسا کہ آدمیون کی عادت ہوا کرتی ہے۔ شیخ نے مجھے کہا اے بیٹا اعتقاد سے مین تجھے ایک مسئلہ بتلاتا ہون۔ اگر اپنے آپکو تو اسپر قائم کریگا تو سب رنجون سے چھوٹ جائیگا۔ پہچان کہ سب محلون مین نیک اور بُرے سب حال خدا پیدا کرتا ہے۔ تجھے چاہیے کہ خدا کے فعل پر خصومت نہ کرے۔ اور دل مین کوئی رنج نہ رکھے۔ اور اسکے سوا زیادہ وصیت نہ کی اور جان خدا کے سپرد کردی ورحمۃ اللہ علیہ۔

ابوالقاسم عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

اور استاد اور امام اور اسلام کی زینت ہوان قشیری کے بیٹے ابو القاسم عبدالکریم بھی ان مین سے ہین اپنے زمانہ مین بے نظیر تھے انکا قدر بلند اور مرتبہ بزرگ ہے۔ اور اہل زمانہ کے لئے ان کا زمانہ اور ان کی طرح طرح کی بزرگی مشہور ہے۔ اور ہر فن مین ان کے لطیفے بہت ہین۔ اور تحقیق مین تصنیفین نفیس۔ اور خداوند تعالیٰ نے ان کے حال اور زبان کو زوائد سے محفوظ کیا ہے۔ مین نے سنا ہے کہ کہا ہے مثل الصوفی کمثل السرسام اولہا ھذیان واذا تمکن خرس صوفی کی مثال سرسام کی بیماری کی طرح ہے جسکے ابتدا مین بکواس ہوتا ہے اور انتہا مین چپ۔ پس صفوت یعنی صفا کی دو طرفین ہمیشہ ایک تو وجد ہے اور دوسری نمود۔ نمود مبتدیون کے لئے ہوتا ہے۔ نمود مین نمود سے عبارت کرنی بکواس ہے۔ اور وجد منتہیون کے لئے ہوتا ہے۔ اور وجد سے عبارت محال ہوتی ہے۔ پس جبتک طالب ہوتے ہین اپنی ہمت کی برتری پر ناطق ہوتے ہین۔ اور اہل نسبت کے لئے ہمتون پر ناطق ہونا زیان ہے۔ جب پہنچگئے پہنچگئے۔ اور اس مقام مین عبارت کی شان اور اشارت نہین رہتی۔ اور اس کی مثال یہ ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام مبتدی تھے تو ان کی سب ہمت دیکھنا تھا تو ہمت سے عبارت کی اور کہا رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے رب دکھلا کر مین تجھے دیکھون یہ عبارت مقصود کے نہ پانے سے زیان ہوئی اور ہمارے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منتہی تھے اور متمکن۔ جب ہمت کے مقام پر پہنچے انکی ہمت فانی ہوگئی اور کہا لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ تیری حمد و ثنا بے پایان ہے۔

ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

اور وجد مین ڈوبے ہوئے شیخ اور امام اور اپنے طریق مین لاثانی۔ محمد شقانی کے بیٹے ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی ان مین سے ہین۔ اصول و فروع کے علم کے فنون مین امام اور سب معنون مین پہونچے ہوئے اور بہت بزرگون کو دیکھے ہوئے۔ اہل تصوف کے بہت بڑے بزرگون مین سے تھے۔ اپنا راستہ فنا سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ مین نے جاہلون کے ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کی پیچیدہ عبارت کی جو انہین کا خاصہ تھا تقلید کرکے صرف عبارت کی پیچیدگیون کو اختیار کرلیا۔ فانی مین تقلید تو ہمین بھی پسندیدہ ہے۔ مگر جب ظاہر عبارت کی ہی تقلید ہو تو پھر کیا کہین مجھے ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت تھی۔ اور انہین میرے ساتھ سچی دوستی۔ بلکہ بعض علمون مین میرے استاد تھے۔ اور جب تک مین رہا ہون کبھی کسی کو اس صفت مین نہین دیکھا کہ اسکے نزدیک شرع کی

اِس سے زیادہ تعظیم ہو جتنی کہ ابو العباس احمد کے نزدیک تھی - سب موجودات سے دل کا تعلق ہٹایا ہوا تھا - اصول کے علمون مین اِن کی مشکل عبارت کے سبب محقق امام کے سوا کسیکو اِن سے فائدہ نہ تھا - اِن کی طبیعت دنیا اور عاقبت سے ہمیشہ نفرت کرتی تھی - اور ہمیشہ یہ شور کیا کرتے تھے اَشْتَهِي عَدَمًا لَا وُجُودَ لَهُ مین نے اِس عدم کی خواہش کی جسکے لئے وجود نہین - اور فارسی مین کہا کرتے کہ ہر آدمی کے لئے ایک لازمی محل ہے اور مجھے بھی - مین بالیقین جانتا ہون کہ وہ عدم ہے کیونکہ ضرور خداوند تعالی مجکو اس عدم مین لیجائیگا جسکے لئے کبھی وجود نہ ہو کیونکہ مقامون اور کرامتون مین سے جو کچھ ہے سب حجاب اور بلا کا محل ہے اور آدمی اپنے حجاب کا عاشق ہوا ہے - وہ نیستی جو دیدار مین ہو اس بہشت سے بہتر ہے جو حجاب مین ہو اور جب خدا وہ ہستی ہے جسپر عدم جائز نہین ہوتا اگر مین ایسا نیست ہون کہ میرے اِس نیست کو پھر کچھ ہستی نہ ہو تو اِسکے نیک مین کیا زیان ہے اور فنا کی صحت مین یہ قوی اصل ہے -

اور زمانہ کے قطب - اپنے زمانہ مین بے نظیر عبد اللہ کے بیٹے ابو القاسم علی کرمانی بھی اِن مین سے ہین رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ وَاَنَالَ الْمُسْلِمِيْنَ بِبَقَائِهٖ خدا اِن سے راضی ہوا اور نہین اور ہمین اور مسلمانون کو بقا سے راضی کرے - اپنے وقت اور زمانہ مین بے نظیر ہوئے ہین - اِنکا ابتدا بہت نیک اور قوی ہوا ہے - اور شرائط کے ساتھ سخت سفر کیے ہین - اِسوقت مین سب اہل درگاہ کا منہ اِن کی طرف ہے اور سب طالبون کا اعتقاد اِن پر - اور مریدون کے واقعہ کے کشف مین ایک ظاہر نشانی ہین - اور علم کے فنون مین عالم - اور اِن کے مریدون مین سے ہر ایک مرید جہان کے لئے ایک زینت ہے - اور علی کرمانی کے بعد اِن کے ہر مرید نیک خلقون سے موصوف - اور انشا اللہ تو قوم کا مقتدا ہوگا - آپ وقت کی زبان مین - محمد فارمذی کے بیٹے ابو علی فضل رح نے اللہ اِنکو باقی رکھے تمام جہان سے مُنہ پھیرا ہوا اور اپنا نصیب اِنہین کے پلے مین ڈالا ہوا ہے - اللہ تعالی نے اِنکو علی کرمانی کی برکتون سے علی کرمانی کے حال کی زبان بنا دیا - مین ایکدن شیخ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور اپنے مریدون کا احوال بیان کر رہا تھا اِس غرض سے کہ اپنے زمانہ کو اِن سے خالص کرون کیونکہ وہ وقت کے کھرا کرنے والے ہین - علی کرمانی عزت سے میرا حال مجھ سے سنتے تھے - اور لڑکپن کا غرور اور جوانی کی تیزی مجھے اِس گفتار پر حرص دلاتی تھی اور دل مین یہ خیال پیدا ہوتا

ابو القاسم علی کرمانی کا ذکر

تھا کہ شاید ابتدا مین اس پیر کی گذر اس کوچہ مین نہین ہوئی کیونکہ میرے حق مین حال مین اتنی فروتنی اور نیاز ظاہر کرتا ہے۔ شیخ نے میرے باطن کا خیال معلوم کرلیا اور کہا اے باپ کے دوست پہچان کہ حال مین یہ فروتنی اور نیاز تیرے لئے نہین ہے۔ کیونکہ حال کے سپرد کرنیوالا محل مین مشکل آتا ہے بلکہ یہ فروتنی اور نیاز مین احوال کے سپرد کرنیوالے کے لئے کرتا ہون اور وہ سب طالبون کے لئے عام ہے۔ تیرے لئے ہی خاص نہین۔ جب مین نے یہ سُنا چپ رہگیا۔ شیخ نے مجھ مین دیکھا اور کہا اے بیٹا آدمی کو اس طریق مین اس سے زیادہ نسبت نہین ہے کہ جب اس طریقت کو اس سے متعلق کرتے ہین تو اسکی یافت کے پندار کو اختیار کرتا ہے اور جب اس سے آدمی کو معزول کرتے ہین تو اس کے پندار کی عبارت پر جاتا ہے۔ پس نفی اور اثبات اور فقدان اور وجود دونون پندار ہوتے ہین اور آدمی کبھی اس پندار کی قید سے نہین چھوٹتا۔ آدمی کو چاہیے کہ بندگی کی درگاہ اختیار کرے اور مردی اور فرمان برداری کی نسبت کے سوا سب نسبتین اپنے سے دور کردے۔ اور ان کے بعد ان سے میرے بہت بعید تھے۔ اگر ان کی نشانیون کے اظہار مین مشغول ہون تو مقصود سے رہ جاتا ہون واللہ اعلم۔

ابو احمد مظفر کا ذکر

اور ولیون کے رئیس اور اہل صفا کو نصیحت کرنیوالے ابو احمد مظفر بن احمد بن حمدان رضی اللہ عنہم بھی ان مین سے ہین۔ خداوند کریم نے سند ریاست پر اس بھید کا دروازہ اپنے کھولا اور کرامت کا تاج اسکے سر پر رکھا۔ فنا اور بقا مین ان کا بیان عمدہ اور عبارت عالی تھی۔ مشائخون کے شیخ ابو سعید نے کہا ہے کہ ہمین درگاہ مین بندگی کے راستہ سے لائے اور خواجہ مظفر کو خداوندی کے راستہ سے یعنے منے مجاہدہ سے مشاہدہ کو حاصل کیا ہے اور وہ مشاہدہ سے مجاہدہ مین آیا۔ اور مین نے ان سے سُنا ہے کہ کہا ہے۔ جو کچھ بزرگون کو جنگلون کے طے کرنے سے معلوم ہوتا ہے مین نے اس مسند اور صدر مین پایا۔ اور جو رعونت والے صاحب ہین۔ اس پیر کے اس قول کو دعوے پر حمل کرتے ہین اور یہ متکبرون کے نقص سے ہے۔ کسی صورت مین اپنے حال کے صدق سے عبارت کرنی دعوی نہین ہوتا۔ خاصکر جو اہل سے ہو۔ اور آجکے دن ان کا ایک عمدہ گروہ رہا ہے۔ اور بزرگوار خواجہ احمد نے اللہ ان کو سلامت رکھے کہا ہے ایک دن مین خواجہ مظفر کے پاس موجود تھا۔ اور نیشاپور کے دعیون مین سے ایک ان کے پاس تھا اور اپنی عبارت

مین یہ کہہ رہا تھا کہ فانی ہوگا اور پھر باقی - خواجہ مظفر نے کہا کہ فنا پر بقا کی صورت کیونکر ہوسکتی ہے کیونکہ فنا نیستی سے مراد ہے اور بقا اشارہ ہستی سے ہے - اور فنا سے ہر ایک اپنے صاحب کی نفی کرنیوالا ہوتا ہے پس فنا معدوم کا فنا ہے - اور جب یہ نیست ہوتا ہے تو عین نیست نہین ہوتا کیونکہ وہ اور ہی چیز ہے اور روا نہین ہے کہ حقیقتین فانی ہون - فنا صفت کے لئے ہوتا ہے اور سبب کا فنا روا ہے - پس جب صفت اور سبب فانی ہوجائے تو موصوف اور مسبب باقی رہتا ہے اور اسکی ذات پر فنا درست نہین ہے - مین عثمان جلالی کا بیٹا علی کہتا ہون کہ خواجہ مظفر کی عبارت ہو بہو مجھے یاد نہین لیکن اسکے معنے یہ ہین جو مین نے اس عبارت مین بیان کئے ہین - اور اس عبارت کے مضمون کو مین زیادہ ظاہر کرتا ہون تاکہ زیادہ عام ہوجائین پس وہ یہ ہین کہ بندہ کا اختیار بندہ کی صفت ہے اور اپنے اختیار مین بندہ خدا کے اختیار سے محجوب ہے پس بندہ کی صفت حق سے بندہ کے لئے حجاب ہوئی ہے - اور بالضرور خدا کا اختیار ازلی ہوتا ہے اور بندہ اس سے محدث ہے اور ازلی پر فنا روا نہین - اور جب خدا کا اختیار بندہ کے حق مین بقا پاتا ہے تو اسوقت بندہ کا اختیار فانی ہوجاتا ہے اور اس کا تصرف منقطع - واللہ اعلم

ایک دن مین بڑی گرمی کے موسم مین پاجامہ پریشان کئے ہوئے شیخ کے پاس آیا یعنی بڑی گھبراہٹ مین - مجھے کہا اے ابا الحسن کیا حال ہے مجکو تبلا مین نے کہا مجھے سرود چاہیے - اسی وقت کسی آدمی کو بھیجا اور ایک قوال کو اور اہل عشرت کی ایک جماعت کو لائے - اور ایک لڑکے کے عشق کی آگ نے اور ارادہ کی قوت نے اور بلا مین پڑنے کے کسب نے سماع کے کلمون مین مجھے بیقرار کردیا - جب کچھ زمانہ گذر گیا اور جوش کے غلبہ کی آفت مجھ مین کم ہوگئی تو مجھ سے پوچھا اس سماع مین تیرا کیا حال ہوا - مین نے جواب دیا اے شیخ بہت خوش ہوا ہون - فرمایا ایکوقت آئیگا کہ یہ سماع اور کوتے کی آواز تیرے لئے برابر ہوگی کیونکہ سماع کو اسی وقت تک قوت ہوتی ہے جب تک کہ مشاہدہ نہ ہو - جب مشاہدہ حاصل ہوجاتا ہے سماع کی دلالت ناچیز ہوجاتی ہے - اور دھیان رکھ کہ اس کو تو عادت یا طبیعت نہ بنالے اور اسپر نہ رہجائے واللہ اعلم *

باب اختصار کے طور پر اُن صوفیون کے ذکر مین جو متاخرین مین سے مختلف شہرون مین ہین

اگر اسوقت اِس کتاب مین ہم سب کے حال کی شرح اور ذکر کرین تو کتاب لمبی ہوجاتی ہے اور اگر بعض کو چھوڑ دین تو کتاب سے مقصود پورا نہین ہوتا اسلئے اب مین اِس کتاب مین اِن کا نام لکھتا ہون جو میرے عہد مین ہوگذرے ہین اور ہین اور قوم کے یگانون مین سے۔ اور اصحاب رسوم کے سوا ارباب معنی مین سے قوم کے شیخون مین سے ہین۔ تاکہ اگر خداوند بزرگ و بلند چاہے تو مین اپنی مراد کے حاصل ہونے کے بہت نزدیک ہون۔

جو شام اور عراق مین تھے وہ یہ ہین

علا کے بیٹے شیخ مزکی رح بزرگ شیخون اور زمانہ کے سیدون مین سے تھے۔ مین نے اِنکو محبت کے شعلون سے شعلہ کی طرح پایا۔ دلیلون اور نشانیون مین ظاہر۔ مصباح کے بیٹے ابو جعفر محمد صیدلانی رح صوفیون کے رئیسون مین سے تھے اور تحقیق مین بہت عمدہ زبان رکھتے تھے اور منصور کے بیٹے حسین سے بڑا میلان۔ مین نے اِنکی بعض تصنیفین پڑھی ہین۔ اور ابو القاسم مسدسی بامجاہدہ اور نیک حال پیر تھے۔ آپ گدڑیے تھے۔ اور نیک اعتقاد سے درویشون کے معتقد۔ اہل فارس مین سے یہ تھے سالبہ کے بیٹے شیخ الشیوخ ابو الحسن رح تصوف مین بہت فصیح زبان تھے اور توحید مین واضح بیان۔ اِن کے کلمے مشہور ہین۔ اور شہریار کے بیٹے شیخ مرشد ابو اسحاق قوم کے بزرگون مین سے تھے اور عام سیاست رکھتے تھے۔ اور بکران کے بیٹے طریقت کے شیخ ابو الحسن علی صوفیون کے بزرگون مین سے تھے اور شیخ ابو مسلم ہروی وقت مین عزیز اور نیک روزگار تھے۔ اور شیخ ابو الفتح سالبہ رح باپ کے لئے نیک بیٹے اور جائے امید ہین۔ اور شیخ ابو طالب مروی خدا کے کلمون کے گرفتار تھے اور اِن سب سے مین نے شیخ الشیوخ اور ابو اسحق کو نہین دیکھا اہل کوہستان اور آذربائجان اور طبرستان اور فاک مین سے یہ ہین شیخ مشفق فرخ معروف باخی زنجانی رحمۃ اللہ علیہ نیکخو

مرد اور ستودہ طریقت ہوئے ہین - اور شیخ اندرین اس گروہ کے بزرگون مین سے ہین اور ان سے نیکیان بہت ہین - اور مادشا طائب خدا کے راستہ مین عیار آدمی تھے - اور شیخ عبداللہ جینیدیؒ رفیق اور محترم پیر تھے - اور شیخ ابوطاہر مکشوف وقت کے بہت بڑے بزرگون مین سے تھے - اور خواجہ حسن سمنانیؒ خدا کے عشق مین گرفتار اور امیدوار مرد ہین - اور شیخ سھلکیؒ صوفیون کے بہت مشقت کرنیوالے درویشون مین سے تھے شیخ خرقانی کے بیٹے احمدؒ اپنے باپ کے نیک لڑکے تھے - اور ادیبؒ کمندی زمانہ کے سیدون مین سے تھے - اہل کرمان سے یہ تھے حسین برکلا کے بیٹے خواجہ علیؒ اپنے وقت کے سیاح تھے - پاکیزہ خصلتین رکھتے تھے - ان کا بیٹا حکیم اور بڑا عزیز مرد ہے - اور شیخ محمد بن سلم وقت کے بزرگون مین سے ہوئے ہین - اور خدا کے بزرگ و بلند کے ولیون مین سے بہت سے پوشیدہ بھی رہے ہین - اور بہت سے جوان اور نوخیز ابھی امیدوار ہین - اہل خراسان مین سے یہ ہین - ابوالعباس سرزائیؒ آجکے دن خدا کے اقبال کا سایہ ہین - اور مجتہد شیخ - اچھی زندگی رکھتے تھے اور وقت خوش - اور علی حواری کے بیٹے خواجہ ابوجعفر محمدؒ اس گروہ کے بزرگون اور محققون مین سے ہین - اور خواجہ ابوجعفر طرشیری - وقت کے عزیزون مین سے گذرے ہین - اور خواجہ محمود نیشاپوری پیشوائے وقت تھے اور عمدہ زبان رکھتے تھے اور شیخ محمد معشوق زندگانی نیک رکھتے تھے اور وقت خوش - اور جمرۃ المحبؒ پیر نیک باطن اور محترم تھے - اور خواجہ رشید مظفر بن شیخ ابوسعید امید کیجاتی ہے قوم کا مقتدا اور دلون کا قبلہ ہوتا - اور خواجہ شیخ احمد عاموی سرخسی وقت کے بہادر اور ایک مدت تک میرے رفیق رہے ہین - مین نے ان کے کامون سے بہت عجائب کام دیکھے ہین - صوفیون کے جوانمردون مین سے تھے - اور شیخ احمدؒ بخارہ سمرقندی - مرو مین مقیم تھے اور اپنے زمانہ کے سلطان - ابوعلی کے بیٹے شیخ ابوالحسنؒ اپنے باپ کے نیک بیٹے تھے - ہمت کی بلندی اور فراست کے صدق مین اپنے زمانہ مین بے مانند تھے - اور اگر خراسان کے سب بزرگون کو بیان کرون تو کتاب بہت لمبی ہوجاتی ہے - خراسان مین

مین نے تین سو آدمی دیکھے ہین تنہا ہر ایک ایسا عمدہ مذہب رکھتا تھا کہ ان مین سے سب جہان مین ایک کافی تھا۔ اور یہ اس سبب سے ہے کہ طریقت کے اقبال اور محبت کا آفتاب خراسان کے طالع مین ہے۔ **اور ماوراالنہر مین یہ ہین** حسن حرمی کے بیٹے **ابوجعفر محمدؒ** خاص و عام کا صاحب اور مقبول امام ہے۔ متمع پیسے سننے والا اور خدا کی محبت مین گرفتار۔ عالی ہمت رکھتے ہین اور زمانہ صاف اور درگاہ کے طالبون پر بڑی شفقت۔ اور **خواجہ ابومحمد ایقری** رح فقیہ تھے اور اپنے اصحابون مین وجیہ نیک زمانہ رکھتے تھے اور قوی معاملہ۔ اور **احمد ایلاقی** رح وقت کے شیخ تھے اور زمانہ کے بزرگ اور رسمون اور عادتون کے تارک۔ اور **خواجہ حارث** رح اپنے وقت اور زمانہ مین بے مانند اور عجیب تھے۔ اور ابی اسحق کے بیٹے **علی** رح زمانہ کے خواجہ اور محتشم آدمی تھے۔ نیک زبان رکھتے تھے۔ اور یہ نام اس گروہ کے ہین۔ جن سب کو مین نے دیکھا ہے اور ہر ایک کے مقام کو معلوم کیا ہے۔ اور سب اہل تحقیق مین سے تھے **اور اہل غزنی اور وہان کے رہنے والون مین سے یہ ہین**۔ اسدی کے بیٹے **ابوالفضل** رح عارف شیخ تھے اور اپنے زمانہ مین پسندیدہ بزرگوار پیر تھے۔ ان کی دلیلین ظاہر ہین اور کرامتین بہت روشن اور محبت کی آگ سے شعلہ کیطرح تھے۔ اور ان کے زمانہ کے لوگ شریر تھے۔ اور علاقون سے الگ۔ **اسماعیل** تاشی رح محتشم پیر تھے اور ملامت کے راستہ چلتے تھے۔ اور **شیخ سالار** طبری صوفی عالمون مین سے تھے اور خوش زمانہ رکھتے تھے۔ اور حکیم کا بیٹا **ابوعبداللہ** معروف مرید رح بمجد اشیخ تھے اور بھیدون کی کان۔ خدا کی درگاہ کے مستون مین سے تھے اور اپنے زمانہ مین لاثانی۔ لوگون پر ان کا زمانہ پوشیدہ تھا۔ ان کی دلیلین ظاہر ہین اور نشانیان روشن۔ انکا زمانہ دیدار مین صحبت سے بہتر تھا۔ اور ابی سعید کے بیٹے **سعید عیار** محترم شیخ اور سب سے مقدم تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے حافظ تھے اور عمدہ عمر پائی اور بہت شیخون کو دیکھا۔ قوی حال تھے اور باخبر لیکن پوشیدہ چلتے تھے اور اپنے معنی کسی پر ظاہر نہین کرتے تھے۔ اور حمد سعدی کے بیٹے **ابوالعلا عبدالرحیم** رح بزرگوار خواجہ اور حرمت اور وقار کا قاعدہ تھا۔ قوم کا عزیز اور وقت کا سید۔ میرے دل کو ان سے محبت ہے۔ زمانہ مہذب اور حال نیک رکھتے تھے۔ اور علم کے فنون سے آگاہی۔ اور محمد جرزبری کے بیٹے

شیخ اوحد قدوۂ طریقت کے لوگون سے بڑی شفقت رکھتے ہین اور ہر ایک کو ان کے نا ن عزت ہے - اور بزرگون کو دیکھا ہے - اور عام لوگون کو اور اس شہر کے علما کے اعتقاد کے بموجب مین بہتر امید رکھتا ہون کہ انکے بعد ایسے لوگ ظاہر ہونگے کہ ہمکو ان سے اعتقاد ہوگا - اور اس گروہ کی پراگندہ لوگ جنہون نے اس شہر مین دخل پایا ہے اور اس طریقت کی صورت کو بُرا بنا دیا ہے اس شہر سے پاک ہوجاینگے - اور خدائے بزرگ اور بلند نے چاہا تو بزرگون اور ولیون کا قدمگاہ ہوگا - اب ہم مذہبون مین ان کے فرقون کا فرق بیان کرتے ہین - انشاء اللہ عزوجل -

باب اپنے مذہب مین صوفیون کے فرقون کا فرق

فصل ۱ - اس سے پہلے ابوالحسن نوری کے ذکر مین ہم نے لکھا ہے کہ صوفیون کے بارہ فرقے ہین - ان مین سے دو مردود ہین اور دس مقبول - اور مجاہدہ اور لطیف ادبون اور شاہدون مین ان دس فرقون کا معاملہ اور طریق اچھا ہے - اور اپنے معاملون اور مجاہدون اور ریاضتون مین چاہے کتنے ہی مختلف ہین - اصولون اور شرع کی شاخون اور توحید مین موافق ہین - اور ابویزید نے کہا ہے اِخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ رَحْمَةٌ اِلَّا فِی التَّجْرِیْدِ التَّوْحِیْدِ علما کا اختلاف رحمت ہے مگر توحید کی تجرید مین نہین - اور ایک حدیث بھی مشہور ہے - اور از روے حقیقت اور مجاز اور رسوم کے تصوف کی حقیقت مشائخ کی خبرون مین ہے - پس اختصار کے طور پر انکے سخن مین اس کے بیان مین لکھتا ہون - اور ہر ایک کے مذہب کے اصل مین ایک فرش بچھاتا ہون تاکہ طلب کرنیوالے کو یہ علم حاصل ہو اور علما کے لئے ہتھیار - اور مریدون کے لئے صلاح اور محبون کے واسطے بھلائی - اور داناؤن اہل مروت کے لئے تنبیہ - اور میرے لئے دونون جہان کا ثواب حاصل ہو - وباللہ التوفیق -

اما المحاسبیۃ لیکن محاسبیون کے فرقے کی نسبت اسد کے بیٹے ابی عبداللہ حارث محاسبی سے ہے - اور یہ اپنے سب اہل زمانہ کے اتفاق سے مقبول نفس اور مقتول نفس تھا - اور اصول اور فروع اور حقیقتون کے علم سے عالم - اور ان کا سخن توحید کی تجرید اور صحت اور ظاہری اور باطنی معاملہ سے مقتول نفس ہونے مین بے نظیر ہے - انکا مذہب یہ ہے کہ رضا کو مقامات سے نہین کہتے

اور کہتے ہین کہ رضا احوال مین سے ہے۔ یہ خلاف پہلے پہل اُنہون نے کیا ہے۔ پھر خراسان کے لوگون نے اِس قول کو لیلیا۔ اور عراق والون نے کہا کہ رضا مقامون سے ہے اور یہ توکل کا نہایت ہے اور آج کے دن تک یہ اختلاف اِس قوم کے درمیان رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اَب اِس قول کو ہم بیان کرتے ہین۔

رضا کی حقیقت کا بیان پہلے پہل ہم رضا کی حقیقت کو ثابت کرتے ہین اور اِس کے قسمون کو لکھتے ہین اور پھر خدا نے چاہا تو حال اور مقام کی حقیقت کو اور اِس فرق کو جو ان مین ہے بیان کرتے ہین۔ پہچان کہ کتاب اور سنت رضا پر گواہ ہے اور امت کو اِس پر اتفاق ہے جیسا کہ خدا سے بزرگ و بلند نے کہا ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوا عَنْہُ خدا اِن سے راضی ہوا اور وہ خدا سے۔ اور یہ بھی کہا ہے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ تحقیق اللہ مسلمانون سے راضی ہوا جسوقت درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کرتے تھے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے اَذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رضا دو طرح پر ہے۔ ایک تو خداوند تعالیٰ کی رضا ہے بندہ سے اور دوسری بندہ کی رضا خداوند تعالیٰ سے۔ لیکن خداوند بزرگ و بلند کی رضا بندہ کو نعمت اور ثواب کے کرامت کرنیکا ارادہ ہوتا ہے۔ اور بندہ کی رضا خدا کے فرمان پر ثابت قدم ہونا اور اسکے حکم کے لیے گردن کھنی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی رضا بندہ کی رضا پر مقدم ہے کیونکہ جب تک خدا کی توفیق نہ ہو بندہ اس کے حکم پر گردن نہین رکھتا۔ اور اسکی مراد پر ثابت قدم نہین ہوتا کیونکہ بندہ کی رضا خدا کی رضا کے نزدیک ہے۔ اور اِسکا قیام خدا کی رضا سے ہے۔ اور اصل مین بندہ کی رضا بندہ کے دل کی مضبوطی ہے۔ قضا کی دو طرفون پر جو منع اور عطا ہین اور بندہ کی بھید کی استقامت احوال کے نظارہ پر ہے جو جمال اور جلال ہے۔ جیسا کہ اگر منع پر واقف ہو یا عطا پر بڑھنے والا تو بندہ کی رضا کے نزدیک یہ دونون امر برابر ہون۔ اور اگر خدا کے جلال اور اس کی ہیبت کی آگ مین جلے اور یا اس کے لطف و جمال کے نور سے روشن ہو تو یہ جلنا اور روشن ہونا اسکے دل کے نزدیک برابر ہو۔ کیونکہ اسکا ظاہر کرنے والا خدا ہے اور جو کچھ اس سے ہوتا ہے۔ سب نیک ہوتا ہے۔ امیر المومنین امام حسین یعنی اللہ عنہ سے لوگون نے ابو ذر غفاری کے اِس قول کی نسبت پوچھا اَلْفَقْرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْغِنَاءِ وَالسُّقْمُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الصِّحَّۃِ میرے نزدیک

درویشی تونگری سے زیادہ پیاری ہے اور بیماری تندرستی سے زیادہ دوست ہے فَقَالَ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا ذَرٍّ اَمَّا اَنَا فَاَقُوْلُ مَنْ اَشْرَفَ عَلٰی حُسْنِ اخْتِیَارِ اللّٰہِ لَمْ یَتَمَنَّ غَیْرَ مَا اخْتَارَ اللّٰہُ لَہٗ امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا ابوذر پر خدا کی رحمت ہو لیکن مین یہ کہتا ہون کہ جو خدا کے اختیار کی خوبی پر پہنچتا ہے وہ اسکے سوا کچھ خواہش نہین کرتا کہ خدا تعالےٰ نے اسکو اختیار کیا ہوا ہے۔ اور جب بندہ نے خدا کا اختیار دیکھا اور اپنے اختیار سے مُنہ پھیر لیا۔ سب اندیشون سے چھوٹ گیا اور یہ امر غیبت مین درست نہین ہوتا کیونکہ اسکے لئے حضور چاہیے لِاَنَّ الرِّضَا لِلْاٰخَرِ نَافِیَۃٌ وَلِلْغَفْلَۃِ مُعَالِجَۃٌ شَافِیَۃٌ رضا آدمی کو اندھون سے چھوڑاتی ہے اور غفلت کے پنجہ سے نکالتی ہے اور غیر کا اندیشہ آدمی کے دل سے دور کرتی ہے۔ اور مشقتون کی قید سے آزاد کیونکہ چھوڑانا رضا کی صفت ہے لیکن رضا کے معاملون کی حقیقت خدا بزرگ و بلند کے علم پر بندہ کا کفایت کرنا ہے۔ اور یہ اعتقاد کرنا کہ خداوند تعالےٰ سب احوال کا دیکھنے والا ہے۔ اور اس کے اہل چار قسم پر ہین۔ ایک گروہ تو وہ ہے جو خدا سے عطا پر راضی ہے اور یہ معرفت ہے۔ اور ایک گروہ وہ ہے جو نعمتون پر راضی ہے اور یہ دنیا ہے۔ اور ایک گروہ وہ ہے جو بلا پر راضی ہے اور یہ طرح طرح کی محنتین ہین۔ اور ایک گروہ وہ ہے جو اصطفا یعنی صفائی اور برگزیدگی پر راضی ہے اور یہ محتسب ہے۔ پس جو عطا کرنے والے سے عطا کو دیکھتا ہے جان سے اسکو قبول کرتا ہے اور جب جان سے قبول کرتا ہے تو رنج اور مشقت اس کے دل سے دور ہو جاتا ہے۔ اور جو عطا سے عطا کرنیوالے کو دیکھتا ہے وہ عطا پر رہ جاتا ہے اور تکلف سے رضا کے راستہ مین چلتا ہے۔ اور رضا مین سب رنج اور مشقت ہوتی ہے۔ اور معرفت اسوقت حقیقت ہوتی ہے کہ بندہ خدا کی معرفت مین دیکھنے والا ہو۔ اور جب خدا کی معرفت کے لئے قید اور حجاب ہو۔ تو وہ معرفت ناشناسائی ہوتی ہے۔ اور وہ نعمت عذاب ہوتا ہے۔ اور وہ عطا پردہ۔ اور پھر جو خدا سے دنیا پر راضی ہوتا ہے وہ ہلاکت اور زیان کاری مین ہوتا ہے اور بندہ کی یہ رضا سبب بے نصیبی ہوتی ہے کیونکہ دنیا بالکل اسکی قیمت نہین رکھتی کہ دل کی دوستی دنیا سے کرے اور یا کسی طرح کا دنیا کا غم بندہ کے دل پر گذرے۔ اسکی نعمت اسوقت نعمت ہوتی ہے کہ وہ اصلی منعم پر دلیل اور رہنما ہو۔ اور جو منعم یعنے نعمت دینے والے کیطرف سے حجاب ہو وہ نعمت بلا ہوتی ہے۔ اور پھر جو خدا سے بلا پر راضی ہوتا ہے وہ وہ ہوتا ہے جو بلا مین خواہش دیکھتا ہے۔ اور بلا کی مشقت کو خواہش کے دیکھنے

سے کھینچ سکتا ہے اور بلا کے رنج کو دوست کے مشاہدہ کی خوشی مین رنج نہین سمجھا۔ اور پھر جو خدا سے برگزیدگی اور صفاتی پر راضی ہوتے ہین وہ خدا کے محب ہین۔ رضا اور غضب مین جنکی مستی کی رعایت ہوتی ہے۔ اور ان کے دل کی منزلین خدا کی درگاہ کے سوا اور نہین ہوتین۔ اور ان کے بھیدون کا خیمہ خدا کی الفت کے باغ کے سوا اور جگہ نہین ہوتا۔ یہ حاضر ہوتے ہین اور غائب۔ وحشی ہوتے ہین اور عرشی۔ جسمانی ہوتے ہین اور روحانی۔ اور ربانی موحد ہوتے ہین لوگون سے دل کو الگ کئے ہوئے۔ اور مقامات اور احوال مین لگائے ہوئے۔ اور مخلوقات سے قطع تعلق کئے ہوئے اور دوستی کے لئے کمربستہ اور آمادہ لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِہِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَیٰوۃً وَّ لَا نُشُوْرًا اپنے نفسون کے لئے ضرر اور نفع کے مالک نہین ہوتے اور نہ موت اور حیاۃ اور حشر کے۔ پس خدا کے سوا غیر پر رضا زیان کاری ہوتی ہے۔ اور خدا پر رضا خوشنودی کیونکہ خدا پر رضا دنیا وی بادشاہی اور عافیت کی ہدایت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِاللّٰہِ وَبِقَضَائِہٖ شَغَلَ قَلْبُہٗ وَتَعِبَ بَدَنُہٗ جو خدا اور خدا کی قضا پر راضی نہین ہوتا اسکا دل اسباب اور اپنے نصیب مین مشغول ہوتا ہے اور اسکا تن اسکی طلب مین رنج واللہ اعلم بالصواب۔

فصل ۱ - اور حکایتون مین ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے کہا اَللّٰھُمَّ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ رَضِیْتَ عَنِّیْ فَقَالَ اللّٰہُ اِنَّکَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِکَ یَا مُوْسٰی فَخَرَّ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ سَاجِدًا مُّتَضَرِّعًا فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ یَا ابْنَ عِمْرَانَ رِضَائِیْ فِیْ رِضَائِکَ بِقَضَائِیْ اے اللہ مجھے اس عمل کیطرف راہنمائی کر کہ جب مین وہ کرون تو تو مجھ سے راضی ہو۔ خداوند تعالی نے کہا اے موسی تو یہ نہین کر سکتا۔ موسی نے سجدہ کیا اور عاجزی کی۔ خدائے بزرگ وبلند نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی بھیجی اور کہا کہ اے عمران کے بیٹے میری رضا اور خوشنودی اس مین ہے کہ تو میری قضا پر راضی ہو۔ یعنے جب بندہ حق تعالی کی قضا پر راضی ہوتا ہے۔ تو یہ اسکی علامت ہوتی ہے کہ خداوند تعالی اس سے راضی ہے بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے عیاض کے بیٹے فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ زہد زیادہ فاضل ہے یا رضا۔ فضیل نے جواب دیا اَلرِّضَا اَفْضَلُ مِنَ الزُّھْدِ لِاَنَّ الرَّاضِیَ لَا یَتَمَنّٰی رضا کی منزل کا فوق زہد سے زیادہ فاضل ہے کیونکہ راضی کے لئے تمنا نہین ہوتی اور زاہد

صاحب تمنا ہوتا ہے یعنے زہد کی منزل کا فوق اور منزل ہے اور زاہد کو اس منزل کی آرزو ہوتی ہے
اور رضا سے اوپر کوئی منزل نہیں ہے کہ راضی کو اُس منزل کی آرزو ہو پیش گاہ درگاہ سے زیادہ فاضل
ہے اور یہ حکایت محاسبی کے قول کی صحت پر دلیل ہے کہ رضا احوال سے ہے۔ آرزو اور کسبوں اور منزلوں
مین سے نہین ہے اور یہ سُبکی ہوتی ہے کہ راضی کو تمنا نہین ہوتی۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
آیا ہے کہ آپ نے دعا مین کہا ہے اَسْاَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ اے اللہ مین تجھ سے چاہتا ہون
کہ مجھ پر قضا کے آنے کے بعد تو مجکو راضی رکھے۔ یعنی مجکو اس صفت پر رکھ کہ جب تجھ سے قضا آئے تو
اپنے وارد ہونے پر مجکو راضی پائے۔ یہان درست ہوا کہ رضا قضا کے وارد ہونے سے پہلے درست
نہین ہوتی کیونکہ قضا ارادہ ہے رضا پر۔ اور رضا کا ارادہ عین رضا نہین ہوتا اور ابو العباس عطاؒ
کہتے ہین اَلرِّضَاءُ نَظَرُ الْقَلْبِ اِلٰى قَدِيْمِ اِخْتِيَارِ اللّٰهِ لِلْعَبْدِ رضا خدا کے قدیمی اختیار پر بندہ
کے دل کی نظر ہے۔ یعنے جو کچھ بندہ کو پہنچے جانے کہ وہ مجھ پر خدا کا قدیم ارادہ اور اُسکا قدیمی حکم ہے
نہ بیقرار ہو اور نہ خوش دل۔ اور حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مذہب کہتے ہین اَلرِّضَا سُكُوْنُ
الْقَلْبِ تَحْتَ مَجَارِى الْاَحْكَامِ رضا دل کا سکون ہے احکام کے راستون مین جن مین وہ حکم ہون
اور حارث محاسبی اس مذہب مین قوی ہے کیونکہ سکون اور دل کی طمانیت بندہ کے کسبون مین سے
نہین ہے۔ بلکہ خدا کی بخششون سے ہے۔ اور دلیل کرتا ہے کہ رضا احوال سے ہے نہ مقام سے۔ اور
ذکر کرتے ہین کہ عتبۃ الغلام ایک رات نہ سویا اور کہتا تھا اِنْ تُعَذِّبْنِىْ فَاَنَا لَكَ مُحِبٌّ وَاِنْ
تَرْحَمْنِىْ فَاَنَا لَكَ مُحِبٌّ اگر تو مجھے دوزخ مین عذاب دے تو بھی مین تیرا دوست ہون اور اگر مجھ پر
رحمت کرے تو بھی دوست ہون۔ یعنے عذاب کا رنج اور رحمت کی لذت تن پر نعمت ہوتی ہے۔
اور دوستی کا تعلق دل مین۔ ایک دوسرے کی ضد ہے۔ اور محاسبی کے قول کی تاکید ہے کہ رضا محبت
کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ محب اسپر راضی ہوتا ہے جو محبوب کرتا ہے۔ اگر عذاب مین رکھے تو بھی دوستی سے
محجوب نہین ہوتا اور اگر خوش ہو اور نعمت مین رکھے تو دوستی سے محجوب نہین ہوتا۔ اور اپنے اختیار کو
خدا کے اختیار کے مقابلہ مین نہین رکھتا۔ اور ابو حیری رح کہتے ہین مُنْذُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً مَا
اَقَامَنِىْ فِىْ حَالٍ فَكَرِهْتُهُ وَمَا نَقَلَنِىْ اِلٰى غَيْرِهٖ فَسَخِطْتُ چالیس سال ہوئے ہین کہ خدا تعالےٰ
نے مجھے جس حال مین رکھا ہے مین اس سے کراہت کرنیوالا نہین ہوا۔ اور جب کسی حال سے مجھے دوسرے

حال مین نقل کیا ہے تو مین اس حال مین خشم مین نہین ہوا ہون یعنے اس سے موافقت کرنیوالا ہوا ہون اور یہ اشارہ ہمیشہ کی رضا اور کمال محبت کیطرف ہے۔ اور حکایتون مین مشہور ہے کہ ایک درویش دریاے دجلہ مین گرفتار ہوگیا اور تیرنا نہین جانتا تھا۔ کنارہ سے ایک نے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین کسیکو آگاہ کردون تاکہ وہ تجھے باہر نکالے۔ جواب دیا نہین۔ کہا پھر تو ڈوبنا چاہتا ہے۔ جواب دیا نہین کہنے والے نے کہا پھر تو کیا چاہتا ہے۔ جواب دیا جو کچھ خدا چاہتا ہے مجھے اپنی خواہش سے کیا مطلب ہے عبارتون کے اختلاف سے شیخون کے اس مین بہت سے سخن ہین۔ لیکن قاعدہ یہی وہ اصل ہین جنہین مین نے بیان کیا ہے۔ اور طوالت کو چھوڑکر اسپر اختصار کیا۔ لیکن خدا چاہے تو اس جگہ چاہئے کہ احوال اور مقام کے درمیان فرق بیان کردون اور انکی تعریفین لکھون تاکہ تجھ پر اور پڑھنے والون پر ان معنون کا سمجھنا بہت آسان ہو اور اس حد کو پہچانین۔

حال اور مقام مین فرق

پہچان کہ یہ دو لفظ اس گروہ مین مستعمل ہین اور ان کی عبارتون مین جاری۔ اور محققون کے بیان اور علمون مین پے در پے چلے آئے ہین۔ اور طالبون کو ان کے علم سے چارہ نہین۔ اگرچہ یہ باب ان کی حدون کے ثابت کرنے کی جگہ نہین ہے۔ لیکن اس مقام مین ان کے معلوم کرنے سے بھی چارہ نہین۔ وباللہ التوفیق والعون والعصمۃ۔

پہچان کہ مقام میم کے پیش سے بندہ کی اقامت ہے اور میم کی زبر سے بندہ کی اقامت کا محل یہ تفصیل اور معنے مقام کے لفظ مین عربی سہو اور غلطی ہے۔ مقام میم کے پیش سے اقامت ہے اور اقامت کی جگہ اور زبر سے قیام اور قیام کی جگہ ہے۔ اور بندہ کی اقامت کی جگہ خدا کے راستہ مین ہوتی ہے اور اس مقام مین خدا کے حق کی رعایت کرنی اور ادا کرنا تاکہ جسقدر آدمی کو میسر ہو اسکے کمال کا ادراک کرے۔ اور جب تک خدا نہ گزارے بندہ کے لئے روا نہین ہے کہ اپنے مقام سے گذرے۔ مقامون کا ابتدا توبہ ہے۔ پھر انابت یعنے خدا کی طرف لوٹنا۔ پھر زہد پھر توکل اور اسی طرح روا نہین ہے کہ توبہ کے سوا انابت کا دعوی کرے اور انابت کے سوا زہد کا اور بغیر زہد کے توکل کا۔ اور خداے بزرگ و بلند نے جبرئیل علیہ السلام سے ہمین خبر دی ہے و ماسنا الا لہ مقام معلوم ہم مین سے ہر ایک کے لئے مقام معلوم ہے۔ حال وہ حقیقت ہے جو

خدا کی طرف سے انسان کے دل مین آتی ہے جب آئے تو اسے کسب سے دفع نہین کر سکتا۔ اور جب جائے تو تکلف سے حاصل نہین کر سکتا۔ پس مقام کوشش کے محل مین طالب کا راستہ اور اسکے قدم رکھنے کی جگہ ہے۔ اور حضرت حق تعالیٰ مین بندہ کے کسب کرنے کے مقدار کا درجہ۔ اور حال مجاہدہ کے تعلق کے سوا بندہ کے دل مین خداوند تعالیٰ کا فضل اور لطف ہے۔ کیونکہ مقام سب کسبون مین سے ہے اور حال خدا کی بخششون مین سے۔ پس صاحب مقام اپنے مجاہدہ سے قایم ہوتا ہے۔ اور صاحب حال اپنے سے فانی ہوتا ہے۔ اور اس کا قیام اس حال سے ہوتا ہے جو حق تعالیٰ اس مین پیدا کرتا ہے۔ اور مشائخ رضی اللہ عنہم اسجگہ مختلف ہین۔ ایک گروہ حال کا دوام یعنے ہمیشگی روا رکھتا ہے۔ اور ایک گروہ دوام کو روا نہین رکھتا۔ اور حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ حال کا دوام روا رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ محبت اور شوق دل کی تنگی اور کشادگی سب احوال ہین اور اگر اس کا دوام روا نہ ہوتا تو محب محب نہ ہوتا اور نہ مشتاق مشتاق۔ اور جب تک حال بندہ کی صفت نہ ہو حال کا اسم بندہ پر واقع نہین ہوتا۔ اور اسی واسطے یہ رضا کو سب احوال سے کہتا ہے۔ اور جو ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اسکا اشارہ اس طرف ہے مُنْذُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً مَا اَقَامَنِیَ اللّٰہُ عَلٰی حَالٍ فَکَرِھْتُہٗ اور ایک دوسرے گروہ کے آدمی حال کے لئے دوام روا نہین رکھتے۔ جیسا کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین اَلْاَحْوَالُ کَالْبَرْقِ فَاِنْ بَقِیَتْ فَحَدِیْثُ النَّفْسِ احوال اس بجلی کی طرح ہے جو ظاہر ہوتی ہے اور گم ہو جاتی ہے اور جو ہمیشہ باقی رہتا ہے وہ حال نہین ہوتا بلکہ وہ نفس کی حدیث اور طبع کی ہوس ہوتی ہے۔ اور ایک گروہ نے ان معنون مین یہ کہا ہے اَلْاَحْوَالُ لِکَلِمَتِھَا یَعْنِیْ اِنَّھَا کَمَا تَحُلُّ فِی الْقَلْبِ تَزُوْلُ حال کا نزول اس کے نام کیطرح ہے یعنے ایک وقت مین تو حال کا حلول دل سے متصل ہوتا ہے اور دوسرے وقت مین حال زائل ہو جاتا ہے۔ اور جو باقی رہتا ہے وہ صفت ہوتا ہے اور صفت کا قیام موصوف سے ہوتا ہے۔ اور چاہیے کہ موصوف صفت سے زیادہ کامل ہو۔ اور یہ محال ہے۔ اور یہ فرق مین نے اسواسطے بیان کیا ہے کہ اس گروہ کی عبارتون اور اس کتاب مین تو جس جگہ حال اور مقام کو دیکھے پہچان لے کہ اس سے کیا چیز مراد ہے۔ اور پہچان کر رضا مقامون کا نہایت ہے اور احوال کا ابتدا۔ اور وہ

وہ محل ہے کہ اسکی ایک طرف کسب اور کوشش مین ہے اور ایک خدا کی محبت اور جوش مین اور اسکے اوپر مقام نہین ہے۔ اور مجاہدون کا منقطع ہونا اسی جگہ پر ہے۔ پس ابتدا کسبون سے ہے اور انتہا بخششون سے ہے۔ اب احتمال ہوتا ہے کہ جس نے اپنی رضا کے ابتدا مین اپنے آپ سے دیکھا اُس نے تو کہا مقام ہے اور جس نے اپنی رضا کا انتہا حق سے دیکھا اُس نے کہا حال ہے۔ تصوف کے اصل مین محاسبی کا مذہب یہ ہے۔ اور معاملون مین اسکے سوا کوئی خلاف نہین کیا کہ مریدون کو ان عبارتون اور معاملون سے جو شبہ ہوتے تھے منع کرتا تھا ہے اصل مین وہ سنت ہی ہوتے تھے۔ جیسا کہ ایکدن ابوحمزہ بغدادی کہ ان کا مرید تھا ان کے پاس آیا۔ متمع یعنی صاحب وجد اور حال تھا۔ اور حارث نے ایک شاہ مرغ رکھا ہوا تھا جو بانگ دیا کرتا تھا۔ مرغ نے اسیوقت بانگ دی۔ سنتے ہی ابوحمزہ نے نعرہ مارا۔ حارث اُٹھا اور ایک چھری پکڑلی اور کہا کفرت تو نے کفر کیا۔ اور مرغ کے ذبح کرنیکا ارادہ کیا۔ مرید شیخ کے پاؤن مین جا پڑے اور مرغ کو ان سے جدا کیا۔ اور ابوحمزہ کو کہا اے مطرود اسلام لا۔ مریدون نے کہا اے شیخ ہم سب انہین خاص ولیون اور موحدون سے جانتے ہین۔ شیخ کو ابوحمزہ سے یہ تردد کیونکر پیدا ہوا۔ حارث نے کہا مجکو ابوحمزہ سے کوئی تردد نہین ہے۔ اسکا ظاہر خوبیون سے آراستہ ہے اور مین یہ بھی جانتا ہون کہ اُسکا باطن توحید مین مستغرق ہے۔ لیکن ابوحمزہ کو ایسا کام کیون کرنا چاہیے جو حلولیون کے فعلون کی مانند ہوتا کہ حلولیون کے مقولون سے اسکے معاملہ مین کوئی نشان ہو۔ وہ مرغ جو عقل نہین رکھتا اور اپنی عادت اور ہوا کے طریق پر بانگ دیتا ہے اس سے کیون ابوحمزہ کو ناحق سماع یعنے وجد ہوتا ہے۔ خدا سے بزرگ و بلند متجوز نہین ہے۔ اور خدا کے دوستون کو اسکے کلام کے سوا غیر پر آرام نہین۔ اور اس کے اسلام کے سوا غیر سے رقت اور حال نہین۔ اور نہ خدا کو چیزون مین حلول اور نزول ہے۔ اور نہ قدیم پر امتزاج اور اتحاد روا ہے۔ اسوقت جب حمزہ نے شیخ کی نظر کیطرف دیکھا کہا اے شیخ چاہیے مین کتنا ہی اصل مین درست تھا۔ لیکن جب میرا فعل حلولیون سے مشابہ تھا۔ تو مین نے توبہ کی اور باز آیا۔ ایسے ہی اور بھی عجائب باتین ان سے مشہور ہین مگر مجھے مختصر کرنا ہے۔ یہ طریق سلامتی کے راستہ مین کمال درجہ کا ستودہ ہے یعنے باوجود صحت کے کسر نفسی کرنا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقْضِيَنَّ مَوَاقِفَ التُّهَمِ جو خدا پر ایمان رکھتا ہے اور قیامت کے دن پر وہ تہمت کی جگہون پر کھڑا نہین ہوتا۔ اور مین جو عثمان جلالی کا بیٹا علی ہون ہمیشہ خداوند تعالیٰ سے چاہتا ہون کہ مجھے ایسا ہی معاملہ عطا کرے جو آجکل کے پیروان رسم سے اور جنکی معصیت مین اگر موافقت نہ کیجاے تو مخالف ہوجاتے ہین مشابہ نہ ہو فنعوذ باللہ من الجھل پس مین جہل کے بارے مین اللہ سے پناہ مانگتا ہون۔

واما القصاریہ اور قصاریون کی بحث صالح قصاری رحمۃ اللہ علیہ بن حمدون بن احمد بن عمار سے ہے۔ اس طریقہ کے معاملہ کے بزرگ عالمون مین سے ہے۔ اور انکا طریق ملامت کا ظاہر کرنا اور نشر کرنا تھا۔ معاملون کے فنون مین انکا کلام عالی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ لوگون کے علم سے حقتعالےٰ کا علم بہت اچھا ہونا چاہیے یعنے تجھے چاہئے کہ تنہائی مین خدا کے ساتھ بہت اچھا معاملہ کرے اس سے کہ تو ظاہر مین لوگون کے ساتھ کرتا ہے کیونکہ خدا کی طرف بہت بڑا حجاب لوگون مین تیرے دل کا شغل ہے۔ اور کتاب کے ابتدا مین ملامت کے باب کو مین نے لکھا ہے اور ملامت کی ترک کے واسطے اسپر ہی اختصار کیا ہے۔ ان کی عجائب حکایتون مین سے ایک یہ ہے کہ کہا ہے ایک دن نیشاپور کی نہر خیرہ پر مین جارہا تھا۔ اور نوح نام ایک عیار تھا فتوت مین مشہور۔ اور نیشاپور کو سب عیار اسکے حکم مین تھے۔ نوح کو مین نے راستہ مین دیکھا۔ مین نے پوچھا اے نوح جوانمردی کیا چیز ہے۔ جواب دیا کہ میری جوان مردی پوچھتا ہے یا اپنی جوان مردی۔ مین نے کہا دونون کو بیان کر۔ کہا میری جوانمردی یہ ہے کہ مین قبا کو اتار دیتا ہون اور مرقعہ پہنتا ہون۔ اور اس کے معاملون کو اختیار کرتا ہون تاکہ صوفی بنون اور لوگون کی شرم سے اس جامہ مین گناہ سے پرہیز کرون۔ اور تیری جوانمردی یہ ہے کہ تو اس مرقعہ کو اتارتا ہے تاکہ تو لوگون پر یہ لوگ تجھ پر فتنہ نہ ہون پس میری جوان مردی اظہار پر شریعت کا نگاہ رکھنا ہے۔ اور تیری جوان مردی دین کے بھیدون پر حقیقت کا نگاہ رکھنا۔ اور یہ بڑا قوی اصل ہے۔

واما طیفوریہ اور طیفوریہ کے گروہ کے لوگ عیسی بسطامی کے بیٹے ابی یزید طیفور بسطامی رح سے محبت کرتے ہین۔ یہ صوفیون کے رئیسون اور بہت بڑے بزرگون مین سے تھے اور ان کا طریق غلبہ اور سکر تھا۔ اور خدا سے بزرگ و بلند کے شوق کا غلبہ اور سکر اور دوستی آدمی کے کسب کی

جنس سے نہیں ہوتی۔ اور جو کسب کرنے کے دائرہ سے خارج ہو اسپر دعوت کرنی باطل ہوتی ہے اور اسپر تقلید محال۔ پس ضرور ہے کہ صحاحی کے لئے سکر صفت ہوتی ہے اور اس سکر کا حاصل کرنا آدمی کے غلبہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے سکر کا مغلوب ہوتا ہے۔ اسکو لوگون کیطرف توجہ نہیں ہوتی تاکہ تکلف کی صفتون سے کسی صفت پر ظاہر ہو اور طریقت کے مشائخ اسپر ہین کہ ایسے ثابت قدم کے سوا جو احوال کے دور سے چھوٹا ہوا ہو کسی دوسرے سے اقتدا نہیں ہوتا۔ اور پھر ایک گروہ کے لوگ اسے روا رکھتے ہین کہ کوئی تکلف سے سکر اور غلبہ کا راستہ اختیار کرے۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اِبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا روؤ اگر نہ رو تو رونے والے بنو۔ یعنے روؤ یا اپنے آپ کو رونے والون کی مانند بناؤ۔ اور یہ دو درجہ ہوتے ہین۔ ایک تو ریا کے لئے اپنے آپکو ایک گروہ کی مانند کرنا اور یہ ظاہر اشرک ہوتا ہے اور دوسرا اس لئے اپنے آپ کو مانند بنانا کہ حق تعالیٰ ان کے مکر کو اس قوم کے درجہ مین پہنچائے جسکی مانند انہون نے اپنے آپ کو بنایا ہے تاکہ اس قول کے موافق ہو جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ پس جو کچھ مجاہدہ کی قسم سے ہوتا ہے وہ راستہ مین سے لیتا ہے اور امید کی درگاہ پر ہوتا ہے تاکہ خداوند تعالیٰ تحقیق اور معنی کا دروازہ کھولے کیونکہ بزرگون مین سے ایک بزرگ نے کہا ہے اَلْمُشَاھَدَاتُ مَوَارِیْثُ الْمُجَاھَدَاتِ مشاہدے۔ مجاہدون کی میراث ہین۔ مین کہتا ہون کہ مجاہدے سب عالم مین نیک ہوتے ہین۔ لیکن سکر اور غلبہ کسب مین نہیں ہے تاکہ مجاہدون سے اسکو حاصل کر سکین اور مجاہدون کا عین دوسرے حصول کے واسطے سبب نہیں ہوتا اور مجاہدے صحو کی حالت مین کر سکتے ہین اور اس صورت مین صاحب صحو کے لئے قبول کا قبلہ سکر نہیں اور یہ محال ہے۔ اور انشاء اللہ اب مین صحو اور سکر کی تحقیق کے لئے مشائخ کا اختلاف بیان کرتا ہون تاکہ مشکلین دور ہون۔

سکر اور صحو کا بیان

خدا تجھے عزت دے پہچان کہ سکر اور غلبہ وہ عبارت ہے جو ارباب معنی نے خدا کی محبت کے غلبہ سے کی ہے یعنے خدا کی محبت کے غلبہ کو سکر اور غلبہ کہتے ہین اور صحو مراد کے حاصل ہونے سے عبارت ہے یعنے مراد کے حصول کو صحو کہتے ہین۔ اور اہل معنے کے ان مین بہت سخن ہین۔ ایک گروہ کے

+ صاحی سکر کی ضد ہے یعنے وہ شخص جو سکر سے سالم اور صحیح ہو۔

لوگ سکر کو صحو پر بزرگ جانتے ہین - اور ایک گروہ کے آدمی صحو کو سکر پر بزرگ - جو سکر کو صحو پر بزرگ جانتے ہین وہ ابو یزید اور ان کے پیرو ہین وہ کہتے ہین کہ صحو آدمیت کی صفت کے اعتدال اور تمکین پر جو سالکون کا ایک مقام ہے حاصل ہوتا ہے - اور یہ خدا کی طرف سے بہت بڑا حجاب ہے اور سکر آفت کے جاتے رہنے - اور بشریت کی صفتون کے دور ہونے - اور بندہ کے اختیار اور تدبیر کے جاتے رہنے - اور مٹنے کے باقی ہونے سے حق مین بندہ کے تصرف کے فنا ہونے - اور اس قوت کے فنا ہونے سے جو بندہ مین اسکی جنس کے خلاف ہے حاصل ہوتا ہے - اور زیادہ پورا اور زیادہ تمام اور زیادہ کامل ہے - جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام صحو کے حال مین تھے - وہ فعل جو ان سے ظاہر ہوا خداوند تعالے نے اُن کے فعل کو اُن کی طرف اضافت کیا اور کہا وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو - اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سکر مین تھے جو فعل انسے وجود مین آیا خداوند تعالے نے ان کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا اور کہا فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور نہ پھینکا تو نے جو قت کہ پھینکا تو لیکن اللہ نے پھینکا - جو اپنے سے قایم تھا اور اپنی صفات سے ثابت اسے کہا کہ تو نے کرامت کی وجہ پر کیا - اور جو اپنے سے قایم تھا اور اپنی صفات سے فانی اسکو کہا کہ ہمنے کیا جو کچھ کیا - پس خدا کیطرف بندہ کے فعل کی اضافت بندہ کیطرف خدا کے فعل کی اضافت سے زیادہ نیک ہے کیونکہ جب خدا کا فعل بندہ سے مضاف ہو تو بندہ اپنے سے قایم ہوتا ہے - اور جب بندہ کا فعل خدا کی طرف مضاف ہو تو خدا سے قایم ہوتا ہے اور جب بندہ اپنے سے قایم ہوتا ہے تو داؤد کی طرح ہوتا ہے کہ ان کی ایک نظر وہان پڑی جہان نہ چاہئے تھی یعنے اوریا کی عورت پر - اور جب خدا سے قایم ہوتا ہے تو ایسا ہوتا ہے جیسا پیغمبر علیہ السلام کہ اسی طرح زید کی عورت پر نظر پڑی اور وہ زید پر حرام ہوگئی یہ کیونکہ داؤد محل صحو مین تھے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محل سکر مین - اور پھر جو صحو کو سکر پر بزرگ جانتے ہین وہ جنید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیرو ہین اور کہتے ہین کہ سکر آفت کا محل ہے کیونکہ وہ احوال کی پریشانی اور صحت کا چلا جانا اور اپنے سررشتہ کا گم کرنا ہے - اور طالب کے سب معنون کا قاعدہ یا اس کے فنا سے ہوتا ہے یا بقا سے یا محو سے یا ثبات سے - اور طالب صحیح الحال نہ ہو تو تحقیق کا فائدہ حاصل نہین ہوتا کیونکہ اہل حق کا دل سب موجودات سے تنہا ہونا چاہئے - اور بینائی کی بنیاد

اشیار کی قید مین کبھی راحت نہین پاتی - اور اس کی آفت سے نہین چھوٹتی - اور لوگون کا خدا کے سوا چیزون مین رہجانا اس لیئے ہے کہ چیزون کو جیسی کہ وہ ہین نہین دیکھتے - اور چیزون کا دیکھنا دو طرح پر درست ہوتا ہے - ایک تو یہ ہے کہ دیکھنے والا چیز مین بقا کی آنکھ سے دیکھے - اور دوسرا یہ ہے کہ فنا کی آنکھ سے دیکھے اگر اسکے بقا کی آنکھ سے دیکھتا ہے تو کل کو اپنے بقا مین ناقص پاتا ہے کیونکہ چیزون کو انکے باقی رہنے کے حال مین اپنے سے باقی نہین دیکھتا - اور اگر ان کے فنا کی آنکھ سے دیکھے تو کل موجودات کو خدا کے بقا کے پہلو مین فانی پاتا ہے اور یہ دونون صفتین موجودات سے دیکھنے والے کا منہ پھیر دیتی ہین - اسی واسطے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کے حال مین کہا ہے اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ اے اللہ ہمین چیزون کو ایسا دکھلا جیسا کہ وہ ہین کیونکہ جسنے ایسا دیکھا وہ آسودہ ہوا - خدا سے بزرگ و بلند کے قول کے بھی یہی معنی ہین جو کہا ہے فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ پس حیرت پکڑو اے آنکھون والو - جب تک نہین دیکھتا اعتبار نہین کرتا - پس یہ جملہ صحو کے احوال کے سوا اور مین درست نہین ہوتا - اور اہل سکر کو ان معنون مین سے کچھ خبر نہین ہے - جیسا کہ حضرت موسیٰ سکر کے حال مین تھے - ایک تجلی کے اظہار کی طاقت نرکھی اور ہوش سے جاتے رہے اور رسول صلعم صحو کے حال مین تھے - مکہ سے قاب قوسین تک عین تجلے مین تھے اور ہر لحظہ زیادہ ہوشیار اور زیادہ بیدار تھے **شعر**

شَرِبْتُ الرَّاحَ کَاسًا بَعْدَ کَاسٍ فَمَا نَفَذَ الشَّرَابُ وَمَا رَوِیْتُ

پیالے پر پیالہ پیتے پے در پے شراب ہی - پس شراب نے مجھ مین نفوذ نہین کیا اور نہ مین سیراب ہوا اور میرے شیخ جو جنیدی مذہب رکھتے تھے کہا کرتے تھے سکر لڑکون کی بازی گاہ ہے اور صحو مردون کے فنا کی جگہ - اور مین جو عثمان جلالی کا بیٹا علی ہون شیخ کی موافقت پر ہون کیونکہ صاحب سکر کے حال کا کمال صحو ہوتا ہے - اور صحو مین بہت کم درجہ بشریت کے دور ہونے کا دیکھنا ہے - پس وہ صحو جو آفت دکھلاتا ہے بہتر ہے اس سکر سے جو اس آفت کا عین ہے - اور عثمان مغربی سے حکایت کرتے ہین کہ اپنے حال کے ابتدا مین بیس سال تک جنگلون مین گوشہ اختیار کیا کہ آدمی کی حس تک نہ سنی - یہانتک کہ شقت سے انکی روئیدگی گل گئی - اور آنکھون مین گڑھے پڑ گئے اور آدمیون کی صورت نہ رہی اور بیس سال کے بعد صحبت کا حکم آیا کہ لوگون سے صحبت کرو تو انہون نے اپنے آپ مین کہا کہ صحبت کا ابتداء اہل خدا اور

مجاورہ ان سے کرون تاکہ سبارک ہو اس لئے اہل مکہ کا ارادہ کیا۔ شیخون کے دل مین ان کے آنے سے آگاہی تھی
ان کے استقبال کے لئے باہر آئے ان کو صورت مین تبدیل ہوئے ہوئے پایا یہانتک کہ پیدائش کی رمق کے
سوا ان مین کچھ نہ رہا تھا۔ شیخون نے پوچھا اے اباعثمان بیس سال تک تو اس صفت مین زندہ رہا کہ آدم
اور آدم کی اولاد تیرے زمانہ سے عاجز ہوئی ہین بتلا کہ تو کیون گیا۔ اور کیا دیکھا۔ اور کیون پھر آیا جواب
دیا کہ سکر مین گیا اور سکر کی آفت کو دیکھا اور نومیدی پائی اور عجز سے واپس آیا۔ سب شیخون نے کہا اے
اباعثمان تیرے بعد عبادت کرنے والون پر صحو اور سکر کی عبارت حرام ہے۔ کیونکہ تو نے سب کا انصاف
دیدیا اور سکر کی آفت کو ظاہر کر دیا۔ پس سکر سب فنا کی بنیاد اشت ہے اور بقائے صفت کا عین
اور یہ حجاب ہوتا ہے۔ اور صحو سب صفت کے فنا مین بقا کا دیدار ہے۔ اور یہ عین کشف ہے۔ اور اگر
کسی کو یہ گمان ہو کہ سکر صحو سے فنا کے زیادہ نزدیک ہے تو یہ محال ہے کیونکہ یہ ایک صفت ہے جو صحو
پر زیادہ ہے۔ اور جب تک بندہ کی صفتین زیادتی کیطرف منہ رکھتی ہین تب تک وہ بخیر ہوتا ہے
اور جب نقصان کیطرف منہ رکھتی ہین تو اسوقت طالبون کو اس سے امید ہوتی ہے۔ اور صحو اور
سکر مین یہ امکے حال کی غایت ہے۔ ابویزید رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور حکایت کرتے ہین کہ معاذ
کے بیٹے یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ تو اس شخص کے حق مین کیا کہتا ہے
جو محبت کے دریا سے ایک قطرہ پیئے اور مست ہو جائے۔ بایزید رحمۃ اللہ نے جواب لکھا کہ تو اسکے
حق مین کیا کہتا ہے کہ دنیا کے سب دریا محبت کا شراب بن جائین اور وہ سب کو پی لے اور ابھی
تک پیاس کی آگ سے شور کرے۔ اور آدمیون کو خیال پیدا ہوتا ہے کہ یحییٰ نے سکر سے عبارت
کی ہے اور بایزید نے صحو سے۔ اور اس کے برخلاف ہے کیونکہ صاحب صحو وہ ہوتا ہے جو خطرے
کی طاقت بھی نہین رکھتا اور صاحب سکر وہ ہوتا ہے جو مستی مین سب پی جاتا ہے اور ابھی اسکو
اور چاہیے کیونکہ شراب سکر کا آلہ ہے اور جنس جنس کے واسطے بہتر ہے اور صحو اس کی ضد ہوتی
ہے صاحب صحو پینے پر آرام نہین پاتا۔ لیکن سکر دو طرح پر ہوتا ہے ایک دوستی کے شراب سے
دوسرا محبت کے پیالہ سے۔ اور مودتی سکر معلول ہوتا ہے یعنے باعلت کیونکہ اسکا پیدا ہونا
نعمت کے دیکھنے سے ہوتا ہے۔ اور محبتی سکر بے علت ہوتا ہے کیونکہ اسکا پیدا ہونا منعم کے
دیکھنے سے ہوتا ہے۔ پس جو نعمت دیکھتا ہے اپنے سے دیکھتا ہے اور اپنے کو دیکھے ہوئے ہوتا ہے

اور جو منعم کو دیکھتا ہے وہ اسکو دیکھتا ہے اور اپنے کو دیکھے ہوئے نہین ہوتا اگرچہ سکر مین ہوتا ہے اسکا سکر صحو ہوتا ہے۔ اور صحو بھی دو طرح پر ہے۔ ایک صحو غفلت پر ہے۔ دوسرا محبت پر۔ جو صحو غفلت پر ہوتا ہے وہ بہت بڑا حجاب ہے اور جو صحو محبت پر ہوتا ہے وہ امانت وار کشف ہے۔ پس جو غفلت کے نزدیک ہوتا ہے اگرچہ وہ صحو ہو سکر ہوتا ہے۔ اور جو محبت پر پہنچا ہوا ہو اگرچہ وہ سکر ہو صحو ہوتا ہے۔ اور جب اصل مضبوط ہو صحو سکر کی طرح ہوتا ہے اور سکر صحو کی طرح۔ اور جب اصل کے سوا ہو ویسے ہی دونون بے اصل ہوتے ہین۔ اور حاصل کلام یہ ہے کہ صحو اور سکر مردون کی قدمگاہ مین اختلاف کی علت سے معلول ہوتا ہے۔ اور سکر والیکو جب حقیقت کا سلطان اپنا جمال دکھلاتا ہے تو صحو اور سکر دونون ایک وسیلہ دکھلائی دیتے ہین کیونکہ ان دونون کی طرفین ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہین۔ اور ایک کی نہایت دوسرے کا ابتدا ہے۔ اور ابتدا اور نہایت تفرقون کے سوا اور صورت مین نہین ہوتی۔ اور جسکی نسبت تفرقہ سے ہو وہ متساوی حکم مین ہوتا ہے۔ نفیون کا جمع کرنا تفریقون کا جمع کرنا ہے یعنے تفریق ہے اور اِن معنی مین ایک کہتا ہے **شعر**

إِذَا طَلَعَ الصَّبَاحُ بِخَمْرِ رَاحٍ تَسَاوَى فِيهِ سُكْرَانٌ وَصَاحِ

جب صبح دل کے خوش کرنیوالی ستارون سے طلوع کرے۔ تو اُس مین مست وہوشیار سب برابر ہوتے ہین۔ اور سرخس مین دو پیر تھے ایک بقان رحمۃ اللہ علیہ۔ دوسرا ابو الفضل حسن رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بقان رحمۃ اللہ علیہ ابو الفضل رحمۃ اللہ کے پاس آئے۔ اور اِن کو ہاتھ مین ایک جزو لئے ہوئے پایا۔ کہا اے ابو الفضل تو جزو مین کیا ڈھونڈھتا ہے۔ انہون نے جواب دیا وہی جو تو ترک مین ڈھونڈھتا ہے۔ بقان رحمۃ اللہ نے کہا پس یہ خلاف کیون ہے۔ جواب دیا تو خلاف دیکھتا ہے جو مجھ سے پوچھتا ہے کہ تو کیا ڈھونڈھتا ہے۔ مستی سے ہوشیار ہوا اور ہوشیاری سے بیدار تا کہ اُس ذات سے تیرا یہ خلاف اُٹھ جائے کہ مین اور تو کیا طلب کرتے ہین۔ پس طریقہ یون کا جنیدیون سے اسقدر خلاف ہے جو مینے بیان کیا ہے۔ اور معاملہ مین انکا مذہب بالکل صحبت کی ترک اور گوشہ نشینی کا اختیار کرنا ہے۔ اور سب مریدون کو یہی فرماتا ہے اور اگر حاصل ہو تو یہ طریق نیک اور پسندیدہ خو ہے۔

جنیدیون کا ذکر

اور جنیدیون کی محبت محمد رحمۃ اللہ کے بیٹے ابی القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اور ان کے وقت مین انہین طاؤس العلما کہتے تھے اور اس گروہ کا سردار اور ان کے اماموں کا امام تھا۔ اور انکا طریق ملیغو یون کے برخلاف صحو پر مبنی ہے اسکا اختلاف مین نے بیان کردیا ہے۔ اور مذہبوں میں بہت معروف اور زیادہ مشہور جنیدی مذہب ہے۔ اور ہمارے سب شیخ جنیدی مذہب ہوے ہین۔ اور اسکے سوا اس طریقت کے معاملون مین جنید کو علما کے کلمون مین بہت اختلاف ہے۔ لیکن طوالت سے بچنے کے لئے اسیقدر اختصار کیا ہے اور اگر کسیکو چاہیے۔ کہ اس سے زیادہ جانے تو اسکو اور جگہ سے پڑھنا چاہیے تاکہ اسکو اچھی طرح معلوم ہوجائے کیونکہ اس کتاب مین ہمارا مذہب اختیار اور طوالت کا ترک کرنا ہے وباللہ التوفیق۔ اور حکایتون مین مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب حسین منصور نے اپنے غلبہ مین عثمان کے بیٹے عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے کنارہ کیا اور جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو جنید رحمۃ اللہ نے پوچھا کہ کیونکر آیا ہے کہا اسلئے کہ شیخ سے صحبت کرون۔ جنید نے کہا ہمین مجنونون سے صحبت نہین ہے کیونکہ صحبت کے واسطے صحت ہونی چاہیے۔ جب تو آفت سے صحبت کریگا تو ایسا ہوگا جیسا کہ سہل تستری اور عمرو کرد می۔ حسین منصور نے کہا اَیُّھَا الشَّیْخُ اَلصَّحْوُ وَالسُّکْرُ صِفَتَانِ لِلْعَبْدِ وَمَادَامَ الْعَبْدُ یُحْجَبُ بِاَحَدِھِمَا عَنْ رَبِّہٖ حَتّٰی فِی اَے شیخ صحو اور سکر آدمی کے لئے دو صفتین ہین۔ اور صفتون کے فانی ہونے تک بندہ ہمیشہ خداوند تعالی سے محجوب ہے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یَا بْنَ الْمَنْصُوْرِ اَخْطَاْتَ فِی الصَّحْوِ وَالسُّکْرِ اے منصور کے بیٹے صحو اور سکر مین تونے خطا کیا کیونکہ ان مین خلاف نہین ہے۔ صحو خدا کے ساتھ حال کی صحت سے عبارت ہے اور سکر شوق کی کثرت اور محبت کے غائب ہونے سے اور یہ دونون صفتین اور لوگون کے کسب کرنیکی تحت مین نہین ہے۔ اور اے منصور کے بیٹے مین تیرے کلام مین بہت فضول اور بے معنی عبارتین دیکھتا ہون۔

نوری فرقہ کا ذکر

اور نوری فرقہ کے شیخ محمد نوری کے بیٹے ابی الحسن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرتے ہین۔ یہ صوفی علماؤن کے صدرون مین سے تھے اور بباعث اپنی روشن صفتون اور قاطع دلیلون کے ان مین نور کے لقب سے مشہور تھے۔ تصوف مین ان کا مذہب پسندیدہ ہے۔ اور ان کے

مذہب کا قاعدہ فقیر پر تصوف کی تفصیل ہے۔ اور ان کا معاملہ جنید کے موافق ہے اور ان کے عجائب طریقوں مین سے ایک یہ ہے کہ صحبت مین صاحب کے حق کا اپنے حق پر ایثار کرتا ہے اور ایثار کے سوا صحبت کو حرام جانتا اور کہتا ہے کہ صحبت درویشون کے لیے فرض ہے اور گوشہ نشینی ناستودہ۔ اور صاحب یعنے یار کا ایثار بھی فرض ہے۔ ان سے ذکر ہے کہ کہا ہے اِیَّاکُمْ وَالْعُزْلَۃَ فَاِنَّ الْعُزْلَۃَ مُقَارِنَۃُ الشَّیْطَانِ وَعَلَیْکُمْ بِالصُّحْبَۃِ فَاِنَّ فِیْھَا رِضَاءُ الرَّحْمٰنِ گوشہ نشینی سے پرہیز کرو کیونکہ شیطان کی نزدیکی ہے۔ اور صحبت تم پر لازم ہے کیونکہ صحبت مین خدائے بزرگ و بلند کی خوشنودی ہے۔ اب مین ایثار کی حقیقت کو بیان کرتا ہون۔ اور صحبت اور عزلت کے باب مین پہنچون گا اور خدا نے چاہا تو اس جگہ ان کی رمزون کی تشریح کرون گا تاکہ فایدے سے زیادہ عام ہون۔

ایثار کا بیان

خدائے بزرگ و بلند نے کہا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ اور اپنی جانون پر ایثار کرتے ہین اگرچہ انہین تنگی ہو۔ اور اس آیت کا نزول خاصکر فقرا کی شان مین ہے۔ اور ایثار کی حقیقت یہ ہے کہ صحبت مین اپنے صاحب کا حق نگاہ رکھے۔ اور اپنا نصیب اس کے نصیب مین رکھدے اور اپنے صاحب کے آرام کے لیے اپنے پر رنج اٹھائے لِاَنَّ الْاِیْثَارَ اَلْقِیَامُ بِمُعَاوَنَتِہِ الْاَغْیَارِ مَعَ اِسْتِعْمَالِ مَا اَمَرَ الْجَبَّارُ لِرَسُوْلِہِ الْمُخْتَارِ صلی اللہ علیہ وسلم اسلیے کہ ایثار غیرون کی امداد پر قیام ہے مع اسکا استعمال کرنے کے جسکے لیے رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے امر کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ درگذر اختیار کر اور بہتری پر حکم کر اور جاہلون سے منہ پھیر لے۔ اور یہ مسلک آداب الصحبت کے باب مین زیادہ تشریح کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ اور ایثار دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو صحبت مین جیسا کہ اسکا ذکر گذرا اور دوسرا صحبت مین۔ اور صاحب کے حق کے ایثار کرنے مین ایک طرح کا رنج اور اندوہ ہے۔ لیکن دوست کے حق کے ایثار کرنے مین سب راحت ہی راحت ہے۔ اور حکایتون مین مشہور ہے کہ جب غلام خلیل نے اس گروہ سے

+ ایثار۔ دوسرے کی مصلحت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا۔

اپنی عداوت ظاہر کی - اور ہر ایک سے طرح طرح کی دشمنی پیدا کی - نوریؒ اور رقامؒ اور ابو حمزہؒ کو لوگون نے پکڑا اور دار الخلافت مین لے گئے - غلام خلیل نے کہا یہ زندیق ہین یہ بیدین قوم ہے اگر امیر المومنین انکے قتل کرنے کے لئے حکم دے تو بیدینون کا اصل میت دنابود ہو جائیگا کیونکہ سب کے سردار یہی ہین اور جسکے ہاتھ سے ایسی نیکی ہو مین اسکی بہت بڑی مردی کا ضامن ہون - خلیفہ نے اُسی وقت حکم دیا کہ ان کی گردنین کاٹ ڈالین - جلاّد آئے اور ان تینون کے ہاتھ باندھ دیئے جب جلادون نے رقام کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تو نوری اُٹھا اور بڑی رغبت سے رقام کی جگہہ مین بیٹھ گیا - لوگون کو اس سے تعجب ہوا - جلادون نے کہا اے جوانمرد کیا یہ تلوار ایسی چیز ہے کہ اسپر رغبت سے اسکے سامنے آئین جیسے تو آیا ہے حالانکہ ابھی تک یہ تیری باری نہین آئی - جواب دیا ہان ایسی چیز ہی ہے - میری طریقت ایثار پر ہے - اور دنیا مین سب چیزون سے زیادہ عزیز چیز زندگانی ہے - مین چاہتا ہون کہ یہ چند سانس ان بھائیون کے کام مین صرف کرون کیونکہ دنیا کا ایک سانس میرے نزدیک آخرت کے ہزار سال سے زیادہ دوست ہے - کیونکہ دنیا خدمت کی سرا ہے اور آخرت قربت کی اور قربت مین یہ خدمت نہین ہوتی - یزید نے یہ خبر خلیفہ کو پہنچائی خلیفہ ایسی رو مدا دمین نوری کے سخن کی رقت اور طبع کی رقت سے متعجب ہوا - اور جلادون کے پاس آدمی بھیجا کہ ان کے قتل کرنے مین توقف کرین - علی کا بیٹا ابو العباس قاضی القضاۃ تھا انکا معاملہ اُسکے سپرد کیا - قاضی القضاۃ نے تینون کو گھر مین بلایا - اور شریعت اور حقیقت کے حکمون مین سے جو کچھ ان سے پوچھا اس مین ان کو پورا پایا - ان کے حال پر اپنی غفلت سے شرمسار ہوا - اسوقت نوری نے کہا اے قاضی یہ سب کچھہ پوچھا اور ابھی تک کچھ خبر نہ پوچھی - فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یَاکُلُوْنَ بِاللّٰہِ وَیَشْرَبُوْنَ بِاللّٰہِ وَیَجْلِسُوْنَ بِاللّٰہِ وَیَقُوْمُوْنَ بِاللّٰہِ تحقیق اللہ کے ایسے بندے بھی ہین جو کھاتے تو اُسکے دھیان مین اور بولتے ہین تو اُسی کے خیال مین اور بیٹھتے ہین تو اُسی کے دین مین اور بولتے ہین تو اُسی کی محبت مین یعنی انکا قیام اور بیٹھنا اور چلنا پھرنا اور آرام کرنا سب اُسی کے خیال اور اُسی کے عشق مین ہے وہ اسکے مشاہدہ سے باقی ہین کیونکہ اگر ایک لحظ خدا کا مشاہدہ ان سے الگ ہو جائے ان کے وجود سے شور پیدا ہو جاتا ہے - قاضی کلام کی رقت اور اس کے حال کی صحت سے متعجب ہوا -

اور خلیفہ کو لکھا اگر یہ ملحد ہین تو مین گواہی دیتا ہون اور حکم کرتا ہون کہ تمام روے زمین مین کوئی موحد نہین - خلیفہ نے انکو بلایا اور کہا کہ کوئی حاجت ہے - انہون نے کہا کہ ہمکو تجھ سے یہی حاجت ہے کہ تو ہمکو بھلا دے - اپنے قبول کرنے سے نہ ہمکو مقرب سمجھ اور نہ اپنے ہجر مین مطرود کیونکہ تیرا ہجر ہمارے نزدیک تیرے قبول کیطرح ہے - اور تیرا قبول تیرے ہجر کی طرح - خلیفہ رویڑا اور عزت سے انکو واپس کیا - اور نافع سے روایت کرتے ہین کہ کہا ہے - عمر کے بیٹے کو مچھلی کی خواہش ہوئی - سب شہر مین اُسے تلاش کیا نہ پایا - کچھ دنون کے بعد مچھلی ملی - مین نے آدمیون کو کہا کہ اسے بھون دو - اور عمر کے بیٹے کے پاس لایا - مچھلی کے لانے سے اُسکی پشیانی مین مین نے خوشی کی علامت دیکھی - اُسی وقت سراے کے دروازہ پر ایک سوالی آیا - عمر کے بیٹے نے فرمایا کہ مچھلی اس سائل کو دیدو - غلام نے کہا اے میرے سید کئی دنون سے تجھے مچھلی کی خواہش تھی اب کیون دیتا ہے - ہم اسکے بجاے کوئی اور چیز خرید دیتے ہین - جواب دیا اے غلام اسکا کھانا مجھ پر حرام ہے کیونکہ اسکو مین نے اس حدیث کے ذریعہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے دل سے نکال دیا ہے انی امرؤ یشتہی شہوۃ فرد شہوۃ واثر علی نفسہ عفر لہ جو شخص خواہش سے کسی چیز کی آرزو کرتا ہے اور جب پاے تو اُس سے ہاتھ اُٹھاے اور اس مین دوسرے کو اپنے سے بہتر جانے تو بالضرور خداوند تعالیٰ اُسکو بخش دیتا ہے - اور حکایتون مین مجھے معلوم ہوا ہے کہ درویشون مین سے دس آدمی جنگل مین گئے - اور راستہ بھول گئے اور انکو پیاس لگی - ان کے پاس پانی کی ایک خوراک تھی اُسکو ایک دوسرے پر ایثار کرتے تھے اور کوئی پیتا نہین تھا - یہان تک کہ پیاس کے مارے ایک کے سوا سب دنیا سے چلے گئے - اس نے کہا جب مین نے دیکھا سب مر گئے ہین تو مین نے وہ پانی پی لیا اور اسکی قوت سے پھر راستہ پر آیا - ایک شخص نے اسکو کہا اگر تو وہ پانی نہ پیتا تو اچھا ہوتا اُس نے جواب دیا کہ اے فلانے یہی شریعت ہے اگر مین نہ پیتا تو اپنے نفس کا قاتل ہوتا اور اس مین گرفتار ہوتا - کہنے والے نے کہا پس جو مر گئے ہین وہ اپنے نفس کے قاتل ہوے ہین کہا نہین کیونکہ ان مین سے ایک اسلئے نہین پیتا تھا کہ دوسرا پیے - اور جب وہ سب موافقت مین مر گئے اور مین رہ گیا تو ضرور شرع نے مجھ پر واجب کیا کہ مین وہ پانی پی لون - اور جس رات مین کافرون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مارنے کا ارادہ کیا - اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پیغمبر صلعم کے

بستر پر سوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے باہر آئے اور غار ثور میں پوشیدہ ہوئے تو خدائے بزرگ و بلند نے جبرائیل اور میکائیل کو کہا کہ تمہارے درمیان میں نے ایک ایسا بھائی پیدا کیا ہے کہ ایک کی زندگانی دوسرے سے بہت لمبی بنائی ہے۔ تم دونوں میں سے کون ہے کہ اپنی زندگانی اپنے بھائی پر ایثار کرے اور اپنے لئے موت اختیار کرے۔ دونوں نے اپنے لئے زندگانی اختیار کی۔ خداوند تعالیٰ نے جبرائیل اور میکائیل کو کہا کہ اپنے پر علی کی بزرگی کو دیکھو کہ علی اور رسول میں۔ میں ایک ایسا بھائی رکھتا ہوں جس نے اپنے لئے قتل اور موت کو اختیار کر لیا۔ اور پیغمبر صلعم کی جگہ پر سو گیا۔ اور اپنی جان اُن پر فدا کی اور اپنے ہلاک سے زندگانی ان پر ایثار کر دی۔ اب دونوں زمین پر جاؤ اور دشمنوں سے انکو نگاہ رکھو۔ اسوقت جبرائیل اور میکائیل آئے اور ایک علی علیہ السلام کے سر کیطرف بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف۔ جبرائیل نے کہا خوش ہو من مثلک یا بن ابی طالب لان اللہ تعالی یباھی بک علی ملائکتہ اے ابی طالب کے بیٹے تیرے جیسا کون ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ تیرے سبب سب فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور تو خواب میں خوش سویا ہوا ہے۔ اسوقت اِن کے شان میں یہ آیت اُتری وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ اور بعض لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو اللہ کی رضامندی چاہنے کے واسطے اپنی جان کو بیچتا ہے اور اللہ بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔ اور جب جنگ اُحد کی محنت میں خداوند تعالےٰ نے مومنوں کو آزمایا تو انصار کی نیک بخت عورتوں میں سے ایک عورت کہتی ہے کہ میں پانی کی ایک خوراک لیکر باہر نکلی تاکہ کسی اپنے کو پلاؤں۔ میدان جنگ میں بزرگ اصحابوں میں سے میں نے ایک کو زخمی پڑا ہوا دیکھا جو حیاتی کے سانس گن رہا تھا۔ میری طرف اشارہ کیا کہ وہ پانی مجھے دے میں وہ پانی اُسکے پاس لے گئی۔ اتنے میں دوسرے آدمی نے آواز دی کہ مجھے دے۔ اُس نے پانی نہ پیا اور مجھے کہا کہ اُسکے پاس لیجا۔ جب میں اُسکے پاس گئی تو ایک اور نے آواز دی کہ مجھے دے دوسرے نے بھی نہ پیا اور کہا کہ اس کے پاس لیجا۔ اسی طرح سات آدمیوں نے کیا۔ جب ساتویں نے چاہا کہ پانی کی وہ خوراک مجھ سے لے تو جان دیدی۔ میں لوٹی تاکہ کسی دوسرے کو دوں مگر چھ جن مر چکے تھے۔ اِس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ

بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور اپنی جانون پر ایثار کرتے ہین اگرچہ انہین تنگی ہو - اور بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا جس نے چارسو سال عبادت کی تھی - اُس نے ایکدن کہا کہ اے اللہ اگر یہ پہاڑ تم نے پیدا نہ کیے ہوتے تو چلنا اور سیر کرنا بندہ پر آسان نہ ہوتا - پیغمبر وقت کو حکم آیا کہ اس عابد کو کہہ کہ ہمارے ملک مین تجھے تصرف کرنے سے کیا کام ہے - اب جو تو نے تصرف کیا ہے تیرا نام سعیدون کے دیوان سے مین نے مٹا دیا ہے اور بدبختون کے دیوان مین لکھ دیا - عابد کے دل مین خوشی ظاہر ہوئی اور خداوند کے لیے شکر کا سجدہ بجا لایا - وقت کے پیغمبر نے کہا اے زاہد بدبختی پر شکر کا سجدہ واجب نہین ہوتا - جواب دیا میرا شکر بدبختی پر نہین ہے بلکہ اسپر ہے کہ میرا نام اسکے دیوانون مین سے ایک دیوان مین ہے - مگر اے پیغمبر مین ایک حاجت رکھتا ہون - وقت کے پیغمبر نے کہا بیان کر تاکہ مین وہ پھر خدا سے کہون - عابد نے کہا خدا سے بزرگ و بلند سے کہہ اب جو تو مجکو دوزخ مین بھیجتا ہے تو مجھے ایسا کر کہ سب موحدون کی جگہ مین ہی گنہگار رہ جاؤن تاکہ وہ سب بہشت مین جائین حکم آیا کہ اس بندہ کو کہدے کہ یہ امتحان تیری ذلت کے لیے نہ تھا بلکہ لوگون پر تیرے جلوہ کرنے کے لیے تھا اور قیامت کو تو اور وہ جسکی تو شفاعت کریگا بہشت مین ہوگا - اور مین نے احمد سرخسی رح سے پوچھا کہ تیری توبہ کا ابتدا کیونکر ہوا اُس نے کہا ایک وقت مین سرخس سے چلا اور ایک جنگل مین داخل ہوا - ایک مدت اپنے اونٹون پر اس جگہ رہا - اور مین ہمیشہ اس خوشی سے خود بھوکا رہ کر اپنا حصہ کسی دوسرے کو دیدیا کرتا تھا - اور خدائے بزرگ و بلند کا یہ قول میرے دل مین تازہ رہتا تھا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور اپنی جانون پر ایثار کرتے ہین اگرچہ انہین تنگی ہو - اور اس گروہ پر مین اعتقاد رکھتا تھا - ایک دن ایک بھوکا شیر جنگل سے آیا اور میرے اونٹون مین سے ایک اونٹ کو مار ڈالا - اور ایک بلندی پر گیا اور ایک آواز نکالی اس گرد و نواح مین جتنے درندے تھے سب نے اسکا آواز سنا اور اسکے پاس جمع ہو گئے - شیر آیا - اونٹ کو پھاڑ ڈالا - اور کچھ نہ کھایا اور پھر بلندی پر چلا گیا - اور درندے جو لومڑی - گیدڑ - بھیڑیا آذران کی مانند تھے سب اس سے کھانے لگ گئے - اور شیر ٹھہرا رہا - یہان تک کہ سب لوٹے اسوقت اُس نے ارادہ کیا تاکہ تھوڑا سا اس مین سے کھائے - اتنے مین ایک لنگڑی لومڑی ظاہر ہوئی - شیر پھر لوٹ گیا - یہان تک کہ اس لومڑی نے جتنا کھا سکی کھا لیا اور لوٹ گئی - اسوقت

شیر آیا اور تھوڑا سا اُس میں سے کھایا۔ اور میں دور سے دیکھ رہا تھا جب لوٹا تو فصیح زبان سے مجھے کہا۔ اے احمد لقموں کا ایثار کرنا کتوں کا کام تھا۔ مرد اپنی جان اور زندگانی ایثار کرتے ہیں۔ جب میں نے یہ دلیل دیکھی سب شغلوں سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ میری توبہ کا ابتدا یہ تھا۔ جعفر خلدی کہتا ہے کہ ایک دن ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ خلوت میں مناجات کر رہے تھے میں گیا تاکہ اُنکی مناجات کو سنوں اور وہ زجا میں۔ آپ بہت فصیح اور لیثن تھے اور یوں کہہ رہے تھے۔ اے اللہ تو اہل دوزخ کو عذاب دیگا سب تیرے علم اور تیری قدرت اور تیرے ارادہ سے تیرے پیدا کئے ہوتے ہیں اور اگر تو چاہتا تو دوزخ کو آدمیوں سے بھرنا چاہتا ہے تو قادر ہے۔ دوزخ اور دوزخ کے طبقوں کو مجھ سے بھر دے اور انکو بہشت میں بھیج دے۔ جعفر نے کہا میں انکے امر میں حیران ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنیوالا آتا تھا اور کہتا تھا خداوند تعالیٰ نے کہا ہے ابوالحسن کو کہہ کہ ہمنے تجکو اس تعظیم اور شفقت کے سبب جو تجھے ہمارے بندوں پر ہے بخشدیا۔ اور نوری اسلئے کہتے تھے کہ اندھیرے گھر میں جب بات کرتے تو باطن کے نور سے گھر روشن ہوجاتا تھا۔ اور خدا کے نور سے مریدوں کے بھید جان لیا کرتے تھے اسلئے جنید نے اِن کو کہا ہے **ابوالحسن جاسوس القلوب** یعنے ابوالحسن دلوں کا جاسوس۔ اِن کے مذہب کی تخصیص یہ ہے۔ اور اہل البصیرت کے نزدیک یہ ایک قوی اصل اور بہت بڑا امر ہے۔ اور آدمی پر روح کے خرچ کرنے اور اپنے دوست سے ہاتھ اُٹھا لینے سے کوئی چیز زیادہ سخت نہیں ہے۔ خداوند بزرگ و بلند نے سب نیکیوں کی چابی اپنے محبوب کے بذل کو بنایا ہے۔ جیسا کہ کہا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے یہاں تک کہ خرچ کرو اُس چیز کو جو دوست رکھتے ہو۔ جب کسی کا روح خرچ کیا گیا ہو مال اور حال اور حرفت اور لقمہ کے لئے اسکو کیا خطرہ ہوتا ہے۔ اور اس طریقت کا اصل یہ ہے۔ جیسا کہ ایک شخص رویم کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی وصیت کر کہا یا بنی لیس الامر غیر بذل الروح ان قدرت علی ذالك والا فلا تشتغل بترهات الصوفیة اے بیٹا اگر تو کر سکتا ہے تو یہ کام جان کے خرچ کرنے کے سوا نہیں ہے اور اگر نہیں کر سکتا تو صوفیوں کے باطل سخنوں میں مشغول نہ ہو۔ اور جو اس کے سوا ہے سب ترہات یعنے بیہودہ سخن ہیں۔ خداوند بزرگ و بلند نے کہا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ اور ان کو نہیں جو اللہ کے رستہ پر مارے گئے یہ نہ گمان کرو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ اِن لوگوں کے لئے جو اللہ کے راستہ میں مارے گئے ہیں یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں۔ پس خدا کے قرب میں ہمیشہ کی حیاتی روح کے خرچ کرنے سے پائیں گے۔ اور خدا کے فرمان اور اس کے دوستوں کی فرمان برداری میں اپنے نصیب کے ترک کرنے میں۔ لیکن ایثار اور اختیار رویت میں سب تفرقہ ہوتا ہے اور عین میں جمع عین ہے اور ایثار جو ترک نصیب ہے اصل نصیب۔ اور جب تک طالب کی روش طالب کے کسب کے متعلق ہوتی ہے سب اسکی ہلاکت ہوتی ہے اور جب خدا کا جذبہ اپنی یاری اور مدد ظاہر کرتا ہے طالب کے احوال اور افعال سب پریشان ہو جاتے ہیں۔ اس کے لئے عبارت نہیں رہتی اور نہ اسکے زمانہ کے واسطے اسم تاکہ کوئی اسکا نام رکھے اور اس سے کچھ عبارت کرے۔ یا کوئی چیز اسکے حوالہ کرے۔ شبلیؒ ان معنوں میں کہتے ہیں شعر

غبت ملنی فما احسّ بنفسی ۔۔۔ وتلاشت به صفاتی الموصوفه

فانی الیوم غائب عن جمیع ۔۔۔ لیس الا العبارة المهکوفه

تو مجھ سے غائب ہو گیا میں ایسا بیہوش ہو گیا ہوں کہ اپنے آپ کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ اور میری صفات موصوفہ نے اسکی جستجو کی۔ تحقیق میں آج سب سے غائب ہوں۔ اور میں افسوس اور دریغ کی عبارت کے سوا اور کسی کے لئے نہیں۔

اور فرقہ سہلی کے مشائخ عبداللہ تستری کے بیٹے سہل سے بحث کرتے ہیں اور یہ اہل تصوف کے محتشموں اور بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ چنانچہ ان کا ذکر کیا گیا ہے اپنے وقت میں وقت کے سلطان اور اس طریقت کے منتظموں میں سے تھے ان کی دلیلیں بہت ظاہر ہیں اور ان کے سمجھنے میں عقل عاجز ہو جاتی ہے انکا طریق اجتہاد اور نفس کا مجاہدہ اور ریاضت ہے مریدوں کو مجاہدہ سے کمال کے درجہ میں پہنچاتے تھے۔ ایک حکایت میں مشہور ہے کہ آپ نے ایک مرید کو کہا کہ کوشش کر ایک روز تمام دن اللہ اللہ ہی کہتا رہ

سبق نمبر ۲۱

اور اس کے سوا اور تین روز بھی ایسا ہی کرتا کہ اسپر عادت ہو جائے۔ اور پھر کہا اب راتو مجھ اسکے ساتھ ملا۔ مرید نے ایسا ہی کیا۔ اور ایسی حالت مین ہو گیا کہ اگر اپنے آپ کو کسی جگہ خواب مین دیکھتا تھا تو خواب مین بھی وہی کہتا تھا یہان تک کہ مرید کی وہ عادت اسکی طبع ہو گئی۔ اسکے بعد مرید کو کہا کہ اب اس سے لوٹ اور یاد داشت مین مشغول ہو۔ چنانچہ وہ مشغول ہوا اور ایسا ہوا کہ اسکا سب زمانہ اسی مین مستغرق ہو گیا۔ وہی مرید ایک وقت گھر مین تھا کہ ایک لکڑی اسکے سر پر گر پڑی جس سے سر پھوٹا اور سر سے جو خون کے قطرے زمین پر گرے ان سے یہ نوشتہ ظاہر ہوا کہ اللہ اللہ اللہ۔ مریدون کی پرورش ریاضت اور مجاہدہ سے سہلیون کا طریق تھا۔ اور مریدون کی پرورش درویشون کی خدمت اور حرمت سے حمدونیون کا طریق۔ اور باطن کے مراقبہ سے جنیدیون کا۔ لیکن اسکے لئے ریاضت اور مجاہدہ فائدہ نہین دیتا۔ اب مین نفس کی معرفت اور نفس کی حقیقت بیان کرتا ہون تاکہ یہ معلوم ہو جائے۔ پھر مجاہدون مین مذہب اور ان کے حکم تاکہ خدا چاہے تو طالب پر ان دونون کی معرفت ظاہر ہو جائے۔

نفس کی حقیقت اور ہوا کے معنون کا بیان

نفس اور ہوا کے معنی

پہچان کہ نفس از روے لغت کے شئی کا وجود اور اسکی حقیقت اور ذات ہے۔ اور آدمیونکی عبارتون اور مروجہ عادتون مین بہت معنی رکھتا ہے جنہین متضاد معنون مین ایک دوسرے کے برخلاف استعمال کرتے ہین۔ ایک گروہ کے نزدیک نفس روح کو کہتے ہین۔ اور ایک گروہ کے نزدیک مروت کے معنون مین۔ اور ایک گروہ کے نزدیک جسم کے معنون مین ہے اور ایک گروہ کے نزدیک خون کے معنون مین۔ لیکن اس طریقت کے محققون کے نزدیک اس لفظ سے ان سب معنون مین سے کوئی معنے مراد نہین۔ یہ نفس کی حقیقت مین اسپر متفق ہین کہ وہ شر کا منبع اور سود کا قاعدہ ہے۔ اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ نفس ایک عین چیز ہے جو دل مین اسطرح رکھی گئی ہے جیسا کہ حیاتی۔ اور اسپر متفق ہین کہ کمینہ خلقون اور بُرے احوال کے ظاہر ہونیکا سبب وہ ہے۔ اور یہ دو قسم پر ہین ایک معاصی یعنے گناہ ہین۔ اور دوسرے کمینہ خلق جیسے تکبر۔ حسد۔ بخل۔ غصہ۔ کینہ اور جو شرع اور عقل مین ان ناستودہ معنون کی مانند ہے۔ پس ان بُری صفتون کو ریاضتون سے اپنے سے دفع کر سکتے ہین۔ جیسا کہ

معصیت کو توبہ سے۔ اور معاصی ظاہری اوصاف سے ہین اور کمینہ خلق باطنی اوصاف سے۔
اور ریاضت ظاہری فعلون سے ہوتی ہے اور توبہ باطنی صفتون مین سے۔ اور کمینہ وصفون جو
جو کچھ باطن مین پیدا ہوتا ہے وہ ظاہری وصفون سے پاک ہوتا ہے۔ اور جو ظاہر پر نمودار ہوتا ہے
وہ باطن کی نیک صفتون سے پاک ہوتا ہے۔ اور نفس اور روح دونون دل مین لطیف چیزون
مین سے ہین۔ جیسا کہ جہان مین شیطان اور فرشتے اور بہشت دوزخ ہین۔ لیکن ایک خیر کا محل
ہے اور دوسرا شر کا جیسا کہ آنکھ بینائی کا مقام ہے اور کان شنوائی کا اور تالو چکھنے کا۔ اور اسی
طرح اور اعیان اور اوصاف ہین جو آدمی کے دل مین رکھے گئے ہین۔ پس نفس کی مخالفت سب
عبادتون کا اصل اور سب مجاہدون کا کمال ہے۔ اور بندہ اسکے سوا خدا کی طرف راستہ نہین پاتا
کیونکہ نفس کی موافقت بندہ کی ہلاکت ہے اور اسکی مخالفت بندہ کی نجات۔ اور خداوند
تعالیٰ نے نفس کے خلاف کرنے کے واسطے حکم کیا ہے۔ اور جنہون نے نفس کے خلاف مین
کوشش کی ہے ان کی مدح کی ہے۔ اور جنہون نے نفس کی موافقت کی ہے اُن کی مذمت۔
جیسا کہ کہا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور نفس کو اپنی خواہش
سے منع کیا پس تحقیق بہشت وہی ہے جگہ رہنے کی۔ اور اسکے سوا کہا ہے اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ
رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ جب تمہارے پاس رسول وہ چیز لایا جو تمہارے
جی پسند نہین کرتے تھے تکبر کیا۔ ایسا ہی خداوند کریم نے قرآن شریف مین حضرت یوسف علیہ
السلام سے خبر دی ہے کہ کہا ہے وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا
رَحِمَ رَبِّيْ اور نہین پاک کرتا مین اپنے نفس کو تحقیق نفس البتہ برائی سے حکم کرنے والا ہے۔
مگر وہ جس پر میرے رب نے رحمت کی۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ
بِعَبْدٍ خَيْرًا بَصَّرَهٗ بِعُيُوْبِ نَفْسِهٖ جب اللہ بندہ پر نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اسکو اپنے نفس کے
عیبون پر بینا بنا دیتا ہے۔ اور حکایتون مین وارد ہے کہ خدائے بزرگ وبلند نے حضرت
داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ يَا دَاوٗدُ عَادِ نَفْسَكَ فَاِنَّ وُدِّيْ فِيْ عَدَاوَتِهٖ۔
اے داؤد اپنے نفس کو دشمن رکھ پس تحقیق میری دوستی اسکی دشمنی مین ہے۔ پس یہ سب جو
ہم نے بیان کیا ہے صفتین ہین۔ اور ضرور صفت کے لئے کوئی موصوف چاہئے تاکہ اس سے

قائم ہو کیونکہ صفت اپنے آپ قائم نہیں ہوتی اور موصوف کی معرفت ہر پہلو سے پہچاننے کے سوا معلوم نہیں ہوتی اور اس کے پہچاننے کا طریق انسانیت کی صفتوں اور اسکی خصلتوں کا بیان کرنا ہے انسانیت کی حقیقت میں لوگوں نے بہت گفتگو کی ہے کہ یہ نام کس چیز کیلئے لائق ہے اور اسکا علم خدا کے سب طالبوں پر فرض ہے کیونکہ جو اپنے سے جاہل ہو وہ غیر سے زیادہ جاہل ہوتا ہے۔ اور جب بندہ خدا کی معرفت پر تکلیف دیا گیا ہے تو اسکو اپنی معرفت بھی چاہیئے تاکہ اپنے حدوث کے صحیح کرنے سے خداوند تعالے کے قدم کو پہچانے۔ اور اپنے فنا سے خدا کا بقا اسکو معلوم ہو۔ اور کلام مجید اسپر گواہ ہے کہ خداوند تعالی نے کافروں کی صفت ان کے جہل سے کی ہے اور کہا ہے وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ اِبْرَاهِيمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ اَیْ جَهِلَ نَفْسَهُ اور ابراہیم کے دین سے کوئی نہیں پھرتا مگر وہ کہ جسنے بیوقوف کیا اپنی جان کو یعنے اپنے نفس کو نہیں پہچانا اور شاعروں میں سے ایک نے کہا ہے مَنْ جَهِلَ بِنَفْسِهِ فَهُوَ بِالْغَيْرِ اَجْهَلُ جو اپنے نفس سے جاہل ہے وہ اس کے غیر سے زیادہ جاہل ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ اَیْ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ وَيُقَالُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالذُّلِّ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْعِزِّ وَيُقَالُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْعُبُوْدِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالرُّبُوْبِيَّةِ جسنے اپنے نفس کو پہچانا پس تحقیق اُسنے اپنے رب کو پہچانا یعنے جسنے اپنے نفس کو فانی سمجھا اُس نے اپنے رب کو باقی سمجھ لیا۔ اور کہا گیا ہے کہ جسنے اپنے نفس کو ذلت سے پہچانا اُس نے پہچانا اپنے رب کو عزت سے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس نے اپنے نفس کو عبودیت سے پہچانا اُس نے اپنے رب کو ربوبیت سے پہچانا۔ پس جو اپنے آپ کو نہیں پہچانتا وہ سب معرفت سے محجوب رہتا ہے۔ اور اس سب سے مراد اس جگہ انسانیت کی معرفت ہے۔ اور لوگوں کا اختلاف اس میں آپسمیں معارضہ کے سبب ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ انسان روح کے سوا اور نہیں ہے اور یہ بدن اسکی زرہ اور شکل ہے اور اسکے رہنے کی جگہ اور جائے پناہ ہے تاکہ طبیعتوں کے خلل سے حفاظت میں رہے۔ اور حس عقل اسکی صفت ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ جان جب اس بنیاد سے جدا ہوتی ہے تو پھر بھی اسکو انسان کہتے ہیں اور مردہ شخص سے یہ نام اُٹھتا نہیں۔ جب بدن میں جان ہوتی ہے تو زندہ انسان ہوتا ہے اور جب نہیں ہوتی تو مردہ انسان۔ دوسرے یہ ہے کہ چارپائے کے

جسم مین بھی جان رکھی گئی ہے اور چارپائے کو انسان نہین کہتے - اور اگر انسانیت کا سبب روح ہوتا
تو چاہیے تھا کہ جہان جان ہوتی وان انسانیت کا حکم موجود ہوتا - پس اس گروہ کے قول کے باطل
ہونے پر دلیل قایم ہوئی - اور ایک اور گروہ نے کہا ہے کہ یہ نام روح اور بدن پر ایک جگہ مین واقع ہوتا
ہے - اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوتا ہے تو یہ نام ساقط ہوجاتا ہے جیسا کہ ایک گھوڑے پر جب
دو رنگ سیاہ اور سفید جمع ہوتے ہین تو اسکو ابلق کہتے ہین اور جب دو رنگ ایک دوسرے سے
جدا جدا ہوں تو ایک کو سیاہ کہتے ہین اور دوسرے کو سفید - اور یہ بھی خدائے بزرگ وبلند کے قول
سے باطل ہے جو کہا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا
تحقیق آدمی پر زمانہ مین سے ایک وقت آیا ہے کہ کوئی چیز ذکر کی گئی نہ تھی - آدم کی بیجان مٹی کو انسان
کہا ہے اور ابھی تک جان اس قالب مین نہین ملی تھی - اور ایک گروہ کہتا ہے کہ انسان ایک
جزو ہے جسکی جزین نہین ہوتین اور اسکا محل دل ہے اور آدمی کی سب صفتون کا قاعدہ وہ ہے
اور یہ بھی محال ہے کیونکہ اگر ایک کو مار ڈالین اور اس سے دل باہر نکال لین تو بھی انسانیت کا نام اس سے
نہین گرتا - اور جان سے پہلے اتفاق سے آدمی کے قالب مین دل نہ تھا - مرجیون کا ایک گروہ
کہتا ہے کہ صوفیون کو ان معنون مین خلل اور غلطی واقع ہوئی ہے اور اس کا قول ہے کہ کھانے والا
اور پینے والا اور جو محل تغیر ہے وہ انسان نہین ہے - انسان سر الٰہی ہے اور یہ جسم اس کا لباس ہے
اور وہ سر الٰہی طبع امتزاج اور سنجاد اور روح کے جسم مین رکھا گیا ہے - ہم کہتے ہین کہ سب دانا ون
کے اتفاق سے مجنونون اور کافرون اور فاسقون کے لئے انسانیت کا نام ہے اور اسرار الٰہی
مین سے ان مین کوئی معنی نہین ہے - سب تغیر پانیوالے اور کھانے والے اور پینے والے ہین -
پس یہ کہنا بھی انسان کا جو سر الٰہی قالب و وجود مع لباس ہے کچھ بتا نہین اور اس کے عدم کے بعد
بھی خداوند بزرگ وبلند نے ہمارے اس سب مایہ کو جو ہم مین مرکب ہے - اُن معنون کے سوا کہ وہ
بعض آدمیون مین نہین مین انسان کہا ہے - خدائے بزرگ وبلند کا قول ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ
عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا
ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ اور تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو

برگزیدہ مٹی سے پھر پیدا کیا ہمنے اسکو ایک منی کا قطرہ مضبوط جگہ مین - پھر بنایا ہم نے منی کو لہو جما ہوا
پھر بنایا ہم نے لہو جمے ہوئے کو بوٹی گوشت کی - پھر بنایا ہم نے بوٹی کو ہڈیان پھر پہنایا ہم نے
ہڈیون کو گوشت پھر پیدا کیا ہم نے اسکو پیدائش دوسری - پس بہت برکت والا ہے اللہ بہتر پیدا
کرنے والون کا - پس خداوند بزرگ و بلند کے قول سے جو سب عالم سے بہت ہی زیادہ سچا ہے -
یہ مخصوص صورت جو آپس مین آراستہ ہے اور اسکے تغیرات - انسان ہے - چنانچہ اہل سنت کے ایک
گروہ نے کہا ہے کہ انسان وہ حی ہے جسکی صورت اس معہود صفت لیئے مقررہ صفت پر ہے کیونکہ
موت اس اسم کو معہود صورت اور موسوم آلت سے ظاہر باطن پر نفی نہین کرتی - اور معہود صورتون سے
مراد تندرست اور بیمار ہے اور آلت موسوم سے مجنون اور عاقل - اور جو زیادہ صحیح ہوتا ہے وہ خلقت
مین اتفاق سے زیادہ کامل ہوتا ہے - پس پہچان کہ انسان کی ترکیب جو زیادہ کامل ہوتی ہے -
محققون کے نزدیک تین معنون سے ہوتی ہے - ایک روح - دوسرا نفس - تیسرا بدن - اور ان مین
سے ہر عین کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جو اس عین سے قایم ہوتی ہے - روح کے لئے عقل ہے
اور نفس کے لئے ہوا - اور بدن کے لئے حس - اور آدمی کل عالم کا نمونہ ہے اور عالم دو جہان کا نام
ہے - اور دونون جہان سے انسان مین نشان ہین - اس جہان کا نشان پانی - خاک - ہوا - اور
آگ ہے - اور بلغم - خون - صفرا - سودا سے اسکی ترکیب ہے - اور اس جہان کی نشانی بہشت -
اور دوزخ اور میدان قیامت - چنانچہ جان بباعث لطافت کے بجاے بہشت کے ہے - اور
نفس آفت وحشت کے سبب بجاے دوزخ کے - اور جسم بجاے میدان قیامت کے - اور ان
دونون معنون کا جمال قہر اور موانست ہے - پس بہشت خدا کی رضا کی تاثیر ہے اور دوزخ اس کی
سختی کا نتیجہ - اور اسی طرح مومن کا روح راحت اور معرفت سے ہے اور اسکا نفس حجاب اور گمراہی
سے - اور جب تک قیامت مین مومن دوزخ سے خلاصی پائے اور بہشت مین نہ پہنچے دیدار کی
حقیقت نہین پاتا اور محبت کی صفتون مین نہین پہنچتا - اسی طرح بندہ جب تک دنیا مین
نفس سے نہ خلاصی پائے اور ارادہ کی تحقیق کو نہ حاصل کرے جو روح کا قاعدہ ہے - قربت اور
معرفت کی حقیقت کو نہین پہونچتا - پس جو دنیا مین خدا کو پہچانتا ہے اور غیرون سے منہ پھیر لیتا
ہے اور شریعت کے راستہ پر قیام کرتا ہے وہ قیامت اور دوزخ اور پلصراط کو نہین دیکھتا - اور مختصر

یہ ہے کہ مومن کا روح مومن کو بہشت کی طرف پکارنے والا ہوتا ہے کیونکہ دنیا مین بہشت کا نمونہ روح ہے - اِس ایک آدمی کے لئے جو خدا کو چاہتا ہے عقل کامدبر کامل ہے اور اِس دوسرے کے واسطے حرص کا قاعدہ ناقص - اِس ایک کی تدبیر صواب ہے اور دوسرے کی خطا - پس اِس درگاہ کے طالبون پر واجب ہے کہ ہمیشہ نفس کی مخالفت کا طریق اختیار کرین تاکہ اِسکے خلاف سے روح اور عقل کو مدد کرتے رہین واللہ اعلم -

فصل ۲ - لیکن جو مشائخون نے نفس کے بارہ مین کہا ہے وہ یہ ہے - ذوالنون مصریؒ کہتا ہے اَشَدُّ الْحِجَابِ رُؤْیَةُ النَّفْسِ وَتَدْبِیْرُهَا بندہ کے لئے زیادہ سخت نفس کی رویت اور اسکی تدبیر کی متابعت ہے - کیونکہ اسکی متابعت خدا کی مخالفت ہوتی ہے اور خدا کی مخالفت سب حجابون کا سر ہے - اور ابویزید بسطامی کہتا ہے اَلنَّفْسُ صِفَةٌ لَا تَسْکُنُ اِلَّا بِالْبَاطِلِ - نفس ایک صفت ہے کہ اسکا سکون باطل پر ہوتا ہے اور حق اسکو کبھی سیر نہین کرتا - اور علی ترمذی کا بیٹا محمد کہتا ہے تُرِیْدُ اَنْ تَعْرِفَ الْحَقَّ مَعَ بَقَاءِ نَفْسِکَ فِیْکَ وَنَفْسُکَ لَا تَعْرِفُ نَفْسَهَا فَکَیْفَ تَعْرِفُ غَیْرَهَا تو یہ چاہتا ہے کہ حق کو پہچانے اِس حالت مین کہ نفس بھی تجھ مین باقی ہو - حالانکہ تیرا نفس تو اپنے بقا سے اپنے آپ کو بھی نہین پہچانتا - اپنے غیر کو کیونکر پہچانیگا یعنے نفس اپنے حال کے بقا مین آپ اپنے سے محجوب ہے اور جب اپنے سے محجوب ہے تو خدا سے کیونکر مکاشف ہوسکتا ہے - اور جنید نے کہا ہے اَسَاسُ الْکُفْرِ قِیَامُکَ عَلٰی مُرَادِ نَفْسِکَ کفر کی بنا بندہ کا قیام ہے اپنے نفس کی مراد پر - کیونکہ نفس کو اسلام کے لطیفہ سے نزدیکی نہین ہے اِسلئے وہ پہلے ہمیشہ اِس سے پہلوتہی کرنے مین کوشش کرتا ہے اور اس سے پہلوتہی کرنیوالا منکر ہوتا ہے اور منکر بیگانہ - اور ابوسلیمان دارانی کہتے ہین اَلنَّفْسُ خَائِنَةٌ بِالْاُلْفَةِ مَانِعَةٌ مِنَ الرِّضَاءِ وَاَفْضَلُ الْاَعْمَالِ خِلَافُهَا نفس الفت مین خیانت کرنیوالا ہے اور رضا کے طلب کرنے سے مانع ہے اور عملون مین سے بہت اچھے عمل نفس کا خلاف ہے - کیونکہ امانت مین خیانت کرنی بیگانگی ہوتا ہے - اور رضا کی ترک کرنی گمشدگی - اور صوفیون کے قول اِن معنون مین اِس سے زیادہ ہین کہ وہ سب حصر ہوسکین - مین اب مقصد پر آتا ہون اور سہل کے مذہب کے ثبوت پر جو نفس کے مجاہدہ کی صحت اور اسکی ریاضت مین ہے - اور اِس کی

حقیقت مین بیان کے طریق پر۔

مجاہدۂ نفس کا بیان

اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور جن لوگون نے ہمارے راستہ مین محنت کی البتہ ہم انکو اپنی راہ دکھلاوین گے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے کہ اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِی اللّٰهِ مجاہدہ کرنیوالا وہ ہے جسنے خدا کے راستہ مین نفس سے جہاد کیا اور یہ بھی کہا ہے رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ لوٹے ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کیطرف۔ لوگون نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد اکبر کیا ہے فرمایا مجاہدۂ نفس۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفس کے مجاہدہ کو جہاد پر بزرگ رکھا ہے کیونکہ اس کا رنج زیادہ ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نفس کا مجاہدہ حرص اور ہوا کا دور کرنا ہے۔ اور جہاد قہر کرنا۔ پس پہچان کہ نفس کے مجاہدہ کا طریق واضح اور ظاہر ہے اور سب دینون اور ملتون کے لوگون کے درمیان ستودہ ہے۔ اور اس طریقت کے لوگون مین رعایت سے مختص ہے۔ اور ان کے خاص و عام مین یہ عبارت مستعمل اور جاری ہے۔ اور ان معنون مین مشائخون کی بہت رمزین اور بہت کلمے ہین۔ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اس کے اصل مین زیادہ مبالغہ کرتے ہین مجاہدہ مین انکی بہت دلیلین ہین۔ اور ذکر کرتے ہین کہ سہل نے اپنی یہ عادت کی ہوئی کہ پندرہوین روز ایکدفعہ کھانا کھاتے تھے۔ اور عقوڑی غذا پر بڑی لمبی عمر پائی۔ سب محقق مجاہدہ کو ضروری سمجھتے ہین اور مجاہدہ کو مشاہدہ کا سبب رکھتے ہین۔ ایسا ہی سہل نے بھی مجاہدہ کو مشاہدہ کی علت کہا ہے اور طلب یعنے مجاہدہ یافت یعنے عرفان حق مین بہت مؤثر بیان کیا ہے۔ سہل دنیا کی زندگانی کو جو طلب مین ہو عاقبت کی حیاتی پر جو مراد کے حصول مین ہو بزرگ سمجھتا ہے کیونکہ وہ اس کا پھل ہے جب تو دنیا مین خدمت کریگا تو عاقبت مین قربت پائیگا۔ بغیر خدمت کے وہ قربت نہین ہوتی چاہئے کہ خدا سے پہونچنے کی علت بندہ کا وہ مجاہدہ ہو جسکو وہ خدا کی توفیق سے کرے اَلْمُشَاهَدَاتُ مَوَارِیْثُ الْمُجَاهَدَاتِ مشاہدے مجاہدون کی میراث ہین۔ اور دوسرے کہتے ہین کہ خدا کے وصول کے واسطے علت نہین ہوتی کیونکہ جو خدا کو پہنچتا ہے خدا کی بخشش سے پہنچتا ہے اور بخشش کو فعل سے کیا کام ہے۔ پس مجاہدہ نفس کی تہذیب کے لئے ہے نہ قرب کی حقیقت کے لئے کیونکہ

مجاہدہ کا رجوع بندہ کیطرف ہوتا ہے اور مشاہدہ کا حوالہ خدا سے اور اس صورت مین محال ہے کہ یہ اس کا سبب ہو یا وہ اسکا آلہ۔ اس قول مین بہل نے قرآن شریف کی یہ آیت پیش کرتے ہین وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ اور جن لوگون نے ہمارے راستہ مین محنت کی البتہ ہم اُن کو اپنی راہ دکھلائین گے۔ جو مجاہدہ کرتا ہے وہ مشاہدہ پاتا ہے۔ اور نبیون کا وارد ہونا اور شریعت کا ثبوت اور کتابون کا نازل ہونا اور تکلیف کے احکام بھی سب مجاہدہ ہین۔ اگر مجاہدہ مشاہدہ کی علت نہ ہوتا تو ان سب کا حکم باطل ہوجاتا۔ اور یہ بھی ہے کہ دین اور عاقبت کے احوال کے سب احکام۔ حکم اور علتون سے تعلق رکھتے ہین اور جو حکم سے علتون کی نفی کرتا ہے اس سے شرع اور رسم سب اُٹھ جاتی ہے نہ اصل مین تکلیف کا ثبوت درست ہوتا ہے نہ فرع مین۔ کھانا بھوک کے دفع کرنے کے واسطے اور کپڑا سردی کے دور کرنے کے لئے علت ہوتا ہے۔ اور علتون کی نفی کل معنون کی تعطیل ہوتی ہے۔ پس فعلون مین سببون کا دیکھنا توحید ہے اور اس کا دور کرنا تعطیل اور اسکے لئے مشاہدہ مین دلیلین ہین اور اسکا انکار مشاہدہ کا انکار ہوتا ہے۔ اور ظاہرا مکابرہ[1] تو نہین دیکھتا کہ سرکش گھوڑے کو ریاضت کے ذریعہ چارپائے کی صفت سے آدمی کی صفت مین لے آتے ہین اور چارپائے کی صفتین اس مین بدلدیتے ہین کیونکہ کوڑا زمین سے اُٹھاتا ہے اور اپنے مالک کو دیتا ہے۔ اور گیند ہاتھ مین پکڑلیتا ہے اور ایسا ہی اَور بھی۔ اور ایک بے عقل عجمی لڑکے کو ریاضت سے عربی زبان سکھلاتے ہین اور اس کی طبعی گویائی کو بدلدیتے ہین۔ اور پھر وحشی کو ریاضت سے اس درجہ پر پہنچادیتے ہین کہ جب اسکو چھوڑدین تو چلا جاتا ہے اور جب اسکو بلائین تو آجاتا ہے۔ اور رسن اور قید۔ آزادی اور چھوڑدینے سے اسکو زیادہ دوست ہوتا ہے۔ اور پلید کتے کو مجاہدہ سے اس درجہ مین پہنچاتے ہین کہ اسکا مارا ہوا حلال ہوتا ہے اور بے مجاہدہ اور ریاضت نہ پائے ہوئے آدمی کا مارا ہوا حرام وغیرہ وغیرہ۔ پس شرع اور رسم کا مدار مجاہدہ پر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود حصول قرب اور مقصود پالینے اور عاقبت مین امن پائے جانے اور عصمت کے متحقق ہوجانے کے پھر بھی دنون کی عبادت اور راتون کی بیداری مین اسقدر سخت اور زیادہ مجاہدے کئے ہین کہ یہ حکم آیا کہ اے

[1] مکابرہ اپنی بزرگی جتانیکے لئے بحث کرنا۔ غلبہ کرنا۔ جنگ کرنا۔ سینہ زوری۔

مُحَمَّدٌ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى نہین بھیجا ہمنے قرآن تجھ پر اس لئے کہ تو اپنے آپکو ہلاک کرے - اور ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی عمارت کے وقت اینٹین کھینچ رہے تھے اور مین دیکھ رہا تھا کہ اس سے آپ کو تکلیف پہنچتی تھی - مین نے کہا یارسول اللہ صلعم یہ اینٹین مجھے دیجئے تاکہ مین آپ کی جگہ مین یہ کام کرون - آپ نے کہا اے ابوہریرہ خُذْ غَيْرَهَا فَاِنَّهٗ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ تو اور اینٹ اُٹھا کیونکہ عیش کا مقام آخرت ہے اور یہ رنج اور مشقت کا مقام ہے - اور حیان خارجہ روایت کرتا ہے کہ مین نے عمر کے بیٹے عبداللہ سے پوچھا کہ آپ عزا کے بارہ مین کیا فرماتے ہین جواب دیا نَفْسُكَ فَجَاهِدْهَا وَابْدَ اَعِنْ نَفْسِكَ فَاغْزِهَا فَاِنْ قُتِلْتَ فَاَمَّا بَعَثَكَ اللّٰهُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا - تو اپنے نفس سے جہاد کر اور اپنے نفس سے جہاد کر - پس اگر تو اسے قتل کریگا یعنے مغلوب بنالیگا تو قیامت کے دن اللہ تجھے صابر اور محتسب اُٹھائیگا - پس جسقدر عبارت کی ترکیب اور تالیف کو معنی کے بیان کرنے کے حق مین اثر ہے اسیقدر مجاہدہ کی ترکیب اور تالیف کو معنون کے اصول مین اثر ہے - جیسا کہ بیان عبارت اور عبارت کی تالیف کے سوا درست نہین ہوتا ویسا ہی اصول مجاہدہ اور اسکی ترکیب کے بغیر درست نہین - اور جو اسکے سوا دعوی کرتا ہے وہ خطا کرنیوالا ہوتا ہے - کیونکہ جہان اور اسکے حدوث کا ثبوت اسکے پیدا کرنے والیکی معرفت کی دلیل ہے - اور نفس کی معرفت اور اسکا مجاہدہ معرفت خدا کے وصل کی - اور ایک دوسرے گروہ کی یہ حجت ہے کہ یہ آیت تفسیر مین مقدم موخر ہے جیسا کہ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اَیْ وَالَّذِيْنَ هَدَيْنَاهُمْ سُبُلَنَا جَاهَدُوْا فِيْنَا اور جن لوگون نے ہماری راہ مین محنت کی البتہ ہم ان کو اپنی راہ دکھلائینگے یا جن کو ہم نے اپنی راہ دکھلائی اس راہ مین اُنھون نے کوشش کی - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے لَنْ يَنْجُوَ اَحَدُكُمْ بِعَمَلِهٖ کوئی تم مین سے اپنے عمل سے نہین چھوٹیگا قِيْلَ وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لوگون نے کہا اے رسول اللہ آپ بھی نہین خلاصی پاسکتے قَالَ وَلَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ فرمایا اسکے سوا مین بھی چھوٹونگا کہ خدا تعالی مجھ پر رحمت کرے - پس مجاہدہ بندہ کا فعل ہوتا ہے - اور محال ہے کہ بندہ کا فعل بندہ کی نجات کا سبب ہو - پس بندہ کی خلاصی اور نجات خدا کے ارادہ کے متعلق ہے نہ مجاہدہ کے - کیونکہ خداوند بزرگ و بلند نے کہا ہے

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا۔ پس جسکے لئے اللہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ اسکو ہدایت کرے اسلام کے لئے اس کا سینہ کھولدیتا ہے اور جس کے لئے یہ ارادہ کرتا ہے کہ اسکو گمراہ کرے اسکا سینہ تنگ اور بند کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ۔ جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ اپنے ارادہ کے ثبوت مین سب آدمیون کے تکلیف کی نفی کردی۔ اور اگر مجاہدہ وصول کی علت ہوتا تو شیطان مردود نہ ہوتا۔ اور اگر مجاہدہ کی ترک خدا سے رد ہونے اور دور ہونیکی علت ہوتی تو آدم علیہ السلام کبھی مقبول اور مصفا نہ ہوتے۔ پس کام عنایت کی سبقت چاہتا ہے نہ مجاہدہ کی کثرت۔ ایسا نہین ہے کہ جو زیادہ مجاہد ہو وہ زیادہ امن مین ہو بلکہ جسپر زیادہ عنایت ہوتی ہے وہ خدا کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے ایک حجرے مین طاعت کرنیوالا خدا سے دور ہوتا ہے۔ اور ایک شراب خانہ مین گنہگار خدا کے نزدیک ہوتا ہے اور سب معنون سے زیادہ شریف معنی ایمان ہے۔ جو لڑکا مکلف نہین ہے اسکا حکم ایمان کا حکم ہوتا ہے اور مجنونون کا بھی ایسا ہی پس جب زیادہ شریف بخشنیکے لئے مجاہدہ سبب نہیں ہوتا تو جو ان سے کمتر ہیں وہ بھی علت کے محتاج نہیں اور میں عثمان جلالی کا بیٹا علی کہتا ہوں کہ یہ معنون کے سوا عبارت مین خلاف ہے کیونکہ ایک کہتا ہے مَنْ طَلَبَ وَجَدَ جسنے طلب کیا پایا۔ اور دوسرا کہتا ہے مَنْ وَجَدَ طَلَبَ۔ جسنے پایا طلب کیا پانیکا سبب طلب ہوتی ہے اور طلب کا سبب پانا۔ ایک مجاہدہ کرتا ہے تاکہ مشاہدہ حاصل کرے دوسرا مشاہدہ پاتا ہے تاکہ مجاہدہ کرے اسکی حقیقت یہ ہے کہ مجاہدہ مین مشاہدہ۔ طاعت مین توفیق کے ہونے سے ہے اور توفیق خدائے بزرگ وبلند سے ایک عطا ہے۔ پس جب طاعت کا حاصل ہونا خدا کی توفیق کے سوا محال ہوتا ہے تو توفیق کا حاصل ہونا بھی طاعت کے سوا محال ہوتا ہے۔ اور جیسے مشاہدہ کے سوا مجاہدہ نہین ہوتا ویسے مجاہدہ کے سوا مشاہدہ بھی محال ہوتا ہے۔ پس خداوند تعالے کے جمال سے نور چاہیے تاکہ بندہ کو مجاہدہ پر دلالت کرے۔ اور جب مجاہدہ کے وجود کی علت وہ نور ہوتا ہے تو مجاہدہ پر ہدایت سابق ہوتی ہے۔ لیکن جو یہ قوم یعنے سہل رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے اصحاب یہ حجت کرتے ہین کہ جو مجاہدہ کا اثبات نہین کرتا سب نبیون اور کتابون کے وارد ہونے اور شریعت کا منکر ہوتا ہے کیونکہ تکلیف کا مدار مجاہدہ پر ہے اس سے یہ بہتر ہے کہ تکلیف کا مدار خدا کی ہدایت پر ہے۔ مجاہدہ

حجت کے ثبوت کے لئے ہے نہ وصل کی حقیقت کے لئے۔ خداوند بزرگ و بلند نے کہا ہے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ اگر ہم فرشتوں کو انپر بھیجیں اور مردوں کو ان کے ساتھ گویا کریں اور سب چیزوں کو انپر برانگیختہ متوجہ تک ہم نہ چاہیں وہ ایمان نہ لائیں گے کیونکہ ایمان کا سبب ہمارا ارادہ ہے۔ نہ ان کے مجاہدہ اور دلیلوں کی رویت اور یہ بھی کہا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ جو کافر ہیں انکے نزدیک حجت کا اظہار کرنا اور قیامت کے ہولوں سے ڈرانا اور اسکا ترک کرنا برابر ہے یہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ انکو ہم نے اہل ایمان سے نہیں بنایا ہے۔ اور ان کے دل بدبختی کے حکم سے مہر کئے گئے ہیں۔ پس نبیوں کا وارد ہونا اور کتابوں کا نزول اور شریعتوں کا ثبوت وصول کے اسباب ہیں نہ اس کی علت کیونکہ ابوبکرؓ تکلیف کے حکم میں ایسے ہی تھے جیسے ابوجہل لیکن ابوبکر عدل اور فضل پر پہونچگئے اور ابوجہل اس سے رہ گیا پس وصول کی علت عین وصول ہے نہ وصول کی طلب کیونکہ اگر طالب اور مطلوب دونوں ایک ہوتے تو طالب واجد ہوتا اور جب واجد ہوتا تو طالب نہ ہوتا کیونکہ رسیدہ آسودہ ہوتا ہے اور طالب آرام درست نہیں پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ جسکے دو روز برابر ہوں وہ زیان رسیدہ ہوتا ہے یعنے طالبوں کا ہر ایک دن گذشتہ دن سے بہتر ہونا چاہئے نہ برابر۔ پھر کہا ہے استقیموا ولن تحصوا راستی اختیار کرو ایک ہی حالت پر ٹھیرے نہ رہو پس مجاہدہ کو سبب کہا۔ اور آلہیہ کی تحقیق کے لئے وصول کو سبب الگ کیا۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہم گھوڑے کو مجاہدہ سے دوسری صفت پر پھیر لیتے ہیں یہ ایسا ہے کہ گھوڑے میں ایک صفت پوشیدہ ہے جبکے اظہار کے لئے مجاہدہ سبب ہے کیونکہ جب تک ریاضت نہ پائے وہ معنی ظاہر نہیں ہوتے۔ اور گدھے میں یہ معنی نہیں ہیں وہ کبھی گھوڑا نہیں ہوتا۔ نہ گھوڑے کو مجاہدہ سے گدھا بنا سکتے ہیں اور نہ گدھے کو ریاضت سے گھوڑا کیونکہ یہ ذات کا بدلنا ہے۔ پس جب کوئی چیز کسی عین کو نہیں بدلتی تو حضرت حق تعالی میں اس کا ثبوت محال ہے۔ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ پر مجاہدہ وارد ہوتا تھا کیونکہ وہ اس سے آزاد تھے۔ اور

ان کی ذات سے ان کا بیان منقطع تھا یعنے وہ مجاہد تھے نہ نسان۔ اِس گروہ کی طرح نہین جنے بغیر معاملہ کے اِس عبارت کو مذہب بنایا ہوا ہے۔ اور یہ محال ہے کہ جو کچھ عمل و اعتقاد کے متعلق ہو وہ صرف بیان ہی سے ادا ہو جائے۔ مختصر یہ ہے کہ اہل طریقت کے لئے اتفاق سے مجاہدہ اور ریاضت موجود ہے لیکن مجاہدہ مین مجاہدہ کی رویت آفت ہے۔ پس جو مجاہدہ کی نفی کرتا ہے اس سے عین مجاہدہ کی نفی مراد نہین ہے۔ بلکہ مجاہدہ کی رویت یعنے دیکھنا مراد ہے اور قدس کے محل مین اپنے فعل پر تکبر کرنیوالا نہ ہونا۔ کیونکہ مجاہدہ بندہ کا فعل ہوتا ہے اور مشاہدہ خدا کا وصول اور جب تک خدا کا وصول نہ ہو بندہ کا فعل قیمت نہین پاتا۔ ایک عمر مین آپ تیرا دل اسکو مان لیگا کہ اسقدر اپنی آہنگی کرتا ہے اور خدا کے فضل کو نہین دیکھتا جو اس قدر اپنے فعل کی باتین بناتا ہے۔ پس دوستون کا مجاہدہ خدا کا فعل ہوتا ہے ان مین ان کے اختیار کے سوا۔ اور وہ قہر اور گزارش سب نوازش ہوتی ہے۔ اور غافلون کا مجاہدہ غافلون کا فعل ہوتا ہے ان مین ان کے اختیار سے اور پریشانی اور پراگندگی ہوتی ہے اور پراگندہ دل آفت سے پراگندہ ہوتا ہے۔ پس جہان تک تجھ سے ہو سکے اپنے فعل سے عبارت نہ کر اور کسی صفت مین نفس کی پیروی نہ کر کیونکہ تیرا وجود تیرا حجاب ہے۔ اگر ایک فعل سے محجوب ہوتا تو دوسرے عقل سے حجاب اٹھ جاتا جب تیری کلیت تیرا حجاب ہے تو جب تک تو فنا کی تکلیف نہ کرے تب تک بقا کے لائق نہین ہوگا لِاَنَّ النَّفْسَ کَلْبٌ بَاغٍ وَجِلْدُ الْکَلْبِ لَا یَطْهُرُ اِلَّا بِالدِّبَاغِ کیونکہ نفس ایک باغی کتا ہے اور کتے کا چمڑا نہین پاک ہوتا مگر دباغت اور رنگ کرنے سے۔ حکایتون مین مشہور ہے کہ جب حسین منصورؒ کوفہ مین حسین علوی بن محمد کے گھر مین اترے تو ابراہیم خواص کوفہ مین آیا۔ جب اس نے حسین منصور کی خبر سنی تو ان کے پاس گیا حسین نے پوچھا اے ابراہیم ان چالیس سالون مین کہ تو اس طریقت سے تعلق رکھتا ہے ان مسئون سے تجھے کیا حاصل ہوا ہے جواب دیا توکل کا طریق مجھے مسلم ہوا ہے۔ حسین رح نے کہا ضَیَّعْتَ عُمُرَکَ فِیْ اَمْرِ الْبَاطِنِ فَاَیْنَ الْفَنَاءُ فِی التَّوْحِیْدِ تو نے عمر باطن کے امر مین ضائع کی۔ پس توحید مین کہان ہے۔ یعنی توکل مراد ہے خدا کے ساتھ اپنے معاملہ سے اور خدا پر بھروسا کرنے سے باطن کی درستی۔ اور جب کوئی شخص ایک عمر باطن کے معالجہ مین بسر کرے تو اسی

چاہیے کہ دوسری عمر ظاہر کے معالجہ مین بسر کرے۔ پس عمر اسی مین ضائع ہوگئی۔ اور ابھی تک حق سے اس مین کچھ اثر نہین ہے۔ اور شیخ بوعلی سیاہ مروزی سے حکایت کرتے ہین کہ کہا ہے مین نے اپنے نفس کو ایک صورت مین جو میری صورت کی مانند تھی دیکھا کہ کسی نے اُسکے بال پکڑے ہوئے تھے اور اُسکو مجھے دیدیا۔ مین نے اُسکو ایک درخت سے باندھدیا اور اُس کے مارنیکا ارادہ کیا۔ نفس نے مجھے کہا اے اباعلی رنج نہ اُٹھا کیونکہ مین خدا کا لشکر ہون اور تو مجھے کم نہین کرسکتا۔ اور محمد علیان نسولی رح سے جو جنید کے بہت بڑے اصحابون مین سے تھے روایت کی ہے کہ کہا ہے کہ مین حال کے ابتدا مین جب نفس کی آفتون پر مینا ہوا اور اسکی کمین گاہونکو جان لیا تو نفس سے ہمیشہ میرے دل مین کینہ رہتا تھا۔ ایکدن کوئی چیز بلی کے بچہ کی مانند میرے حلق سے باہر آئی اور حق تعالیٰ نے مجھے شناسا کیا مین نے جانا کہ وہ نفس ہے۔ اسکو مین پاؤن کے روندنے اور لاتین مارنے لگا مگر وہ جون جون لاتین کھاتا اُسی قدر وہ بڑھتا جاتا تھا۔ مین نے اسے کہا کہ سب چیزین تو رنج دینے اور زخم لگانے سے ہلاک ہوجاتی ہین تو کیون اور بڑھتا جاتا ہے۔ جواب دیا اس لئے کہ میری پیدائش اُلٹی ہے جو اور چیزون کے لئے رنج ہے وہ میرے لئے راحت ہے اور جو اور چیزون کے واسطے راحت ہے وہ میرے لئے رنج ہے۔ شیخ ابوالعباس اشقانی رح نے جو وقت کے امام تھے کہا ہے کہ ایکدن مین گھر مین آیا ایک چھوٹا سا زرد کتا اپنی جگہ پر سویا ہوا دیکھا۔ مین سمجھا کہ محلہ مین سے یہان آگیا ہے اسکے نکالدینے کا ارادہ کیا وہ میرے دامن کے نیچے گھس گیا اور گم ہوگیا۔ اور شیخ ابوالقاسم کرکانی رح جو اوجکے وقت قطب اور مدار ہین اللہ انکو باقی رکھے انہون نے حال کے ابتدا سے نشان دیا ہے کہ مین نے نفس کو ایک سانپ کی صورت مین دیکھا ہے۔ اور ایک درویش نے کہا ہے کہ مین نے نفس کو ایک چوہے کی صورت مین دیکھا ہے۔ مین نے کہا تو کون ہے۔ جواب دیا مین غافلون کے لئے ہلاکت ہون اور ان کے شر کے ارادے اور ان کی بدی اور دوستون کے لئے نجات ہون کیونکہ میرا وجود آفت ہے اگر مین دوستون کے ساتھ نہ ہوتا تو وہ اپنی پاکی پر مغرور ہوجاتے اور اپنے فعلون پر متکبر کیونکہ جب دلون کی پاکی اور بھید کی صفائی اور ولایت کے نور اور طاعت پر اپنی استقامت کو دیکھتے ہین تو ہوا اور تکبر ان مین پیدا ہوتا ہے اور پھر جب مجھے اپنے دونون پہلوؤن مین دیکھتے ہین تو وہ

سب اِن سے پاک ہوجاتا ہے۔ یہ سب حکایتین اسپر دلیل ہین کہ نفس ایک عین ہے نہ صفت۔ اور نفس کے لئے صفت ہے اور ہم اسکی صفتون کو ظاہر دیکھتے ہین۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اَعْدٰی عَدُوُّكَ نَفْسُكَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ سب دشمنون سے زیادہ دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونون پہلوؤن مین ہے۔ پس جب نفس کی معرفت حاصل ہو تو ریاضت سے اسکو ہاتھ مین لاسکتا ہے۔ لیکن نفس کا اصل اور پایہ نیک نہین ہوتا اور جب نفس کی شناخت درست ہوئی تو طالب کو اس مین نفس کی بقا سے خوف نہین ہوتا لِاَنَّ النَّفْسَ كَلْبٌ نَاجِسٌ وَاِمْسَاكُ الْكَلْبِ بَعْدَ الرِّیَاضَتِ مُبَاحٌ کیونکہ نفس ایک آزار کتا ہے اور ریاضت کے بعد کتے کا باندھ رکھنا مباح ہے۔ پس نفس کا مجاہدہ نفس کے وصفون کے فنا کے واسطے ہوتا ہے نہ اسکی عین کے فنا کے لئے۔ اور شیخون کے ان معنون مین بہت سخن ہین لیکن کتاب کی طوالت کے خوف کے لئے اسی قدر کفائیت کی ہے۔ اب ہوا کی حقیقت اور شہوت کے ترک کرنیکا بیان لکھتے ہین و للہ التوفیق۔

ہوا کی حقیقت کا بیان

پہچان کہ ہوا ایک گروہ کے نزدیک نفس کے وصفون سے مراد ہے اور دوسرے گروہ کے نزدیک طبع کے اس ارادے سے مراد ہے جو نفس مین مدبر اور متصرف ہے جیسا کہ عقل اور روح مین اور ہر روح کے جس کے لئے اپنے نمو کی جگہ مین عقل سے کوئی قوت نہ ہو یعنے جس روح مین عقل قوی نہ ہو وہ ناقص ہوتا ہے۔ اور جس نفس مین ہوا قوی نہ ہو وہ بھی ناقص۔ پس روح کا نقص قربت کا نقص ہے۔ اور نفس کا نقص عین قربت ہے۔ اور ہمیشہ ہر بندہ کے لئے عقل اور ہوا کی طرف سے دعوت رہتی ہے۔ لیکن جو عقل کی دعوت کے پیرو ہو وہ ایمان پر پہونچتا ہے اور جو ہوا کی دعوت کے پیرو ہو وہ گمراہی اور کفر پر۔ پس ہوا و اصلون کے لئے حجاب ہے۔ اور نامردون کے بیٹھرنے کی جگہ۔ اور طالبون کے مزہ پھیر لینے کا محل۔ اور بندہ نفس کے خلاف کرنے پر امر کیا گیا ہے اور نفس کی خواہش پر ارتکاب سے منع لِاَنَّ مَنْ رَكِبَهَا هَلَكَ وَمَنْ خَالَفَهَا مَلَكَ کیونکہ جو نفس پر سوار ہوا یعنے اسکی پیروی کی وہ ہلاک ہوا اور جس نے اسکی مخالفت کی وہ مالک ہوا۔ جیسا کہ خداوند بزرگ و بلند نے کہا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ

عَنِ الْھَوٰی اور جو اپنے جذبے سے ڈرا اور ہوا سے اپنے نفس کو منع کیا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِتِّبَاعُ الْھَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ میری امت پر سب سے زیادہ خوفناک امر ہوا کی پیروی اور امید کی درازی ہے۔ اور ابن عباسؓ سے ذکر کرتے ہیں کہ خدائے بزرگ و بلند کے قول کی تفسیر میں کہا ہے اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰہُ اَیِ الْھَوٰی اِلٰھًا مَعْبُوْدًا پس کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جسنے پکڑا اپنا معبود اپنی خواہش کو وہ شخص کہ جسکی ہوا خدا کے سوا اسکا معبود ہے اور رات دن اس کی سب ہمت اپنی ہوا کے طلب کرنے میں ہے اسپر افسوس ہے۔ اور سب ہوائیں دو قسم پر ہیں۔ ایک لذت اور شہوت کی ہوا دوسری مخلوق کے مرتبہ اور ریاست کی ہوا۔ جو کسی لذت کی ہوا کی پیروی کرنیوالا ہوتا ہے وہ شراب خانہ میں ہوتا ہے اور لوگ اُسکے فتنہ سے بے غم ہوتے ہیں۔ لیکن جو مرتبہ اور کسی ریاست کے ہوا کے پیرو ہو وہ طمعوں اور خواہشوں میں ہوتا ہے اور لوگوں کے واسطے فتنہ ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ راستہ سے بے راہ ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی گمراہی کی طرف لیجاتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ مُتَابَعَتِ الْھَوٰی۔ پس ہوا کی پیروی سے ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ پس جسکی کل حرکات حرص پر مبنی ہوں اور ہوا کی پیروی اُس کی عین رضا ہو وہ خواہے آسمان پر ہی کیوں نہ ہو خدا سے دور ہوگا اور وہ جسکو ہوا سے برتیت ہو اور اُسکی پیروی سے گریزدہ خدا کے نزدیک ہوتا ہے اگرچہ بُت خانہ میں ہو۔ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک وقت سنا کہ روم میں ایک راہب ہے جو ستر سال سے رہبانیت یعنے اپنے مذہب کے موافق زہد کے لئے گرجا میں بیٹھا ہے۔ میں نے کہا بہت ہی تعجب ہے۔ کہ رہبانیت کی شرط تو چالیس سال ہوتی ہے اور یہ مرد کس مذہب پر ستر سال اس گرجا میں بیٹھا رہا ہے۔ میں نے اسکو دیکھنا چاہا۔ جب اُس کے پاس پہنچا تو اُس نے دریچہ کو کھولدیا اور مجھے کہا ابراہیم میں نے جان لیا کہ تو کس کام کے لیے آیا ہے میں ستر سال اس جگہ رہبانیت کے لئے نہیں بیٹھا ہوں بلکہ میں ایک کُتا رکھتا ہوں جو حرص اور ہوا سے شدید ہے۔ میں اس جگہ اس لیے بیٹھا ہوں کہ اس کتے کی نگہبانی کروں اور اس کا شر لوگوں سے دور رکھوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مجھے تو ایسا نہ سمجھتا۔ جب یہ بات میں نے اس سے سُنی تو میں نے کہا اے اللہ تو قادر ہے کیونکہ عین گمراہی میں تو بندہ کو ثواب کا راستہ دکھلاتا ہے اور

سیدھا راستہ کرامت کرتا ہے مجھے کہا اے ابراہیم کب تک لوگون کو طلب کریگا۔ جا اپنے آپ کو طلب کر جب تونے پایا تو اپنا نگہبان ہوگیونکہ یہ ہوا ہر روز تین تین چھ چھ سو طرح کا اہیت کا لباس پہنتی ہے۔ اور بندہ کو گمراہی کیطرف دعوت کرتی ہے۔ اور جب تک بندہ مین گناہ کی ہوا پیدا نہ ہو تب تک شیطان کو بندہ کے دل اور باطن مین مجال نہین ہوتی۔ اور جب ہوا سے کچھ مایہ ظاہر ہوتا ہے اسوقت شیطان اسکو لے لیتا ہے اور آرائش دیتا ہے اور دل پر اسکا جلوہ کرتا ہے اسکو وسواس کہتے ہین پس ابتدا ہوا سے ہوتی ہے وَالْبَادِیْ اَظْلَمُ اور ابتدا کرنیوالا زیادہ ظالم ہوتا ہے۔ یہ خدائے بزرگ وبلند کے اس قول کے معنے ہین جو شیطان کو اُسوقت کہا جبکہ وہ کہتا تھا مین سب لوگون کو راستہ سے بے راہ کرونگا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ تحقیق تجکو میرے بندون پر کچھ غلبہ نہین ہے۔ پس شیطان حقیقت مین نفس اور بندہ کی ہوا ہے اسی لیئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ مَامِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ غَلَبَہُ الشَّیْطَانُ اِلَّا عُمَرُ فَاِنَّہُ غَلَبَ الشَّیْطَانَ ایسا کوئی نہین ہے جسپر شیطان نے غلبہ کیا ہو یعنے ہوا نے انسانون مین سے ہر ایک پر غلبہ کرلیا ہے مگر عمرؓ کیونکہ شیطان یعنے اپنے پر غالب رہے ہین پس ہوا آدم کی سرشت کی ترکیب اور آدم کے فرزندون کی جان کا راحت ہے کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اَلْھَوٰی وَالشَّھْوَۃُ مَعْجُوْنَتَانِ بِطِیْنَۃِ ابْنِ اٰدَمَ ہوا اور شہوت آدمی کی اولاد کی سرشت مین گوندھی گئی ہے۔ ہوا کی ترک بندہ کو امیر کرتی ہے اور اسکا اختیار کرنا امیر کو اسیر یوسفؑ نے ہوا کو ترک کیا قیدی تھا امیر ہوا۔ اور جنیدؒ سے لوگون نے پوچھا مَا الْوَصْلُ وصل کیا ہے قَالَ تَرْکُ اِرْتِکَابِ الْھَوٰی کہا ہوا کے اختیار کرنیکی ترک۔ جو یہ چاہتا ہے کہ خدا کے وصل سے گرم ہو اسکو کہو ہوا مین نفس کا خلاف کر کیونکہ بندہ اس کے سوا کسی عبادت سے خدا سے نزدیکی نہین کرتا۔ زیادہ بزرگ وہی ہوتا ہے جو ہوا کا خلاف کرتا ہے۔ کیونکہ ناخنون سے پہاڑ کا کھودنا ہوا کے خلاف کرنے سے آدمی کے لئے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اور حکایتون مین مجھے معلوم ہوا ہے کہ ذوالنون مصریؒ نے کہا ہے۔ مین نے ایک کو دیکھا جو ہوا مین اُڑتا تھا۔ مین نے اسکو کہا کہ یہ درجہ تونے کیونکر پایا۔ جواب دیا کہ ہوا پر مین نے قدم رکھا ہے اس لیئے ہوا مین اڑا ہون۔ اور فضل بلخیؒ کے بیٹے محمدؒ سے ذکر ہے کہا ہے۔ مجھے اُس شخص سے تعجب ہے

جو اپنی ہوا کی متابعت سے خدا کے گھر جاتا ہے۔ مگر وہان بھی جاکر ہوا کی ہی زیارت کرتا ہے۔ کس لئے ہوا پر قدم نہیں رکھتا تاکہ خدا کو پہنچے اور اسکا دیدار کرے۔ لیکن نفس کے لئے زیادہ ظاہر صفت شہوۃ ہے اور شہوتیں سات ہیں جو آدمی کی جزوں میں پراگندہ ہیں اور سب حواس شہوت کی جگہیں ہیں اور بندہ سب کی حفاظت کے لئے تکلیف دیا گیا ہے اور ہر ایک کے فعل سے سوال کیا گیا ہے آنکھ کی شہوت دیکھنا ہے۔ اور کان کی سننا۔ اور ناک کی سونگھنا۔ اور زبان کی بولنا۔ اور تالو کی چکھنا۔ اور جسم کی چھونا۔ اور سینہ کی سوچنا۔ پس چاہیئے کہ طالب اپنا پاسبان اور حاکم ہو اور راتدن اپنا زمانہ اس میں بسر کرے تاکہ ان کے ہوا کے ارادوں کو جو حواس میں پیدا ہوتے ہیں اپنے سے منقطع کرے اور خداوند تعالےٰ سے درخواست کرے تاکہ اللہ اسکو اس صفت پر بنائے کہ ہوا کا یہ ارادہ اسکے باطن سے دور ہو۔ جو شہوت کے بحر میں مبتلا ہوتا ہے وہ سب معنوں سے محجوب ہوتا ہے۔ پس بندہ اگر تکلف سے اسکو اپنے سے دفع کرے تو اسکا رنج زیادہ ہوتا ہے اور اس کی جنسوں کا وجود پے در پے ہوتا ہے۔ اور اسکا طریق تسلیم ہے تاکہ مراد حاصل ہو۔ بوعلی سیاہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کرتے ہیں کہ کہا ہے۔ میں ایک حمام میں گیا ہوا تھا اور سنت کی موافقت پر ستر کی رعایت کرتا تھا۔ میں نے اپنے آپ میں کہا اے ابوعلی اس عضو کو جو شہوت کا منبع ہے اور جسنے تجھے اتنی آفت میں مبتلا کیا ہے اپنے سے جدا کردے تاکہ تو شہوت سے چھوٹ جائے۔ میرے کان میں آواز آئی کہ اے اباعلی کیا میرے ملک میں تصرف کرتا ہے شاید میرے آراستہ کئے گئے عضو کے لئے کوئی اور عضو بہتر ہے۔ ہمیں اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر اس کو تو اپنے سے جدا کریگا تو ہم تیرے ہر بال میں اس سے سوگنی شہوت رکھیں گے جو اس عضو میں ہے۔ بندہ کو اپنی بنیاد کی چیزوں میں تصرف نہیں ہے۔ لیکن خدا کی توفیق سے صفت کے تبدیل کرنے اور امر کے تسلیم کرنے اور اپنی طاقت کے کنارہ کرنے میں کسب ہے۔ اور حقیقت میں جب تسلیم آئی تو عصمت آئی اور خدا کی عصمت سے بندہ مجاہدہ کی نسبت حفاظت اور آفت کے فنا کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے لِاَنَّ النَّفْیَ الذَّهَابَ بِالْكُلِّيَّةِ اَيْسَرُ مِنْ نَفْيِهَا بِالْمُدَافَعَةِ کیونکہ فرشتوں تک جانیکی نفی آسان ہے۔ مدافعت تک جانیکی نفی سے۔ پس خدا کی حفاظت سب آفتوں کی دور کرنیوالی ہے اور سب علتوں کے اٹھانے والی۔ اور کسی صفت پر بندہ کو خدا کے ساتھ مشارکت

نہین ہے - اور اس کے سوا جو خدا نے فرمایا ہے اسکے ملک مین تصرف نہین - اور جب تک خدا کی عصمت مقدر نہ ہو تب تک کوشش سے بندہ کسی چیز سے باز نہین رہ سکتا - کیونکہ حد کوشش سے کوشش ہوتی ہے - اسلئے کہ جب خدا کی طرف سے کوشش بندہ کے ساتھ نہ ہو کوشش اسکو فائدہ نہین دیتی اور طاعت کی قوت کوشش سے ساقط ہو جاتی ہے - اور سب کوششین دو جگہون مین صورت باندھتی ہین یا تو بندہ اس لئے کوشش کرے کہ خدا کی تقدیر کو اپنے سے پھیر دے یا آپ تقدیر کے خلاف کوئی چیز اپنے لئے کسب کرے اور یہ دونون روا نہین - کیونکہ تقدیر کوشش سے بدلتی نہین - اور کوئی کام تقدیر کے سوا نہین ہے - ذکر ہے کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے - ایک طبیب ان کے پاس آیا اور انہین کہا کہ پرہیز کیجئے - پوچھا کس سے پرہیز کرون اس چیز سے جو میری روزی ہے یا اس سے جو میری روزی نہین - اگر روزی سے پرہیز چاہیے تو وہ نہین ہو سکتا - اور اگر اُس سے چاہیے جو میری روزی کے سوا ہے تو وہ مجھے نہین دیتے لان المشاہد لا یجاھد جسکو خدا نے مشاہدہ عطا فرمایا ہے وہ مجاہدہ نہین کرتا - خدا نے چاہا تو یہ مسئلہ اور جگہ احتیاط سے بیان کرتا ہون +

اور حکیمون کی محبت علی حکیم ترمذی کے بیٹے ابی عبداللہ محمد سے ہے - یہ وقت کے امامون مین سے امام تھے - سب ظاہری باطنی علمون مین ان کی بہت تصنیفین ہین اور ان کے طریق اور سخن کا قاعدہ ولایت پر ہے - اور طریقت کی حقیقت سے عبارت کیا کرتے تھے - اور ولیون کے درجون اور ان کی ترتیب کی رعایت کرنے سے - اور درجون اور ترتیب کی رعایت یہ بہت سے عجائبات کے ساتھ ایک علیحدہ بے انتہا بحر ہے - اور ان کے مذہب کی کشف کا ابتدائی اصول یہ ہے کہ تو یہ جان لے کہ خداوند تعالیٰ کے کچھ دوست ہین جنہین اُسنے لوگون سے برگزیدہ کیا ہے اور ان کی ہمت کو دنیا کے علاقون سے منقطع - اور ان کی ہوا اور نفس کے ارادون کو لیلیا ہے اور ہر ایک کو ایک درجہ مین ٹھہرا لیا ہے - اور ان معنون کا دروازہ ان پر کھولا ہے اور یہ بڑی لمبی بات ہے - اس کے چند اصلون کی مین شرح کرتا ہون تاکہ معلوم ہو - اور اب مین مختصر طور پر اسکی تحقیق بیان کرتا ہون اور اسباب اور صفتین اور لوگون کے سخن مقولے لکھتا ہون - منشاء اللہ عزوجل -

ولائیت کے ثبوت کا بیان

پہچان کہ تصوف اور معرفت کے طریقہ کی بنیاد اور قاعدہ سب ولائیت اور اس کے اثبات پر ہے - سب شیخ ولایت کے ثبوت کے حکم مین موافق ہین لیکن ہر ایک نے اوطرح کی عبارت سے اسکو بیان کیا ہے - لیکن علی کا بیٹا محمد رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت کے لانے مین مخصوص ہے خصوصًا طریقت کی حقیقت کے لئے "وَلَا" واؤ کی زبر سے لغت مین نصرت کے معنونمین ہے - اور "وِلَایَت" واؤ کی زیر سے امارت ہے - اور دونون "وَلِیَ" کی مصدرین بھی ہین - اس صورت مین یہ دو ایسے لغت ہین جیسے دلالت اور ذلالت - اور ولائیت ربوبیت کے معنون مین بھی ہین کیونکہ خدائے بزرگ و بلند نے کہا ہے هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ وہان اللہ سچے کا سب اختیار ہے - کافر اس سے تولی کرینگے اور اپنے معبودون سے کنارہ اور ولائیت محبت کے معنون مین بھی ہے اور ولی ہوسکتا ہے کہ فعیل کے وزن پر ہو بمعنے مفعول جیسا کہ خدائے بزرگ و بلند نے کہا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ اور وہ نیک بندون کی حمایت کرنے والا ہے - کیونکہ خداوند تعالیٰ اپنے بندہ کو اسکی صفتون اور فعلون پر نہین چھوڑتا اور اپنے سایہ اور اپنی حفاظت مین رکھتا ہے - اور یہ بھی روا ہے کہ فعیل کے وزن پر ہو جو فاعل مین مبالغہ کے معنون مین ہے کیونکہ بندہ کی خدا کی طاعت سے محبت کرتا ہے اور اس کے حقون کی رعایت پر ہمیشگی اور اسکے غیر سے منہ پھیرتا ہے - پہلا جو بمعنی مفعول ہے مرید ہوتا ہے - اور دوسرا جو بمعنی فاعل ہین مبالغہ ہے - مراد - اور یہ سب معنی خدا سے بندہ کیطرف اور بندہ سے خدا کیطرف روا ہوتے ہین - کیونکہ روا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے دوستون کے ساتھ ہو کیونکہ خداوند تعالیٰ نے اپنے دوستون کے لئے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابون مین سے ہین نصرت کا وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ خبردار ہو تحقیق خدا کی مدد نزدیک ہے اور یہ بھی کہا ہے وَاِنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ اور کافرون کا تحقیق کوئی مولی نہین یعنے کوئی انکا مددگار نہین جب کافرون کے لئے نا مرہین ہوتا تو ضرور مومنکے واسطے نامر ہوتا ہے جو انکے عقلونکو آیتون پر دلیل لانے مین اور انکے دلون پر معنی کے بیان کرنے مین اور انکے بھیدون پر دلیلونکی کشف مین یاری کرتا ہے - اور مومنونکو نفس اور شیطان کی مخالفت اور اپنے کامون کی موافقت پر مدد دیتا ہے - اور یہ

بھی روا ہوتا ہے کہ دوستی ہین انکو مخصوص کرے اور عداوت کے محل سے نگاہ رکھے یعنی ہم انکو نہین دوست رکھتا ہے اس لئے یہ اسکی دوستی سے اسکو دوست رکھتے ہین اور مخلوق سے منہ پھیر لیتے ہین تاکہ خدا ان کا ولی ہو اور یہ اس کے اولیا۔ اور روا ہوتا ہے کہ طاعت پر اقامت کرنیکے لئے ایک کو ولایت دے اور اسکو اس لئے حفظ اور عصمت ہین رکھے کہ وہ اسکی طاعت پر اقامت کرے اور مخالفت سے پرہیز کرے اور شیطان اس کی حس سے بھاگے۔ اور روا ہوتا ہے کہ ایک کو اسلئے ولایت دے کہ اسکا حل یعنے کشائش ملک مین کشائش ہو اور اسکی عقد یعنی بندش ملک مین بندش ہو۔ اور اس کی دعا قبول اور اس کے قول مقبول ہون۔ جیسا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے رب اشعث اغبر ذی طمرین لا یوبہ بہ لو اقسم علی اللہ لابرہ اکثر آدمی ہین کہ ژولیدہ اور غبار آلودہ بال ہین اور پھٹے ہوئے کپڑے۔ لوگ ان کی پروا نہین کرتے اگر وے خدا کی قسم کھاتے ہین تو خدا انکی قسم کو ضائع نہین کرتا۔ مشہور ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رض کی خلافت مین دریاے نیل اپنی عادت پر ٹھیر گیا کیونکہ جاہلیت کے زمانہ مین ہر سال ایک آراستہ لونڈی اس مین ڈالتے تھے پھر رواں ہوتا تھا۔ حضرت عمر رض نے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا کر اے پانی اگر تو اپنے آپ ٹھیر گیا ہے تو رواں نہ ہو اور اگر خدا کے حکم سے ٹھیرا ہے تو عمر کہتا ہے کہ رواں ہو۔ جب لوگون نے یہ رقعہ پانی مین ڈالا تو وہ رواں ہو گیا۔ اور یہ امارت حقیقی امارت ہے پس میری مراد ولایت اور ولایت کے ثبوت سے یہ ہے کہ تو جان لے کہ ولی کا نام اس شخص کے لئے روا ہوتا ہے کہ یہ ذکر کئے گئے معنی اس مین موجود ہون۔ جیسا کہ عمر کا یہ حال تھا جو مین نے کہا ہے۔ قال۔ اور اس سے پہلے شیخون نے اس مین کتابین لکھی ہین جو ایک عزیز سے جاتی رہین اب مین اس پیر کی عبارت کو جو صاحب مذہب ہے جمال دیتا ہون۔ میرا ان پر بڑا اعتقاد ہے تاکہ تجھے زیادہ فائدے حاصل ہون اور سوا اسکے اسکو بھی جو اس طریقت کے طالبون مین سے اس کتاب کے پڑھنے کی سعادت حاصل کرے۔ انشاء اللہ عزوجل۔

فصل ۳۔ پہچان کہ یہ لفظ لوگون مین پے در پے مشہور ہے اور کتاب اور سنت اسپر گواہ ہے جیسا کہ خدا بزرگ و بلند نے کہا ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ خبردار ہو تحقیق اللہ کے دوستون پر خوف نہین اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اور یہ بھی کہا

ہے اَوْلِیَاءُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تمہارے اولیا دنیا اور آخرت کی حیاتی مین ہین اور دوسری جگہ کہا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اللہ ولی ہے اُن لوگون کا جو ایمان لائے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَعِبَادًا یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ قِیْلَ مَنْھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صِفْھُمْ لَنَا لَعَلَّنَا نُحِبُّھُمْ قَالَ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ اَمْوَالٍ وَاَنْسَابٍ وُجُوْھُھُمْ نُوْرٌ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ ثُمَّ تَلَا اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اللہ کے بندون مین سے ایسے بندے بھی ہین کہ انبیا اور شہدا اُنپر رشک کرتے ہین اور پوچھا گیا اے رسول اللہ وہ کون ہین ہمارے لئے انکی تعریف کر تاکہ ہم ان سے محبت کرین۔ فرمایا وہ قوم ہے جو مالون اور کسب حاصل کرنے کے سوا خدا کی ذات سے محبت کرتی ہین ان کے چہرے نور کے ہین اور نور کے ممبرون پر ہین جب لوگ خوف زدہ ہوتے ہین تو نہین خوف کرتے۔ اور جب غمزدہ ہوتے ہین تو وہ غمگین نہین ہوتے۔ پھر پڑھا تحقیق خدا کے دوست ان پر خوف نہین ہے اور نہ غمگین ہوتے ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی کہا ہے کہ خدا بزرگ و بلند نے فرمایا ہے مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدِ اسْتَحَلَّ مُحَارَبَتِیْ جس نے میرے دوست کو دکھ دیا تحقیق اُس نے میرے جنگ کو حلال کیا اور اس سے یہ مراد ہے کہ تو پہچان لے کہ خداوند تعالیٰ کے دوست ہین جنہین دوستی اور ولایت سے مخصوص کیا ہے۔ اور اس کے ملک کے والی ہین جنہین برگزیدہ کیا ہے اور اپنے فعل کے اظہار کا نشانہ بنایا ہے۔ اور طرح طرح کی کرامتون سے انکو خاص کیا ہے۔ اور طبعی آفتین ان سے پاک کی ہین اور نفس کی پیروی سے انکو چھوڑایا ہے۔ اِسلئے ان کی ہمت خدا کے سوا نہین ہے اور نہ ان کی محبت اس کے بغیر۔ ہم سے پہلے گذشتہ قرنون مین ہوئے ہین اور اب بھی ہین اور اس کے بعد قیامت تک رہین گے کیونکہ خداوند تعالیٰ ان کا ہونا چاہتا ہے اِس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے اس امت کو سب امتون پر بزرگی دی ہے اور ذمہ واری کی ہے کہ ہین محمد صلعم کی شریعت کو نگاہ رکھونگا جب نقلی اور عقلی دلیل آج کے دن تک علما کے درمیان موجود ہے تو چاہئے کہ عینی دلیل بھی خداوند کے خاصون اور ولیون کے درمیان موجود ہو۔ اور اس مین ہمارے لئے دو گروہون نے خلاف کیا ہے ایک

معتزلہ اور دوسرے عام حشوی۔ معتزلہ ولیون مین سے ایک پر دوسرے کی تخصیص کا انکار کرتے ہین اور ولی کی تخصیص کی نفی نبی کی تخصیص کی نفی ہوتی ہے۔ اور یہ کفر ہے۔ اور عام حشوی تخصیص کو روا نہین رکھتے لیکن یہ کہتے ہین کہ "ہوئے ہین آج کے دن نہین ہے"۔ اور یہ انکار ماضی اور مستقبل دونون کا ایک ہوتا ہے کیونکہ کوئی طرف انکار کرنے سے دوسری طرف سے بہتر نہین ہوتی پس خداوند تعالیٰ نے نبی کی دلیل کو آجکے دن باقی کیا ہے اور ولیون کو اس کے اظہار کا سبب بنایا ہے تاکہ ہمیشہ خدا کی نشانیان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کی دلیل ظاہر ہو۔ اور ان ولیون کو جہان کا والی بنایا ہے۔ اسلئے تنہا ہو کر اس کی حدیث کے لئے ہوتے ہین۔ اور نفس کی پیروی کے راستہ کو بند کر دیا ہے۔ اسلئے آسمان سے مینہ ان کے قدمون کی برکت سے آتا ہے۔ اور زمین سے انگوریان ان کے احوال کی صفائی سے اگتی ہین۔ اور کافرون پر مسلمان ہمت اور فتح ان کی دعا سے حاصل کرتے ہین۔ چار ہزاران مین سے ایسے ہین جو پوشیدہ ہین اور ایک دوسرے کو نہین پہچانتے اور اپنے جمال کا حال نہین جانتے۔ اور سب احوال مین اپنے سے اور لوگون سے چھپے رہتے ہین۔ حدیثین اسپر وارد ہین اور سخن اسپر گواہ۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اپنی مراد ان معنون مین ظاہر ہوئی ہے۔ اور جو اہل حل اور عقد ہین یعنے کھولنے باندھنے والے اور خدا کی درگاہ کے سردار وہ تین سو ہین انکو اخیار کہتے ہین۔ اور چالیس اور ہین کہ اُن کو ابرار کہتے ہین۔ اور سات اور ہین کہ اُن کو ابدال کہتے ہین اور چار اور ہین کہ اُن کو اوتاد کہتے ہین۔ اور تین اور ہین اُنہین نقیب بولتے ہین۔ اور ایک اور ہے کہ جسکو قطب کہتے ہین اور غوث بھی۔ اور یہ سب ایک دوسرے کو جانتے ہین۔ اور کاموں مین ایک دوسرے کے اذن کے محتاج ہوتے ہین اور روایت کی گئی حدیثین اسپر گواہ ہین۔ اور اہل سنت اسکی صحت پر متفق ہین۔ اور اس کی شرح کرنی اور پھیلانا اسجگہ مقصود نہین ہے۔ اور اس جگہ عام آدمی اسپر اعتراض کرتے ہین جو مین نے یہ کہا ہے کہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہین کہ ان مین سے ہر ایک ولی ہے کہتے ہین پس چاہیے کہ اپنی عاقبت سے امن مین ہون اور یہ محال ہے کہ ولایت کی معرفت امن کا تقاضا کرے۔ جب یہ روا ہے کہ مومن اپنے ایمان سے عارف ہو اور امن مین نہ ہو تو یہ بھی روا ہے کہ ولی اپنی ولایت سے عارف ہو اور امن مین نہ ہو۔ لیکن روا ہوتا ہے کہ کرامت کی جہت تعالیٰ

ولی کو اسکے حال کی صحت اور مخالفت سے نگاہ رہنے مین اسکی عاقبت کے امن سے عارف کرے - اور اس جگہ شیخون کو خلاف ہے اور خلاف کا سبب مین نے پیدا کیا ہے - چار ہزار جو پوشیدہ ہین ولی کی معرفت اپنے لئے ولایت مین روا نہین رکھتے اور جو اس گروہ کے سوا ہین وہ روا رکھتے ہین - اور فقیہون مین بہت پہلے گروہ کے موافق ہین اور بہت دوسرے کے اور متکلمون کا حال بھی ایسا ہی ہے - استاد ابو اسحاق اسفرائی اور پہلے بزرگون کی ایک جماعت اس پر ہین کہ ولی اپنے آپ کو نہین پہچانتا کہ وہ ولی ہے جب ہم پوچھتے ہین کہ اس گروہ کو اس معرفت مین اپنے لئے کیا زیان اور آفت ہے تو کہتے ہین کہ جب جانتا ہے کہ مین ولی ہون تو اپنے پر مغرور ہو جاتا ہے ہم کہتے ہین کہ ولایت کی شرط خدا کا نگاہ رکھنا ہے اور وہ آفت سے محفوظ ہوتا ہے غرور اسپر روا نہین ہوتا - اور یہ بہت ہی عام لوگون کا سخن ہے کہ کوئی ولی ہو اور کرامتین اسپر عادتون کے توڑنیوالی گذرتی ہین وہ نہین جانتا کہ مین ولی ہون اور یہ کرامتین ہین - اور عام لوگون مین سے ایک گروہ نے اس دوسرے گروہ کی تقلید کی اور بعض نے پہلے کی - اور جو ولی کی معرفت کے نہ ہونے کے قائل ہین ان کا قول معتبر نہین - لیکن معتزلہ فرقہ کے لوگ کرامتون اور تخصیص کی کلیت کے منکر ہوتے ہین - اور ولایت کی حقیقت کرامتین اور تخصیص ہے - اور کہتے ہین کہ جب فرماں بردار ہون تو سب مسلمان خدا کے ولی ہین اور جس نے ایمان کے حکمون کو فنا کیا اور صفات اور رویت کا منکر ہوا اور مومن کا دوزخ مین داخل ہونا روا رکھا - اور پیغمبرون کے وارد ہونے اور کتابون کے نازل ہونے کے سوا مجرد عقل پر تکلیف کے جائز ہونیکا اقرار کرنیوالا ہوا وہ ولی ہوتا ہے اور مسلمانون کے نزدیک یہ ولی ہے مگر یہ شیطان ہے - اور کہتے ہین کہ اگر کرامت کا درجہ واجب ہوتا تو چاہئے تھا کہ سب مسلمانون کے لئے کرامت ہوتی کیونکہ ایمان مین مشترک ہین - اور جب اصل مین مشترک ہین تو چاہئے کہ فرع مین بھی مشترک ہون - اور پھر کہتے ہین کہ روا ہوتا ہے کہ مومن اور کافر کے لئے کرامت ہو - اور وہ سفر مین اس بھوکے کیطرح ہو جو یہ چاہتا ہے کہ کوئی مہمان پیدا ہو - یا ایک لنگان کے مارے ہوئے کیطرح ہوتا کہ اسکو کوئی چارپائے پر چڑھالے اور مثل اسکے - اور کہتے ہین کہ اگر یہ روا ہوتا کہ کوئی بڑی مسافت ایک رات مین طے کر لیتا تو چاہئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی روا ہوتا - جب انہون نے مکہ کا ارادہ کیا تو خدائے بزرگ و بلند نے

کہا وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ اور ہم تمہارے بوجھ اُس شہر تک کہ جہان نہین پہنچ سکتے مگر بدنون کی تکلیف سے - ہم کہتے ہین کہ تمہارا یہ قول جھوٹا ہے کیونکہ خدائے بزرگ وبلند نے کہا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی پاک ہے وہ جو لیگیا اپنے بندہ کو رات مین مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کیطرف - لیکن بوجھون کے اُٹھانے اور کہ مین جانے کے لئے اصحابون کے جمع ہونے کے یہ معنی ہین کہ کرامتین خاص ہین نہ عام اور اگر وہ سب کرامتون سے مکہ مین جاتے تو کرامتین عام ہوتین اور غیبی ایمان ضروری ہوتا - اور غیبی ایمان کے سب احکام اور خبر کا ہونا اُٹھ جاتا کیونکہ فرمان بردار اور عاصی مین ایمان عموم کے محل مین ہے اور ولایت خصوص کے محل مین ہے - پس خداوند تعالیٰ نے جسکا حکم عموم کے محل مین رکھا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی موافقت پر بوجھ اُٹھانا فرمایا ہی اور جسکا حکم خصوص کے محل مین رکھا ہے اُسکی موافقت پر ایکرات مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے بیت المقدس مین پہنچایا اور وہان سے قاب قوسین مین اور عالم کے سب بھیدان پر ظاہر کیے اور جب واپس آیا تو ابھی تک بہت سی رات باقی تھی - اور سب مین ایمان کا حکم خاص اور زیادہ خاص ہوتا ہے - اور تخصیص کی نفی ظاہر امکابرہ ہے - جیسا کہ بادشاہ کی درگاہ پر دربان اور اُن کے نگہبان اور وزیر ہوتا ہے - اگرچہ چاکری کے حکم مین یکسان ہوتے ہین لیکن بعض کے لئے خصوصیت ہوتی ہے - پس ایمان کی حقیقت مین مومن چاہے کتنے ہی یکسان ہون پھر بھی ایک عاصی یعنے گنہگار ہوتا ہے اور ایک فرمان بردار اور ایک عالم ہوتا ہے اور ایک عابد پس درست ہوا کہ تخصیص کا انکار کرنا کل مومنون کا انکار کرنا ہوتا ہے -

فصل ۴ - اور شیخون مین سے ہر ایک کے لئے ولایت کی عبارت کی تحقیق مین رمزین ہین اور جہان تک ممکن ہے ان کی اختیار کی گئی رمزون مین سے ہم لکھتے ہین تاکہ فائدہ زیادہ تمام ہو - انشاء اللہ عزوجل اگر خدا بزرگ وبلند چاہے - ابو علی جرجانی خدا کی ان پر رحمت ہو کہتا ہے - اَلْوَلِیُّ ھُوَ الْفَانِیْ فِیْ حَالِہٖ وَالْبَاقِیْ فِیْ مُشَاھَدَۃِ الْحَقِّ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ اَخْبَارٌ وَّلَا مَعَ غَیْرِ اللّٰہِ قَرَارٌ ولی وہ ہوتا ہے جو اپنے حال مین فانی ہو یعنے محبت الٰہی مین بالکل اپنے آپکو بھلا دیا ہو اور خدا کے مشاہدہ مین باقی اسکے لئے ممکن نہین ہوتا کہ اپنے سے خبر دے یا خداوند کے

سوا غیر پر آرام کرے۔ کیونکہ بندہ کی خبر اپنے حال سے ہوتی ہے۔ اور جب احوال فانی ہوا سکو اپنے سے خبر دینی درست نہیں ہوتی اور خدا کے غیر پر آرام نہیں پاتا تاکہ اپنے حال سے غیر کو خبر دے کیونکہ غیر کو حبیب کے حال سے خبر دینی یعنے اس سے کہ میرے حبیب نے یہ حالات مجھ پر کھولے ہین غیر کو خبردار کرنا۔ حبیب کے بھید کا کشف ہے۔ اور حبیب کے غیر پر حبیب کے بھید کا ظاہر کرنا محال ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ جب مشاہدہ ہوتا ہے تو شاہد مین غیر محال ہوتا ہے۔ اور جب غیر کی رویت نہیں ہوتی لوگون پر قرار کرنا کیونکر ممکن ہوتا ہے۔ اور جنید نے خدا کی سیر حت مین کہا ہے اَلْوَلِیُّ اَنْ لَا یَکُوْنَ لَہٗ خَوْفٌ لِاَنَّ الْخَوْفَ تَرَقُّبُ مَکْرُوْہٍ یَحِلُّ فِی الْمُسْتَقْبَلِ وَالْاِضْطِرَارُ فَقْدَانُ الْمَحْبُوْبِ الْحَاصِلِ فِی الْمُسْتَاْنَفِ وَالْوَلِیُّ اِبْنُ وَقْتِہٖ لَیْسَ لَہٗ وَقْتٌ مُسْتَقْبَلٌ فَیَخَافُ شَیْئًا وَکَمَا لَا خَوْفَ لَہٗ لَا رَجَاءَ لَہٗ لِاَنَّ الرَّجَاءَ اِنْتِظَارُ مَحْبُوْبٍ یَحْصُلُ اَوْ مَکْرُوْہٍ یَنْکَشِفُ وَذَالِکَ فِی الثَّانِیْ مِنَ الْوَقْتِ وَکَذَالِکَ لَا حُزْنَ لَہٗ لِاَنَّ الْحُزْنَ مِنْ حُزُوْنَۃِ الْوَقْتِ وَمَنْ کَانَ فِیْ ضِیَاءِ الرِّضَاءِ وَرَوْضَۃِ الْمُوَافَقَۃِ فَاَیْنَ یَکُوْنُ لَہٗ حُزْنٌ اسکا مطلب یہ ہے کہ ولی کو خوف نہین ہوتا کیونکہ خوف اس مکروہ چیز کی انتظار سے ہوتا ہے جسکے آنے سے دل پر کوئی کراہت ہو یا تن پر بلا ہو فی الحال حاصل ہوئی ہوئی من بھائی چیز کے گم ہو جانیکا تعلق و خوف ہوا کرتا ہے اور دل کو تو آیندہ زمانہ کا وہم و خیال تک بھی نہین ہوتا وہ تو ابن الوقت ہوتا ہے۔ یہ تو وقت مستقبل سے واقف ہی نہین کہ اسے کچھ ڈر ہو۔ ولی کو خوف نہین ہوتا ویسے ہی رجا بھی نہین ہوتی کیونکہ رجا ایک محبوب چیز کی امید ہوتی ہے کہ آیندہ حاصل ہونی متصور ہو اور یا کسی مکروہ چیز کے ٹلنے کی امید اور ولی کو اندوہ بھی نہین ہوتا کیونکہ اندوہ وقت کی کدورت سے ہوتا ہے پس جو رضا کی روشنی اور موافقت کے باغ مین ہو اسکو اندوہ کہان سے ہوگا اللہ تعالی نے کہا ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ خبردار تحقیق اللہ کے دوست اپنے خوف نہین اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ عوام کو اس قول مین یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب خوف اور رجا نہین ہوتا اور نہ اندوہ تو اس کے بجاے امن ہوگا۔ اور امن بھی نہین ہوتا کیونکہ امن غیر کے نہ دیکھنے اور وقت سے منہ پھیر لینے سے ہوتا ہے اور یہ اُن کی صفت ہوتی ہے جنہین بشریت کی رویت نہو

اور نہ صفت پر آرام۔ اور خوف اور رجا اور امن اور اندوہ سب نفس کے نصیب ہین اور جب نفس فانی ہوتا ہے تو بندہ کی صفت رضا ہوتی ہے اور جب رضا حاصل ہوئی تو خدا کی رویت مین احوال مستقیم ہوا اور غیر سے روگردانی پیدا ہوئی اسوقت ولایت ولی ظاہر ہوتی ہے اور بھید پر اس کے معنی ظاہر ہوتے ہین۔ ابوعثمان مغربی کہتا ہے اَلْوَلِیُّ قَدْ یَکُوْنُ مَشْہُوْرًا وَلَا یَکُوْنُ مَفْتُوْنًا ولی لوگون مین مشہور ہوتا ہے لیکن مفتون نہین ہوتا۔ اور ایک اور کہتا ہے قد یکون مستورًا ولا یکون مشہورًا ولی پوشیدہ ہوتا ہے اور مشہور نہین ہوتا۔ اس نے جو ولی کے مشہور ہونے سے پرہیز کیا ہے اسلئے ہے کہ اسکے مشہور ہونے مین فتنہ ہوتا ہے۔ اور ابوعثمان نے کہا ہے کہ روا ہوتا ہے کہ ولی مشہور ہو لیکن اسکی شہرت بغیر فتنہ کے ہو۔ کیونکہ فتنہ کذب یعنی جھوٹ مین ہوتا ہے جب وہ اپنی ولایت مین صادق ہوتا ہے اور کاذب پر ولایت کا اسم واقع نہین ہوتا اور کرامت کا اظہار اس کے ہاتھ سے ہوتا ہے تو چاہئے کہ صادق ولی کے زمانہ سے فتنہ ساقط ہو۔ یہ دونون قول اس اختلاف کے طرف جاتے ہین کہ ولی اپنے آپکو نہین پہچانتا کہ وہ ولی ہے کیونکہ اگر پہچانے تو مشہور ہوتا ہے اور اگر نہ پہچانے تو مفتون اور اسکی شرح طویل ہے۔ اور حکایتون مین ہے کہ ابراہیم ادہم نے ایک مرد کو کہا کہ تو چاہتا ہے کہ خدا کے ولیون مین سے ولی ہو کہا ہان مین چاہتا ہون کہا لَا تَرْغَبْ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَفَرِّغْ نَفْسَکَ لِلّٰہِ وَاَقْبِلْ بِوَجْہِکَ اِلَیْہِ دنیا اور عاقبت کی کسی شے پر رغبت نہ کر۔ کیونکہ دنیا پر رغبت کرنی خدا سے فانی چیز کی طرف منہ کرنا ہے۔ اور جب فانی چیز کی طرف منہ ہوتا ہے تو فانی چیز فنا ہو جاتی ہے اور اعراض نیست ہو جاتا ہے اور جب کسی باقی چیز کیطرف روگردانی ہو تو بقا پر فنا روا نہین ہوتا پس بقا کی طرف اعراض پر فنا روا نہین۔ اور کہا اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کی دوستی کے لئے خالی کر اور دنیا اور عاقبت کو اپنے دل مین را نہ دے اور دل کا منہ خدا کی طرف کر۔ اور جب یہ صفتین تجھ مین موجود ہونگی تو تو ولی ہوگا اور ابویزید بسطامی سے خدا کی اسپر رحمت ہو لوگون نے پوچھا کہ ولی کون ہوتا ہے تو جواب دیا اَلْوَلِیُّ ھُوَ الصابر تحت الامر والنہی ولی وہ ہوتا ہے جو خداوند تعالیٰ کے امر اور نہی مین صبر کرنیوالا ہو کیونکہ جس کے دل مین خدا کی دوستی بہت زیادہ ہوتی ہے اسکے دل پر خدا کا امر ہیبت بزرگ ہوتا ہے اور خدا کی نہی سے اسکا تن زیادہ دور۔ اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کرتے ہین کہ آپ نے کہا ہے کہ ایک

وقت لوگون نے مجھے کہا کہ خدائے بزرگ وبلند کے ولیون سے فلان شہر مین ایک ولی ہے - مین اُٹھا اور اُس کی زیارت کا ارادہ کیا - جب مین اُسکی مسجد مین پہنچا تو وہ گھر سے باہر نکلا اور مسجد مین زمین پر تھوکنا کا لعاب پھینکدیا - مین وہین سے اُن کو بغیر سلام کیے لوٹا - مین نے کہا ولی کو چاہیے کہ اپنے پر شریعت کو نگاہ رکھے تاکہ حق تعالیٰ اسپر چال نگاہ رکھے اگر یہ مرد ولی ہوتا تو تھوکنا کا لعاب مسجد کی زمین پر مسجد کی حرمت نگاہ رکھنے کے لیئے پھینکتا یا کرامت کی صحت کے لیئے اس کو خدا نگاہ رکھتا - اس رات مین نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھے کہا بایزید تو نے کیا کام کیا جسکے بدلے مین اتنی برکتین تجھے ملین - اگلے روز مین اس درجہ مین پہنچ گیا جسمین تم اب دیکھتے ہو - اور مین نے سُنا ہے کہ ایک شخص شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور پہلے بایان پاؤن مسجد مین رکھا - شیخ ابوسعید رح نے کہا اسکو اُٹھاؤ کیونکہ جو دوست کے گھر مین اندھا نا نہین جانتا وہ ہمارے لئے نہین چاہیے اور ملحدون کے ایک گروہ نے خدا کی نہ پرستش ہو اس بزرگ طریق (یعنے صوفیا) سے تعلق کیا ہے اور کہتے ہین کہ اتنی خدمت کرنی چاہیے کہ بندہ ولی ہو اور جب ولی ہوا تو خدمت اُٹھ گئی حالانکہ یہ گمراہی ہے اور خدا کے راستہ مین کوئی مقام معلوم نہین ہے تاکہ خدمت کے رکنون مین سے کوئی رکن اُٹھ جائے اپنے موقع پر مین اسکی تمام شرح لکھونگا انشاء اللہ عزوجل -

اثبات کرامت کا بیان

پہچان کہ ولی پر کرامت کا ظہور جائز ہے اس حال مین کہ اسپر تکلیف کی صحت ہو - اور دونون فریق اہل سنت اور جماعت سے اسپر متفق ہین اور عقل مین بھی ناممکن نہین ہے کیونکہ کرامت خدا تعالیٰ کے اختیار مین ہے اور اسکا اظہار شرع کے اصولون مین سے کسی اصل کے منافی نہین ہے اور کچھ وہم و عقل سے بعید بھی نہین کرامت ولی کے صدق کی علامت ہے جھوٹے سے کرامت روا نہین - جھوٹے سے اسکے جھوٹے دعوی کی علامات ہی ظاہر ہوتی ہین اور کرامت عادت توڑنے والا ایک فعل ہوتا ہے یعنے عادت کے برخلاف فعل تکلیف کے بقا کے حال مین - اور کذب سے صدق کو بوجہ استدلال سمجھنے والا بھی ولی ہوتا ہے - اور اہلسنت کی ایک گروہ کے آدمی کہتے ہین کہ کرامت درست ہے لیکن معجزہ کی حد تک نہین اور وہ ایسی ہے

جیسے دعا کا قبول ہونا - ولی سے مراد کا حاصل ہونا اور وہ جو عادتون کا نقض یعنے خلاف کرے اور ان کی مانند ہو - مین کہتا ہون کہ نہین تکلیف کے زمانہ مین بچے ولی کے ہاتھ سے عادت کے خلاف فعل کے ظاہر ہونے سے کون سی صورت فساد سے پیدا ہوتی ہے - اگر کہتے ہو کہ اس طرحکی کرامتین خداوند تعالی کا مقدور نہین ہے تو یہ گمراہی ہے - اور اگر کہتے ہو کہ مقدور ہے مگر بچے ولی کے ہاتھ سے ان کے ظاہر ہونے مین نبوت کا بطلان ہوتا ہے اور نبیون کی تخصیص کی نفی تو یہبھی محال ہے کیونکہ ولی مخصوص ہے کرامتون سے اور نبی معجزون سے المعجزۃ لم یکن معجزۃ بعینہا انما کانت معجزۃ لحصولہا ومن شرطہا اقتران دعوی النبوۃ بہا فالمعجزات تختص للانبیاء والکرامات تکون للاولیاء معجزہ بعینہ معجزہ نہین ہے وہ معجزہ اسلئے کہلاتا ہے کہ نبی سے حاصل ہوا ہے - اور معجزہ مین دعوی نبوت کا ہونا شرط ہے - پس معجزے انبیا کے لئے اور کرامات اولیا کے لئے خاص ہین - جب ولی ولی ہوتا ہے اور نبی نبی تو ان مین کوئی شبہ نہین ہوتا تاکہ اس سے پرہیز کرنا پڑے کیونکہ پیغمبر کی بزرگی رتبہ کی بلندی اور عصمت کی صفائی سے ہے - نہ صرف معجزے یا کرامت سے - یا لوگون پر ایسے فعل کے ظاہر کرنے سے جو عادت کا توڑنے والا یعنے خلاف عادت ہو - اور اتفاق سے سب پیغمبرون کے لئے عادت کے خلاف معجزے ہین - اور اصل مین معجزے سب برابر ہین لیکن درجون کی تفصیل مین ایک کو دوسرے پر بزرگی ہے - اور جب عادت کے خلاف فعلون کی مساوات روا ہوتی ہے اور خاصکر انکو ایک دوسرے پر بزرگی ہوتی ہے تو کس لئے یہ روا نہ ہو کہ اسکے لئے بھی عادت کے خلاف ایک فعل کرامت ہو اور نبی اس سے بزرگ ہون - اور جب وہان عادت کے خلاف فعل ایکدوسرے پر ان کی تخصیص اور بزرگی کا سبب نہین ہوتا تو یہان بھی عادت کے خلاف ولی کی تخصیص کا سبب نہ ہو - اور یکسان نہ ہون اور عاقلون مین سے جو دلیل کو معلوم کریگا - نبی اور ولی کے درمیان اس شبہ کا پیدا ہونا اسکے دل سے اٹھ جائیگا - اور اگر کسیکو ایسی صورت پیدا ہو کہ اگر ولی کے واسطے کرامت عادت کے خلاف ہوتی تو وہ نبوت کا دعوی کرتا تو یہ محال ہے کیونکہ ولایت کی شرط قول کا صدق ہے اور معنون کے خلاف دعوی کرنا جھوٹ ہوتا ہے اور جھوٹا ولی نہین ہوتا - اور اگر ولی نبوت کا دعوی کرے تو وہ معجزہ کا توڑنا اور یہ کفر ہے - اور کرامت مطیع مومن کے سوا

غیر کے لئے نہین ہوتی اور جھوٹ گنہگاری ہوتی ہے نہ طاعت - اور جب ایسا ہے کہ ولی کی کرامت نبی کی نبوت کے ثبوت کے موافق ہو تو کرامت اور معجزہ مین کچھ شبہ واقع نہین ہوتا - کیونکہ پیغمبر معجزہ کے ثبوت سے اپنی نبوت کا ثبوت کرتا ہے - اور ولی کرامت سے بھی نبی کی نبوت کا ثبوت کرتا ہے اور اپنی ولایت سے بھی - پس سچا ولی ولائیت مین وہی کہتا ہے جو سچا نبی نبوت مین - اور ولی کی کرامت نبی کے معجزہ کا عین ہوتی ہے اور مومن کے لئے ولی کی کرامت کی رویت نبی کے صدق پر زیادہ یقین ہوتا ہے نہ اس مین شبہ - کیونکہ ان کا دعوے آپس مین مخالف نہین ہوتا تاکہ ایک دوسرے کی نفی کرے بلکہ ایک کا دعوے دوسرے کے دعوے کی دلیل کا عین ہوتا ہے جیسا کہ شریعت مین جب ایک گروہ ورثہ کے دعوے مین متفق ہو تو جب ایک کی دلیل ثابت ہوتی ہے تو اسکی دلیل دعوی مین انکے اتفاق کے حکم سے دوسرونکی دلیل ہوتی ہے - اور جب دعوے ایکدوسرے کے خلاف ہو تو اُسوقت ایک کی دلیل دوسرون کی دلیل نہین ہوتی - پس جب نبی معجزہ کی دلالت سے صحت کے ساتھ نبوت کا مدعی ہوتا ہے اور ولی نبی کے دعوے مین اس کی تصدیق کرنے والا تو اُس مین شبہ کا ثبوت ناممکن ہوتا ہے +

معجزہ اور کرامت کے فرق مین بیان

جب یہ درست ہوا کہ جھوٹے کے ہاتھ سے معجزہ اور کرامت ناممکن ہوتی ہے تو ضرور ایک زیادہ ظاہر فرق ہونا چاہئے تاکہ اچھی طرح معلوم اور ظاہر ہوجاے - پہچان کہ معجزون کی شرط اظہار ہے اور کرامت کی شرط چھپانا - اور معجزہ کا پھل غیر کو پہنچتا ہے اور کرامت خاص صاحب کرامت کے واسطے ہوتی ہے - اور یہ بھی ہے کہ صاحب معجزہ قطع[1] کرتا ہے کیونکہ یہ عین معجزہ ہے اور ولی قطع نہین کرسکتا کیونکہ یہ کرامت اور ولی کی خرق عادت ہے - اور صاحب معجزہ شرع مین تصرف کرتا ہے اور خدائے بزرگ وبلند کے حکم سے نفی اور اثبات سے شرع کی ترتیب مین اور صاحب کرامت کے لئے احکام کے تسلیم اور قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہین کیونکہ کیونکہ

[1] یعنے اسکو بند بھی کرسکتا ہے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاسے فرعون پر کئی ایک عذاب نازل ہوے اور پھر دفع بھی ہوگئے -

سے ولی کی کرامت نبی کی شرع کے حکم کا خلاف نہین کرتی اور اگر کوئی کہے کہ جب تو نے کہا ہے کہ
معجزہ عادت کے خلاف ہے اور نبی کے صدق کی دلیل اور جب اسکی جنس نبی کے سوا اوروں کے
واسطے روا رکھتا ہے تو وہ معتاد ہوتا ہے یعنے عادت کیا جاتا ہے اور معجزہ کے ثبوت پر تیری عین
حجت کو باطل کرتا ہے۔ ہم کہتے ہین کہ یہ امر جسکا تجھے اعتقاد ہوا ہے تیری صورت کے خلاف ہے
کیونکہ معجزے لوگون کی عادتون کے خلاف ہین جب ولی کی کرامت عین نبی کا معجزہ ہوتی ہے
اور وہی دلیل ظاہر کرتی ہے جو نبی کا معجزہ تو معجزے معجزون کو نہین توڑتے۔ تم نے یہ نہین دیکھا کہ
جب حبیب کو کافرون نے کمین سولی پر چڑھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین مسجد مین
بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اور جو کچھ کافر حبیب سے کرتے تھے وہ اصحاب کو کہتے تھے۔ خدا
تعالے نے جب حبیب کی آنکھ سے بھی پردہ اٹھایا اسلیے اُسنے بھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
اور اُن پر سلام کہا۔ خداوند تعالی نے حبیب کا سلام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے کان مین پہنچا دیا
اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا جواب حبیب کو۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے لئے رو بہ قبلہ
ہوئے۔ پس کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حبیب کو مدینہ سے دیکھا اور حبیب مکہ مین تھا عادت
کے خلاف ایک فعل اور معجزہ ہے اور جو حبیب نے مکہ مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور پیغمبر
مدینہ مین تھے یہ بھی ایسا فعل ہے جو عادت کے خلاف ہے مگر کرامت ہے کیونکہ اتفاق سے غائب
کی رویت عادت کے خلاف ہے۔ پس زمانہ اور مکان کی غیبت مین کچھ فرق نہین حبیب کی
کرامت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مکان کی غیبت مین اور پچھلون کی کرامت پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم سے زمانہ کی غیبت مین برابر ہے۔ اور معجزہ کو کرامت کی ضد کے محال ہونے کے لئے یہ
فرق ظاہر اور دلیل واضح ہے۔ کیونکہ کرامت صاحب معجزہ کے تصدیق کرنے کے سوا اور حال مین
ثابت نہین ہوتی۔ اور تصدیق کرنیوالے فرمان بردار مومن کے سوا غیر سے بھی ظاہر نہین ہوتی
وجہ یہ ہے کہ کرامت کی کرامتین پیغمبر کا معجزہ ہے کیونکہ پیغمبر کی شریعت باقی ہے چاہئے کہ اُسکی
دلیل بھی باقی ہو پس وے پیغمبر کی رسالت کے صدق پر گواہ ہین اور یہ روا نہین ہوتا کہ بیگانہ کے
ہاتھ سے کوئی کرامت ظاہر ہو۔ اور اِن معنون مین ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حکایت
بیان کرتے ہین جو اس جگہ بہت ہی مناسب ہے۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے مین اپنی

عادت کے موافق تنہا جنگل مین گیا۔ جب مجھے گئے ہوئے کچھ عرصہ گذرا تو گوشہ سے ایک شخص اُٹھا اور مجھ سے ہمنشینی چاہی۔ مین نے اس مین نگاہ کی۔ اسکے دیکھنے سے میرے دل مین ایک نفرت آئی۔ مین نے کہا یہ کس لائق ہوگا۔ مجھے کہا اے ابراہیم رنجدل نہ ہو۔ کیونکہ مین نصاریٰ مین سے ہون اور اُن کے راہبون مین سے اور تیری صحبت کی امید پر روم کے شہرون کی سب سے آخری حد سے آیا ہون۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ بیگانہ ہے تو میرا دل آسودہ ہوا۔ اور ہمنشینی کا طریق اختیار کرنا اور اُسکا حق ادا کرنا مجھ پر زیادہ آسان ہوا۔ مین نے کہا اے نصاریٰ کے زاہد میرے پاس کھانے پینے کی چیز نہین ہے مجھے خوف ہے کہ تجھے اس جنگل مین رنج پہنچیگا۔ جواب دیا اے ابراہیم دنیا مین تیرا اعتقاد شہر ہے اور تو ابھی تک روٹی اور پانی تناول کھاتا ہے۔ ابراہیم رح کہتا ہے کہ مجھے راہب کی اس خوشی سے بڑا تعجب ہوا۔ تھوڑے کے واسطے مین نے اُسکی صحبت کو قبول کیا کہ اپنے دعوی مین کہا اب تک چاہیے جب سات راتین اور دن ہم چلے تو ہمیں بھوک لگی۔ راہب کھڑا ہوگیا اور کہا اے ابراہیم جہان مین تیرا اعتقاد تیرا ڈھنڈورا بجاتے ہین یعنی تیری شہوری ہے اب کچھ دکھلا کیونکہ مجھے پیاس لگی ہے اے تیرے حضور مین گناہگار کے سوا پارہ نہین۔ آپ فرماتے ہین مین نے زمین پر سر رکھا اور کہا اے اللہ مجھے اس بیگانہ کے سامنے خوار نہ کر کیونکہ عین بیگانگی مین مجھ پر اسکا نیک ظن ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ کافر کا ظن میرے حق مین پورا کرے۔ جب مین نے سر اُٹھایا تو ایک طبق دیکھا جسپر دو روٹیان اور دو شربت کے پیالے رکھے تھے۔ ہم نے اُسے کھایا پیا اور وہان سے چلے۔ جب اور سات دن گذرے تو مین نے اپنے آپ مین کہا کہ مین اس نصاریٰ کا تجربہ کرون تاکہ وہ اس سے پہلے کہ کسی اور چیز مین میرا امتحان کرے اور کوئی چیز مجھ سے مانگے اپنی عاجزی دیکھے۔ مین نے کہا اے نصاریٰ کے راہب کچھ لا کیونکہ آج تیری باری ہے مجاہدہ کہ تو مرے پاس کرکے آیا ہے۔ اُسنے زمین پر سر رکھا اور کچھ کہا۔ ایک طبق پیدا ہوا۔ چار روٹیان اور چار پانی کے شربت کے پیالے اُسپر رکھے تھے۔ مجھے اس سے بہت تعجب ہوا اور رنجدل ہوا اور اپنے زمانہ سے ناامید۔ اور مین نے اپنے آپ مین کہا کہ مین اسے نہین کھاؤنگا۔ کیونکہ یہ کافر کے لئے ظاہر ہوا ہے۔ مین کھاؤن تو اسکی مدد دینی ہے۔ مین یہ کب کھاتا ہون۔ مجھے کہا اے ابراہیم کھالے۔ مین نے کہا مین نہین کھاتا۔ پوچھا کس سبب سے۔ مین نے کہا اسلئے کہ تو اہل

نہین ہے اور اس کرامت کا ظاہر ہونا تیرے حال کی جنس سے نہین - اور مین اس کام مین متعجب ہون اگر اسکو کرامت پر حمل کرون تو کافر پر کرامت روا نہین - اور اگر مین کہون معونت ہے یعنے مدد دینی ہے تو مدعی کے لئے شبہ ہوتا ہے - مجھے کہا اے ابراہیم کہا لے - اور خوشخبری ہو تجھے دو چیزون سے ایک تو میرے اسلام سے جو یہ ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور دوسری یہ ہے کہ خدا کے نزدیک تیرا مرتبہ بہت بڑا ہے - مین نے کہا کیونکر - کہا اس جنس سے میرے پاس کچھ نہ تھا - مین نے تیرے شرم سے زمین پر سر رکھا اور کہا اے اللہ اگر محمد صلعم کا دین سچا ہے اور تیرا پسند کیا ہوا ہے تو مجھے دو روٹیان اور دو پانی کے شربت کے پیالے دے - اور اگر ابراہیم خواص تیرا ولی ہے تو مجھے پانی کے شربت کے دو پیالے اور دو روٹیان اور دے - جب مین نے سر اٹھایا تو طبق حاضر پایا - ابراہیم نے اس سے کھایا اور وہ جوانمرد جو راہب تھا بزرگون مین سے ایک بزرگ ہوا - اور یہ عین نبی کا معجزہ ہے جو ولی کی کرامت سے ملا ہوا ہے - اور یہ بہت نادر ہے - کیونکہ نبی کی غیبت مین غیر کے لئے دلیل پیدا ہوتی ہے اور ولی کے حضور مین غیر کے لئے اسکی کرامت سے نصیب ہوتا ہے - اور حقیقت مین ولایت کے منتہی کو اسکے مبتدی کے سوا اور نہین پہچانتا کیونکہ اس راہب کے لئے پوشیدہ امرون مین سے تھا جیسا کہ فرعون کے جادوگرون کے واسطے - پس ابراہیم رحمتے نبی کے معجزے کے صدق کا ثبوت کیا - اور دوسرے نے بھی نبوت کا صدق طلب کیا - اور ولایت کی عزت بھی چاہی - خداوند تعالی نے اپنی عنایت کے حسن سے اسکے مقصود کو حاصل کیا اور کرامت اور معجزے کے درمیان یہ ظاہر فرق ہے - اور ان معنون مین بہت سخن ہین - مگر یہ کتاب اس سے زیادہ گنجائش نہین رکھتی - اور کرامت کا اظہار ولیون پر ایک اور کرامت ہوتی ہے اور اسکی شرط پوشیدہ کرنا ہے نہ تکلف سے ظاہر کرنا - اور میرا شیخ کہا کرتا تھا کہ اگر ولی ولایت کو ظاہر کرے اور اسکا دعوی کرے تو یہ حالت کی صحت کو زیان نہین پہنچاتا لیکن اسکے ظاہر کرنے مین ولی کا تکلف رعونت ہوتی ہے واللہ اعلم

کافر کے ہاتھون سے کسی کرامت کے ظاہر ہونیکا بیان

اس گروہ کے مشائخ اور بہت اہل سنت اور جماعت نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ روا ہوتا ہے کہ

کوئی فعل عادت کے خلاف کافر کے ہاتھ سے معجزہ اور کرامت کی مانند ظاہر ہوا اور شبہ کے اسباب
اُسکے ظاہر ہونے مین منقطع ہون مگر کسیکو ایسے فعل کے جھوٹ نہ ہونے مین بھی شک نہ ہو اس
فعل کا ظہور کافر کے جھوٹ پر گواہ ہوتا ہے۔ اور یہ اسطرح ہوتا ہے جسطرح فرعون نے چار سو سال عمر
پائی اور اس عرصہ مین اُسکو کوئی بیماری نہین ہوئی۔ اور پانی اُسکے پیچھے روان ہوا۔ جب کھڑا
ہوگیا تو پانی بھی کھڑا ہوگیا اور جب چلا تو پانی بھی چلا۔ لیکن اس دعوت مین دانا اون کو فرعون کے
جھوٹ مین شبہ نہین ہوا اگرچہ اُسنے خدائی کا دعوی کیا مگر دانا اسپر متفق ہین کہ خداوند تعالے جسم
اور مرکب نہین ہے۔ اگر ایسے ہی اور بھی بہت سے افعال فرعون سے ظاہر ہوے ہوتے تو پھر
بھی دانا کو اُسکے دعوی کے جھوٹ پر شک نہ ہوتا اور جو شداد صاحب ارم یعنے مالک بہشت اور
نمرود سے اسی جنس سے روایت کرتے ہین سب کو اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔ اور مخبر صادق نے
اسی کی مانند ہمین خبر دی ہے کہ آخر زمانہ مین دجال آئیگا اور خدائی کا دعوی کریگا اور دو پہاڑ
ایک اُسکے دائین اور دوسرا بائین پر ہوگا جو دائین پر ہوگا بجائے جنت کے ہوگا اور جو بائین پر
ہوگا۔ دوزخ اور عذاب کی بجائے ہوگا دجال لوگون کو اپنی طرف دعوت کریگا اور خداوند تعالی
دجال کے ہاتھ لوگون کو مار یگا اور زندہ کریگا اور جہان مین دجال کا حکم مطلق ہوجائیگا۔ اگر اُسکی
بجائے سو گنے فعل عادت کے خلاف دجال سے ظاہر ہون تو بھی عاقل کو اُن کے جھوٹ ہونے پر
شک نہین ہوتا کیونکہ عاقل کو ضرور یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا گدھے پر نہین بیٹھتا اور متغیر اور متلون
اور اندھا نہین ہوتا۔ اور ایسے امور کو استدراج کہتے ہین یعنے حق عادت ہے جو کافر سے ظاہر
ہوتی ہے۔ اور یہ بھی روا ہوتا ہے کہ نبوت کے مدعی سے جو جھوٹا ہو عادت کے خلاف کوئی
ایسا فعل ظاہر ہو جو اُسکے جھوٹ کی دلیل ہو۔ جیسا کہ صادق کے ہاتھ سے اُسکے صدق کی
علامت ہوتی ہے لیکن یہ روا نہین ہوتا کہ کوئی ایسا فعل ظاہر ہوا جس مین کسیکو نبوت کا شک
پڑے۔ اور جب اس شبہ کا ثبوت جائز ہو تو پھر سچے کو جھوٹے سے نہین پہچان سکتے اور اسوقت
طالب نہین جانتا کہ کسکو سچا سمجھے اور کسکو جھوٹا اور اسوقت نبوت کا حکم بالکل باطل ہوجاتا
ہے۔ اور روا ہے کہ ولایت کے مدعی سے کرامت کی جنس سے کوئی چیز ظاہر ہو جو دین مین درست ہو
اگرچہ اسکا معاملہ اچھا نہ ہو۔ کیونکہ رسول کے صدق کا ثبوت کرنا ہے اور اپنے خدا کا تفضل ظاہر

یہ نہیں کرتا کہ اس فعل کی اپنی قوت سے نسبت کرے۔ اور جو ایمان کے اصل میں بغیر دلیل کے راست گو ہو وہ سب احوال میں اعتقاد کے ساتھ ولایت میں دلیل سے راست گو ہوتا ہے کیونکہ جب اسکا اعتقاد سب احوال میں ولی کے اعتقاد کی صفت سے ہوتا ہے تو اگرچہ اُس کے عمل اُسکے اعتقاد کے موافق نہ ہوں معاملہ کے ترک کرنے سے ولایت کا دعوی اس سے جدا نہیں ہوتا جیسا کہ ایمان کا دعوی ہے۔ اور حقیقت میں کرامت اور ولایت خدا کی بخششوں سے ہے نہ بندہ کے کسبوں سے۔ پس ہدایت کی حقیقت کے لئے کسب سبب نہیں ہوتا اور اس سے پہلے میں نے یہ کہا ہے کہ ولی معصوم نہیں ہوتے کیونکہ عصمت نبوت کی شرط ہے لیکن ولی اس آفت سے بچے ہوئے ہوتے ہیں۔ جسکا وجود ولایت کی نفی کا تقاضا کرے۔ اور آفت کے وجود سے ولایت کی نفی ایمان کی نفی کا حکم رکھتی ہے اور یہ ردت ہے معصیت نہیں اور علی حکیم ترمذی کے بیٹے محمد کا مذہب ہے۔ اور جنید رح اور ابوالقاسم نوری اور حارث محاسبی اور خیر رح اور ان کے سوا بہت سے اہل تحقیق میں سے اسی پر ہیں خدا ان سب سے راضی ہو۔ لیکن اہل معاملات جیسے عبداللہ تستری کا بیٹا سہل اور ابوسلیمان دارانی اور ابوحمدون قصار اور ان کے سوا ان کا یہ مذہب ہے کہ ولایت کی شرط طاعت کی ہمیشگی پر ہے یعنے ولائیت کے لئے یہ شرط ہے کہ طاعت ہمیشہ ہو۔ جب ولی کے دل پر کوئی کبیرہ گناہ گذرتا ہے تو وہ ولایت سے معزول ہوجاتا ہے۔ اور اس سے پہلے میں نے کہا ہے کہ امت کے اجماع یعنے اتفاق سے بندہ کبیرہ کے سبب ایمان سے باہر نہیں آتا۔ اور کوئی ولایت دوسری ولایت سے بہتر نہیں ہے پس کیونکر معرفت کی ولایت یعنے معرفت کا درجہ جو سب کرامتوں کا اصل ہے معصیت سے زائل ہوتا ہے اور شیخوں میں یہ اختلاف بہت طول ہے اور اسجگہ میری مراد اس سب کے ثبوت کرنے سے نہیں لیکن سب سے زیادہ ضروری امر اس باب کے سمجھنے میں یہ ہے کہ تو یقینی علم سے سمجھ لے کہ یہ کرامت ولی پر کس حال میں ظاہر ہوتی ہے۔ صحو میں یا سکر میں اور غلبہ میں یا تمکین میں۔ صحو اور سکر کی شرح ابویزید کے مذہب کے ذکر میں مفصل لایا ہوں۔ اور ابویزید اور ذوالنون مصری اور خفیف کے بیٹے محمد اور منصور کے بیٹے حسین اور معاذ کے بیٹے یحیی خدا کی انپر رحمت ہو اور ایک جماعت اسپر ہیں کہ ولی پر کرامت کا اظہار اپنے سکر کے

حال کے سوا اور حال مین نہین ہوتا اور جو صحو کے حال مین ہو وہ نبیون کا معجزہ ہوتا ہے - اور
ان کے مذہب مین معجزہ اور کرامت مین یہ ظاہر فرق ہے کہ کرامتون کا اظہار ولی پر اپنے سکر مین
ہوتا ہے جبکہ وہ مغلوب ہوتا ہے اور اس کے لئے دعوت نہین ہوتی اور نبی پر معجزون کا اظہار
صحو مین ہوتا ہے تاکہ وہ لوگون پر اسکی تصدیق کرے اور لوگون کو اسکے معارضہ کے واسطے بلائے
اور صاحب معجزہ حکم کے دونون طرف مین اختیار دیا گیا ہے - ایک اسکے ظاہر کرنے پر معارضہ
چاہتا ہے اور دوسرا اسکے پوشیدہ کرنے پر - اور پھر ولیون کے لئے یہ بات نہین بلکہ وہ کبھی
کرامت کو چاہتے ہین اور نہین ہوتی اور کبھی نہین چاہتے اور ہو جاتی ہے کیونکہ ولی دعوت
کرنیوالا نہین ہوتا کہ اسکا حال وصفون کے باقی ہونے سے منسوب ہو بلکہ وہ پوشیدہ ہوتا ہے
اور اسکا حال صفت کے فنا سے موصوف ہوتا ہے - پس ایک صاحب شرع ہوتا ہے اور دوسرا
صاحب بعید - پس چاہئے کہ کرامت اپنے سے غیبت اور دہشت کے حال کے سوا اور حال
مین ظاہر نہ ہو اور ولی کا سب تصرف خدا کی تصریف سے ہو - اور جبکہ یہ وقت ہو اسکا سارا سخن
خدا کی تالیف سے ہوتا ہے - کیونکہ بشریت کی صفت کی صحت یا لاہی کو ہوتی ہے یا غافل کو یا
مطلق بندگان الٰہی کو - پس نبی لاہی اور غافل نہین ہوتے اور نبیون کے سوا مطلق بندگان
الٰہی نہین ہوتے - اس جگہ تحقیق کے سوا ایک تردد اور تلوّن رہ جاتا ہے - اور ولی جب تک
بشریت کے حال کے قائم ہونے سے باخود ہوتے ہین محجوب ہوتے ہین اور جب مکاشف ہوتے
ہین تو خدا کے لطفون کی حقیقت مین مدہوش اور حیران ہوتے ہین - اور کرامت کا ظاہر ہونا کشف
کے حال کے سوا اور حال مین درست نہین ہوتا - کیونکہ یہ قرب کا درجہ ہوتا ہے اور یہ اسوقت ہوتا ہے
کہ پتھر اور سونا اسکے دل کے نزدیک یکسان ہو - اور کسی حال مین نبیون کے سوا آدمی کی یہ صفت
نہین ہوتی مگر اُس کی کہ جس مین عاریتی ہو - اور یہ سکر کی حالت کے سوا نہین ہوتی - جیسے کہ
حارث ایک روز دنیا سے جدا ہو گیا اور دنیا اور عاقبت مین مکاشف ہوا اور کہا اَعْرَضَتْ نَفْسِیْ
عَنِ الدُّنْیَا فَاسْتَوَتْ عِنْدِیْ حَجَرُهَا وَ ذَهَبُهَا وَ فِضَّتُهَا میرے نفس نے دنیا سے اعراض کیا
اور میرے نزدیک دنیا کا پتھر اور سونا اور چاندی اور امینٹ یکسان ہوا - اگلے روز لوگون نے
دیکھا کام کر رہا تھا پوچھا اے حارث کیا کرتا ہے جواب دیا کہ خوراک طلب کر رہا ہون کیونکہ

اِس سے چارہ نہیں ہے پس وہ ساعت ویسی تھی اور یہ اس طرح ہے پس ولیوں کے لئے صحو کا مقام عوام کا درجہ ہوتا ہے اور ان کے سکر کا مقام نبیوں کا درجہ۔ جب سکر سے ہوش میں آتے ہیں تو اپنے آپ کو مردوں کے فردوں میں سے جانتے ہیں اور جب اپنے آپ سے غائب ہوتے ہیں اور خدا کی طرف رجوع کرنیوالے ہوتے ہیں تو ان کا سکر اُن کے پاک کرنیوالا ہوتا ہے۔ اور سب عیبوں سے خدا کی عبادت کے لئے پاک کئے جاتے ہیں اور اُسکے یعنے عبادت الٰہی کے لائق ہوجاتے ہیں اور سب جہان اُن کے حق میں سونے کیطرح ہوجاتا ہے ذَهَبٌ رَأَيْنَا ذَهَبَنَا وَدُرٌّ رَحِيْنَا دُرَنَا وَفِضَّتُهُ فِي الْفَضَاءِ جہان پر ہم گئے سونا ہی تھا اور جگہ پر ہمنے دورہ کیا دُر یعنے موتی ہی تھے اور میدانوں میں (کنیکرے وغیرہ) فضّہ یعنے چاندی تھی۔ اور اوستاد امام ابوالقاسم قشیری سے میں نے سنا ہے کہ اُنہوں نے کہا ہے ایک وقت طائرانی سے اُن کے حال کی ابتدا کی نسبت میں نے پوچھا کہا ایک وقت مجھے ایک پتھر کی ضرورت ہوئی۔ رودخانہ سرخس سے جو پتھر میں اُٹھاتا تھا ایک جوہر ہوتا تھا اور میں اُسکو پھر پھینکدیتا تھا اور یہ امر اس لئے نہیں تھا کہ جوہر اور پتھر اُن کے نزدیک یکسان تھے بلکہ اسواسطے تھا کہ ابھی تک جوہر اس پتھر سے جسکی اُن کو خواہش تھی زیادہ خوار تھا اور بیقدر تھا خواجہ امام حزاے سے سرخس میں میں نے سنا ہے کہ کہا ہے کہ میں لڑکا تھا اور قرمز کے سامان کے لئے توت کے پتوں کی تلاش میں محلوں میں سے ایک محلہ میں گیا ہوا تھا ایک درخت پر چڑھکر اُسکی شاخوں کو جھاڑتا تھا۔ شیخ ابوالحسن بن حمیں اس کوچے میں گذرے۔ اور میں درخت پر تھا مجھے نہ دیکھا۔ میں نے اس میں کچھ شک نہ کیا کہ وہ اپنے آپ سے غائب ہیں اور دل سے خدا کیطرف مشغول ہیں اور خوش ہیں۔ پس اُنہوں نے سر اُٹھایا اور کہا اے اللہ ایک سال سے زیادہ گذرا ہے کہ تو نے مجھے ایک دانگ تک نہیں دیا تاکہ سر کے بال درست کروں۔ دو مہینوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ اسی وقت سب پتے اور شاخیں اور درختوں کے تنے رزین و نرم ہوگئے ہیں۔ اُسوقت کہا بڑا تعجب کا مقام ہے۔ سب تعریض یعنے کنایہ سے سخن کہنا اعراض کا موجب ہے۔ دل کی آسائش کے لئے تجھ سے کوئی سخن نہیں کہہ سکتے۔ اور شبلی سے ذکر ہے کہ چار ہزار دینار سب دریاے دجلہ میں ڈال دیئے لوگوں نے کہا کیا کرتا ہے جواب دیا کہ پتھر کا دل ہی

دور رہنا بہتر ہے - بعضون نے کہا اور لوگون کو کیون نہین دیتا - کہا سبحان اللہ جب مین حجاب کو اپنے دل سے اُٹھاؤن اور مسلمان بھائیون کے دلپر رکھون تو خدا کو کیا جواب دون گا اور دین مین یہ شرط نہین ہے مسلمان بھائیون کے لئے اپنے سے زیادہ بُرائی چاہے - یہ سب حال منکر ہے اور اسکی شرح کو مین نے بیان کیا ہے - اور اِس جگہ مقصود کرامتون کا ثبوت ہے - اور پھر جنید - ابوالعباس بیاری اور ابوبکر واسطی اور علی کے بیٹے محمد جو صاحب مذہب تھے اِسپر مین کہ کرامت صحو اور تمکین مین ظاہر ہوتی ہے سو اسکر کے - کیونکہ خداوند تعالیٰ کے ولی ملک کے مدبر اور سب حال پر آگاہ ہوتے ہین اور اُن کو جہان کا والی بنایا ہے - اور اسکا انتظام اُن کے متعلق کیا ہے اور جہان کے حکمون کو ان کی ہمت سے موصول کیا ہے - پس چاہیئے کہ سب راؤن سے زیادہ صحیح رائے ان کی رائے ہو - اور خدا کے لوگون پر سب دلون سے زیادہ شفیق دل ان کا دل ہو - کیونکہ یہ رسیدہ ہوتے ہین اور تلوین اور سکر حال کے ابتدا مین ہوتا ہے اور جب بلوغ حاصل ہو یعنے رسیدہ ہون تلوین تمکین سے بدل جاتا ہے - اسوقت برحق ولی ہوتا ہے اور اسکی کرامتین صحیح ہوتی ہین - اور اہل طریقت مین مشہور ہے - کہ اوتاد ہر رات سب جہان کے گرد پھرتے ہین اور اگر کوئی جگہ ایسی ہو کہ ان کی آنکھ وہان نہ پڑی ہو تو اگلے دن اُس مقام مین خلل واقع ہوتا ہے اسوقت قطب کو آگاہ کرتے ہین اسلیئے وہ اپنی ہمت بمذول کرتا ہے اور اسکی برکتون کے سبب خدائے تعالیٰ جہان سے خلل کو دور کر دیتا ہے - اور جو یہ کہتے ہین کہ زر اور ڈھیلا اُسکے نزدیک یکسان ہے یہ سب سکر اور ریا کی نادرستی کی علامت ہے اور اُسکے لئے زیادہ بزرگی نہین ہوتی - شرف اُس درست اور راست دیکھنے والے کے لئے ہوتا ہے جسکے نزدیک زر زر ہو اور ڈھیلا ڈھیلا - لیکن ان کی آفت پر بینا ہو - تاکہ زر اور سیم اور کسی غیر کا فریب نہ کھائے اور کہے کہ مین تم پر مغرور نہین ہوتا کیونکہ مین نے تمہاری آفت کو دیکھ لیا ہے - پس جو اُسکی آفت کو دیکھتا ہے اُسکے لئے یہ حجاب کا محل نہین اور جو اُن کی ترک کرتا ہے اُسکا ثواب پاتا ہے - اور پھر وہ شخص جسکے لئے زر ڈھیلے کی طرح ہو کلوخ کے ترک کرنے سے طریقت مین درست نہین آتا - تو نے نہین دیکھا کہ جب حارث صاحب سکر تھا اُسنے کہا زر اور پتھر اور ڈھیلا اور سیم میرے نزدیک ایک ہے - اور جب ابوبکر صاحب صحو تھے دنیا کی قبض کی آفت کو دیکھا اور ثواب

روشن اُن کو معلوم ہوا تو دنیا سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ یہان تک کہ پیغمبر نے کہا عیال کے واسطے تم نے کیا رکھا ہے جواب دیا اللہ اور اللہ کا رسول۔ اور ابوبکر وراق ترمذی حکایت کرتے ہین کہ ایکدن علی کے بیٹے محمد نے مجھے کہا اے ابوبکر آجکے دن مین تجھے ایک جگہ لیجاؤن گا مین نے کہا آپ مختار ہین۔ مین اُن کے ساتھ گیا بہت دیر نہین ہوئی تھی کہ مین نے ایک بڑا سخت بیابان دیکھا اور اُس کے درمیان ایک سبز درخت کے نیچے ایک زرین تخت تھا اور پانی کا چشمہ۔ اور اُس تخت پر ایک شخص عمدہ لباس پہنے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ جب علی کا بیٹا محمد رح اُس کے پاس گیا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور محمد کو اُس تخت پر بٹھلایا اور جب کچھ عرصہ گذرا۔ سب طرف سے ایک گروہ کے لوگ آنے شروع ہوئے اور چالیس آدمیون تک وہان جمع ہوگئے۔ جو شخص تخت پر بیٹھا تھا اُسنے آسمان کیطرف ایک اشارہ کیا۔ اُسی وقت آسمان سے کھانے کے لائق ایک چیز پیدا ہوئی ہمنے اُسکو کھایا۔ علی کے بیٹے محمد نے ایک سوال کیا اور اُس مرد نے اس مین بہت گفتگو کی چنانچہ مین نے اُس سے ایک کلمہ سمجھا۔ جب کچھ عرصہ گذر گیا اجازت مانگی اور لوٹا۔ اور مجھے کہا جا تو نیک بخت ہوا کچھ عرصہ گذرنے کے بعد ہم ترمذ مین واپس آئے مین نے محمد کو کہا اے شیخ یہ کون سی جگہ تھی اور وہ مرد کون تھا۔ جواب دیا وہ بنی اسرائیل کا جنگل تھا اور وہ مرد قطب تھا جسپر مدار ہے۔ مین نے کہا اے شیخ اتنے عرصہ مین ترمذ سے بنی اسرائیل کے جنگل مین ہم کیونکر پہنچ گئے۔ فرمایا اے ابوبکر تجھے پہنچنے سے کام ہے نہ پوچھنے سے اور نہ علت پیدا کرنے سے۔ اور یہ حال کے صحت کی علامت ہے نہ سکر کی۔ اب مین نے اسکو مختصر کیا ہے کیونکہ اگر اس کی تفصیل کیطرف مشغول ہون اور اس کے اخوات کی شرح کرون تو کتاب لمبی ہوجاتی ہے اور مقصود سے رہ جاتا ہون۔ پس بعض دلیلین جو اس کتاب کے متعلق ہین کرامتون اور ان کی حکایتون کا ذکر کرنے سے انہین لکھا ہے تاکہ مرید کو اس کے پڑھنے سے تنبیہ ہو۔ اور علما کے لئے راحت اور محققون کے لئے مذاکرت۔ اور عوام کے لئے یقین کی زیادتی اور شبہ دور ہو۔ اور اللہ سے توفیق۔

ولیون کی کرامتون کا بیان

پہچان کہ جب کرامتون کا صحیح ہونا عقل کی دلیل سے ثابت ہوا اور اس کے ثبوت پر دلیل قائم ہوئی تو چاہیے کہ کتابی دلیل بھی تجھے معلوم ہو اور جو صحیح حدیثون مین آیا ہے۔ کتاب اور سنت کی کرامتون

کی صحت پر اور عادت کے خلاف فعلون پر جو ولیون سے ہوتے ہین گواہ ہین اور ان کا انکار کرنا نصّی حکمون کا انکار کرنا ہے کیونکہ خداوند تعالی نے کلام مجید مین ہمین خبر دی ہے وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ اور تمپر بادلون کو ہمنے سایبان بنایا اور اوتارا ہم نے تمہارے اوپر من اور سلوی - منکرون مین سے اگر کوئی کہے کہ وہ موسی کا معجزہ تھا تو روا ہے کہ ہم بھی کہین کہ ولیون کی کرامتین محمد صلعم کا معجزہ ہے - اگر کہین کہ یہ کرامتین غیبت مین ہین واجب نہین کہ محمدؐ کا معجزہ ہون - ان کا معجزہ ان کے وقت مین تھا - ہم کہتے ہین کہ جب موسی علیہ السلام ان سے غایب ہوئے اور وہ کوہ طور کو گئے وہی حکم باقی تھا - پس زمانہ اور مکان کی غیبت برابر ہے - جب وہان مکان کی غیبت مین یعنے موسی علیہ السلام کے غایب ہونے مین معجزہ روا ہے تو اس جگہ زمانہ کی غیبت مین بھی جو ولیون کا زمانہ ہے روا ہے - اور دوسرا آصف برخیا کی کرامت سے ہمین خبر دی ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام کو یہ چاہیے تھا کہ بلقیس کا تخت بلقیس کے آنے سے پہلے وہان حاضر کرین اور خداوند تعالے چاہتا تھا کہ اسکی بزرگی اور کرامت لوگون پر ظاہر کرے - اور زمانہ کے لوگون کو دکھلاے کہ ولیون کی کرامتین جایز ہین - سلیمانؑ نے کہا وہ کون ہے جو بلقیس کے تخت کو اُسکے آنے سے پہلے اِسجگہ حاضر کرے - قرآن شریف مین آیا ہے قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ ایک دیو نے جنون مین سے کہا تیرے پاس بلقیس کے تخت کو مین لاتا ہون اس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ سے اُٹھے - سلیمانؑ نے کہا اس سے بھی جلدی لانا چاہیے - آصف نے کہا أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ اس سے پہلے کہ تو آنکھ جھپکے مین اُس تخت کو اس جگہ حاضر کرتا ہون - اور اس گفتار سے سلیمان علیہ السلام اسپر متغیر نہ ہوے اور انکار نہ کیا اور نا ممکن معلوم نہ ہوا اور یہ کسی حال مین معجزہ نہین ہے کیونکہ آصف برخیا پیغمبر نہ تھے - اِسلیے ضرور ہے کہ کرامت ہو - اور اگر معجزہ ہوتا تو اُسکا اظہار سلیمان کے ہاتھ سے ہوتا - اور دوسرا مریم علیہا السلام کے قصہ مین ہمین خبر دی ہے کہ جب حضرت ذکریا ان کے پاس آتے تھے تو گرمی مین جاڑے کے میوہ دیکھتے تھے اور جاڑے مین گرمی کے - اِسلیے کہا يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ اے مریم یہ تیرے واسطے کہان سے آیا اُسنے کہا

اللہ کے پاس ہے اور اتفاق سے مریمؑ پیغمبر نہ تھین اور اس کے سوا خداوند تعالیٰ نے ایک ظاہر بیان سے ہمین اسکے حال سے خبر دی اور کہا ہے وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا اور تو اپنی طرف کھجور کے تنہ کو ہلا وہ تجھپر کچہوتر اور تازہ ڈالیگا - اور اس کے سوا اصحاب کہف کا احوال اور کتے کی اُن کے ساتھ باتین کرنی اور اُنکی خواب اور غار مین اُنکا دائین بائین تصرف جیسا کہ آیا ہے وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ اور ہم ان کو دائین اور بائین طرف لوٹاتے ہین اور اُن کا کتا اپنے دونون ہاتھ غار کے دہانہ مین پھیلانیوالا ہے - یہ سب فعل عادت کے خلاف ہین اور معلوم ہے کہ معجزہ نہین ہے پس چاہیئے کہ کرامت ہو - یون بھی ہوسکتا ہے کہ اس جگہ یہ کرامات بمعنی قبولیت دعا کے ہون - یعنے وہ امور جو ایسے تکلیف کے وقت حاصل ہوجاتے فقط موہومی امر تھے وہ دعا سے حاصل ہوئے - اور حضرت مریمؑ پر کھجور تر اور تازہ کا بیوقت میوون کا اُترنا شائد اُس سے ہو کہ لوگون کی بدگمانی کو اُن سے لوٹا دے اور مثل اسکے - اور پیغمبر سے صحیح حدیثون مین حدیث الغار آئی ہے - اور وہ اس طرح سے ہے کہ ایکدن اصحابون نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا اے رسول اللہ ہمارے لئے گذشتہ امتون کے عجائب فعلون مین سے کچھ بیان کیجئے - آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے تین شخص کسی جگہ جاتے تھے - جب رات کا وقت ہوا ایک غار مین جانیکا ارادہ کیا - غار مین گئے اور اُس مین سوگئے - جب رات کا کچھ عرصہ گذر گیا تو پہاڑ سے ایک پتھر لڑکا اور اُس غار کے دروازہ کو بند کردیا - وہ حیران ہوئے اور ایکدوسرے سے کہا کہ اس جگہ سے بے ریا کامون کے سوا کوئی چیز ہمین نہین چھوڑاتی - جنکو خداوند کے نام شفیع بنائین - ایک نے کہا میرا مان اور باپ تھا اور ایک بکری کے سوا جسکا دودھ مین اُن کو دیتا تھا دنیا کے مال سے میرے پاس کچھ نہ تھا - اور مین ہر روز لکڑیون کا ایک گٹھا لاتا تھا اور اُسکی قیمت اپنے طعام کی وجہ مین صرف کرتا تھا - ایک رات مین بہت بیوقت آیا اور اُس بکری کے دوھنے اور دودھ سے اُن کی خوراک بہم پہونچانے تک وہ سوگئے - دودھ کا پیالہ میرے ہاتھ مین رہا اور مین بغیر کچھ کھائے پیئے کھڑا رہا - اور ان باپ کے جاگنے کی انتظار مین رہا یہان تک کہ صبح ہوئی اور اُس وقت وہ جاگے اور دودھ پیا تب مین بیٹھ گیا - پس کہا اے خدا تعالیٰ اس مین اگر مین تجھا ہون تو میری

فریادرسی کر۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اُسوقت وہ پتھر ایک دفعہ ہلا اور ایک سوراخ پیدا ہوا۔ اور دوسرے نے بیان کیا کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی خوبصورت اور میرا دل اُسپر ہمیشہ مفتون تھا۔ مین اُسکو اپنی طرف بُلاتا تھا اور وہ قبول نہین کرتی تھی۔ یہان تک کہ ایک وقت بہت حیلون سے ایکسو بیس دینار اُسکے پاس بھیجے تاکہ ایک رات میرے لئے خالی کرے۔ اور جب مین اُسکے پاس آیا خدا تعالےٰ سے میرے دل مین خوف ظاہر ہوا مینے اُس سے ہاتھ ہٹالیا اور زر اُسکے پاس رہنے دی۔ پس کہا اے خدا تعالیٰ اگر مین اسمین سچا ہون تو میری لئے راحت بھیج۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اُسوقت اُس پتھر نے ایک اور حرکت کی اور وہ سوراخ زیادہ ہوا۔ لیکن اس سے ابھی باہر نہین نکل سکتے تھے۔ تیسرے نے کہا میرے پاس مزدورونکا ایک گروہ تھا۔ جو کام کرتے تھے جب وہ پورا ہوگیا تو سب نے اپنی مزدوری لیلی۔ اُن مین سے ایک گم ہوگیا۔ اِس مزدوری سے مین نے ایک بکری خریدی۔ دوسری سال دو ہوگئین اور اگلے سال چار۔ اور ہر سال اسی طرح بڑھتی تھین۔ جب کچھ سال گذر گئے تو بہت سا مال جمع ہوگیا۔ اِس وقت وہ مزدور آیا اور کہا کہ ایک وقت مین نے تیرا کام کیا ہے مجھے یاد ہے۔ اب اُس مزدوری کی مجھے ضرورت ہے دیدے۔ مین نے اُسے کہا جا وہ سب تیرا مال ہے لیلے کہا کیا مجھے ٹھٹھا کرتا ہے مین نے کہا نہین سچ کہتا ہون۔ وہ سب مال مین نے اُسکو دیدیا اور وہ لے گیا۔ پس پیغمبر نے کہا ہے اُسوقت وہ پتھر غار کے دروازہ سے الگ ہوگیا اور وہ تینون آدمی باہر نکل گئے۔ اور یہ فعل عادت کے خلاف ہے۔ اور جریج راہب کی حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مشہور ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسکے راوی ہین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ کسی چھوٹے لڑکے نے گہوارے مین سخن نہین کیا مگر تین نے۔ ایک تو عیسیٰ علیہ السلام ہین جیسا کہ تم سب جانتے ہو۔ اور دوسرا بنی اسرائیل مین ایک راہب تھا جریج نام۔ یہ ایک عبادت مرد تھا اسکی ماں پردہ دار تھی۔ ایکدن اپنے بیٹے کے دیکھنے کے لئے آئی۔ جریج نماز مین تھا حجرہ کا دروازہ نہ کھولا۔ اور اگلے دن اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ تنگدل ہونے سے اسکی ماں نے کہا اے اللہ میرے لڑکے کو رسوا کر اور میرے حق مین اسکو پکڑ لے۔ اسی وقت ایک عورت نے ایک گروہ کو خوشامد سے کہا کہ مین جریج کو بے راہ کرتی ہون۔ اُسکے حجرے مین چلی گئی اور جریج نے

اُسکی طرف توجہ نہ کی۔ اور رستہ مین ایک چرواہے کے ساتھ صحبت کی اور حاملہ ہوگئی۔ اور جب شہر مین آئی تو کہا یہ جریج کا حمل ہے۔ اور جب اُس نے بچہ جنا تو لوگون نے جریج کے حجرے کا ارادہ کیا اور اُسکو سلطان کی درگاہ مین لے آئے۔ جریج لڑکے سے پوچھا کہ اے غلام تیرا باپ کون ہے۔ اُس نے جواب دیا اے جریج میری ماں تجھ پر جھوٹ کہتی ہے۔ میرا باپ چرواہا ہے۔ اور تیسرا لڑکا ایک اور عورت کا تھا جو اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اچھا لباس پہنے ہوئے ایک خوبصورت سوار گذرا۔ عورت نے کہا اے اللہ میرے اِس لڑکے کو اِس سوار کی طرح بنا۔ لڑکے نے کہا اے اللہ مجھے ایسا نہ بنا۔ جب کچھ زمانہ گذرا تو ایک اور بدنام عورت گذری۔ اُس پہلی عورت نے کہا اے اللہ میرے لڑکے کو اِس عورت جیسا نہ بنا۔ لڑکے نے کہا اے اللہ مجھے اِس عورت کی طرح بنا۔ ماں کو تعجب ہوا اور کہا کہ تو یہ کیون کہتا ہے۔ لڑکے نے جواب دیا اِس لئے کہ وہ سوار جبر کرنیوالون مین سے ایک جابر ہے۔ اور یہ ایک عورت ہے نیک لیکن لوگ اِسکو بُرا کہتے ہین اور نہین جانتے۔ اور مین یہ نہین چاہتا کہ جابرون مین سے ہون۔ مین چاہتا ہون کہ نیکون سے ہون۔ اس کے سوا امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی لونڈی زائدہ کی حدیث مشہور ہے کہ ایکدن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ آپ نے کہا اے زائدہ میرے پاس زیادہ دیر کرکے کیون آئی ہے حالانکہ مین تجکو بہت دوست رکھتا ہون۔ جواب دیا اے رسول اللہ آج مین ایک عجیب امر سے آئی ہون۔ پوچھا وہ کیا ہے۔ کہا صبحکو مین لکڑیون کی تلاش کے لئے گئی ہوئی تھی جب مین نے لکڑیون کا ایک گٹھہ باندھا تو مینے اُسکو ایک پتھر پر رکھا تاکہ اُسے اُٹھاؤن مین نے ایک سوار کو دیکھا کہ آسمان سے زمین پر آیا ہے۔ اُس نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ محمد صلعم کو میرا سلام پہنچا اور کہہ کہ رضوان نے جو بہشت کا خزانچی ہے کہا ہے کہ آپکو خوشخبری ہو کیونکہ بہشت کو آپ کی امت پر تین حصہ کیا ہے۔ ایک گروہ تو بغیر حساب کے اندر جائیگا۔ اور ایک گروہ ایسا ہے کہ اُسکا حساب آسان ہوگا۔ اور ایک گروہ کو آپ کی شفاعت سے بخشدینگے۔ یہ کہا اور اُس سوار نے آسمان کا ارادہ کیا۔ اور آسمان اور زمین کے درمیان مین سے میری طرف توجہ کی کیونکہ وہ گٹھہ مجھ سے اُٹھایا نہین جاتا تھا۔ دیکھ کر کہا زائدہ اِس گٹھہ کو اِس پتھر پر رہنے دے۔ اور پتھر کو کہا اے پتھر اِس گٹھہ کو عمر کے حجرہ کے دروازہ تک زائدہ کے ساتھ لیجا۔ پیغمبر صلعم اصحابون کے ساتھ

اُٹھے اور عمر کے گھر کے دروازہ پر آئے اور پتھر کے آنے جانیکا نشان دیکھا کہا خدا کا شکر ہے کہ اللہ مجھے دنیا سے باہر نکال لیگیا اسلئے رضوان نے مجھے میری امت سے خوشخبری دی اور میری امت مین سے ایک عورت کو مریم کے مرتبہ پر پہنچایا - اور مشہور ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی کے بیٹے علا کو ایک لڑائی پر بھیجا اور راستہ کے ایک ٹکڑے پر ایک دریا سامنے آیا اُسپر قدم رکھا اور قدم تر ہونے کے سوا سب گذر گئے - اور عمر کے بیٹے عبداللہ سے یہ مشہور ہے کہ وہ ایک راستہ مین جارہے تھے ایک گروہ کو دیکھا جو خوفناک راستہ پر کھڑا ہوا تھا اور ایک شیر نے اُن کا راستہ بند کیا ہوا تھا - عمر کے بیٹے عبداللہ نے کہا اے کتے اگر راستہ بند کرنے کا تجھے خدا کی طرف سے حکم ہے تو ہمین راستہ دے کہ ہم گذرین - یہ سنکر شیر اُٹھا اور عبداللہ کی تواضع کی اور چلا گیا - اور حضرت ابراہیم پیغمبر سے مشہور ہے کہ آپ نے ایک مرد کو ہوا مین بیٹھے ہوئے دیکھا پوچھا اے خدا کے بندے تو نے یہ مرتبہ کہان سے پایا - جواب دیا تھوڑی سی چیز سے - پوچھا وہ کیا چیز ہے - جواب دیا کہ دنیا سے مین نے منہ پھیر لیا اور خدا کے حکم کی طرف بدل متوجہ ہوا مجھسے پوچھا کہ اب تو کیا چاہتا ہے - مین نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ ہوا مین میرے لئے ایک مکان ہو - تاکہ میرا دل لوگون سے جدا ہو جائے - اور جب وہ عجمی مرد مدینہ مین آیا اور عمر کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تو لوگون نے کہا امیرالمومنین اس خرابہ مین سوے ہونگے - وہان آپ کو خاک پر سویا ہوا اور دُرّہ کو سر کے نیچے رکھے ہوئے پایا اُس نے اپنے دل مین کہا کہ ان سے جہان مین اتنا فتنہ ہے اور میرے نزدیک ان کا مار ڈالنا آسان ہے - تلوار کھینچی تو دو شیر پیدا ہوئے اور عجمی کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا - اُسنے فریاد کی عمر جاگ اُٹھے - عجمی نے اپنا سارا قصہ ان کے پاس بیان کیا اور اسلام لایا - اور ابوبکر کی خلافت کے زمانہ مین خالد بن ولید کے لئے خطۂ عراق مین تحفون مین ایک ڈبا بھی بطور تحفہ لائے جس مین زہر قاتل بھری ہوی تھی - خالد نے اس ڈبے کو کھولا اور اُس زہر کو ہاتھ کی تھیلی پر ڈالا اور بسم اللہ پڑھی اور اُسکو منہ مین ڈال لیا - لوگون کو بہت تعجب ہوا اور اُن مین سے کئی ایک اسلام بھی لائے - اور حسن بصریؒ روایت کرتے ہین کہ عبادت کرنیوالون مین ایک حبشی تھا - جو ویرانون مین رہا کرتا تھا - ایکدن مین نے بازار سے ایک چیز خریدی اور اُسکے پاس لیگیا - مجھ سے پوچھا یہ کیا چیز ہے مین نے کہا کہانا ہے جو تیرے لئے لایا ہون -

اُس نے ہاتھ سے ایک اشارہ کیا اور مجھ کو دیکھ کر ہنسا۔ مین نے اُس خرابہ کی دیوارون اور اینٹون اور پتھرون کو دیکھا کہ سب زرہوے ہوے تھے مین اپنے کئے ہوئے سے پشیمان ہوا اور جو کچھ لے گیا تھا اُسے چھوڑ دیا اور آپ اُسکی ہیبت سے بھاگا۔ اور ابراہیم ادہم سے روایت کرتے ہین کہ کہا ہے مین ایک چرواہے پر گذرا اور اُس سے پانی مانگا اُس نے کہا میرے پاس دودہ ہے۔ کونسا پانی چاہتا ہے۔ مین نے جواب دیا پانی۔ اُٹھا اور اپنے عصا کو پتھر پر مارا۔ اُس پتھر سے خوش اور پاکیزہ پانی جاری ہوا اور مین اِس سے حیران ہوا مجھے کہا تعجب نکر جب بندہ خدا کا فرمانبردار ہوتا ہے تو سب جہان اُسکا فرمان بردار ہوجاتا ہے۔ اور ابودرداء اور سلیمان رض اُس مین بیٹھے ہوئے تھے اور کھانا کھا رہے تھے کاسہ تسبیح کر رہا تھا جو سب سُن رہے تھے۔ اور ابوسعید خرّاز سے روایت کرتے ہین کہ کچھ مدت مین تیسرے دن کھانا کھاتا تھا اور جنگل مین جا رہا تھا ایک دفعہ تیسرے دن بھوک سے مجھے ضعف ہوا اور کھانا نہ ملا۔ میری طبع نے اپنی عادت کو طلب کیا مین ایک جگہ پر بیٹھ گیا۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے ابا سعید نفس کی سکونت کے لئے کچھ کھانا چاہتا ہے یا بغیر کھائے کے سستی کے دفع کرنے کے لئے کوئی سبب اور یا بغیر سبب کے کچھ طاقت۔ مین نے کہا اے الٰہی کچھ طاقت چاہتا ہون۔ اُسی وقت مجھ مین طاقت آگئی مین اُٹھ کھڑا ہوا اور بغیر کھانے پینے کے بارہ منزلین اَور چلا۔ اور مقام تستر مین آجنک عبداللہ کے بیٹے سہل رح کے گھر کو بیت السباع کہتے ہین یعنے درندون کا گھر۔ اور تستر کے لوگ اِسپر متفق ہین کہ بہت سے درندے اور شیر سہل رح کے پاس آتے تھے اور یہ اُن کو کھانا کھلاتے تھے اور اُن سے محبت کرتے تھے اور اہل تستر بہت سے لوگ ہین۔ اور ابوالقاسم مروزی کہتے ہین کہ ایکدفعہ مین دریا کے کنارے پر ابوسعید خرّاز کے ساتھ جا رہا تھا مین نے ایک جوان کو دیکھا جسنے مرقعہ پہنا ہوا تھا اور مچھیرہ پہاڑ مین لٹکایا ہوا تھا ابوسعید نے کہا اِس جوان کا حال کچھ اَور ہے اور معاملہ کچھ اَور۔ جب مین اس مین دیکھتا ہون تو کہتا ہون کہ یہ رجالون مین سے ہے اور جب مین مچھیرہ مین دیکھتا ہون تو کہتا ہون طالبون مین سے ہے آؤ اِس سے پوچھین کہ کونسا راستہ ہے۔ خرّاز نے کہا اے جوان خدا کا کونسا راستہ ہے جو ابدیا خدا کیطرف دو راستے ہین۔ ایک تو عام کا راستہ ہے۔ اور دوسرا خاصون کا اور تجھے خاصون کے راستہ سے کچھ خبر نہین۔ مگر عوام کا راستہ یہ ہے جس مین تو چلتا ہے اور اپنے معاملہ کو خدا سے پہنچنے کی

علت جانتا ہے اور مجیرہ کو حجاب جانتا ہے۔ ذوالنون مصریؒ کہتے ہین کہ ایک وقت مین ایک جماعت کے ساتھ ایک کشتی مین سوار ہوا تاکہ مصر سے جدہ مین جائین۔ ایک جوان مرقعہ پہنے ہوے کشتی مین ہمارے ساتھ تھا مجھے اُس سے ہمنشینی کی خواہش تھی لیکن اُسکے ساتھ گفتگو کرنے سے اُسکی ہیبت مجھے باز رکھتی تھی کیونکہ وہ بڑا معزز تھا۔ اور عبادت سے کبھی خالی نہین ہوتا تھا۔ یہانتک کہ ایک دن ایک شخص کی جواہر کی تھیلی گم ہوگئی۔ تھیلی کے مالک نے اُس جوان کو اُسکے چُرانے کی تہمت لگائی۔ لوگون نے اُسپر سختی کرنی چاہی۔ مین نے کہا کہ اِس سے اِس طرح کی باتین نہ کرو مین اِس سے اچھی طرح پوچھتا ہون۔ مین اُسکے پاس آیا اور نرمی سے اُن کو کہا کہ اِن لوگون کو تم پر کچھ ظن ہوا ہے اور مین نے اِن کو سختی کرنے سے باز رکھا ہے اب کیا کرنا چاہیے۔ اُس نے آسمان کی طرف مُنہ کیا اور کچھ کہا۔ مچھلیون کو مین نے دیکھا کہ پانی کی سطح پر آگئی ہین اور ہر ایک نے مُنہ مین ایک جوہر لیا ہوا ہے اُس نے ایک جوہر ایک مچھلی سے لیا اور اُس شخص کو دیدیا۔ اور جب کشتی کے آدمیون نے یہ دیکھا تو اُس نے پانی کی سطح پر پاؤن رکھا اور چلا گیا جسنے تھیلی چرائی تھی وہ بھی کشتی والون سے ہی تھا یہ دیکھ کر اُسنے اُسے پھینکدیا اور کشتی کے لوگ شرمندہ ہوئے۔ اور ابراہیم رقی کہتے ہین کہ ابتداے عمر مین مین نے مسلم مغربی کی زیارت کا ارادہ کیا جب اُن کی مسجد مین آیا تو امامت کر رہے تھے اور الحمد غلط پڑھ رہے تھے۔ مین نے اپنے آپ مین کہا کہ میری سعی بے فائدہ گئی اور وہ رات مین اُس جگہ پر رہا اور اگلے روز وضو کرنے کے وقت اُٹھا تاکہ پانی کے کنارہ پر جاؤن۔ راستہ پر ایک شیر سویا ہوا تھا واپس لوٹا دیکھا تو ایک اور میرے پیچھے آرہا تھا۔ مین نے شور کیا۔ مسلم حجرہ سے باہر آیا۔ جب شیرون نے اُسکو دیکھا تو تواضع کی۔ مسلم رحمۃ نے ہر ایک کا کان پکڑا اور تنبیہ کی اور کہا اے خدا کے کتو مین نے تمہین نہین کہا ہے کہ میرے مہمانون سے گستاخی کرو۔ اسکے بعد مجھے کہا اے ابا اسحاق تم ظاہر کے ٹھیک کرنے مین مشغول ہو اور مخلوق سے ڈرتے ہو اور ہم خدا کے لئے باطن کے ٹھیک کرنے مین مشغول ہین اِس لئے ہم خدا سے ڈرتے ہین۔ ایک دن میرا شیخ حبیب العجمی سے دمشق کو جا رہا تھا کچھ بارش ہوئی تھی اور ہم کیچڑ مین مشکل سے چلتے تھے۔ مین نے شیخ کو دیکھا اُسکی جوتیان اور پاجامہ خشک تھا۔ مین نے اُن سے کہا کہ آپ کی جوتیان اور پاجامہ تو بچا ہوا ہے۔ جواب دیا ان جب سے مین نے ہمت کو

توکل کے راستہ سے اُٹھا لیا ہے اور باطن کو وحشت سے نگاہ رکھا ہے تب سے خدائے تعالےٰ نے میرے قدم کو کیچڑ سے نگاہ رکھا ہے۔ ایک وقت مجھے ایک واقعہ پیش آیا اور اُس کے حل کرنیکا طریق مجھ پر مشکل ہوا۔ طوس مین شیخ ابوالقاسم کرکانی کی زیارت کرنیکا ارادہ کیا۔ اُن کو مین نے اپنے مسجد کے حجرہ مین تنہا پایا اور میرا واقعہ ہو بہو۔ ایک ستون سے کہہ رہے تھے۔ مین نے کہا اے شیخ یہ کس سے باتین کرتا ہے۔ جواب دیا اے بیٹا اِس ستون کو اسوقت حق تعالیٰ نے گویا کیا ہے اِس لئے اِس نے مجھ سے یہ سوال پوچھا جسکا اِسے جواب دیا ہے۔ فرغانہ کے علاقہ مین ایک گاؤن ہے جسے سلانگ کہتے ہین زمین کے اوتادون مین سے ایک پیر تھا۔ جسکو باب عمر کہتے تھے اور اس ولایت کے سب درویش بزرگ شیخون کو باب کہتے ہین اور اس پیر کے ہان ایک بوڑھی عورت تھی فاطمہ نام۔ اوزکند سے مین نے اِس پیر کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب مین اُس کے پاس آیا تو اُس نے کہا کیونکر آیا ہے۔ مین نے کہا آپ کی زیارت کے واسطے۔ اور شیخ نے مجھے محبت کی نظر سے دیکھ کر کہا اے بیٹا مین فلان روز سے تجھ کو دیکھتا ہون اور جب تک تجھے مجھ سے غائب نہ کرینگے مین تجھکو دیکھنا چاہتا ہون۔ جب مین نے دنون اور سالون کو شمار کیا تو وہ دن جو شیخ نے کہا تھا میری توبہ کے ابتدا کا دن تھا۔ کہا اے بیٹا باہر سفر کرنا لڑکون کا کام ہے۔ پس یہ زیارت خلوصِ دل سے کر کیونکہ دلی حضور سے جسمی حضور کو کچھ نسبت نہین ہے۔ اِس کے بعد کہا اے فاطمہ جو کچھ تیرے پاس ہے لا تاکہ یہ درویش کھائے۔ وہ انگور لائی اور وہ انگورون کا موسم نہ تھا۔ اِن پر کھجورین بھی تھین اور فرغانہ مین کھجورون کا ہونا ممکن نہین۔ اور مین ایک دفعہ مہنہ مین عادت کے موافق تنہا شیخ ابوسعیدؒ کی قبر پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک سفید کبوتر آیا اور اُس غلاف کے نیچے جو قبر پر ڈالا ہوا تھا چلا گیا مین نے کہا شاید یہ کسی کا اُڑایا ہوا ہے۔ مگر جب اُٹھا اور غلاف کے نیچے دیکھا تو کوئی چیز نہ تھی۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی دیکھا اور تعجب رہا۔ ایک رات شیخ ابوسعیدؒ کو خواب مین دیکھا اور وہ واقعہ اُن سے پوچھا فرمایا وہ کبوتر میرے معاملہ کی صفائی ہے جو ہر روز میری قبر مین میری ہمشیری کے واسطے آتا ہے۔ ابو وراقؒ روایت کرتا ہے کہ ایکدن علی کے بیٹے محمد رحمۃ اللہ نے اپنی تصنیف کی کچھ جزین مجھے دین اور کہا اِن کو دریائے جیحون مین ڈال دے جب مین باہر آیا اور اُنہین دیکھا تو سب نکتے اور لطائف تھے۔ میرے دل نے نہ چاہا۔ گھر مین اُن کو رکھدیا اور واپس گیا اور کہا کہ

انہین دریامین ڈالدیا ہے۔ پوچھا تم نے کیا دیکھا۔ مین نے کہا کچھ نہین دیکھا۔ جواب دیا تم نے اُن کو نہین ڈالا۔ مجھے اُسوقت وہ مشکلین پیش آئین ایک تو یہ کہ کیون کہتا ہے کہ اُن کو دریامین ڈالدے۔ دوسرے یہ کہ کون سی دلیل ہے جس سے معلوم کیا ہے کہ مین نے انہین دریامین نہین ڈالا۔ مین پھر گیا اور اُن جزون کو اُٹھا لیا اور دریاے جیحون کے کنارے پر لیگیا۔ جب جزون کو ہاتھ سے دریامین پھینکا تو پانی کو مین نے دیکھا کہ آپس مین سے پھٹ گیا ہے اور ایک صندوق ظاہر ہوا جسکا منہ کھلا ہوا تھا۔ اور وہ جزین اُس مین جا پڑین اور صندوق کا سر پھر مضبوط ہوگیا اور پانی اپنے طریق پر چلنے لگا۔ مین مڑا کر لوٹ آیا اور وہ قصہ اُن کے روبرو بیان کیا سنکر فرمایا کہ اب تو نے اُن جزون کو دریامین ڈالا۔ مین نے کہا اے شیخ تجھے خداوند کی عزت کی قسم ہے یہ بھید مجھے بتلا۔ کہا کہ ہمچان مین نے اِس طائفہ کے علم مین ایک کتاب تصنیف کی تھی جس کا تحقیق کرنا سب عقلون پر مشکل ہوا اور میرے بھائی خضرؑ پیغمبر نے مجھ سے مانگی تھی اور مجھلی خدا کے حکم سے صندوق کو لائی تھی اور خداوند تعالےٰ نے اِس پانی کو حکم دیا تھا کہ یہ جزین خضر علیہ السلام کو پہنچائے۔ اور اگر مین بہت سی ایسی حکایتین لکھون تو ابھی ختم نہین ہوتین۔ اور اِس کتاب سے طریقت کے اصولون کا ثبوت کرنا مراد ہے معاملون کی شاخون مین نقل کرنے والون نے اپنی کتابین لکھی ہین۔ اور بہت جمع کیا ہے۔ اور ممبرون پر ذکر کرنے والے انہین نشر بھی کرتے ہین۔ اب مشبع کے باب مین جو فصل اِس کے متعلق ہے اُسکو لکھتا ہون تاکہ ان معنون کے سمجھنے کے لئے کسی اور جگہ نہ جانا پڑے۔

ولیون پر نبیون کی بزرگی کا بیان

سمجھ لے کہ سب وقتون اور احوالون مین اِس طریقت کے سب شیخون کے اتفاق سے ولی پیغمبرون کے متابع ہین اور پیغمبرون کی دعوتون کے تصدیق کرنیوالے اور نبی ولیون سے زیادہ فاضل ہین کیونکہ ولایت کا انجام نبوت کا ابتدا ہے۔ اور سب نبی ولی ہوتے ہین مگر ولیون مین سے کوئی ولی نبی نہین ہوتا۔ اور نبی بشریت کی صفتون کی نفی کرنے مین متکلم ہین اور ولی اِس مین متکلم نہین بلکہ عارضی ہین کیونکہ جو ولیون کے لئے حال ہے وہ نبیون کے لئے ایک مقام ہے۔ اور جو ولیون کے لئے مقام ہے وہ نبیون کے لئے حجاب ہے۔ اور علماء سنت

اور اس طریقت کے محققون مین سے کسی نے اس مین خلاف نہین کیا۔ صرف ایک گروہ نے
اختلاف کیا ہے جو ان حشویون مین سے ہے جو اہل خراسان کے بے معنی ڈھانچ ہین اور توحید
کے اصولون مین ایسی کلام سے گفتگو کرتے ہین جو ایک دوسرے کو توڑنے والی ہوتی ہے اور
اس طریقت کے اصل کو نہین جانتے اور اپنے آپکو ولی کہتے ہین اور ولی نہین ہین مگر شیطان
کے دوست ہین۔ یہ کہتے کہ ولی نبیون سے زیادہ فاضل ہین اور یہ گمراہی اُن کے لئے کافی ہے
کہ جاہل کو محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ فاضل کہتے ہین۔ اور مشبہ کا ایک گروہ بھی ہے
جو اس طریقت سے محبت کرتے ہین اور انتقال کے معنون مین خدا تعالے کے نزول اور حلول کو
روا رکھتے ہین اور خداوند کی ذات پر تجزیہ یعنے تقسیم ہونیکو جائز۔ اور اُسکو اس مذموم مذہب مین
جیسا کہ مین نے وعدہ کیا ہے خدا نے چاہا تو اس کتاب مین تمام لکھون گا۔ یہ دو گروہ جو
اسلام کے مدعی ہین نبیون کی تخصیص کی نفی مین برہمنون سے موافق ہین اور جو نبیون کی تخصیص
کی نفی پر اعتقاد کرتا ہے وہ کافر ہوتا ہے۔ پس انبیاء صلواۃ اللہ علیہم اعیان ہین اور امام اور
اولیا احسان مین اُن کے متابع ہین اور محال ہے کہ متابع امام سے زیادہ فاضل ہو۔ اور ہمچان کہ
اگر سب ولیون کے زمانہ کے قولون اور احوالون کو نبی کے صدق کے ایک قدم کے پہلو مین
رکھے تو وہ سب معدوم دکھلائی دیگا کیونکہ ولی طالب کرتے ہین اور تلاش مین جاتے ہین اور
نبی رسیدہ اور مقصود پائے ہوے ہوتے ہین۔ اور دعوت کے فرمان سے واپس آئے ہوے
اور ایک قوم کو لیجاتے ہین اور اگر کوئی ذکر کئے گئے ملحدون سے کہ خدا کی اپنر لعنت ہو یہ کہے
کہ عادت مین ایسا ہوا ہے کہ جب رسول کسی ملک سے کسی کے پاس آئے تو چاہئے کہ مبعوث
علیہ یعنے جسکے پاس بھیجا گیا ہے وہ رسول سے زیادہ فاضل ہو۔ جیسا پیغمبر جبرئیل سے زیادہ
فاضل ہین۔ اور اس صورت کا پیدا ہونا ان کے لئے خطا ہے۔ ہم کہتے ہین کہ اگر کسی ملک سے
ایک شخص کسیطرف رسول آئے تو چاہئے کہ مرسل الیہ یعنے جسکی طرف بھیجا گیا ہے وہ رسول سے زیادہ
فاضل ہو جیسا کہ جبرئیل کو پیغمبرون پر بھیجا اور ہر ایک پیغمبر جبرئیل سے زیادہ فاضل تھا لیکن جب
رسول ایک جماعت اور ایک قوم کی طرف ہو تو ضرور ہے کہ رسول اُس گروہ سے زیادہ فاضل ہو
جیسا پیغمبر امتون سے زیادہ فاضل ہین۔ اور اس مین کسی دانا کو حدیث کے حکم کے موافق مشکل

نہین پڑتی - پس نبیون کا ایک سانس ولیون کے سب زمانہ سے زیادہ فاضل ہے کیونکہ جب ولی نہایت کو پہنچتے ہین تو مشاہدہ سے خبر دیتے ہین اور بشریت کے حجاب سے خلاصی پاتے ہین چاہے کتنا ہی بشر کا عین ہوتے ہین اور پھر جب نبی کا ابتدا ولی کی انتہا ہے تو رسول کا پہلا قدم مشاہدہ مین ہوتا ہے - ولی کو رسول کے برابر قیاس نہین کر سکتے - تو نہین دیکھتا کہ ولیون مین سے خدا کے سب طالب اسپر متفق ہین کہ مقام ولایت کے کمال کے تفرقون کا جمع کرنا ہے اور صورت مین یہ اس طرح ہوتا ہے کہ بندہ ایسے درجہ مین پہنچتا ہے جہان اُسکی عقل فعل مین نظر کرنے سے مغلوب ہوتی ہے اور فاعل کے شوق مین سب جہان کو بالکل اُسی کی قدرت کا فعل جانتا ہے اور اُسی کو دیکھتا ہے - جیسا کہ ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے لَوْ زَالَتْ عَنَّا رُؤْیَتُہٗ مَا عَبَدْنَاہُ اگر عادت کیا گیا دیدار ہم سے زائل ہو جائے تو عبودیت کا اسم ہم سے ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ ہم اُسکے دیدار کے سوا عبادت کا مزہ نہین پاتے اور نبیون کے لئے یہ معنی حال کا ابتدا ہے کیونکہ اُن کے زمانہ مین تفرقہ صورت نہین پکڑتا اور انکی نفی - اثبات - اور سلک اور مقطع اور اقبال اور اعراض اور ابتدا اور انتہا عین مین جمع ہوتے ہین جیسا کہ حال کے ابتدا مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آفتاب کو دیکھا تو کہا ھذا ربی میرا رب یہ ہے اور جب چاند اور ستارہ کو دیکھا تو کہا ھذا ربی - حق کے غلبہ سے اپنے دل پر اور اُسکے اجتماع سے عین مین غیر کا جمع ہونا نہ دیکھا - اگر دیکھا تو جمع کی آنکھ سے ہی دیکھا - عین دیدار مین اپنے دیدار سے کنارہ کیا اور کہا لا احب الآفلین مین فنا ہونیوالون کو دوست نہین رکھتا - ابتدا جمع مین ہے اور انتہا جمع مین ضرور ولایت کی ابتدا اور انتہا ہے اور نبوت کے واسطے نہین ہے جب تک رہے نبی رہے اور جب تک رہین گے نبی رہین گے - اور اس سے پہلے کہ معلوم مین موجود نہ تھے مراد حق وہی تھے - ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے پوچھا کہ نبیون کے حال مین تو کیا کہتا ہے - کہا افسوس ہے کہ ہم کو اُن مین کچھ تصرف نہین جو کچھ اُن مین ہم خیال کرتے ہین وہ سب ہم آپ ہوتے ہین یعنے وہ ہمارا ہی خیال ہوتا ہے - اور حق تعالے اُن کی نفی اور اثبات کو اُس درجہ مین رکھا ہے کہ لوگون کی دید اُس مین نہین پہنچتی پس جیسا کہ ولیون کا مرتبہ لوگون کے سمجھنے سے پوشیدہ ہے ویسا ہی نبیون کا مرتبہ -

ولیون کے حرف سے پوشیدہ ہے۔ اور ابویزید رحمۃ اللہ علیہ زمانہ کے لئے دلیل ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے بھید کو آسمانون پر لے گئے کسی چیز پر نگاہ نہ کی۔ بہشت اور دوزخ بھی اس کو دکھلایا وہان بھی کسی چیز پر توجہ نہ کی اور موجودات اور حجابون سے گذر گیا فَصَرْتُ طَیْرًا پس مین ایک مرغ بن گیا اور بدی تعالیٰ کی ذات کی محبت مین اُڑتا تھا یہان تک کہ مین احدیت کے مکان مین پہنچا اور اُس مین ازلیت کے درجہ کو دیکھا جب مین نے نگاہ کی منی اور خودی مجھ مین باقی تھی۔ مین نے کہا اے اللہ تعالےٰ میری منی یعنے خودی کو تیری طرف راستہ نہین ہے اور اپنی خودی سے مجھے چارہ نہین مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ فرمان آیا اے ابایزید تیری خودی سے تیری خلاصی میرے دوست کی فرمان برداری مین ہے۔ آنکھون کے لئے اُس کے قدمون کی خاک سے سُرمہ بنا اور اُسکی فرمانبرداری پر ہمیشگی کر۔ یہ ایک لبنی حکایت ہے اور اس طریقت کے لوگ اِسکو بایزید کا معراج کہتے ہین۔ اور معراج قرب سے مراد ہوتی ہے پس نبیون کا معراج خدا کے قرب مین ذات اور جسم کے ظاہر ہونے سے ہوتا ہے اور ولیون کا ہمت اور بھیدون سے اور پیغمبرون کا تن صفائی اور پاکیزگی اور قربت مین۔ ولیون کے دل اور اُن کے بھید کی طرح ہوتا ہے اور یہ ظاہر فضل ہے۔ اور اسطرح ہوتا ہے کہ ولی کو اپنے حال مین مغلوب کر دیتے ہین اِسلئے وہ مست ہو جاتا ہے۔ اس وقت بھید کے درجون مین ولی کو اپنے سے غائب کر دیتے ہین اور خدا کے قرب سے آراستہ کرتے ہین اور جب صحو کے حال مین واپس آتا ہے تو وہ سب دلیلین اُسکے دل پر موجود ہوئی ہوتی ہین اور اُن کا علم اُسکو حاصل ہوتا ہے۔ پس اس مین کہ جسکے جسم کو قرب مین لیجائین یعنے پیغمبر اور اُس مین کہ جسکے بھید کو لیجائین یعنے ولی بہت فرق ہے۔ واللہ اعلم۔

فرشتون پر ولیون اور نبیون کی بزرگی کا بیان

پہچان کہ اہلسنت اور جماعت اور طریقت کے بزرگون کے گروہ کے اتفاق سے نبی اور وہ لوگ جو ولیون مین سے محفوظ ہین فرشتون سے زیادہ فاضل ہین۔ معتزلہ کے خلاف کیونکہ یہ فرشتون کو نبیون سے زیادہ بزرگ کہتے ہین کہ فرشتے رتبہ مین زیادہ بلند ہین۔ اور پیدائش مین زیادہ پاکیزہ اور خدا کے زیادہ مطیع اِسلئے چاہیئے کہ فرشتے زیادہ فاضل ہون۔ ہم کہتے ہین کہ اس کی حقیقت اُن کی صورت کے خلاف ہے کیونکہ عبادت تن اور بلندی مرتبہ

اور پاکیزگی پیدائش عنایت الٰہی کے لئے علت نہیں ہوسکتے - بزرگی اُس کے لئے ہوتی ہے
جسکو خدا تعالیٰ دے - اور یہ سب جو فرشتوں کی نسبت کہتے ہیں شیطان میں بھی تھا مگر اتفاق
سے ملعون اور معزول ہوا - پس بزرگی اُسکے لئے ہوتی ہے کہ خدا بزرگ اور بلند اُسکو بزرگ
کرے اور لوگوں سے برگزیدہ - اور نبیوں کی بزرگی پر دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے فرشتوں کو
آدم کے سجدہ کرنیکا حکم کیا اور یہ ظاہر ہے کہ سجدہ کرنیوالے سے سجدہ کیا گیا مرتبہ میں ہر طرح بلند ہوتا ہے
اور اگر کہیں کہ خانہ کعبہ ایک پتھر اور بے جان سخت زمین ہے اور مومن اُس سے زیادہ فاضل ہیں -
اور اُسکو سجدہ کرتے ہیں پس روا ہوتا ہے کہ فرشتے آدم سے زیادہ فاضل ہوں اگرچہ آدم کو سجدہ
کیا - میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ مومن گھر کو یا محراب کو یا دیوار کو سجدہ کرتا ہے سب
یہی کہتے ہیں کہ خدا کو سجدہ کرتا ہے - اور سب کہتے ہیں کہ فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا خداوند تعالیٰ
کی اس کلام کی موافقت پر کہ جب فرشتوں کے سجدہ کا ذکر کیا اور فرمایا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ہم
نے فرشتوں کو حکم کیا اور کہا کہ آدم کو سجدہ کریں - اور جب موسیٰ کے سجدہ کا ذکر کیا تو کہا وَاسْجُدُوْا
وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ خداوند کو سجدہ کرو اور اُسکی بندگی کے لئے
کمر باندھو اور بھلائی کرو تا کہ تم نیکی پاؤ - پس خانہ کعبہ آدم کیطرح نہیں ہوتا کیونکہ مسافر جب چاہتا ہے
کہ چار پائے کی پیٹھ پر خداوند کی عبادت کرے اگر اُسکا منہ خانہ کعبہ کیطرف نہ ہو تو وہ معذور ہوتا ہے
اور کوئی غمزدہ اگر کسی جنگل میں قبلہ کی دلیلوں کو گم کردے یعنے نہ پہچان سکے جسطرف منہ کرے گا
خدا کے حکم کو ادا کرنیوالا ہوگا - اور آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں کسی فرشتہ کو بجز ابلیس کے
عذر نہیں ہوا - سو اُسکے عذر نے اُسے ملعون بنا دیا - اہل بصیرت کے لئے یہ دلیلیں ظاہر ہیں -
اور اس کے سوا یہ بھی پہچان کہ فرشتے اگرچہ خدا کی معرفت میں برابر ہیں درجہ میں کیونکر برابر ہوسکتے ہیں
کیونکہ پیدائش میں فرشتوں کو شہوت نہیں اور نہ دل میں حرص اور آفت ہے اور نہ طبع میں دقت
اور حیلہ - اور اُن کی غذا طاعت ہے اور اُن کا مذہب خدا کے حکم پر اطاعت کرنی - پھر آدمی
کی پیدائش میں شہوت مرکب ہے اور گناہوں کا ارتکاب اس سے ممکن اور دنیا کی آرائش
اُسکے دل میں موثر اور حرص اور حیلہ آدمی کی طبیعت میں منتشر شیطان کو آدمی کے جسم میں
اسقدر غلبہ ہے کہ آدمی کی رگوں میں خون کے ساتھ اُسکے راستوں میں برابر پھرتا ہے - اور عشق

جو سب بدیون کو پکار نیوالا ہے آدمی کے ساتھ ہے - پس جو ایسا شخص ہو کہ ان صفتون سے اُسکا وجود
مرکب ہو اور باوجود شہوت کے غلبہ کے بدکاری اور گناہون سے پرہیز کرے اور باوجود عین حرص کے
دنیا سے منہ پھیرے اور باوجود دل مین شیطان کے وسوسون کے بقا کے گناہون سے ہٹ رہے - اور
نفسانی آفتون سے منہ پھیرے اس سبب سے کہ عبادت پر اقامت کرے اور طاعت پر ہمیشگی -
اور نفس کے مجاہدہ اور شیطان کے جنگ مین مشغول ہو - حقیقت مین یہ اس سے زیادہ فاضل ہوتا ہے
کہ جسکی صفت مین شہوت کی معرکہ آرائی نہ ہو - اور نہ اس کی طبیعت مین غذا اور لذت کا ارادہ ہو
اور نہ عورت اور فرزند کا اندوہ ہو - اور نہ اپنے خویش اور متعلقون کی مشغولی ہو - نہ سبب اور آلہ کا محتاج
ہو - اور نہ امید اور آفت مین مستغرق - مجھے اس سے جو عبادت پر فضل الٰہی کو موقوف سمجھتا ہے یا
جمال پر عزت کو یا مال کے ہاتھ پر بزرگی کو - بہت تعجب ہے اس بزرگی کی نعمت جلدی اپنے سے زائل
دیکھیگا - کیون ؟ اسلئے کہ بزرگی کو خدا کے فضلون مین سے نہین دیکھتا - چاہئے کہ خدا کی رضا مین
عزت دیکھے اور ایمان کی معرفت مین بزرگی تا کہ اس نعمت کو اپنے پاس ہمیشہ دیکھے اور دونون جہان
مین اپنے دلکو اس سے خوش دیکھے - جبرئیل جسنے اتنے ہزار سال خلعت کی انتظار پر عبادت کی اُس کی
خلعت محمد مصطفی صلعم کی فرمانبرداری ہوئی کہ معراج کی رات مین اُن کے گھوڑے کی خدمت کرے
پس فرشتہ اس سے کیونکر فاضل ہو سکتا ہے جو نفس کے لئے دنیا مین ریاضت کرتا ہے اور رات دن
مجاہدہ کرتا ہے اور خدا اسپر عنایت کرتا ہے اور آپ اُسکو بزرگی دیتا ہے اور سب خطرون سے
اُسکو سلامتی مین رکھتا ہے - اور جب فرشتون کا غرور حد سے گذر گیا اور ہر ایک نے اپنے معاملہ
کی صفائی کو اپنی دلیل بنایا اور آدمیون کے حق مین ملامت کی زبان دراز کی تو حقتعالی نے چاہا
کہ فرشتون کا حال فرشتون پر ظاہر کرے فرمایا کہ تین شخصون کو جو تم مین زیادہ بندگ ہین پسند کرلو
تا کہ آپس مین تمہارا ہیر وساہو - وہ زمین پر جائین اور ساری زمین کے خلیفے ہون - لوگون کو صلاح پر
لائین اور آدمیون کے درمیان عدل کرین - اسلئے تین فرشتون کو اختیار کیا ان مین سے ایک
نے زمین پر آنے سے پہلے زمین کی آفت کو دیکھا اور خداوند تعالی سے درخواست کی کہ واپس ہو
اور دو فرشتے زمین پر آئے - خداوند تعالی نے اُن کی پیدائش کو بدلدیا اسلئے کھانے پینے کے
آرزومند ہوئے اور شہوت کی طرف میل کی اسلئے کہ اسکے سبب خدا نے ان کو عذاب دیا اور

فرشتون نے اپنے پر آدمیون کی بزرگی کو ظاہر جان لیا - اور خاص مومن خاص فرشتون سے زیادہ فاضل ہین اور عام مومن عام فرشتون سے افضل پس جو آدمیون مین سے معصوم اور محفوظ ہین وہ جبرئیل اور میکائیل سے افضل ہین اور جو معصوم محفوظ نہین ہین یعنے عام مومن ہین وہ کراماً کاتبین سے افضل ہین واللہ اعلم - اور ان مضمون مین بہت گفتگو ہوسکتی ہے - اور شیخون مین سے ہر ایک نے کچھ کہا ہے اور خداوند تعالی جسکو جو چاہتا ہے وہ بزرگی دیتا ہے وباللہ التوفیق -

تصوف مین حکیمون کے مذہب کے متعلقات اختصار کے طور پر جو مین نے بیان کئے ہین ایک دوسرے سے صوفیون کے اختلاف یہ ہین سا اور ولایت حقیقت مین خدا کے بھیدون مین سے ایک بھید ہے اور روش کے سوا یہ بھید ظاہر نہین ہوتا اور ولی کے سوا ولی کو دوسرا نہین پہچانتا - اور اگر اسبات کا ظاہر کرنا سب عاقلون پر جایز ہوتا تو دوست دشمن سے ظاہر نہ ہوتا اور نہ واصل کی غافل سے تمیز ہوتی - پس خداوند تعالی نے ایسا ہی چاہا کہ دوستی کے جوہر کو خواری کے سیپ مین رکھا - آدمی اسکو لینا چاہتا ہے تو بلا کے دریا مین غوطہ لگاتا ہے - پس اسکا طالب خدا کے عزیز حکم کے موافق جان کو خطرہ مین ڈال دیتا ہے اور اس جان لینے والے دریا پر گذر کرتا ہے اور دریا کی گہرائی مین غوطہ لگاتا ہے یہان تک کہ اسکی مراد پوری ہوجاتی ہے یا طلب مین ہی دنیا سے گذر جاتا ہے - مین چاہتا تھا کہ اس اصل کو لمبا کرون لیکن تیرے ملال کا خوف اور طبع کی نفرت مانع ہوئی اور خدا کے مرید کے واسطے اس طریقت مین اسقدر کافی ہے - واللہ اعلم بالصواب

فرقہ خرازی کا بیان خرازی ابوسعید خراز سے دوستی کرتے ہین اور طریقت مین اُن کی تصنیفین بہت ظاہر ہین - آپ تجرید اور انقطاع مین بڑا شان رکھتے تھے اور پہلے پہل فنا اور بقا کے حال سے آپ بھی عبارت کی ہے اور اپنی سب طریقت کو دو عبارتون مین بیان کردیا ہے اب مین اسکے معنے بیان کرتا ہون اور ایک گروہ کی غلطیون کو اس مین لکھتا ہون تاکہ تو جان لے کہ ابوسعید خراز کا مذہب کیا ہے اور ان دو عبارتون سے جو مشہور ہین اس گروہ کا مقصود کیا ہے -

بقا اور فنا کا بیان

خدائے بزرگ و بلند نے کہا ہے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ جو تمہارے نزدیک

ہے وہ خرچ ہونیوالا ہے یعنی فانی ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے اور دوسری جگہ پر فرمایا ہے
كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ جو کچھ زمین پر ہے وہ فانی
ہوگا اور تیرے پروردگار کی ذات جو بزرگی اور انعام کا صاحب ہے باقی رہیگی۔ علم کی زبان پر
یعنے لغت مین فنا اور بقا اَور معنون مین ہے اور حال کی زبان پر اَور معنون مین۔ اور ظاہری
آدمی جسقدر اس عبارت مین حیران ہین اس سے زیادہ اَور کسی عبارت مین حیران نہین پس
بقا لغت مین تین طرح پر ہے۔ ایک تو وہ بقا ہے جسکی پہلی اور آخری طرف فنا مین ہے جیسے یہ
جہان کہ پہلے نہ تھا اور آخر مین نہ ہوگا اور اپنے وقت مین باقی ہے۔ اور دوسرا وہ بقا ہے جو
نہین تھا اور ہوا ہے اور پھر کبھی فانی نہین ہوگا اور یہ بہشت اور دوزخ اور اگلا جہان اور
اُسکے لوگ ہین اور تیسرا بقا وہ ہے کہ نہ کبھی نیست ہوگا اور نہ پہلے کبھی نیست تھا اور یہ خدا اور
اُسکی ہمیشہ رہنے والی صفتون کا بقا ہے۔ خدا اپنی صفتون کے ساتھ قدیم ہے اور خدا کے
بقا سے مراد اُسکے وجود کی ہمیشگی ہے اور کیسکو اُسکی صفتون مین اُسکے ساتھ شرکت نہین پس
فنا کا علم یہ ہے کہ تو پہچان لے کہ دنیا فانی ہے اور بقا کا علم یہ ہے کہ تو جان لے کہ عاقبت باقی
ہے جیسا کہ خدائے بزرگ اور بلند نے کہا ہے وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ اور عاقبت عمدہ اور
باقی ہے اور اس جگہ ابقی مبالغہ کے طور پر کہا ہے کیونکہ عاقبت کی عمر کے بقا کو فنا نہین ہے۔
مگر حال کا بقا اور فنا یہ ہے کہ جب جہل فانی ہے تو ضرور علم باقی ہے اور جب گناہ فانی ہوتے
ہین تو طاعت باقی رہتی ہے۔ جب بندہ اپنے علم اور طاعت کو حاصل کرتا ہے اور غفلت
سے فانی ہوتا ہے تو دوسرے بقا سے باقی ہوتا ہے۔ یعنے یہ بُری صفتون کے دور کرنے اور
نیک صفتون کے قیام مین ہے لیکن طریقت کے خاص لوگون کی مراد اس عبارت سے
یہ نہین ہے کہ جسکو ہمنے بیان کیا ہے ان کا اشارہ اس اصل مین علم اور حال کی طرف نہین
اور یہ فنا اور بقا کو اہل ولائیت کے کمال کے درجہ کے سوا اَور کسی مین استعمال نہین کرتے۔
اور جو مجاہدہ کے رنج سے آزاد ہوے ہوے ہوتے ہین اور مقامون کی قید اور احوال کے
تغیر سے الگ اور یافت یعنے مقصود کی طلب مین رسیدہ۔ اور آنکھ سے دیکھنے والی سب
چیزون کو دیکھے ہوئے اور کان سے سننے والے سب امرون کو سنے ہوئے اور دل کے جاننے

لائق سب باتون کو جانے ہوئے اور بھید کے سب بھیدون کو پائے ہوئے اُنہون نے اپنے بھیدون کے پانے مین اپنی یافت یعنے خودبینی کی آفت کو دیکھا ہوا ہوتا ہے - اور سب سے مُنہ پھیر لیا ہوا - مراد مین اُن کا ارادہ فانی ہوتا ہے - رسیدہ ہوتے نہین - دعوی چھوڑا ہوا ہوتا ہے معنون سے منقطع ہوتے ہین یعنے اظہار معنے سے اور کرامتون سے محجوب - مقامات کو دیکھا ہوا ہوتا ہے اور آفت کا لباس پہنے ہوئے عین مراد مین مراد سے بے مراد ہوتے ہین - اور کل سے اپنے مشرب کو ساقط کئے ہوئے - دنیا کی اُنس کی گئی چیزون سے محبت مٹائی ہوئی ہوتی ہے جیسا کہ کہا ہے یھلك من ھلك عن بینه ویحیی من حیّ عن بیّنة اور مین کہتا ہون فَنَائِیْ بِفَقْدِ هَوَائِیْ فِیْ الْاُمُوْرِ هَوَاكَ فَاِذَا فَنِیَ الْعَبْدُ عَنْ اَوْصَافِهٖ - اَدْرَكَ الْبَقَاءَ بِتَمَامِهٖ - میرے کل ہوا وہوس کے گم ہوجانے سے میرے فنا کی ہوا بھی فنا ہوگئی - (یعنے یہ محبت وحرص بھی کہ مین مرکر بہشت پاؤن میرے دل سے جاتی رہی) اور اب سب امور مین میری دلی خواہش فقط تیری محبت ہی ہوگئی جب آدمی اپنی اوصاف سے فانی ہوجاتا ہے (یعنے وہ اوصاف جو بشریت کی مقتضی ہین اُنہین چھوڑ دیتا ہے مثلاً شہوات نفسانی) تو پھر بقا کے لفظ معنون کو بخوبی سمجھ جاتا ہے - جب بندہ صفتون کے وجود کی حالت مین صفتون کی آفتون سے فانی ہوا تو مراد کی فنا مین مراد کے بقا سے باقی ہوا اسلئے اُسکا قرب اور بعد نہین ہوتا نہ وحشت اور محبت نہ صحو اور سکینہ فراق اور وصل نہ طمس[1] اور نہ اصطلام[2] اور نہ اسم اور علم ہوتے ہین نہ نقوش اور رقمین - بزرگون مین سے ایک بزرگ ان معنون مین کہتا ہے وکَلَاحَ مُقَامِیْ وَالرَّسُوْمُ کِلَاهُمَا - فَلَسْتُ اَرٰی فِیْ الْوَقْتِ قَبْرًا بَاتِرًا لَا بَعْدًا - قَبَتْ بَیْنِیْ فَبَانَ لِیَ الْهُدٰی - فَهٰذَا اَظْهَرُ الْحَقِّ عِنْدَ الْفَنَاءِ تَصَدًّا - میرا مقام اور رسوم دونون ہلاک ہوئے پس وقت مین قرب اور بعد مین نے نہین دیکھا - مین نے اُن کو اپنے سے فنا کیا پس میرے لئے ہدایت ظاہر ہوئی - پس یہ فنا کے نزدیک از روے

---

[1] ادراک پانا - عقل - دریافت کرنا - غیر محسوس چیزون کا دریافت - لغات فیروزی -

[2] طمس - ناپدید ہونا -

[3] اصطلام - جڑ سے اکھاڑنا -

ارادہ حق کے حق کا یعنے راستی کا ظہور ہے حقیقت مین چیز کی آفت کی رویت کے سوا اور اسکے
ارادہ کی نفی کے بغیر اس سے فنا درست نہین ہوتا کیونکہ جسکو یہ خیال بندھا ہوا ہے کہ کسی چیز سے
فنا اس چیز کے حجاب مین ہونیکے سوا درست نہین ہوتا یہ خطا ہے۔ ایسا نہین ہے کہ کوئی آدمی
کسی چیز کو دوست رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ مین اس سے باقی ہون اور یا کسی چیز کو دشمن رکھتا ہے
اور کہتا ہے کہ مین اس سے فانی ہون کیونکہ یہ دونون طالب کی صفتین ہین اور فنا مین محبت
اور عداوت نہین ہے اور بقا مین جمع اور تفرقہ کی رویت نہین۔ اور ایک گروہ کو ان مجنون
مین غلطی واقع ہوئی ہے اس گروہ کے لوگ سمجھتے ہین کہ فنا ذات کا گم ہونا اور وجود کا نیست ہونا
ہے اور بقا یہ ہے کہ خدا کا بقا بندے سے لیے اور یہ دونون محال ہین۔ اور ہندوستان
مین مین نے ایک مرد کو دیکھا جو تفسیر اور تذکیر اور علم مین مدعی تھا فنا اور بقا مین اس نے مجھ سے
مباحثہ کیا جب مین نے غور کی تو معلوم ہوا کہ وہ فنا اور بقا کو نہین پہچانتا تھا اور محدث سے
قدیم کا فرق کرنا نہین جانتا تھا۔ اور اس گروہ کے جاہلون مین سے ایسے بہت ہین جو کلیت
کا فنا روا رکھتے ہین اور یہ ظاہر امکابرہ ہے کیونکہ کسی سرشت کی جزون کا فنا اور ان کا بالکل
منقطع ہونا روا نہین۔ ان خطا کار جاہلون سے مین پوچھتا ہون کہ اس فنا سے تم کیا چاہتے ہو
اگر کہین کہ ہم عین صفت کے فنا کو روا رکھتے ہین تو فنا ایک صفت ہے جو بقا کے ساتھ
ہے اور یہ ایک دوسری صفت ہے۔ اور یہ دونون صفتین بندہ کے حوالہ ہین اور یہ محال ہے
اور نسطوریون اور رومیون اور نصاریٰ کا یہ مذہب ہے کہ مریم مجاہدہ کے سبب عالم اجسام یعنے دنیا
کی سب صفتون سے فانی ہوئی اور لاہوتی بقا یعنے ذات الٰہی کا بقا ان سے شامل ہوا اور
مریم نے اس سے بقا حاصل کیا اسلیے باقی ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بقا اسی کا نتیجہ ہے
اور عیسیٰ کی ترکیب کا اصل مایہ "اللہ کا ان پر درود ہو" انسانی مایہ سے نہ تھا بلکہ اس کا بقا الٰہی
بقا تھا پس وہ اور ان کی ماں اور خداوند تعالیٰ تینون ایک بقا سے باقی ہین جو قدیم ہے اور
خدا کی صفت اور یہ قول ان حشویون کے قول کے موافق ہے جو مجسمہ اور مشبہ مین سے ہین اور
خداوند کی ذات کو حادثون کا محل کہتے ہین۔ اور قدیم کے لیے محدث کی صفت روا رکھتے ہین
مین ان سب کو کہتا ہون کہ کیا محدث قدیم کا محل ہوتا ہے اور قدیم محدث کا محل اور کیا قدیم کیلیے

محدث وصف ہوتی ہے سا سکا جائز رکھنا دہریون کا مذہب ہے اور عالم کے حدث کی دلیل کو باطل کرتا ہے اور اس سے مصنوع اور صانع کو قدیم کہنا چاہئے اور یا دونوں کو محدث کیونکہ مخلوق کا امتزاج نا مخلوق سے ہوتا ہے اور نا مخلوق کا حلول مخلوق مین اور یہ زبان کا ری خاص انکے لئے ہی کفایت کرتی ہے کیونکہ جب قدیم کو حوادث کا محل کہتے ہین اور یا حادث کو قدیم کا محل تو اسلئے مصنوع اور صانع کو قدیم کہنا پڑتا ہے - اور جب دلیل سے ضرور مصنوع محدث ہوتا ہے پس صانع کو بھی محدث کہنا چاہئے کیونکہ چیز کا محل چیز کے عین کیطرح ہوتا ہے - جب محل محدث ہو تو چاہئے کہ حال بھی محدث ہو پس اس سبب سے لازم آتا ہے کہ محدث کو قدیم کہین یا قدیم کو محدث اور ان دونون امرون کا ماننا گمراہی ہے - جو چیز کسی دوسری چیز سے موصول اور مقرون اور متحد اور ممتزج یعنے ملی ہوی اور ایک ہوی ہوی ہو ان دونون چیزون کا حکم ایک چیز کیطرح ہوتا ہے - پس ہمارا بقا ہماری صفت ہے اور ہمارا فنا ہماری صفت ہے - اور ہماری صفتون کی خصوصیت مین ہمارا بقا ہمارے فنا کیطرح ہے اور ہمارا فنا ہمارے بقا کی طرح - پس ہمارا فنا ایک صفت ہے جو بقا کے ساتھ ہے اور دوسری صفت - اور پھر اگر کوئی فنا سے یہ عبارت کرے کہ بقا کو اس سے تعلق نہین ہے تو روا ہے اور اگر بقا سے یہ عبارت کرے کہ فنا کو اس سے تعلق نہین تو یہ بھی روا ہے کیونکہ اس فنا سے مراد غیر کے ذکر کا فنا ہے اور اس بقا سے مراد خدا کے ذکر کا بقا ہے مَنْ فَنَا مِنَ الْمُرَادِ بَقَا بِالْمُرَادِ جو اپنی مراد سے فانی ہوتا ہے وہ خدا کی مراد سے باقی ہوتا ہے - جب تو اپنی مراد سے قائم ہو تو تیری مراد فانی ہوتی ہے اور تیرا قیام فنا سے ہوتا ہے اور جب خدا کی مراد مین تصرف کرنے والا ہو تو خدا کی مراد باقی ہوتی ہے تیرا قیام بقا سے ہوتا ہے - اور اسکی مثال اسطرح ہے کہ جو آگ کے غلبہ اور قہر مین پڑتا ہے وہ آگ کی صفت پر ہو جاتا ہے اور ایک چیز کی وصف کو دوسری چیز مین بدل دیتا ہے - خدا کے ارادہ کا غلبہ آگ کے غلبہ سے بہت بہتر ہے - مگر آگ کا یہ تصرف لوہے کی وصف مین ہے اور عین وہی ہے - لوہا کبھی آگ نہین ہوتا - واللہ اعلم بالصواب -

فصل ۵ - مشائخ مین سے ہر ایک کے لئے ان معنون مین ایک لطیف رمز ہے ابو سعید خراز

جو صاحب مذہب ہین کہتے ہین اَلْفَنَاءُ فَنَاءُ الْعَبْدِ عَنْ رُؤْیَتِ الْعُبُوْدِیَّتِ وَالْبَقَاءُ بَقَاءُ الْعَبْدِ بِمُشَاهَدَةِ الْاِلٰهِیَّةِ فنا بندگی کی رویت سے بندہ کا فنا ہے اور بقا بندہ کا بقا[1] ہے مشاہدہ الٰہی سے یعنے بندہ کو اپنے افعال سے بندگی کو دیکھنا آفت ہوتی ہے اور بندہ بندگی کی حقیقت کو اسوقت پہنچتا ہے کہ اُسکو اپنے کردار کا دیدار نہ ہو اور اپنے فعل کے دیکھنے سے فانی ہو اور خداوند تعالیٰ کے فعل کے دیکھنے سے باقی۔ تاکہ اس کے سبب سب معاملہ کی نسبت حق تعالیٰ سے ہو نہ اپنی جانب۔ کیونکہ فعلون مین سے جتنے فعل بندہ سے منسوب ہون سب ناقص ہوتے ہین اور جو حق تعالیٰ سے منسوب ہون اُسکے سبب سب کامل ہوتے ہین۔ پس جب بندہ اپنے متعلقات سے فانی ہو خدا تعالےٰ کے عرفان کے تجلی سے باقی ہوتا ہے۔ اور ابو یعقوب نہرجوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین صِحَّتُہُ الْعُبُوْدِیَّتِ فِی الْفَنَاءِ وَالْبَقَاءِ بندگی کرنیکی صحت فنا اور بقا مین ہے کیونکہ جب تک بندہ کل سے اپنے نصیب کو نہ ترک کرے اخلاص کے ساتھ خدمت کے لائق نہین ہوتا پس آدمیت کے نصیب سے کنارہ کرنا فنا ہے اور اخلاص عبودیت مین بقا ہے اور شیبانی کے بیٹے ابراہیم کہتے ہین عِلْمُ الْفَنَاءِ وَالْبَقَاءِ عَلَی الْاِخْلَاصِ وَالْوَحْدَانِیَّتِ وَصِحَّتِ الْعُبُوْدِیَّتِ وَمَا کَانَ غَیْرَ هٰذَا فَهُوَ الْمُغَالَطَةُ وَالزَّنْدَقَةُ فنا اور بقا کے علم کا قاعدہ اخلاص اور وحدانیت پر ہے یعنے جب بندہ خدا کی وحدانیت کا اقرار کرنیوالا ہو تو اپنے آپکو خدا کے حکم کا مغلوب اور مقہور دیکھتا ہے اور مغلوب غالب کے غلبہ مین فانی ہوتا ہے۔ اور جب فنا بندہ پر درست ہوتا ہے تو اپنے عجز کا اقرار کرتا ہے اور بندگی کے سوا کوئی چارہ نہین دیکھتا اور درگاہ کے حلقہ مین ماتھ ڈالتا ہے۔ اور جو فنا کو خدا کی ذات مین فنا ہو جانا یا بقا کو خدا کی ذات سے متحد ہو کر باقی رہنا جانتا ہے وہ غلطی پر ہے اور زندیق اور نصاریٰ کے مذہب پر ہے جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے اور مین عثمان جلالی کا بیٹا علی کہتا ہون کہ یہ سب قول اگرچہ عبارت مین مخالف ہین مگر از روے معنی ایک دوسرے کے نزدیک ہین اور ان سب کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ کے لئے فنا خدا کی جلال کے

---

[1] جو وقت انسان پر ایسا گذرے کہ اپنی بندگی اور ریاضت وغیرہ افعال کو عنایت الٰہی کا تصرف سمجھے نہ اپنا وہ وقت اہل تصوف کے نزدیک بقا کہلاتا ہے۔

دیکھنے سے ہوتا ہے اور دلپر اسکی عظمت کے کشف سے یہان تک کہ اُس کے جلال کے غلبہ مین دین اور عاقبت فراموش ہوجاتا ہے اور احوال اور مقام اُسکی بزرگی مین حقیر اور کرامتون کا نمود اسکے زمانہ مین عقل سے گم اور نفس فانی ہوتا ہے اور اسکے فنا کے میدان مین اسکی زبان حق سے ناطق ہوتی ہے اور تن عاجز ہی اور فروتنی کرنیوالا - جیسا کہ ابتدا مین بنی آدم کی پیٹھ سے اولاد کا نکلنا - آفتون کے ملنے کے سوا عبودیت کے زمانہ مین - اِن معنون مین مشائخ مین سے ایک شیخ کہتا ہے **شعر**

لکنت ان کنت ادری کیف السبیل الیك افنتنی عن جمیعی فطرت ابکی علیك

اگر مین یہ جان لیتا کہ تیرے تک پہنچنے کی سبیل کیونکر ہے - تو مین سب چیزون سے قناعت کرکے تیری یاد مین ہی رہتا - اور دوسرا کہتا ہے **شعر**

فَفِیْ فَنَائِیْ فَنَا فَنَائِیْ وَفِیْ فَنَائِیْ وَجَدْتُ اَنْتَ

مَحَوْتُ اِسْمِیْ وَرَسْمَ جِسْمِیْ سَئَلْتُ عَنِّیْ فَقُلْتُ اَنْتَ

یعنے میرے فنا مین میری فنا بھی فنا ہوگئی - اور مین نے اپنی فنا مین تیرے عرفان کو پایا - اور مین نے اپنے اسم اور جسم کی رسمون کو مٹا دیا - تو نے اگر مجھ سے کوئی سوال کیا تو مین نے کہا کہ تو ہی جانتا ہے - فنا اور بقا کے احکام یہ ہین - اور فقر اور تصوف کے باب مین بھی کچھ بیان ہوا ہے - اور جہان اِس کتاب مین مین فنا اور بقا سے عبارت کرون اس سے مراد یہ ہے - خرازیون کا مذہب اور ابو سعید خرازی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کا سب اصل ہے اور یہ عمدہ اصل ہے - جو جدائی وصل کی دلیل ہو وہ بے اصل نہین ہوتی - یہ عبارت اِس گروہ کے کلام مین مشہور ہے واللہ اعلم -

خفیفی فرقہ کے مشائخ خفیف کے بیٹے ابی عبداللہ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرتے ہین وقت کے بڑے بزرگون - سردارون اور عزیزون مین سے تھے اور ظاہری و باطنی علوم کے عالم - ان کی تصنیفین اس طریقت کے علم کے فنون مین مشہور اور ان کی نیک صفتین بہت ظاہر ہین کہ سب کا احاطہ کرسکتے ہین - آپ عزیز روزگار اور عزیز نفس اور پاک نفس تھے - اور نفسانی شہوتون کی پیروی کرنے سے منہ پھیرنے والے - مینے

خفیفی فرقہ

سنا ہے کہ آپ نے چار سو نکاح کئے تھے اس کا سبب یہ ہے کہ ابی عبداللہ محمد بادشاہزادون
مین سے تھے۔ اور جب توبہ کی تو شیراز کے لوگ اُن کے پاس جوق جوق حاضر ہونے لگے
جب اُن کا مرتبہ بزرگ ہوا تو بادشاہون اور رئیسون کی بیٹیان تبرک کے لئے چاہتی تھین
کہ ان سے نکاح کرین اور ابی عبداللہ محمد رحمۃ اللہ علیہ نکاح کر لیا کرتے تھے اور دخول سے
پہلے باکرہ کو ہی طلاق دیدیا کرتے تھے لیکن ایک سے چالیس سال صحبت رکھی اور یہ وزیر کی
لڑکی تھی۔ اور بکران شیرازی کے بیٹے شیخ ابوالحسن علی سے مین نے سنا ہے کہ ایکدن اُن عورتون
سے جو اُن کے حکم مین تھین ایک گروہ جمع ہوا اور ہر ایک شیخ کی حکایت کرتی تھی۔ سب اسپر
متفق ہوئین کہ اُنھون نے شیخ کو خلوت مین شہوت کے اسباب کے حکم مین کبھی نہین دیکھا۔
ہر ایک کے دل مین ایک وسواس پیدا ہوا اس سے پہلے ہر ایک جانتی تھی کہ فلان عورت شیخ کے
مخصوص ہے۔ سب نے کہا شیخ کی صحبت کے بھید سے وزیر کی لڑکی کے سوا کوئی خبر نہین رکھتا
کیونکہ کئی سال ہوگئے ہین کہ وہ اُسکی صحبت مین ہے اور شیخ کے نزدیک عورتون مین سے زیادہ
دوست عورت وہ ہے۔ اِس مجلس نے اپنے مین سے دو عورتون کو پسند کیا اور اُنہین اِس غرض
سے وزیر کی لڑکی کے پاس بھیجا کہ شیخ کو تجھ سے زیادہ خوشی رہی ہے چاہیے کہ ہمکو اُسکی صحبت کے بھید
سے آگاہ کرے اُس نے جواب دیا کہ جب شیخ مجھ کو حکم مین لایا تو ایک شخص آیا اور کہا کہ شیخ آج کی
رات تیرے گھر مین آئیگا۔ مین نے خوب کھانے پکائے اور اپنی زینت اور آرایش کے لئے تکلف
کیا۔ جب شیخ آئے تو کھانا لائے اور مجھے بُلایا اور کچھ عرصہ مجھ مین دیکھا اور کچھ عرصہ کھانے کو دیکھتے
رہے۔ اسکے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی آستین مین کیا اور اُن کے سینہ سے لیکر ناف تک پیٹ
کے اندر سے پندرہ گرہین پڑی ہوئی تھین۔ فرمایا اے وزیر کی لڑکی پوچھ کہ یہ گرہین کیسی ہین مین نے
اُن سے پوچھا کہا یہ سب بے قراری اور صبر کی شدت ہے جو گرہ بندھ گئی ہے کیونکہ ایسے چہرے
اور ایسے طعام سے مین نے صبر کیا ہے۔ یہ کہا اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پس اُن کا بڑا معاملہ
میرے ساتھ یہی ہوا ہے۔ تصوف مین اُن کا مذہب غیبت اور حضور ہے۔ اور اسی
عبارت کا بیان مین اپنی طاقت کے موافق اُس کو بیان کرتا ہون۔ انشاء اللہ
عزوجل۔

غیبت اور حضور کا بیان

غیبت اور حضور ایسی دو عبارتین ہین کہ اُن کا ایراد مقصود کے عین معنی مین عکس کی طرح ہے اور ایک دوسرے کی ضد ہین اور ارباب لسان اور اہل معنی مین مستعمل اور پے در پے چلی آتی ہین پس حضور سے مراد۔ یقینی دلالت سے دل کا حضور ہے تاکہ غیبی حکم اُسکے لئے عینی حکم کی طرح ہو۔ اور غیبت سے مراد۔ خدا کے غیر سے دل کا غائب ہونا ہے۔ اس حد تک کہ اپنے سے غائب ہو اور اپنی غیبت سے بھی غائب تاکہ اپنے سے اپنی غیبت کے سبب اپنے پر نگاہ نکرے اور اُسکی علامت وسوم کے حکم سے منہ پھیر لینا ہے جیسا کہ حرام سے نبی معصوم ہوتا ہے۔ پس اپنے سے غیبت حق سے حضور ہے اور حق سے حضور اپنے سے غیبت۔ جیسا کہ جو اپنے سے غائب ہوتا ہے خدا کی درگاہ مین حاضر ہوتا ہے اور جو خدا کی درگاہ مین حاضر ہوتا ہے وہ اپنے سے غائب ہوتا ہے۔ پس دل کا مالک خداوند تعالیٰ ہے۔ جب خدائے بزرگ و بلند کے جذبون مین سے کسی جذبہ نے طالب کے دل کو مقہور کر دیا تو اُس کے نزدیک غیبت کو حضور کی طرح بنا دیا اور شرکت اور قسمت اُٹھ گئی اور اضافت اپنے پر منقطع ہوئی جیسا کہ بزرگون مین سے ایک بزرگ کہتا ہے شعر

ولی فواد وانت مالکه بلا شریك فکیف ینقسم

جب دل کے لئے خدا کے سوا دوسرا مالک نہین ہے تو یہ بات کب زیب رکھتی ہے کہ غیر حاضر اور اُسکے تصرف مین ہو اور حکم نظر مین عین کے ساتھ جمع ہو۔ سب روشن احبابون کی یہ دلیل ہے۔ لیکن جب بزرگون کے لئے فرق واقع ہوتا ہے تو اُس مین بحث ہے۔ ایک گروہ تو حضور کو غیبت پر مقدم رکھتا ہے۔ اور ایک گروہ غیبت کو حضور پر جیسا کہ سکر اور صحو مین ہم نے بیان کیا ہے۔ مگر صحو اور سکر وصفون کے باقی ہونے پر نشان دیتا ہے اور غیبت اور حضور وصفون کے فنا پر۔ پس بتحقیق مین اسکا اعزاز ہے۔ اور جو غیبت کو حضور پر مقدم رکھتے ہین وہ یہ ہین۔ ابن عطا۔ حسین ابن منصور۔ ابوبکر شبلی۔ ابوحمزہ بغدادی۔ اور سمنون محب اور عراقیون کی ایک یہ کہتے ہین کہ خدا کے راستہ مین سب سے بڑا حجاب تو ہے۔ جب تو اپنے آپ سے غائب ہوا تو تیری ہستی کے وجودون کی آفتین بتجہ مین فانی ہو گئین۔ زنانہ کا قاعدہ پلٹا۔ مردون کے مقامات

سب تیرے حجاب ہوئے اور طالبون کے احوال سب تیری آفت گاہ اور نہ ہوئے ہوئے مثبات یعنی
ہو تیری ہمت مین خوار ہوئے - اپنے اور غیر سے آنکھ بند ہوئی - بشریت کی صفتین اپنی قرار گاہ
مین قرب کے شعلے سے جل گئین - اور اُسکی صورت ایسی ہے جیسے کہ خداوند نے تیرے غائب ہونیکے
حال مین آدم کی پیٹھ سے تجھکو نکالا اور اپنا عزیز کلام تجھے سنایا اور توحید کے خلعت اور مشاہدہ کے
لباس سے مخصوص کیا اور جب تک تو اپنے سے غائب رہا تب تک خدا سے بغیر حجاب کے حاضر
رہا اور جب اپنی صفت سے حاضر ہوا قرب سے غائب ہوگیا - پس تیرا ہلاک تیرے حضور مین ہے
خدائے بزرگ و بلند کے قول کے یہ معنی ہین وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ
اور تحقیق آئے تم ہمارے پاس اکیلے جیسا کہ ہم نے تم کو پہلے پیدا کیا - اور پھر حارث محاسبی رح اور
جنیدؒ اور سہل بن عبداللہ اور ابو حفص حداد رح اور ابو حمدون قصارؒ اور ابو حمدون حریری رح اور
حصری رح اور محمد بن خفیف صاحب مذہب مع اور ایک جماعت کے اسپر ہین کہ حضور کو غیبت سے مقدم
کہتے ہین کیونکہ سب جمال حضور مین ہین اور اپنے سے غیبت خدا کے حضور مین راستہ ہے جب تو
پیشگاہ مین آیا تو اُسوقت راستہ آفت ہوتا ہے - پس جو اپنے سے غائب ہو ضرور وہ خدا سے حاضر
ہوتا ہے اور غیبت کا فائدہ حضور ہے اور بغیر حضور کے غیبت مین کیا نور ہوتا ہے - اور چاہیے کہ
غفلت کا تارک ہو تا کہ اس غیبت کا مقصود حضور ہو اور جب مقصود موجود ہوتا ہے اسوقت
علت جاتی رہتی ہے شعر

لیس الغائب من غاب من البلاد　　انما الغائب من غاب من المراد
ولیس الحاضر من لیس له مراد　　انما الحاضر من لیس له فواد

(حتی استقر فیه المراد) غائب وہ نہین ہوتا جو شہر اور ولایت سے غائب ہو - غائب وہ
ہوتا ہے جو اپنے سب ارادون سے غائب ہوتا کہ اُسکا ارادہ خدا کا ارادہ ہو - اور حاضر وہ نہین
ہوتا جسکو چیزون کا ارادہ نہ ہو بلکہ حاضر وہ ہوتا ہے کہ اُسکا دل غنا یعنے خوشنا اور اپنے آپ کو
آراستہ کرنیوالا نہ ہوتا کہ اُس مین دنیا اور عاقبت کا فکر نہ ہو - اور نہ ہو اسے آرام - (آرام کرنے سے
مراد ایک ہی جگہ قرار پکڑنا ہے) اور ان معنون مین ایک شیخ کی دو بیت ہین شعر

مَنْ لَمْ یَکُنْ بِكَ فَانِیاً عَنْ نَفْسِهِ　　وَعَنِ الْهَوَىٰ بِالْأُنْسِ وَالْأَحْبَابِ

فَكَانَهُ بَيْنَ الْمَرَاتِبِ وَاقِفٌ لِمَنَالِ حَظٍّ اَوْ بِحُسْنِ مَآبِ

جو تیری ذکر و یاد مین اپنی نفسانی شہوات اور دوستون اور یارون کی محبت کو فنا نہ کردے - تو وہ گویا مراتب مین حظِ نفسانی کے حصول کے یا اچھی بازگشت کے لئے ٹھیرا ہوا ہے - اور مشہور ہے کہ ذوالنون مصریؒ کے مریدون سے ایک نے بایزید کی زیارت کا ارادہ کیا - جب اُن کے حجرہ کے دروازہ پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو بایزید نے پوچھا تو کون ہے اور کسکو چاہتا ہے اُسنے کہا بایزید کو - کہا بایزید کون ہوتا ہے اور کہان ہے اور کیا چیز ہے - مدت سے مین بایزید کو ڈھونڈھتا ہون اور نہین ملا - جب وہ شخص لوٹا اور ذوالنون کو حال کہا تو ذوالنون مصریؒ نے جواب دیا اَخِیْ اَبُوْیَزِیْدَ ذَهَبَ فِی الذَّاهِبِیْنَ اِلَی اللّٰهِ یعنے میرا بھائی بایزید راہ خدا کے جانیوالونمین جا ملا - ایک شخص جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کچھ عرصہ میرے ساتھ تشریف رکھین تاکہ کچھ باتین کرین - جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے جوان مرد تو مجھ مین سے وہ چیز چاہتا ہے جسکو بڑی مدت سے مین چاہتا ہون - کئی سال ہوئے ہین کہ مین چاہتا ہون کہ ایک دم اپنے ساتھ حاضر ہون مگر نہین ہوسکتا - تو اب مین تیرے ساتھ کیونکر حاضر ہوسکتا ہون - پس غیبت مین حجاب کی وحشت ہوتی ہے اور حضور مین کشف کی راحت اور سب احوال مین کشف حجاب کی طرح نہین ہے اور ان معنون مین شیخ ابوسعید رح کہتے ہین **شعر**

تقشع غیم الهجر عن قمر الحب واسفر فوز الصبح عن مظلمة الغب

محبت کے چاند سے ہجر کا بادل ہٹ گیا - اور غیبت کے اندھیرے سے صبح کا نور پھوٹ نکلا - اور ان معنون کے فرق مین مشائخ کے عمدہ لطیفے اور ظاہر گفتگو مین ہین - ان عبارتونکو آپسمین نزدیک کرتے ہین - حق سے حضور اور اپنے سے غیبت برابر ہے کیونکہ غیبت سے مراد حضور ہے اور جو اپنے سے غائب نہین ہے وہ حق سے حاضر نہین اور جو حاضر ہے وہ غائب ہے جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بصیری بلا کے وارد ہونے مین اُنہون نے اپنے کو نہ دیکھا بلکہ اس حال مین اپنے سے غائب ہی تھے - حق تعالیٰ نے اس بے صبری کے عین کو صبر سے جدا نہ کیا جب ایوبؑ نے کہا اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ - تحقیق مجھ کو ایذا پہنچی ہے اور تو بہت مہربان ہے - اور خداوند تبارک وتعالےٰ نے فرمایا فَاسْتَجَبْنَا

لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وہ توبہ کرنیوالا تھا پس ہمنے اُسکو قبول کیا اور کھولا اُسکو جو اُسپر ضرر اور ایذا تھی۔ اور یہ حکم عین سے ارادہ مین ظاہر ہے۔ اچھی طرح غور کرتا کہ تو سمجھے۔ اور جنیدؒ سے ذکر کرتے ہین کہ کہا ہے کچھ زمانہ مین مین ایسا تھا کہ آسمان اور زمین میری حیرت پر روتے تھے پھر ایسا ہوگیا کہ مین اُن کی غیبت پر روتا تھا اب پھر ایسا زمانہ ہے کہ نہ مجھے زمین آسمان سے خبر ہے نہ اپنے سے اور یہ ایک عمدہ اشارہ ہے۔ حضور مین غیبت اور حضور کے معنے یہ ہین جن کو مین مختصر لایا ہون تاکہ خفیفیون کا سب طریق تجھے معلوم ہوجائے اور تو جان لے کہ غیبت اور حضور سے اِس قوم کی مراد کیا ہوتی ہے اور اسکی زیادہ شرح کرنی اور اِسے پھیلانا کتاب کو لمبی کر دینا ہے اور میرا طریق اِس کتاب مین اختصار ہے وباللہ التوفیق۔

فرقہ سیّاریہ پہچان کہ سیاری ابی عباس سیاری سے محبت کرتے ہین آپ مرو کے امام تھے اور سب علمون مین عالم اور ابو بکر واسطی کے یار اور آج نسا اور مرو مین ان کے اصحابون اور انکے طبقہ کے لوگون مین سے بہت ہین اور کوئی مذہب تصوف مین اپنے حال پر نہین ہا مگر انکا مذہب اپنے حال پر باقی ہے کیونکہ مرو یا نسا کسی وقت پیشوا سے خالی نہین رہا ہے جس نے ابی عباس کے اصحابون کو آجکے دن تک مذہب کے قایم رہنے اور اسکی رعایت کرنے پر تاکید نہین کی ہے اور نسا کے لوگون کو جو آپ کے دوستون مین سے ہین اہل مرو کے ساتھ لطیف خط و کتابت ہے۔ ان کی باتین ایکدوسرے کے درمیان خط و کتابت سے ہوئے ہین مین نے ان خطون مین سے بعض خطون کو مرو مین دیکھا ہے۔ خط خوش ہے۔ اور ان کی عبارتون کی بنا جمع اور تفرقہ پر ہے۔ اور یہ لفظ سب اہل علوم مین مشترک ہے۔ ہر گروہ کے آدمی اپنی عبارتون کے سمجھنے کے لئے اپنی صفت مین اِس لفظ کا استعمال کرتے ہین لیکن ہر ایک کی مراد اِس سے کچھ اور ہی ہے جیسا کہ محاسبی جمع اور تفرقہ سے مراد عددون کے جمع کرنے اور ان کے ایک دوسرے سے جدا ہونے سے رکھتے ہین اور نحوی لغوی نامون کا جمع کرنا اور ان کے معنون کا فرق چاہتے ہین اور فقیہ نص کا تفرقہ اور قیاس کا جمع کرنا اور نص کا جمع اور قیاس کا تفرقہ اور اصولی ذات کا جمع کرنا اور فعل کی صفتون کا تفرقہ لیکن اِس گروہ کی مراد ان سب سے ہوتی ہے جنہین مین نے ذکر کیا ہے اور مین اب ان عبارتون مین اِس گروہ کے مقصود کو اور اُن کے

اختلاف کو لکھتا ہون تاکہ تجھے اسکی حقیقت معلوم ہو اور مشائخ سے ہر ایک گروہ کا جمع اور تفرقہ سے مقصود تجھے معلوم ہو واللہ اعلم بالصواب ۔

جمع اور تفرقہ کا بیان

خدائے بزرگ و بلند نے لوگون کو اپنی دعوت مین جمع کیا ہے جیسا کہ فرمایا وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ اور اللہ پکارتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف ۔ پھر ہدایت کے حق مین فرق کا بیان کیا اور کہا وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور راہ دکھاتا ہے جسکو چاہتا ہے سیدھے راستہ کیطرف ۔ اور از روے دعوت کے سب کو بلایا اور ایک گروہ کو اپنے ارادہ کے اظہار کے حکم کے موافق نکالدیا ۔ اور جمع کیا اور سب کو حکم دیا اور فرق کیا ۔ اور ایک گروہ کو گمراہی کے سبب رد کیا اور بعض کو توفیق سے قبول ۔ اور اس کے سوا انہی مین جمع کیا اور فرق کیا ۔ ایک گروہ کو پاکی دی اور ایک گروہ کو آفت کی میل ۔ پس ان معنون مین جمع کے بھید کی حقیقت خدا کی مراد اور معلوم ہے ۔ اور خدا کے امر اور نہی کے تفرقہ کا ظاہر ہونا ایسا ہی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کا سر کاٹین اور چاہا کہ نہ کاٹین ۔ اور شیطان کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ اور چاہا کہ نہ کرے اور آدم کو فرمایا کہ گیہون نہ کھا اور چاہا کہ کھاے اور ایسا ہی اور بھی بہت ہے اَلْجَمْعُ مَا جَمَعَ بِاَوْصَافِہٖ وَالتَّفْرِقَۃُ مَا فَرَّقَ بِاَفْعَالِہٖ جمع وہ ہے جو اُسکی صفتون مین جمع کیا گیا ہے اور تفرقہ وہ ہے جو اُسکے فعلون مین فرق کیا گیا ہے اور یہ سب ارادہ کا قطع کرنا ہے اور خدا کے ارادہ کے ثبوت مین لوگون کے تصرف کی ترک ۔ اور جمع اور تفرقہ مین جسقدر ہم نے بیان کیا ہے معتزلہ کے سوا سب اہل سنت کو اسپر اتفاق ہے ۔ معتزلہ کو اس طریقت کے مشائخ سے اتفاق نہین ۔ اور لوگون نے اس کے بعد ان عبارتون یعنے جمع اور تفرقہ کے استعمال مین اختلاف کیا ہے ۔ ایک گروہ تو ان عبارتونکو توحید پر وارد کرتا ہے اور ایک گروہ وصفون پر اور ایک گروہ فعلون پر ۔ جو انہین توحید پر وارد کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ جمع کے دو درجے ہین ۔ ایک خدا کی صفتون مین ہے ۔ اور دوسرا بندہ کی صفتون مین ۔ جو خدا کی صفتون مین ہے اس سے بندہ کا کسب منقطع ہے کیونکہ الٰہیت مین خدا کے ساتھ جھگڑا نہین ہے ۔ پس ذات کا جمع کرنا اس کی صفتین ہین کیونکہ

جمع اصل مین ٹھیک اور برابر کرنا ہوتا ہے اور ذات اور اُسکی صفتون کے سوا اصل مین برابری کے لئے کوئی قدم رکھنے کی جگہ دکھائی نہین دیتی اور عبارت سے ان کے ایک دوسرے سے جدا کرنے مین اور خدا کی تفصیل مین کوئی مجمع نہین۔ اِسکا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفتین قدیم ہین اور وہ خدا سے مخصوص ہین اور اُن کا قیام خدا سے ہے اور ان کے وجود کی خصوصیت خدا سے۔ خدا اور اُسکی صفتین دو نہین ہین کیونکہ خدا کی وحدانیت مین فرق اور شمار روا نہین ہے۔ اور اُس کی وحدانیت پر جمع کا حکم ان معنون کے سوا اور معنون مین روا نہین ہوتا +

حکم مین تفرقہ

یہ خداوند تعالیٰ کے فعل ہین جو سب حکم مین متفرق ہین۔ ایک کے لئے وجود کا حکم ہے اور ایک کے لئے عدم کا مگر وہ عدم جو ممکن الوجود ہوتا ہے ایک کے لئے فنا کا حکم ہے اور ایک کیلئے بقا کا۔ اور ایک اور گروہ ہے جسکے آدمی علم پر جاتے ہین وہ کہتے ہین اَلْجَمْعُ عِلْمُ التَّوْحِیْدِ وَالتَّفْرِقَۃُ عِلْمُ الْاَحْکَامِ جمع توحید کا علم ہے اور تفرقہ احکام کا علم۔ پس اصول کا علم جمع ہے اور اس سے فروع تفرقہ۔ اور مثل انکے۔ ایک شیخ نے بھی کہا ہے اَلْجَمْعُ مَا اجْتَمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ الْعِلْمِ وَالْفَرْقُ مَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ جمع وہ ہے جسپر اہل علم نے اجماع کیا اور فرق وہ ہے جس مین اختلاف کیا۔ اور پھر تصوف کے تحقیق کرنیوالون کا کہ وہ اللہ اُن کے چہرونکو روشن کرے اپنی عبارتون اور رمزون مین لفظ تفرقہ سے مراد مکاسب یعنے کسب رکھتا ہے اور جمع کے لفظ سے مواہب یعنے مجاہدے اور مشاہدے۔ پس وہ جس سے بندہ مجاہدہ سے خدا کی طرف راستہ پاتا ہے وہ سب تفرقہ ہے اور بندہ پر جو صرف خدا کی عنایت اور ہدایت ہوتی ہے جمع ہے۔ اور بندہ کی عزت اس مین ہوتی ہے کہ اپنے فعلون کے وجود اور مجاہدہ کے امکان سے اور اپنے فعل کی آفت سے خدا کے جمال کے سبب آزاد ہو اور اپنے فعلون کو خدا کی نوازشون مین مستغرق پائے اور مجاہدہ کو ہدایت کے پہلو مین منفی۔ پس بندہ کا سب قیام خدا سے ہو اور خدا تعالیٰ پاک وصفون سے موصوف اور بندے کے سب فعلون اور وصفون کا کارساز ہے اور بندہ کے سب افعال کی اضافت خدا سے ہوتا اپنے کسب کی

نسبت سے آزاد ہو جیسا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمین جبرئیل سے خبر دی ہے اور جبرئیل نے خداوند تعالیٰ سے کہ لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّیَدًا وَّ فُؤَادًا[1] وَّلِسَانًا فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ جب بندہ مجاہدہ کے ذریعہ ہم سے نزدیکی کرتا ہے ہم اسکو اپنی دوستی تک پہنچاتے ہین اور اُسکی ہستی کو اُس مین فانی کر دیتے ہین اور اُسکی نسبت فعلون سے ہم اُٹھا لیتے ہین تاکہ ہم سے سنتا ہے جو کچھ سنتا ہے اور ہمین کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے اور ہمین دیکھتا ہے جو کچھ دیکھتا ہے اور ہمین لیتا ہے جو کچھ لیتا ہے۔ یعنے ہمارے ذکر مین ہمارے ذکر کا مغلوب ہوتا ہے۔ اُسکا کسب اُسکے ذکر سے فنا ہوتا ہے اور ہمارا ذکر اُسکے ذکر کا سلطان۔ آدمیت کی نسبت اُسکے ذکر سے دور ہو جاتی ہے پس اُسکا ذکر ہمارا ذکر ہوتا ہے اسلئے حال کے غلبہ مین اِس صفت پر ہوتا ہے جیسا کہ بایزید رح نے کہا ہے سُبْحَانِیْ[2] مَا اَعْظَمَ شَانِیْ پاکی بیان کرنیوالا ہون مین اور میری بڑی شان ہے۔ جو کچھ کہا خدا کی گفتار کا نشان دیا اور حق کہا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہی اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ خدا عمر کی زبان پر باتین کرتا ہے۔ اِسکی حقیقت یون ہے کہ جب قہریت خدا کیطرف سے آدمی پر غلبہ ظاہر کرتی ہے تو اُسکی ہستی اُس سے دور کر دیتی ہے اِس لئے بندہ کی سب گویائی خدا کے متعلق ہوتی ہے اس استحالہ سے کہ خدا کو مخلوق سے امتزاج ہوتا ہے یا اتحاد یا خدا چیزون مین حال ہوتا ہے وَتَعَالٰی عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا اور خدا اِس سے پاک اور بہت ہی بلند ہے۔ پس روا ہوتا ہے کہ حقتعالیٰ کی دوستی بندہ کے دل پر غلبہ کرے اور غلبہ اور کثرت کے سبب عقل اور طبیعتین اسکے برداشت کرنے سے عاجز ہو جائین اور اسکا امر بندہ کے کسب سے ساقط ہو اسوقت اِس درجہ کو جمع کہتے ہین جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستغرق اور مغلوب تھے وہ فعل کہ اُن سے ہوا خداوند تعالیٰ نے اُس فعل کی نسبت اُن سے دور کی

---

[1] یہ نہین ہوتا کہ اللہ تبارک کسی کے اندر حلول کرے۔ بلکہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کے فواد کا خیال اور لسان کا ذکر اور قوت کا عمل بجز خدائے کریم کے شوق اور بجز ذکر الٰہی اور بجز نماز وعبادت الٰہی کے اور کچھ نہین ہوتا ۱۲ حفظ

[2] سبحان کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہین کہ مین تسبیح بیان کرنیوالا ہون۔

اور کہا وہ میرا فعل تھا نہ تیرا فعل اور فرمایا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ اسے محمد صلعم وہ خاک مٹھی دشمن کے منہ مین تو نے نہین ڈالی بلکہ ہمنے ڈالی ہے۔ اور جب ویسا ہی فعل داؤد ع سے ہوا تو اُن کو فرمایا وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔ اور یہ حال کے تفرقہ مین ہوتا ہے۔ اور اسکے درمیان کہ اُسکے فعل کو اپنی طرف اضافت کرے اور وہ قدیم اور بے آفت ہو فرق ہوتا ہے۔ پس جب آدمی پر خدا کا فعل ظاہر ہوتا ہے تو وہ آدمیون کے فعلون کی جنس سے نہین ہوتا اُسکا فاعل خدائے بزرگ اور بلند ہوتا ہے اور معجزے اور کراتین سب اُسی کے نزدیک ہوتی ہین پس عادت کئے گئے فعل سب تفرقہ ہوتے ہین اور عادتون کے برخلاف فعل سب جمع۔ اس لیئے کہ ایک رات مین قاب قوسین مین جانا عادت کیا گیا نہین ہے یہ خدا کے فعل کے سوا کوئی اور فعل نہین ہوتا اور غائب سے ٹھیک باتین کرنی اور آگ سے نہ جلنا عادت کیا گیا نہین ہے یہ بھی خدا کے فعل کے سوا نہین۔ پس حق تعالی نے اپنے نبیون اور ولیون کو یہ کراتین دین اور اپنے فعل کو ان سے منسوب کیا اور اُن کے فعل کو اپنے سے۔ دوستون کا فعل خدا کا فعل ہوتا ہے اور دوستون کی بعیت خدا کی بعیت ہوتی ہے اور اُن کی طاعت خدا کی طاعت جیسا کہ فرمایا إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ تحقیق وہ لوگ جو تجھ سے بعیت کرتے ہین اسکے سوا نہین ہے کہ وہ بعیت کرتے ہین اللہ سے۔ اور اسکے سوا یہ بھی کہا ہے وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ جسنے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق اُسنے اللہ کی اطاعت کی۔ پس خدا کے دوست بھیدون مین جمع ہوتے ہین اور اظہار کے معاملہ مین متفرق تاکہ دوست کے بھیدون کے جمع کرنے مین محکم اور مضبوط ہون اور عبودیت کی اقامت کے فرق ظاہر کرنے مین صحیح۔ جیسا کہ بزرگ مشائخ مین سے ایک شیخ جمع کے حال مین کہتا ہے **شعر**

قد تحققت بسری فنا جاك لسانی فاجتمعنا لمعان وافترقنا لمعان

مین نے اپنے بھید کو تحقق کیا۔ پس میری زبان نے تیری مناجات کی۔ پس میرا دل چند معانی کے لئے جمع اور چند معانی کے لئے متفرق ہوئے۔ بھیدون کے جمع ہونیکو جمع کہا ہے اور زبان کی

ع یعنی اللہ تعالی فرماتا ہے اے میرے حبیب تجھ پر درود اور سلام ہو کہ زخمی کا جو آپ سے صادر ہوا۔ یہ فقط ہمنے آپ کے دست مبارک مین برکت دی تھی آپ کا یہ فعل ہمارے عطیہ کی برکت سے سرزد ہوا۔

سنا جاتون کو تفرقہ اور اُسکے بعد جمع اور تفرقہ دونون کا اپنے مین نشان کیا ہے اور اسکا قاعدہ اپنے آپکو بنایا ہے اور یہ پاکیزہ سخن ہے۔

فصل ۶ اِسجگہ ایک خلاف ہے جو ہمارے اور اُس گروہ کے درمیان مین ہے جو یہ کہتا ہے کہ جمع کا اظہار تفرقہ کی نفی ہوتی ہے کیونکہ یہ دونون آپس مین ضدین ہین اسلئے کہ جب ہدایت غالب ہوتی ہے تو کسب اور مجاہدہ کا درجہ جاتا رہتا ہے اور یہ محض تعطل یعنے بیکاری ہے۔ مین کہتا ہون کہ یہ تمہارے عقیدہ کا خلاف ہے کیونکہ جبتک معاملہ اور کسب اور مجاہدہ کی طاقت ہو وہ کبھی بندہ سے ساقط نہین ہوتا کیونکہ جمع تفرقہ سے جدا نہین جیسے نور آفتاب سے اور عرض جوہر سے اور صفت موصوف سے جدا نہین پس مجاہدہ ہدایت سے اور شریعت حقیقت سے اور یافت طلب سے کبھی جدا نہین ہوتی۔ لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ مجاہدہ کبھی مقدم ہو کبھی موخر۔ جسکے لئے مجاہدہ مقدم ہو اُسپر مشقت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ غیب مین ہوتا ہے اور جسکے لئے مجاہدہ موخر ہو اُسپر رنج اور کلفت نہین ہوتی کیونکہ وہ حضرت مین ہوتا ہے اور جو عملون کی مشقت کی نفی کرتا ہے وہ عین عمل کی نفی کرتا ہے اور بڑی غلطی پر ہوتا ہے۔ اور روا ہوتا ہے کہ بندہ ایسے درجہ مین پہنچے کہ اپنے سب وصفون کو معیوب اور معلول جانے۔ جب اپنی نیک صفتون کو زیادہ معیوب دیکھے مین نے یہ معنی اسلئے بیان کئے ہین کہ ایک جاہل قوم کو اِن معنون مین غلطی واقع ہوئی ہے جو بیگانگی ہے۔ کہتے ہین کہ ہماری کوشش یافت سے کوئی چیز نہین ہے یعنے کوشش سے یافت حاصل نہین ہوتی اور ہماری طاعت اور ہمارے فعل معیوب ہین اور ناقص مجاہدہ یعنی کوشش کرنے سے نہ کرنی بہتر ہے۔ مین اُن کو کہتا ہون کہ ہمارے کام اتفاق سے فعل ہین اور فعلون کو علت کا محل اور آفت کا منبع کہتے ہین۔ ضرور نہ کئے ہوے کو بھی فعل کہنا چاہئے جب دونون فعل ہین اور فعل علت کا محل ہے تو کیون نہ کئے ہوئے کو کئے ہوئے سے بہتر جانتے ہو اور یہ ظاہر ازیان کاری اور واضح عیب ہے۔ پس کفر اور ایمان کے درمیان یہ عمدہ فرق ہے کیونکہ مومن اور کافر متفق ہین کہ ہمارے فعل علت کا محل ہین۔ پس فرمان کے موافق کئے ہوئے کو نہ کئے ہوئے سے بہتر جانے اور کافر تعطل کے موافق نہ کئے ہوئے کو کئے ہوئے سے بہتر۔ پس جمع یہ ہے کہ آفت کے دیکھنے مین تفرقہ اس سے ساقط نہ ہو۔ اور

تفرقہ وہ ہے کہ جمع کے حجاب مین تفرقہ کو جمع جانے - مزین کبیران معنون مین کہتا ہے اَلْجَمْعُ اَلْخُصُوْصِیَّتُ وَالتَّفْرِقَۃُ اَلْعُبُوْدِیَّتُ مَوْصُوْلُ اَحَدُھُمَا بِالْاٰخِرِ غَیْرُ مَفْصُوْلٍ عَنْہُ حق تعالیٰ کی خصوصیت بندہ کے لئے جمع ہوتی ہے اور بندہ کی عبودیت اُسکے لئے تفرقہ - اور ایک یعنے خصوصیت دوسری یعنے عبودیت سے جدا نہین ہے کیونکہ خصوصیت کا نشان عبودیت کا نگاہ رکھنا ہے - جب مدعی معاملہ مین معاملہ کے ساتھ قائم نہو وہ اپنے دعوے مین جھوٹا ہوتا ہے - پس روا ہے کہ مجاہدہ کا حق اور اسکی تکلیف کے ادا کرنے مین مجاہدہ کا بوجھ اور کلفت کا رنج بندہ سے اُٹھ جائے - لیکن یہ روا نہین ہوتا کہ مجاہدہ اور تکلیف کا حق ادا کرنے مین عین مجاہدہ اور رنج اور تکلیف اُٹھ جائے - عین جمع کسی عذر کے بغیر یہہ واضح ہے کہ وہ عام شریعت کے حکم مین ہے - اور مین اِن معنون کو بیان کرتا ہون تاکہ تجھے اچھی طرح معلوم ہو - پہچان کہ جمع دو طرح پر ہے ایک جمع سلامت ہے اور دوسری جمع تکسیر - جمع سلامت یہ ہے جو حق تعالیٰ حال کے غلبہ اور وجد کی قوت اور شوق کے قلق مین ظاہر کرتا ہے اور حق تعالیٰ بندہ کا حافظ ہوتا ہے اور اپنا فرمان اُسکے ظاہر پر جاری کرتا ہے اور بندہ کو اُسکے ادا کرنے پر نگاہ رکھتا ہے اور مجاہدے سے اسکو آراستہ کرتا ہے جیسا کہ سہل بن عبد اللہؒ اور ابو حفص حدادؒ اور ابو العباس سیاریؒ - مروزیؒ مرو کے امام اور ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مذہب اور ابو بکر شبلی رح اور ابو الحسن حصریؒ اور بہت بڑے بزرگون کی ایک جماعت کہ خدا نے اِن کے ارواحون کو پاک کیا ہمیشہ مغلوب رہتے تھے یہان تک کہ نماز کے وقت اپنے حال مین لوٹتے تھے اور جب نماز پڑھ چکتے تھے پھر مغلوب ہوجاتے تھے کیونکہ جب تک تو تفرقہ کے محل مین ہوگا تو تُو ہوگا اور خدا کے امر کو ادا کرے گا اور جب خدا تعالےٰ تجھکو جذب کرے تو بہتر ہے کہ اپنے امر پر تجھ کو دو معنون کے واسطے نگاہ رکھے ایک تو یہ ہین کہ بندگی کا نشان تجھ سے نہ اُٹھے دوسرا یہ ہے کہ وعدہ کے حکم پر قیام کرے جو فرمایا ہے کہ مین کبھی محمد صلعم کی شریعت کو منسوخ نہ کرونگا اور جمع تکسیر یہ ہے کہ بندہ کے حکم مین بیہوش ہو اسکا حکم مجنونون کی طرح ہوتا ہے پس یہ معذور ہوتا ہے اور پہلا مشکور اور جو مشکور ہوتا ہے اُسکا زمانہ زیادہ قوی ہوتا ہے اس سے جو معذور ہوتا ہے - اور پہچان کہ

جمع کے واسطے مقام مخصوص ہوتا ہے اور حال مقرون کیونکہ جمع اپنے مطلوب کے معنون مین ہمت کا جمع کرنا ہے اور ایک گروہ کو ان معنون کا کشف مقامات مین ہوتا ہے اور ایک گروہ کو احوال مین اور دونون وقتون مین صاحب جمع کی مراد۔ مراد کی نفی سے ملی ہوئی ہوتی ہے لِاَنَّ التَّفْرِقَةَ فَصْلٌ وَالْجَمْعُ وَصْلٌ کیونکہ تفرقہ جدائی ہے اور جمع وصل اور یہ قول سب چیزون مین درست ہے جیسا کہ یعقوب علیہ السلام کی ہمت کا یوسف علیہ السلام سے جمع ہونا کہ یوسف علیہ السلام کی ہمت کے سوا یعقوب علیہ السلام کو کچھ ہمت نہین رہی تھی اور لیلیٰ مین مجنون کی ہمت کا جمع ہونا کہ لیلیٰ کے سوا کچھ نہین دیکھتا تھا سب جہان مین کل موجودات کا رنگ مجنون کے حق مین لیلیٰ کی صورت پر تھا اور ایسی ہی اور بھی بہت سی نظیرین ہین چنانچہ بایزید ایک دن حجرہ مین تھے ایک شخص آیا اور پوچھا هَلْ اَبُوْیَزِیْدَ فِی الْبَیْتِ فَقَالَ اَبُوْیَزِیْدَ هَلْ فِی الْبَیْتِ اِلَّا مُحِبُّ اللّٰهِ کیا بویزید گھر مین ہے۔ بویزید نے کہا گھر مین خدا کے دوست کے سوا کوئی نہین ہے۔ اور مشائخ مین سے ایک شیخ کہتا ہے۔ ایک درویش مکہ مین آیا اور بیت اللہ کے مشاہدے مین ایک سال تک بیٹھا رہا اور نہ کھانا کھایا اور نہ سویا اور نہ طہارت کے لئے گیا۔ اپنی ہمت کے جمع ہونیکو جو بیت اللہ کے دیدار سے اُسے حاصل ہوتی تھی اپنی طرف منسوب کرتا تھا اور وہی اُسکے تن کی غذا اور اُسکی جان کا شربت ہوئی۔ اور ان سب کا اصل یہ ہے کہ ہمارا خداوند تعالیٰ اپنی محبت کو جو ایک جوہر ہے ہوتی ہے اس کی تقسیم اور جزین کر دیتا ہے اور دوستون مین سے ہر ایک کو اُسکی محبت کے موافق ایک جزو سے جو اُسکی کل جزون مین سے ہوتی ہے مخصوص کر دیتا ہے۔ پھر انسانی ذرہ اور طبیعت اور مزاج کا لباس اور روح کے پردے اس سے ملاتا ہے اِسلئے وہ جزو اپنی قوت سے اُن تمام جزون کو جو اُس سے ملتی ہین اپنی صفت پر کر لیتی ہے اِسلئے تمام محب سب محبت ہو جاتا ہے اور اس کی حرکتین اور ملاحظے سب وہی اور ارباب معانی اور اصحاب لسان اِسکو جمع کہتے ہین اور حسین کا بیٹا منصور رحمۃ اللہ علیہ اِن معنون مین کہتا ہے شعر

لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ یَا مَقْصِدِیْ وَمَعْنَایَ[1] یَا مُعِیْنَ عَیْنِیْ جُوْدِیْ وَفُوْزِیْ مَا مُنْتَیْ

[1] معنای۔ یہ اصل مین اعنی یُعْنِیْ کا اسم مفعول ہے پس اسکے معنے ہین مراد رکھا گیا۔ [2] بموجب میرے خیال کے لفظ محمد یہان محذوف ہے یعنے الویزید نے فرمایا کہ یہان الویزید وغیرہ تو ہم جانتے نہین محمد اللہ تعالیٰ کا دوست اسجگہ مقرر ہے اور اسکی سوا کوئی نہین ہے

مَنطِقِی وَ اِیمَائِی وَ اِشَارَتِی وَ اَکلُ شُرْبِی وَ یَاسَمْعِی وَ بَصَرِی وَ فِعْلُ جُمْلَتِی وَ عُنْصُرِی وَ اَجْزَائِی

لبیک لبیک اے میرے سید اور میرے مولا - اور لبیک اور لبیک اے میرے مقصود اور مطلب اے میرے قول اور جود اور ذات کے مددگار - اور اے میری گفتگو اور میرے ایما اور اشارات اور میرے کھانے اور پینے اور سُننے اور دیکھنے اور افعال اور میرے تمام بدن اور عناصر اور اجزا کے اخیری قصد اور انتہا درجہ کے مقصود یعنے میرے بدن اور عناصر اور اجزا کا مقصود یہی ہے کہ تیرا عرفان حاصل ہو - مین تجھے لبیک کہتا ہون یعنے تجھ سے مدد کا طلبگار ہون پس جو اپنی صفتون مین مستعار ہوتا ہے یعنی عاریت کے طور پر ہوتا ہے اُسکی ہستی کا ثبوت اُسکے لئے عار ہوتا ہے اور دونون جہانون مین اُسکی توجہ کفر ہوتا ہے اور موجودات اُسکی ہمت مین خوار اور پھر ارباب لسان کا ایک گروہ کلام کو مشکل اور عبارتون کو تعجب ناک بنانے کے واسطے کہتا ہے کہ جمع الجمع یعنے جمع کی جمع - یہ کلمہ عبارتون مین اچھا ہے مگر معنون مین بہتر یہی ہے کہ تو جمع کو جمع نہ کہے کیونکہ پہلے تفرقہ چاہئے تاکہ اُسپر جمع درست ہو - جمع کیونکر جمع ہوتی ہے کیونکہ وہ پہلے ہی تفرقہ کی جمع ہوتی ہے اور جمع اپنے حال سے نہین پھرتی اور یہ عبارت یعنے جمع الجمع تہمت کے خل سے ہے کیونکہ جو جمع ہوا ہوا ہو اُسکو اپنے اوپر اور نیچے پر اپنے سے باہر دیدار نہین ہوتا تو نے نہین دیکھا کہ معراج کی رات مین جب دونون جہان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائے تو اُنہین کسی چیز کیطرف توجہ نہ ہوئی وجہ یہ ہے کہ وہ جمع مین جمع تھے اور جو جمع ہوا ہوا ہو وہ تفرقہ کو نہین دیکھتا اِسلئے خداوند تعالی نے کہا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی محمد صلعم کی آنکھ نے اِدھر اُدھر نہ میل کی اور حد سے نہ گذری - اور مین نے اِن معنون مین ابتدا مین ایک کتاب تصنیف کی ہے جسکا نام البیان لاہل العیان رکھا ہے - اور بحر القلوب مین جمع کے باب مین شبع کے فصل کئے ہین اب حقیقت کے لئے اسقدر بیان پر کفایت کی ہے - سیاری صوفیون کا مذہب یہ ہے جو مین نے ان صوفیون کے فرقون سے جو مقبول اور محقق ہین بیان کیا ہے - اب مین اس گروہ کی طرف لوٹتا ہون جو ملحدون مین سے ہے اور اپنے آپکو صوفیون کے متعلق کیا ہے - اور اُن کی عبارتون کو لکھتا ہون جنہین اپنے الحاد کا اظہار بنایا ہے اور اپنی ذات کو صوفیون کی عزت مین پوشیدہ کیا ہے تاکہ ملحدون کی غلطیون کے مقام ظاہر

ہون اور مرید اُن کے مکر اور دعوون سے پرہیز کرین - اور اپنے آپ کو نگاہ رکھین - انشاءاللہ عزوجل والامر کلہ بیدہ -

حلولیون کا فرقہ - اِن پر خدا کی لعنت ہو - اللہ تعالیٰ نے کہا ہے فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ پس کیا چیز ہے تمہارے لئے راستی کے بعد بجز گمراہی کے - اِن دو مردود گروہون مین سے جو صوفیون سے بحث کرتے ہین اور اُن کو اپنی گمراہی مین دوست رکھتے ہین ایک گروہ ابی حلمان دمشقی سے بحث کرتے ہین اور اُن سے روایتین اُسکے خلاف بیان کرتے ہین جو شیخون کی کتابون مین اُن سے لکھی ہین - صوفی ابی حلمانؒ کو صوفیون مین سے جانتے ہین لیکن ملحد ہین - حلول اور امتزاج اور ارواحون کے نسخ سے منسوب کرتے ہین اور اس کے سوا مین نے کتاب مقدسی مین دیکھا ہے کہ اِس پیر کے حق مین طعنہ کیا ہے اور علماے اصول کے لئے اس سے ایک صورت پیدا ہوگئی ہے اور خدا اِس پیر کو اچھی طرح جانتا ہے - اور دوسرا گروہ اپنے مقولون کی نسبت فارس سے کرتا ہے اور یہ دعوی کرتا ہے کہ یہ منصور کے بیٹے حسینؒ کا مذہب ہے - اور اُن کے سوا جو اپنے آپکو حسینؒ کے اصحاب کہتے ہین کسی کا مذہب نہین ہے اور مین نے ابوجعفر صیدلانی کو چار ہزار آدمیون کے ساتھ عراق مین پراگندہ دیکھا ہے جو جلالی تھے اِن مقولون کے سبب سب فارس پر لعنت کرتے تھے - اور حسینؒ فارسی کی کتابون مین جو اُن کی تصنیف کی ہوئی ہین تحقیق کے سوا اور کچھ نہین ہے - اور مین عثمان جلالی کا بیٹا علی کہتا ہون کہ مین نہین جانتا کہ فارس اور ابوسلیمان کون تھے اور اُنہون نے کیا کہا لیکن جو اِن مقولون کا قائل ہو جو توحید اور تحقیق کے خلاف ہین اُسکو دین مین کچھ نصیب نہین ہوتی اور جب دین جو اصل ہے مضبوط نہ ہو تصوف جو اُسکی شاخ اور نتیجہ ہے زیادہ باخلل ہوتا ہے کیونکہ کرامتون کا ظاہر ہونا اور آیتون کا کشف اہل دین اور توحید کے سوا غیر پر صورت نہین باندھتا اور جن لوگون کی روح مین غلطیان واقع ہوئی ہین ہین اب اُن کے سب حکمون کو سنت کے قانون کے موافق بیان کرتا ہون اور ملحدون کے شبہے اور مغالطے اور گفتگو لکھتا ہون ملحدون کے مذہب سے قوت نہ ہو کیونکہ اُس مین بڑے فساد ہین - وباللہ التوفیق اللہ سے ہے یاری اور مدد -

روح کا بیان

پہچان کر روح کی ہستی مین علم ضرور ہے - اور اس جگونگی مین عقل عاجز - اور امت کے حکما اور علما مین سے ہر ایک نے اپنے قیاس کے بموجب اس مین کچھ بیان کیا ہے اور کافرون کے گروہون کو بھی اس مین سخن ہے - اور جب قریش کے کافرون نے یہودیون کی تعلیم کے لئے حارث کے بیٹے نضر کو بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کی کیفیت پوچھی - اس لئے خداوند تعالیٰ نے پہلے روح کے عین کو ثابت کیا اور فرمایا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ اور تجھے روح کی بابت پوچھتے ہین پھر روح سے اُسکے قدم کی نفی کی اور کہا قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کہہ اے محمد صلعم روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ ارواح ایک پراگندہ شک ہین - پس جو پیدائش کے دن آپس مین شناسا ہوئے وہ دنیا مین بھی باہم الفت گزین ہوئے - اور جو ان مین سے پیدائش کے دن ایک دوسرے سے منکر و ناشناسا ہے وہ دنیا مین بھی مختلف ہین - اور ایسی ہی روح کی ہستی پر اسمین جگونگی کا تصرف کرنے کے سوا بہت سی دلیلین ہین - پس ایک گروہ نے کہا ہے اَلرُّوْحُ هُوَ الْحَیٰوۃُ الَّتِیْ یُحْیَی بِهِ الْجَسَدُ روح وہ زندگی ہے جس سے تن زندہ ہوتا ہے اور متکلمون کا ایک گروہ بھی اسی پر ہے اور ان معنون مین روح ایک عرض ہے جس سے حیوان خدائے بزرگ و بلند کے حکم سے زندہ ہوتا ہے اور تالیف اور حرکت اور اجتماع کی جنس سب اس سے ہے اور ایسے ہی شخص کے سب عرض ایک حال دوسرے حال پر - اور ایک دوسرے گروہ نے کہا ہے هُوَ غَیْرُ الْحَیٰوۃِ وَلَا یُوْجَدُ الْحَیٰوۃُ اِلَّا مَعَهَا کَمَا لَا یُوْجَدُ الرُّوْحُ اِلَّا مَعَ الْحَیٰوۃِ وَاَنْ لَا یُوْجَدَ اَحَدُهُمَا دُوْنَ الْاٰخَرِ کَالْاَلَمِ وَالْعِلْمِ بِهَا لِاَنَّهُمَا شَیْئَانِ لَا یَفْتَرِقَانِ روح حیاتی کے سوا ایک حقیقت ہے جسکا وجود بغیر حیات کے ناروا ہے جیسا حیات بغیر روح کے روح بغیر حیات کے نہین ہوتا - اور ان دونون مین سے ایک دوسرے کے بغیر نہین ہوتا جیسا کہ درد اور اُسکا علم کیونکہ یہ دونون چیزین ہین جو متفرق نہین ہوتین - اور ان معنون مین عرض بھی ہوتا ہے جیسا کہ حیاتی - اور پھر مشائخ کا ایک گروہ اور اہل سنت اور جماعت کے بہت سے

لوگ اِسپر ہین کہ روح ایک عین ہے نہ وصف کیونکہ جب تک روح جسم سے ملا ہوا ہے عادت کے طور پر خداوند سبحانہ اِس جسم مین حیاتی پیدا کرتا ہے اور آدمی کی حیاتی ایک صفت ہے اور اُس سے زندہ ہے کیونکہ روح آدمی کے جسم مین رکھا گیا ہے اور روا ہوتا ہے کہ وہ آدمی سے جدا ہو اور آدمی حیاتی سے زندہ رہے جیسا کہ خواب کے حال مین روح چلا جاتا ہے اور حیاتی رہتی ہے لیکن یہ روا نہین ہوتا کہ روح کے چلے جانیکے حال مین علم اور عقل رہے کیونکہ پیغمبر صلعم نے کہا ہے کہ شہیدون کی روحین پرندون کے حوصلون مین ہوتی ہین اور ضرور چاہئے کہ یہہ عین ہو۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ روحین لشکر ہے جو جمع کیا گیا ہے اور ضرور ہے کہ یہ جنود باقی ہو اور عرض پر تیرا بقا روا نہین اور نہ عرض اپنے آپ قایم ہوتا ہے۔ پس روح ایک جسم ہے لطیف جو خدائے بزرگ اور بلند کے حکم سے آتی ہے اور اُسکے حکم سے جاتی ہے۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے۔ مین نے معراج کی رات مین آدم صفی ۱ اور یوسف صدیق ۲ اور موسی کلیم اللہ اور ہارون حلیم ۳ اور عیسی روح اللہ ۴ اور ابراہیم خلیل اللہ ۵ کو آسمانون مین دیکھا ضرور وہ اُن کے روح تھے اور اگر روح عرض ہوتا تو اپنے آپ قایم نہ ہوتا اور ہستی کے حال مین اُن کو نہ دیکھ سکتا۔ اور اگر عرض ہو تو اُسکے وجود کے لئے کوئی محل چاہئے تاکہ وہ اِس محل کو عارض ہو اور عرض کا محل جواہر ہین اور جواہر مؤلف اور کثیف ہوتے ہین پس معلوم ہوا کہ روح لطیف جسم ہے اور جب جسم ہے تو اُسکا دیکھنا جایز ہے مگر دل کی آنکھ سے۔ اور روا ہے کہ پرندون کے حوصلون مین ہون اور روا ہے کہ لشکری ہون اور اُن کے لئے آنا جانا ہو جیسا کہ حدیثین اِسپر گواہ ہین ۶ اور اُن کا آنا جانا خدائے بزرگ و بلند کے حکم سے ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ کہہ اے محمد صلعم روح خدا کے امر سے ہے۔ اِس جگہ ملحدون کا اختلاف ہے کیونکہ وہ روح کو قدیم کہتے ہین اور اِسکی پرستش کرتے ہین اور اشیا کا فاعل اور اُن کا مدبر روح کے سوا اَور کسیکو نہین جانتے اور اس روح کو روح الارکہتے ہین اور ہمیشہ اسکو مدبر سمجھتے ہین اور ایک شخص سے دوسرے شخص مین پھرنے والا۔ اور جتنے شبہے لوگون کو پڑے ہین اُن مین سے اَور کسی شبہے پر اتنا اجتماع نہین جتنا کہ اِس شبہہ پر ہے۔ سب نصاریٰ اور تبت اور چین یا ہین کے

ہندوون اور شیعون اور قرامطہ اور باطنیون کا اسپر اجماع ہے۔ اور ذکر کئے گئے ملحدون کے دو باطل فرقہ بھی اس گفتگو کے پیرو ہین۔ جنکا ہم نے بیان کیا ہے۔ اِن مین سے ایک گروہ اِس قول کے لئے مقدمے لاتے ہین اور دلیلون سے دعوی کرتے ہین۔ جو روح کو قدیم کہتے ہین ہم اُنہین کہتے ہین کہ اس قدم کے لفظ سے کیا چاہتے ہو۔ محدث وجود مین مقدم یا ہمیشہ قدیم۔ اگر یہ جواب دین کہ اس سے ہماری مراد محدث وجود سے متقدم ہے تو بس اصل مین خلاف نہین رہتا کیونکہ ہم بھی روح کو محدث کہتے ہین یا جسم کے وجود پر روح کے وجود کا تقدم یعنے پہلے ہونا۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْاَرْوَاحَ قَبْلَ الْاَجْسَادِ تحقیق اللہ نے روحون کو جسمون سے پہلے پیدا کیا ہے۔ اور جب روح کا محدث ہونا درست ہوا تو ضرور محدث محدث کے ذریعہ محدث نہین ہوتا اور روح خدائے بزرگ وبلند کی مخلوق سے ایک جنس ہوتی ہے جو دوسری جنس سے ملتی ہے۔ اور ایک دوسرے سے اُن کے ملنے مین خداوند تعالی اپنی تقدیر سے حیاتی پیدا کرتا ہے یعنے روح مخلوق سے ایک جنس ہے اور جسم ایک دوسری جنس ہے۔ جب کسی حیوان کی حیاتی چاہتا ہے تو حکم دیتا ہے اِس لئے روح جسم مین لجاتی ہے اور حیاتی اُس مین حاصل آتی ہے۔ لیکن روح کا ایک شخص سے دوسرے شخص مین پھرنا روا نہین کیونکہ جب ایک شخص کے واسطے دو حیاتیان روا نہین تو ایک روح کے لئے دو شخص بھی روا نہین ہوتے۔ اور اگر حدیثین اِسپر گواہ نہ ہوتین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خبرون مین سچے نہ ہوتے تو عقل کی رو سے معقول روح حیاتی کے سوا اور کچھ نہ ہوتا اور وہ ایک صفت ہوتی نہ عین۔ اور اگر یہ جواب دین کہ اِس قول سے ہماری مراد قدیم ہمیشہ ہے تو ہم کہتے ہین کہ روح اپنے آپ سے قائم ہے یا غیر سے اگر اسکے جواب مین کہین کہ ہمیشہ اپنی ذات سے قائم ہے تو پھر مین کہتا ہون کہ خداوند عالم وہ ہے یا نہین اگر یہ جواب دین کہ خداوند عالم وہ نہین ہے تو دوسرے قدیم کا ثبوت ہوتا ہے اور یہ معقول نہین ہے کیونکہ قدیم محدود نہین ہوتا اور ایک کی ذات اور وجود دوسرے کی تعریف ہوتی ہے اور یہ ناممکن ہے۔ اور اگر یہ کہین کہ خداوند عالم وہ ہے تو مین کہتا ہون کہ وہ قدیم ہے اور مخلوق محدث اور یہ ناممکن ہے کہ قدیم سے محدث

کی ملاوٹ یا اتحاد یا حلول ہو یا محدث قدیم کا مکان ہو یا قدیم محدث کا حامل یعنے اُٹھانے والا ہو کیونکہ جو چیز کسی دوسری چیز سے ملے وہ دوسری چیز جیسی ہوتی ہے۔ وصل اور جدائی محدث کے سوا کسی پر روا نہین ہے کیونکہ یہ ایک دوسری کی جنسین ہین اور تعالے اللہ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا اور اللہ تعالیٰ ان سے بہت ہی زیادہ بلند و بزرگ ہے۔ اور اگر یہ جواب دین کہ اپنے آپ سے قایم نہین غیر سے قایم ہے تو اُسکا غیر سے قیام دو طرح سے باہر نہین ہے یا کوئی صفت ہوگی یا کوئی عرض۔ اگر عرض کہین تو عرض کسی محل مین ہوگی یا لامحل مین اگر محل مین کہے تو چاہیئے کہ اُسکا محل اُسکی طرح ہو اور قدم کا اسم ہر ایک سے باطل ہو جائے اور اگر لامحل مین کہے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ جب عرض اپنے آپ قایم نہین ہوتا تو لامحل مین ہونا اُسکا معقول نہین ہے۔ اور اگر یہ کہے کہ ایک قدیم صفت ہے جیسا کہ حلولی اور تناسخی کہتے ہین تو اس صفت کے لئے خدا کی صفت کا ہونا محال ہے کیونکہ خدا کی قدیم صفت خاص خدا کی صفت ہوتی ہے۔ اگر یہ روا ہو کہ خدا کی حیاتی مخلوق کی صفت ہو تو یہ بھی روا ہوتا ہے کہ خدا کی قدرت مخلوق کی قدرت ہو۔ پھر صفت موصوف سے قایم ہوتی ہے پس یہ کیونکر ہوتا ہے کہ قدیم صفت کے لئے موصوف محدث ہو۔ پس ضرور ہے کہ قدیم کو محدث سے کچھ تعلق نہ ہو۔ ملحدون کا قول اس مین جھوٹا ہے اور روح خدا کے حکم کے بموجب مخلوق ہے اور جو اس کے سوا کچھ اور کہتا ہے وہ ظاہر اکابرہ ہے اور قدیم سے محدث کا فرق کرنا نہین جانتا اور یہ روا نہین ہے کہ کوئی دل اپنی ولایت کے صحیح ہونے مین خدا کی صفتون سے جاہل ہو اور سب تعریف خدا تعالیٰ کے لئے ہے جسنے ہمین بدعت اور خطرہ سے نگاہ رکھا ہے اور عقل دی ہے کہ اُس سے ہم نے غور اور دلیل پیدا کی اور ایمان دیا اسلئے مین نے اُسکو پہچانا۔ جو حمد غایت کو نہ پہنچا ہوا ہو وہ ناکمل ہوتا ہے کیونکہ متناہی حمد یعنے ناکمل اُسکی نامتناہی یعنے بے انتہا نعمتون کے مقابلہ مین مقبول نہین ہوتا۔ اور جب ظاہری لوگون نے اہل تصوف سے اِس حکایت کو سنا تو جانا کہ سب صوفیون کا یہی اعتقاد ہے اسلئے ان نیکون کے جمال سے بڑی غلطی اور ظاہر ازیان کاری مین محجوب ہو گئے اور خدا کی ولایت کا لطیفہ اور ربانی نور کے شعلے اور جلوے ان پر پوشیدہ ہو گئے کیونکہ بزرگون اور سیدون کو لوگون کا

رد کرنا اُن کے قبول کرنے کے برابر ہوتا ہے اور اُن کا قبول کرنا اُن کے رد کرنے جیسا واللہ اعلم بالصواب۔

فصل مشائخ مین سے ایک شیخ کہتا ہے اَلرُّوحُ فِی الْجَسَدِ کَالنَّارِ فِی الْفَحْمِ فَالنَّارُ مَخْلُوقَۃٌ وَالْفَحْمُ مَصْنُوعَۃٌ روح جسم مین اِس طرح ہے جسطرح آگ کوئیلہ مین پس آگ مخلوق ہے اور کوئیلہ مصنوع۔ اور قدم خداوند کی ذات اور صفات کے سوا اَور پر روا نہین ہے۔ اور مشائخ مین سے ابوبکر واسطی ہی نے روح مین پہلے گفتگو کی ہے اِن سے ذکر ہے کہ کہا اَلْاَرْوَاحُ عَلٰی عَشَرَۃِ مَقَامَاتٍ روحین دس مقامون پر قایم ہین۔

اوّل مخلصون کی جان ہے جو ایک اندھیرے مین قید ہے اور نہین جانتے کہ ان سے کیا کرینگے۔

دوم۔ پارسا مردون کی جانین جو پہلے آسمان پر عملون کی میراثون پر خوش رہتی ہین اور طاعتون پر خوش ہین اور انکی قوت پر چلتی ہین۔

سوم۔ مریدون کی جانین ہین جو چوتھے آسمان مین صدق کی لذت اور اپنے عملون کے سایہ مین فرشتون کے ساتھ رہتی ہین۔

چھارم۔ اہل محبت کی جانین ہین جو نور کی قندیلون مین عرش سے لٹکی ہین۔ اُن کی غذا رحمت ہے اور اُن کے شربت خدا کا لطف اور قرب۔

پنجم۔ اہل وفا کی جانین ہین جو صفائی کے پردون اور برگزیدگی کے مقامون مین خوشی کرتی ہین۔

ششم۔ شہیدون کی جانین ہین جو بہشت کے پرندون کے حوصلون مین ہین اور بہشت کے باغ مین جہان چاہتی ہین وقت بوقت جاتی ہین۔

ہفتم۔ مشتاقون کی جانین ہین جنہون نے صفتون کے نوردن کے پردون مین ادب کے فرش پر قیام کیا ہوا ہے۔

ہشتم۔ قدس کے مرتبون مین عارفون کی جانین ہین جو صبح اور شام خدا کے سخن کو سنتی ہین اور دنیا کے بہشت مین اپنے مکانون کو دیکھتی ہین۔

نہم۔ دوستون کی جانین ہین جو جمال کے مشاہدہ اور کشف کے مقام مین غرق ہین اور خدا کے سوا اور کسیکو نہین جانتین اور کسی چیز پر آرام نہین کرتین۔

دہم۔ درویشون کی جانین ہین جو فنا کے محل مین خدا کے قرب مین ہین اور اُنکی صفتین اور احوال بدل گئے ہین۔ اور مشائخ سے ذکر کرتے ہین کہ انہین ہر ایک کو ایک صورت مین دیکھا ہے کیونکہ مین نے کہا ہے کہ وہ موجود ہے اور آنکھ لطیف چاہئے تاکہ جب حقتعالیٰ جیسا کہ وہ چاہتا ہے بندہ کو کچھ دکھلانا چاہئے تو اُس دکھلائی گئی چیز کو دیکھ لے اور مین عثمان جلالی کا بیٹا علیؑ کہتا ہون کہ ہماری سب زندگی خداوند سے ہے اور قیام اُس سے ہے۔ اور ہمارا زندہ رکھنا ہم مین خدا کا فعل ہے اور ہم اُسکی پیدائش بینے خلق سے زندہ ہین نہ اُسکی ذات اور صفتون سے اور روحیون کا سب قول باطل ہے اور لوگون کی بڑی گمراہی مین سے ایک یہ ہے کہ روح کو قدیم کہتے ہین اور بہت عبارت کو بدلا ہے۔ ایک گروہ نفس اور ہیولیٰ کہتے ہین۔ ایک گروہ نور اور ظلمت اور اس طریقت کے باطل فرقے فنا اور بقا یا جمع اور تفرقہ کہتے ہین اور ایسا ہی اور بیہودہ عبارتین بنالی ہین اور اپنے کفر کی ان سے تعریف کرتے ہین اور صوفی اس گروہ سے بیزار ہین کیونکہ ولایت کا ثبوت اور خداوند کی محبت کی حقیقت خدا کی معرفت کے سوا کسی اور سے درست حاصل نہین ہوتی اور جب کوئی قدیم کو محدث سے نہین پہچانتا تو جو کچھ وہ کہتا ہے اپنی گفتار مین وہ جاہل ہوتا ہے اور دانا جاہلون کی باتون کی طرف میل نہین کرتے۔ جو کچھ ان دونون باطل فرقون کا مقصود تھا ان دو بابون مین آگیا ہے اور اگر اس سے زیادہ چاہئے تو اسکو میری دوسری کتابون مین دیکھو کیونکہ اس جگہ میری مراد طول دینا نہین ہے۔ اب مین اس کتاب مین حجابون کے کشف کو اور معاملون کے بابون اور اہل تصوف کی حقیقتون یا ظاہر دلیلون کو بیان کرتا ہون تاکہ سمجھنے کا طریق تجھ پر زیادہ آسان ہو اور منکرون مین سے جسکو بینائی ہو وہ اس راستے سے لوٹ آئے اور مجھ کو اس سے دعا اور صواب ہو انشاء اللہ تعالیٰ۔

خدا کی معرفت مین پہلے پردہ کا اُٹھانا

خدا بزرگ اور بلند نے فرمایا ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۔ اور نہ قدر پہچانی اللہ کی

جیسا کہ اُسکی قدر پہچاننے کا حق تھا - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے
لَوْ عَرَفْتُمُ اللّٰہَ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ لَمَشَیْتُمْ عَلَی الْجُمُوْدِ وَلَزَالَتْ بِدُعَائِکُمُ الْجِبَالُ اگر تم
کما حقہ حق سبحانہ کو پہچان لیتے تو تم دریاؤن پر (بے کشتی) چلتے اور پہاڑ تمہاری دُعا
سے زائل ہوجاتے - پس خدا بزرگ وبلند کی معرفت دو طرح پر ہے ایک علمی ہے دوسری
حالی - علمی معرفت دنیا اور آخرت کی سب نیکیون کا قاعدہ ہے اور سب وقتون اور احوالون مین
بندہ کے لئے سب چیزون سے زیادہ مشکل چیز خداوند کی پہچان ہے خدا بزرگ اور بلند نے
فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ اَیْ لِیَعْرِفُوْنَ جنون اور آدمیون کو
مین نے نہین پیدا کیا مگر اس لئے کہ مجھے پہچانین - پس بہت سے شخص جنہین خدا نے
برگزیدہ کیا ہے اور دنیا کے اندھیرے سے چھوڑایا ہے اور اُن کے دل کو اپنے عرفان سے
زندہ کیا ہے خدا کے پہچاننے مین کوتاہی کرنیوالے ہین جیسا کہ خداوند تعالی نے عمر بن الخطاب
رضی اللہ تعالی عنہ کے حال سے ہمین خبر دی اور فرمایا وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ
(یعنی عمر) کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ (یعنی ابوجہل) اور ہم نے اُسکو نور دیا اور دلیلین تاکہ حق اور
باطل مین تمیز کرے - اس نور سے آدمیون کے درمیان سیدھے راستے چلتا ہے پس یہ ایسا شخص ہے
اُسکی مانند نہین ہے یعنے عمر رض - جو اندھیرون مین رہ گیا ہے یعنے ابوجہل اللہ کی اُسپر لعنت ہو
پس معرفت دل کی حیاتی ہے اور سر کا پھیر لینا ہے خدا کے غیر سے - اور ہر شخص کی قیمت معرفت
سے ہوتی ہے اور جسکو معرفت نہ ہو وہ بے قیمت ہوتا ہے پس جو لوگ عالمون اور فقیہون سے
ہین اور اُن کے سوا بعض علم کی صحت کو خداوند کی معرفت کہتے ہین اور طریقت کے شیخ
حال کی صحت کو خداوند کی معرفت - اور اس معرفت کو علم سے زیادہ فاضل کہتے ہین کیونکہ حال
کی صحت علم کی صحت کے سوا نہین ہوتی لیکن علم کی صحت حال کی صحت نہین ہوتی یعنے علم کی
صحت حال کی صحت کے سوا ہوتی ہے یعنے ایسا عارف نہین ہوتا جسکو خدا کا علم نہ ہو مگر
مگر عالم ایسا ہوتا ہے کہ عارف نہ ہو - جو لوگ اِن معنون سے جاہل تھے دونون فریق مین سے
اُنہون نے اِس مسئلہ مین بیقائدہ مناظرے کئے ہین اور ایک دوسرے کا اس مین انکار کیا
ہے اب مین اِس مسئلہ کے بھید کو کھولتا ہون تاکہ خدا تعالی چاہے تو دونون گروہون

کے واسطے فائدہ ظاہر ہو۔

فصل ۵ - یاد رہے کہ لوگون کو خداوند تعالیٰ کی معرفت اور خدا سے علم کی صحت مین بہت اختلاف ہے۔ معتزلہ فرقہ کے لوگ کہتے ہین کہ خدا کی معرفت عقل سے ہے اور عقل کے سوا اُسکی معرفت روا نہین اور یہ قول باطل ہے۔ ان دیوانون کو جو دار اسلام مین ہین معرفت کا حکم ہوتا ہے اور وہ لڑکے جو عاقل نہین ہوتے اُنکا حکم ایمان کا حکم ہوتا ہے۔ اگر معرفت عقل سے ہوتی تو اُن کو جنہین عقل نہین ہے معرفت کا حکم نہ ہوتا اور کافرون کو جنہین عقل ہے کفر کا حکم نہ ہوتا اور اگر معرفت کا سبب عقل ہوتا تو چاہئے تھا کہ جو عاقل ہوتا وہ عارف ہوتا اور سب بے عقل جاہل ہوتے اور یہ ظاہر المکابرہ ہے۔ اور ایک گروہ کے لوگ کہتے ہین کہ حقتعالےٰ کی معرفت کا سبب دلیل چاہنا ہے اور دلیل لانے والے کے سوا معرفت روا نہین ہوتی اور یہ قول باطل ہے کیونکہ شیطان نے بہت سی نشانیون کو دیکھا جیسے بہشت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور ان سب کا دیکھنا شیطان کے لئے معرفت کا سبب نہ ہوا اور خداوند بزرگ و بلند نے کہا ہے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اور اگر ہم کافرون کی طرف فرشتے اُتارتے اور مردے اُن سے باتین کرتے اور اگر جمع کرتے ان پر تمام چیز کو جو دنیا مین ہے گروہ گروہ تاکہ وحدت پر گواہی دین تو وہ ایمان نہ لاتے مگر یہ کہ خدا چاہے۔ اور اگر نشانی کا دیکھنا اور دلیل چاہنا معرفت کی علت ہوتی تو خداوند تعالیٰ اُسکو شیطان کی معرفت کی علت بناتا نہ اپنے ارادہ کو۔ اہل سنت اور جماعت کے نزدیک عقل کی صحت اور نشانی کو دیکھنا معرفت کا سبب ہے معرفت کی علت نہین۔ پہچان کہ معرفت کی علت خداوند تعالیٰ کی عنایت اور اُسکے ارادہ کے سوا نہین ہے کیونکہ خدا کی عنایت کے سوا عقل اندھی ہوتی ہے کیونکہ عقل اپنے پر جاہل ہے اور عاقلون مین سے کسی نے اُسکی حقیقت کو نہین پہچانا اور جب وہ اپنے سے جاہل ہوتی ہے تو اپنے غیر کو کیونکر پہچانتی ہے۔ اور خدا کی عنایت کے سوا دلیل چاہنی اور نشانی کے دیکھنے مین فکر کرنا بھی خطا ہے کیونکہ اہل ہوا اور ملحدون کے فرقے سب دلیل چاہنے والے ہین لیکن عارف نہین۔ اور جو اہل عنایت سے ہے اُسکی سب حرکتین معرفت کی

علامت ہین اور اسکا دلیل چاہنا طلب ہے اور دلیل کا نہ چاہنا تسلیم - اور معرفت کی صحت مین تسلیم طلب سے بہتر نہین کیونکہ طلب وہ اصل ہے جسکا ترک کرنا روا نہین اور تسلیم وہ اصل ہے جسمین ہیقراری نہین اور حقیقت مین یہ دونون امر یعنے طلب اور تسلیم معرفت نہین اور تحقیق جان لے کہ بندہ کی رہنمائی اور دلکشائی خداوند تعالی کے سوا نہین ہے اور عقل کے وجود اور دلیلون کو ہدایت کی طاقت نہین اور اسکی دلیل اس سے زیادہ واضح نہین ہے جو خداوند تعالی نے فرمایا ہے وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ - اور اگر اُن کو دنیا مین لوٹائین تو ضرور متوجہ ہونگے اُس چیز کیطرف کہ اُس سے منع کئے گئے ہین یعنے شرک اور عصیان - اور جب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے لوگون نے معرفت کی نسبت پوچھا تو جواب دیا عَرَفْتُ اللّٰهَ بِاللّٰهِ وَعَرَفْتُ مَا دُوْنَ اللّٰهِ بِنُوْرِ اللّٰهِ خدا کو مین نے خدا ہی سے پہچانا اور خدا کے سوا کو مین نے اسکے نور سے پہچانا - پس خداوند تعالی نے تن کو پیدا کیا اور اُسکو زندگانی آپ دی پس جب عقل اور آلہ اور نشانی کو تن کے زندہ کرنیکی قدرت نہ ہو تو ناممکن ہے کہ دل کو زندہ کرے جیسا کہ فرمایا ہے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ جو شخص مردہ تھا پس ہم نے اُسکو زندہ کیا - اور سب کی حیاتی اپنے حوالہ کی - پھر فرمایا ہے وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ اُس نور کا پیدا کرنیوالا جسمین مومنون کی روشنی ہے مین ہون - اور یہ بھی کہا ہے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کیا پس وہ شخص کہ کھولدیا اللہ نے اُسکا سینہ اسلام کے لئے پس وہ اپنے پروردگار سے روشنی پر ہے - دل کے کھلنے کو اپنے حوالہ کیا اور اُسکے بند ہونیکو اپنے فعل کے متعلق - اور فرمایا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ مُّهر لگائی اللہ نے اُن کے دلون پر اور اُن کے کانون اور اُن کی آنکھون پر - اور یہ بھی کہا ہے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا اور نہ فرمان برداری کر اُسکی ہم نے اُسکے دل کو اپنے یاد کرنے سے اور یہ خلف کا بیٹا اُمیہ تھا - پس جب دل کا بند ہونا اور کھلنا اور کشادہ ہونا اور اُسپر مُہر کا لگ جانا خدا سے ہے تو ناممکن ہے کہ خدا کے سوا دوسرے کو اپنا راستہ دکھلانیوالا سمجھے کیونکہ جو خدا کے سوا ہے سب علت اور سبب ہے - اور سبب مسبب کی عنایت کے سوا کبھی

راستہ نہین دکھلا سکتا کیونکہ سبب راستے چلنے والے کا حجاب ہوتا ہے رہنما یعنی سبب نہین ہوتا
اور یہ بھی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ولیکن اللہ نے دوست کیا ہے تمہاری طرف
ایمان اور توحید کو اور ایمان کو تمہارے دلون مین آراستہ کیا ہے اور مکروہ کیا ہے تم پر حق کا
چھپانا اور راستہ سے باہر ہو جانا اور نافرمانی کرنی - پس خدا کی تعریف کے سوا اُسکی معرفت سے
لوگون کا نصیب عاجزی کے سوا کچھ نہین ہے - اور ابوالحسن نوری کہتے ہین لَا دَلِيْلٌ
عَلَى اللّٰهِ سِوَاهُ اِنَّمَا الْعِلْمُ يُطْلَبُ لِآدَابِ الْخِدْمَةِ خدا پر خدا کے غیر سے دلیل نہین
ہے اور سوا اسکے نہین ہے کہ علم آداب خدمت کے لئے طلب کرتے ہین نہ معرفت کی صحت
کے لئے اور مخلوقات سے کسیکو یہ طاقت نہین ہے کہ کسیکو خدا تک پہنچائے - کوئی دلیل چاہنے
والا ابوطالب سے زیادہ دانا نہین ہوگا اور دلیل محمد مصطفیٰ صلعم سے زیادہ بزرگ نہین
ہوگی جب ابوطالب کا حکم بدبختی پر جاری تھا تو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل
نے اُسکو کچھ فائدہ نہ دیا اور دلیل چاہنے کا پہلا درجہ خدا سے بزرگ و بلند سے منہ پھیرنا ہے کیونکہ
دلیل چاہنی غیر مین فکر کرنا ہے اور معرفت کی حقیقت غیر سے منہ پھیرنا ہے - اور عادت مین
سب مطلوبون کا وجود دلیل چاہنے سے ہے اور خدا کی معرفت عادت کے خلاف ہے
پس خدا کی معرفت عقل کی حیرانی کے ہمیشہ ہونے کے سوا نہین ہے اور بندہ پر خدا کی
عنایت کا ہونا لوگون کے کسب کو اس مین دخل نہین اور خدا کے سوا بندہ کے لئے دلیل نہین
اور یہ دلون کی کشائش اور غیبی خزانون سے ہے کیونکہ جو سب خدا کے سوا ہے سب محدث
ہے روا ہوتا ہے کہ محدث اپنے جیسے پر پہنچے اور یہ روا نہین ہوتا کہ اپنے پیدا کرنے والے پر
پہنچے اور یا اُسکا وجود اُسکا کسب کیا گیا ہو اور جو کسی کے تحت مین آتا ہے کسب اُسپر غالب ہوتا
ہے اور اُسکا کسب کیا گیا مغلوب - پس کرامت یہ نہین ہے کہ عقل فعل کی دلیل سے فاعل
کی ہستی ثابت کرے بلکہ کرامت وہ ہوتی ہے جو ولی حق سبحانہ تعالیٰ کے نور سے اپنی ہستی کی
نفی کرتا ہے پہلے کو گفتگو کی معرفت ہوتی ہے اور اُس دوسرے کو حال کی اور جو گروہ عقل کو
معرفت کی علت جانتا ہے اُسے کہو کہ دیکھ کہ عقل دل مین معرفت کے عین سے کیا چیز ثابت

کرتی ہے کیونکہ کرامت اور جو کچھ کہ عقل ثابت کرتی ہے معرفت اُسکی نفی کا تقاضا کرتی ہے یعنی اُسکی نفی جو دل مین عقل کی دلالت سے صورت پیدا ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ وہ ہے - اور اگر خداوند تعالیٰ کے خلاف صورت پیدا ہو تو وہ اُسکے خلاف ہی ہے پس یہان عقل کو کیا طاقت ہوتی ہے کہ اُسکے دلیل چاہنے سے معرفت حاصل ہو کیونکہ عقل اور وہم دونون ایک جنس ہین اور جہان جنس ثابت ہوئی معرفت کی وہان نفی ہوئی - پس عقل کے دلیل چاہنے کا ثبوت تشبیہ ہے اور اُسکی نفی تعطل یعنے بیکاری اور عقل کی طاقت ان دو اصلون ہین ہے ان کے سوا اَور کچھ نہین اور معرفت مین یہ دونون ناشناسی ہے کیونکہ مشبہ اور معطل یعنے تشبیہ اور تعطیل پیدا کرنیوالا موحد نہین ہوتا پس جب عقل اپنے امکان مین چل چکے - تو پھر اللہ تعالیٰ سے رہنمائی ہوتی ہے - اور دوستون کے دلون کو طلب کرنے سے چارہ نہین اسلئے اُنہون نے عاجزی کی درگاہ پر بغیر سبب کے آرام کیا ہے اور اپنے آرام مین بے آرام - زاری کے لئے ہاتھ اُٹھاکر اپنے دلون کے لئے مرہم چاہی ہین - ان کے راستہ مین جو طلب کے انواع سے ہوتا ہے انکی اپنی قوت نہین ہوتی اسجگہ خدا کی قوت اُن کی قوت ہوتی ہے یعنی اُنہون نے خدا کی طرف خدا سے راستہ پایا ہے اور غیبت کے رنج سے آسودہ ہوئے ہین اور محبت کے باغ مین جگہ پائی اور آرام کیا ہے اور روح کو مسرور - جب عقل نے دلون کو مراد مین پہنچا ہوا دیکھا تو عقل نے اپنا تصرف پیدا کیا اور دخل نہ پایا اور عاجز اور حیران رہا - جب حیران ہوا تو معزول ہوگیا - جب معزول ہوا تو اُسوقت خدا نے خدمت کا لباس پہنایا اور کہا جب تک تو باخود تھا اور سبب اور تصرف مین تھا محجوب تھا - اور جب تیرے تصرف کے اسباب خالی ہوئے عاجز ہوا - جب عاجز ہوا تو پہنچگیا - اور اپنی معرفت تعریف پر ہوتی ہے - پس خداوند بزرگ و بلند نے بندہ کو اپنی تعریف سے واقف کیا اسلئے اُسکو اُسنے پہچانا نہ اُس شناخت نے جو سبب سے موصول ہوتی ہے بلکہ اُس شناخت نے جسمین بندہ کا وجود عاریت کے طور پر ہے اسلئے عارف کیواسطے سب وجہون سے خودی خیانت ہے تاکہ اُسکا ذکر نسیان کے سوا ہو اور اُسکا زمانہ بغیر کوتاہی کے اور اگر یہ کہا جائے کہ اُسکی معرفت الہامی ہے تو یہ بھی محال ہوتا ہے کیونکہ معرفت کے واسطے جو ٹھیک دونون طرح کی دلیلین ہوسکتی ہین اور خطا اور صواب پر اہل الہام کی دلیل نہین ہوتی -

کیونکہ ایک کہتا ہے کہ مجھے الہام ہے کہ خداوند مکان مین ہے اور ایک کہتا ہے کہ مجھے الہام ایسا ہے کہ اُسکا مکان نہین ہے پس ضرور ہے کہ ان دو وعدون مین جو ایک دوسرے کی ضد ہین حق ایک طرف ہوگا - دونون الہام سے دعوی کرتے ہین پس ضرور کوئی دلیل چاہئے تاکہ ان دونون مدعیون کے سچ اور جھوٹ مین فرق کرے اور جب دلیل ہوگی تو اُسوقت دلیل سے جاننے والا ہوگا اور الہام کا حکم باطل ہوجائیگا - اور یہ برہمنون اور الہامیون کا قول ہے کہ خدا کی معرفت الہامی ہے - اور اس زمانہ مین ایک قوم کو مین نے دیکھا ہے جسکے آدمی الہام مین بہت مبالغہ کرتے ہین اور اپنے زمانہ کی نسبت پارسا مردون کے زمانہ سے کرتے ہین اور سب گمراہی پر ہین اور ان کا قول اہل کفر اور اسلام کے سب داناؤن کے خلاف ہے کیونکہ ایک جمع مین دس قولون سے جو ایک دوسرے کے خلاف ہین الہام سے دعوی کرتے ہین اور سب باطل ہین - کوئی حق پر نہین - اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ جو شرع کے خلاف ہو وہ الہام نہین ہوتا تو مین کہتا ہون کہ تو اصل مین خطا اور غلطی کرتا ہے کیونکہ شریعت کے الہام کو قیاس کے موافق اپنے پر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ الہام کا قیام شریعت سے ہے پس معرفت شرعی اور نبوی اور ہدایتی ہوتی ہے نہ الہامی اور الہام کا حکم معرفت مین سب وجہون پر باطل ہے - اور ایک گروہ کہتا ہے کہ خدا کی معرفت ضروری ہے اور یہ بھی محال ہے کیونکہ جس چیز مین بندہ کا علم ضروری ہو چاہئے کہ دانا اُس مین اشتراک رکھین اور جب مین نے لکھا ہے کہ داناؤن کے ایک گروہ کے آدمی اسکا انکار کرتے ہین اور تشبیہ اور تعطل کو روا رکھتے ہین تو درست ہوا کہ معرفت ضروری نہین ہے - اور یہ بھی ہے کہ اگر خدا کی معرفت ضروری ہوتی تو تکلیف اسپر روا نہ ہوتی کیونکہ اس چیز کی معرفت کے لئے جسکا علم ضروری ہے تکلیف ناممکن ہے جیسے کہ اپنی معرفت پر اور آسمان اور زمین اور دن اور رات اور دودون اور لڑکون کی معرفت پر اور جو اُن کی مانند ہین تکلیف ناممکن ہے کیونکہ ان مین سے کسی کے وجود کی حالت مین عقل اپنے آپ کو ایسے شک مین نہین ڈالتی کہ اُسمین بے قرار ہو اور پہچاننا چاہے تو نہ پہچان سکے لیکن معنیون کے ایک گروہ نے جب اپنے یقین کی صحت مین نگاہ کی تو کہا کہ ہم اسکو از روے ضرورت کے پہچانتے ہین کیونکہ دل مین کوئی شک نہ پایا اور یقین کا نام ضرورت رکھا - ان معنون مین

اچھی طرح پہنچنے والے ہین اور عبادت مین مخلی یعنے بے ارادہ خطا کرنے والے کیونکہ ضروری علم مین صحت کی تخصیص روا نہین ہوتی وجہ یہ ہی کہ دانا برابر ہوتے ہین - اور یہ بھی ضرور ہے کہ ضروری علم وہ علم ہوتا ہے جو زندون کے دل مین بے سبب پیدا ہو اور خداوند تعالی کا علم اور اُسکی معرفت ایک سبب سے ہے - مگر استاد بوعلی دقاق اور شیخ ابوسہل صعلوکی اور ابن سہل کا باپ جو نیشاپور کا رئیس اور امام تھا اسپر ہین کہ معرفت کی ابتدا دلیل لانا ہے اور انتہا بدیہی ہوتی ہے جیسا کہ طاعتون کا علم جو پہلے کسب کیا جاتا ہے اور انتہا مین اہل سُنت کے ایک قول سے بدیہی ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ تو بہشت مین دیکھے گا کہ خداوند عالم کا علم ضروری ہی اور جب روا ہے کہ وہان ضروری ہو تو روا ہوتا ہے کہ یہان بھی ضروری ہو - اور اس جگہ بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس حال مین کہ حق تعالی بلا وساطت وحی کے کلام سنتے تھے - اس کو ضرورت سے پہچانتے تھے اور فرشتہ جو وحی لاتا تھا اُسکو بھی ضروری - اور مین کہتا ہون کہ بہشتی بہشت مین خدا کو از روے ضرورت کے پہچانین گے کیونکہ بہشت تکلیف کا مقام نہین ہے اور پیغمبر صلوات اللہ علیہم اجمعین عاقبت مین امن پائے گئے ہین اور قطعیت سے بے غم ہین - اور جس نے خدا کو از روے ضرورت کے پہچانا اسنے اُسکو تکلیف سے بھی پہچانا کیونکہ ایمان اور معرفت کو اس سبب سے بزرگی ہے کہ غیب ہے - جب عین ہوتا ہے ایمان جبر ہوتا ہے اور اُسکے عین مین اختیار اُٹھ جاتا ہے اور شرع کے اصول بے قرار ہو جاتے ہین اور فکر اور سوچنے کا حکم باطل اور بلعم باعور اور ابلیس کی تکفیر درست نہین ہوتی کیونکہ باتفاق سے خدا کے عارف تھے جیسا کہ ابلیس سے ہمین اُسکے حال کے رد کرنے اور سنگسار کرنے سے خبر دی اور فرمایا فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ تیری عزت کی قسم ہے اس سبب سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ضرور مین آدمیون کو گمراہی دون گا - اور حقیقت مین سخن کہنا اور جواب سُننا معرفت کا تقاضا ہے اور عارف جب تک عارف ہوتا ہے قطع ہونے سے بے غم ہوتا ہے اور قطعیت معرفت کے زائل ہونے سے لاحق ہوتی ہے اور ضروری علم کا زوال نہین ہوتا اور لوگون مین یہ مسئلہ پر آفت ہے - اور شرط یہ ہے کہ تو اس قدر جان لے کہ خداوند تعالی سے بندہ کی معرفت اور بندہ کا علم خدا کی ازلی ہدایت اور اُسکے آگاہ کرنے کے سوا نہین ہوتا

تاکہ توآفت سے آزاد ہو لیکن روا ہوتا ہے کہ معرفت مین بندون کا یقین کبھی زیادہ ہو کبھی
کم لیکن اصل معرفت مین زیادتی اور کمی نہین ہوتی کیونکہ معرفت کی زیادتی بھی نقصان ہے
اور نقصان بھی نقصان - خداوند تعالیٰ کی شناخت پر تقلید کرنی نہین چاہیے - خدا کو
کمال کی صفتون سے پہچاننا چاہیے اور یہ حقتعالیٰ کی محض عنایت اور اسکی رعایت کی خوبی
کے سوا ٹھیک نہین ہوتی اور دلیلین اور عقل سب خدا کا ملک ہے جو اسکے تصرف مین
ہے - چاہتا ہے تو اپنے فعلون مین سے ایک فعل کو ایک کی دلیل کرتا ہے اور اس آدمی کو
اس سے اپنی طرف راستہ دکھاتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو اسی فعل کو اسکا حجاب بناتا ہے اسلئے
وہ اس فعل کے سبب خدا سے دور رہ جاتا ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک قوم کے لئے
کی دلیل ہوئے اور ایک قوم کے لئے معرفت سے حجاب - اسلئے ایک گروہ نے کہا ہے کہ
یہ خدا کا بندہ ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ خدا کا بیٹا ہے - اور بت اور آفتاب اور چاند بھی
اسی طرح ایک گروہ کے لئے خدا پر دلیل ہوئے اور ایک انہین سے خدا سے دور رہ گیا - اور
اگر دلیل معرفت کی علت ہوتی تو چاہئے تھا کہ جو دلیل لانے والا ہوتا وہ عارف ہوتا اور یہ ظاہرا
مکابرہ ہے پس خداوند تعالیٰ ایک کو برگزیدہ کرتا ہے اور اسکو سب کا رہبر بناتا ہے تاکہ اسکے
سبب خدا تک پہنچین اور خدا کو جانین پس دلیل خدا کی معرفت کا سبب ہے نہ علت اور
کوئی سبب کسی سبب سے بہتر نہین ہوتا سبب کے لئے سبب کے حق مین وارد ہے لعمرك
انهم لفي سكرتهم يعمهون اے محمد صلعم تیری حیاتی کی قسم ہے کہ تحقیق تیری قوم کے کافر
قوم لوط کی طرح اپنی گمراہی مین حیران اور سرگردان ہین اور عارف کے لئے سبب کا ثبوت معرفت
مین کفر ہے اور غیر کیطرف توجہ مشہور شرک ہے من يضلل الله فلا هادي له جسکو اللہ
گمراہ کرے پس نہین ہے اسکے واسطے راہ دکھلانے والا کیونکہ جب کسی نصیب مین لوح محفوظ
مین ہی لا کا لفظ لکھا ہو اور عرفان مین سے پہلی جگہ جسکے نصیب مین شقاوت ہو - دلیل و
استدلال اسکے لئے کیونکر ہادی بن سکتی ہے من التفت الى الاغيار فمعرفته نار جس نے
غیر کیطرف توجہ کی پس اسکی معرفت کفر ہے جو خداوند تعالیٰ کے غلبہ محبت مین گم اور مستغرق ہے
خدا کے سوا کوئی چیز اسکی گریبان گیر ہو سکتی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام جب غار سے باہر آئے

تو دن مین کوئی چیز نہ دیکھی - اور دن مین دلیلین بہت زیادہ پیدا ہوتی ہین اور بزرگون کو جو صاحب کرامت ہوتے ہین ان کو دن زیادہ دلیلین اور عجائب زیادہ ظاہر ہوتے ہین جب رات آئی تو ستارون کو دیکھا - اگر ابراہیمؑ کی معرفت کی علت دلیل ہوتی تو دلیلین دن مین زیادہ ظاہر اور اسکے عجائب زیادہ واضح ہوتے - پس خداوند تعالی جسطرح کہ چاہتا ہے اسی طرح بندہ کو اپنی طرف راستہ دکھلاتا ہے اور معرفت کا دروازہ اسپر کھولتا ہے تاکہ عین معرفت مین اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے کہ عین معرفت اسکو غیر دکھلائی دیتی ہے اور معرفت کی صفت اسکی آفت ہوتی ہے اور معرفت کے سبب معروف سے محجوب ہوتا ہے - یہان تک کہ اسکی معرفت کی تحقیق اس درجہ کو پہنچتی ہے کہ معرفت اسکا دعوی ہوتا ہے - ذوالنونؒ کہتا ہے اِیَّاکَ اَنْ تَکُوْنَ بِالْمَعْرِفَتِہٖ مُدَّعِیًا یَدَّعِی الْعَارِفُوْنَ مَعْرِفَتَکَ اَفْرِبِالْجَھْلِ ذَالِکَ مَعْرِفَتِیْ معرفت کے مدعی ہونے سے ڈر - یعنی معرفت کا دعوی نکر - عارف لوگ معرفت کا دعوی کرتے ہین - اور مین جہل کا دعوی کرتا ہون - یہی میری معرفت ہے - پس جو خدا کے جلال کے کشف سے عزت پاتا ہے اسکی ہستی زوال ہوجاتی ہے اور اسکی صفتین سب اسکی آفت گاہ - اور جو خدا کا ہوجاتے اور خدا اسکا اسکے واسطے کوئی چیز نہین ہوتی کہ اس چیز سے اسکی نسبت دونون جہانون مین درست ہو اور معرفت کی حقیقت خاص خدا کے لئے ملک کا جاننا ہے جب کوئی کل ملک مین خدا کو تصرف کرنے والا جانتا ہے اسکو لوگون سے کیا کام ہوتا ہے تاکہ اپنے سے یا مخلوق سے محجوب ہو اس کا حجاب سب جہل ہوتا ہے اور جب جہل فانی ہوا اور حجاب گم دینا عاقبت کی بجا ہوئی -

فصل ۹ - مشائخ کو ان معنون مین بہت رمزین ہین مین یہان حصول فائدہ کے لئے اُن کے قولون مین سے بعض قول لکھتا ہون - عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے اَلْمَعْرِفَۃُ اَنْ لَا تَتَعَجَّبَ مِنْ شَیْءٍ معرفت وہ چیز ہوتی ہے کہ کسی چیز سے تجھے تعجب نہ ہو کیونکہ تعجب اس فعل سے چاہئے جسے کوئی اپنے مقدور سے زیادہ کرے جب خدا تعالی کمال پر قادر ہے عارف کو اسکے فعلون پر تعجب ناممکن ہوتا ہے - اور اگر تعجب ہوتا تو یہان بھی چاہئے تھا کہ اس نے خاک کی مٹھی کو اس درجہ پر پہنچا دیا کہ وہ دنیا پر حکم کرے اور خون کے قطرہ کو اس مرتبہ پر کہ اسکی معرفت

اور دوستی کی گفتگو کرے - اور خدا کے دیدار کی طلب اور اُس کے قرب اور وصل کا ارادہ رکھے
ذوالنون مصری نے کہا ہے حَقِیقَتُہُ اَلْمَعْرِفَتِہٖ اِطِّلَاعُ الْحَقِّ عَلَی الْاَسْرَارِ بِمَوَاصِلَۃِ
لَطَائِفِ الْاَنْوَارِ معرفت کی حقیقت بھیدون پر خدا کی اطلاع ہے اس سے کہ معرفت کی نورون
کے لطیفے بندہ سے ملین یعنے حق تعالی اپنی عنایت سے بندہ کے دلکو اپنے نور سے روشن
کرے اور سب آفتون سے اُسکو ہٹا رکھے جیسا کہ اُسکے دل مین خدا کے سوا موجودات اور شہات
کا رائی کی برابر بھی فہن نہ ہے باطن اور ظاہر کے بھیدون کے مشاہدے خدا کے لئے سبب نہ بنائے
اور جب یہ کیا تو سب معنون کا مشاہدہ کیا - شبلی نے کہا ہے اَلْمَعْرِفَتُ دَوَامُ الْحَیْرَتِ معرفت
حیرت کی ہمیشگی ہے اور حیرت دو طرح پر ہوتی ہے ایک ہستی مین - دوسری چگونگی مین - ہستی مین
حیرت کا ہونا شرک اور کفر ہے اور چگونگی معرفت کیونکہ خدا کی ہستی مین عارف کو شک پیدا
نہین ہوتا اور خدا کی چگونگی مین عقل کو طاقت نہین - اسجگہ خدا تعالے کے وجود مین ایک
یقین رہتا ہے اور اُسکی کیفیت مین حیرت - اسی واسطے ایک نے کہا ہے یَا دَلِیْلُ
الْمُتَحَیِّرِیْنَ زِدْنِی تَحَیُّرًا اے متحیرون کی دلیل مجھے حیرت مین زیادہ کر - پہلے وجود کی معرفت
اور اُسکی صفتون کا کمال ثابت کیا اور جان لیا کہ مخلوق کا مقصود خدا ہے اور لوگون کی دعوت
کا قبول کرنیوالا اور متحیرون کو اسکے سوا حیرت نہین ہے اسوقت زیادہ حیرت چاہی اور جان لیا
کہ مطلوب مین عقل کو حیرت اور سرگردانی کے سوا حصہ اور وقعت نہین ہے اور یہ معنی بہت لطیف
ہین اور یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ خدا سے ہستی کی معرفت اپنی ہستی پر حیرت کا تقاضا کرے کیونکہ بندہ
جب خداوند تعالی کو پہچان لیتا ہے اپنے کل کو خدا کے غلبہ کی قید مین دیکھتا ہے اور جب اُسکا
وجود خدا سے ہوتا ہے اور عدم بھی اُس سے تو ٹھیرنے اور حرکت کرنے سے اُسکی قدرت پر حیران
ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے کل کا قیام اس سے ہے تو مین آپ کون ہون اور کیا چیز ہون
اور یہی معنی ہین جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ
رَبَّہٗ جو اپنے آپ کو فنا سے پہچانتا ہے خدا کو بقا کے ساتھ پہچانتا ہے اور فنا سے عقل اور
صفت باطل ہوتی ہے اور جب کسی چیز کا عین معقول نہوا اُسکی معرفت مین حیرت کے سوا
کچھ ممکن نہین ہوتا - اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اَلْمَعْرِفَتُہٗ اَنْ تَعْرِفَ اَنَّ حَرَکَاتَ

الخلق و سکناتھم باللہ معرفت یہ ہے کہ تو جان لے کہ مخلوق کی حرکتین اور انکا سکون خدا سے ہے اور کیسکو خدا کے اذن کے سوا اسکے ملک مین تصرف نہین ہے اور عین اس سے عین ہے اور اثر اس سے اثر۔ اور صفت اس سے صفت اور متحرک اس سے متحرک اور ساکن اس سے ساکن۔ کیونکہ جب تک وجود مین طاقت کی خواہش نہ پیدا کرے اور دل مین ارادہ نہ رکھے بندہ کوئی فعل نہین کرسکتا۔ اور بندہ کا فعل مجاز کے طور پر ہے حقیقت مین فعل خداوند تعالی کا ہے اور عارف کی صفت مین واسع کے بیٹے محمد رحمۃ نے کہا ہے مَنْ عَرَفَ اللہَ قَلَّ کَلَامُہٗ وَدَوَامَ تَحَیُّرُہٗ جسنے خدا کو پہچانا اُسکا کلام کم ہوتا ہے اور حیرت ہمیشہ۔ یعنی عارف وہ ہوتا ہی کہ اُسکا سخن کم ہو اور اُسکی حیرت زیادہ کیونکہ عبارت اُس چیز سے کرسکتے ہین جو عبارت کے تحت مین آئے۔ اور اصول مین عبارت کے لئے ایک حد ہوتی ہے اور عبارت کیا گیا جب محدود ہو۔ تاکہ اُسپر عبارت کی بنیاد رکھے عبارت کرنے والے کی عبارت کیونکر ہوتی ہے اور جب عبارت مین مقصود نہین آتا اور بندہ کو اس سے چارہ نہین تو ہمیشہ کی حیرت کے سوا اسکو اور کیا چارہ ہوتا ہے۔ شبلی نے کہا ہے حَقِیْقَتُ الْمَعْرِفَۃِ الْعَجْزُ عَنِ الْمَعْرِفَۃِ معرفت کی حقیقت اس چیز کی معرفت سے عجز ہے کہ اُسکی حقیقت سے بندہ عاجزی کے سوا اسمین نشان نہ دے روا ہوتا ہے کہ بندہ کو اُس چیز کے سمجھنے مین اپنے سے زیادہ دعوی نہ ہو کیونکہ عجز اُسکی طلب ہے اور جب تک طلب اپنی صفت اور آلہ مین قایم ہے تب تک اُسپر عجز درست نہین ہوتا اور جب یہ آلہ اور وصفین تمام ہوجاتی ہین اسوقت فنا ہوتا ہے نہ عجز۔ اور مدعیون کا ایک گروہ آدمیت کے صفت کے ثابت ہونے کے حال ہین اور خداوند تعالی کی صحت کے قیام اور خطاب کی صحت پر تکلیف کے بقا مین کہتے ہین کہ معرفت عجز ہے اور ہم عاجز ہین اور سب سے عاجز رہگئے ہین اور یہ اُس گروہ کو گمراہی اور زیان کاری ہے مین کہتا ہون کہ کس چیز کی طلب مین عاجز ہوئے ہو۔ اس عجز کے دو نشان ہین اور دونون تم مین نہین۔ ایک آلہ کے فنا کا نشان اور دوسرا تجلی کے اظہار کا نشان۔ اور جس جگہ آلہ فنا ہو وہان عبارت گم ہوتی ہے کیونکہ عجز سے عبارت کرتا ہے اور عجز سے عبارت نہین ہوتی اور جس جگہ تجلی کا اظہار ہو نشان نہین ہوتا اور تمیز صورت نہین باندھتی تاکہ عاجز جانے کہ وہ عاجز ہے اور جو اس سے منسوب ہے اُسکو عجز کہین کیونکہ عجز

غیر ہوتا ہے اور غیر کی معرفت کا بثوت معرفت نہین ہوتی اور جب تک غیر کو دل مین جگہ ہے یا عارف کے لئے عبارت ہے ابہی تک عارف نہین ہوتا - اور ابوحفص حداد رح نے کہا ہے اِذَا عَرَفْتُ اللّٰہَ مَا دَخَلَ فِی قَلْبِیْ حَقٌّ وَّلَا بَاطِلٌ جب سے مین نے خداوند تعالی کو پہچانا ہی میرے دل مین حق اور باطل کا فکر نہین آیا کیونکہ جب لوگون کو حرص اور ہوا ہو تو وہ دل مین جاتی ہے اور دل اُسکو نفس کا راستہ دکھلاتا ہے کیونکہ باطل کا محل نفس ہے اور جب کسی چیز کی محبت رکھیگا تو ہمیشہ اُسکا خیال دل پر گذریگا اِس لیے دل روح کیطرف اُسکو راستہ دکھلاتا ہے کیونکہ حق اور حقیقت کا منبع روح ہے - جب دل مین غیر ہو تو اُسکی طرف عارف کا رجوع ناشناسائی ہی پس سب لوگون نے معرفت کی دلیل کی طلب دل سے کی ہے اور حرص اور ہوا کی طلب بھی اس سے جب اُنکو ہوا کی طلب ہوئی تو دل کیطرف رجوع کیا اور خدا کے سوا غیر پر آرام - اور جب اُنکو دلیل کی ضرورت ہوئی تو حق کیطرف رجوع کیا نہ دل کی طرف پس اس بندہ کے درمیان کہ اُسکا رجوع دل کیطرف ہو اور اُس بندہ کے درمیان کہ اُسکا رجوع خدا کی طرف ہو فرق ہے ابوبکر واسطی نے کہا ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ انْقَطَعَ بَلْ خَرِسَ وَانْعَمَ جس نے خدا کو پہچانا اُس نے سب چیزون سے کیا بلکہ سب عبارتون سے گنگ ہوا اور اپنی سب صفتون سے فانی ہوا جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ تیری صفت تجھپر مین شمار نہین کرتا - جب تک غیبت مین تھے عرب کے لوگون سے زیادہ فصیح وہ تھے جیسا کہ فرمایا ہے اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ اور جب غیبت سے حضرت مین گئے تو فرمایا میری زبان کو تیری ثنا کے کمال کی طاقت نہین مین کیا کہون گفتار سے بے گفتار ہوا ہون اور حال سے بے حال تو وہ ہے جو تو ہے میری گفتار مجھ سے ہوتی ہے یا تجھ سے اگر اپنے سے کہون اپنی گفتار مین محجوب ہوتا ہون اور اگر تجھ سے کہون تو اپنے کسب کے ذریعہ قربت کی تحقیق مین معیوب - پس مین کچھ نہین کہتا - حکم آیا اگر تو نہین کہتا تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کہتا ہون لَعَمْرُکَ اِذَا سَکَتَّ عَنْ ثَنَاءِیْ فَاُکَلُّ مِنْکَ ثَنَاءِیْ - قسم ہے تیری عمر کی جب تو میری ثنا سے خاموش ہوا پس یہ سب تجھ سے میری ثنا ہے - جب تو اپنے آپ کو میری ثنا کے لائق نہین جانتا عاجز سمجھتا ہے تو مین نے اُسکو ظاہر اور بیان کیا ہے تاکہ ثنا کہین اور اُسکا حوالہ تجھ سے کرین - واللہ اعلم بالصواب -

دوسرے حجاب کا کشف توحید مین

خداوند تعالی نے فرمایا ہے اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ تمہارا ایک خدا ہے یگانہ اور یکتا - اور یہ بھی کہا ہے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کہہ اے محمد صلعم کہ وہ واحد ہے کوئی اُسکا شریک نہین - اور یہ بھی کہا ہے لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰھَیْنِ اثْنَیْنِ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ہرگز دو معبود نہ پکڑو اس کے سوا نہین ہے کہ وہ معبود اکیلا ہے - اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے بَیْنَا رَجُلٌ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ اِلَّا التَّوْحِیْدَ فَقَالَ لِاَھْلِہٖ اِذَا مِتُّ فَاحْرِقُوْنِیْ ثُمَّ اسْتَحَقُّوْنِیْ ذَرُّوْنِیْ نِصْفِیْ فِی الْبَرِّ وَنِصْفِیْ فِی الْبَحْرِ فِیْ یَوْمٍ رَایِحٍ فَفَعَلُوْا فَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لِلرِّیْحِ اجْمَعِیْ مَا اَخَذْتِ فَاِذَا ھُوَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَقَالَ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا صَنَعْتَ فَقَالَ اِسْتِحْیَاءٌ مِنْکَ فَغَفَرَ لَہٗ تم سے پہلے ایک مرد تھا جو اچھے کامون مین سے کچھ نہ رکھتا تھا مگر توحید - جب اُسکے مرنے کا وقت نزدیک ہوا تو اپنے گھر کے آدمیونکو کہا جب مین مرجاؤن تو مجھے جلا دو اور میری خاکستر کو باریک کر دو اور اُس مین سے آدھی دریا مین ڈال دو اور آدھی جنگل مین برباد کر دو تاکہ مجھ سے کچھ اثر باقی نہ رہ جائے اُنہون نے ایسا ہی کیا - خدا تعالی نے ہوا اور پانی کو حکم دیا کہ جو کچھ تم لو نگاہ رکھو لینے اُسکی خاکستر کو اور قیامت تک اُسکو نگاہ رکھین گے - جسوقت خدا تعالی اُسکو زندہ کریگا اُس سے پوچھیگا کہ تجھکو کس چیز نے اسپر آمادہ کیا کہ تو نے اپنے آپ کو جلا دیا - جواب مین کہیگا کہ اے اللہ مین نے اپنے پر بہت ظلم کیا تھا اُسوقت خدا تعالی اُسکو بخشدیگا - اور توحید کی حقیقت کسی چیز کی یگانگی پر حکم کرنا ہے اور اُسکی یگانگی پر علم کی صحت - اور جب خداوند تعالی ایک ہے بے مانند اور اپنی ذات اور صفتون مین بے نظیر اور اپنے فعلون مین شریک نہین رکھتا - اور موحدون نے خدا کو اس صفت سے جانا ہے تو اُن کی دانش کو توحید کی یگانگی کہتے ہین - اور توحید تین طرح پر ہے - ایک تو خدا کی توحید ہے خدا کے لئے اور یہ اپنی یگانگی پر علم ہے - اور دوسرے خدا کی توحید مخلوق کے لئے ہے اور وہ بندہ کے لئے توحید پر خدا کا حکم ہے اور بندہ کے دل مین توحید کی پیدائش - اور تیسرے لوگون کی توحید خدا کے لئے ہوتی ہے اور یہ لوگون کا علم ہے خداوند تعالے کی وحدانیت پر - پس جب بندہ خدا سے عارف ہوتا ہے تو اُسکی وحدانیت پر حکم کرسکتا ہے

پہچان کہ خداوند تعالیٰ ایک ہے جو وصل اور فصل نہین قبول کرتا اور اُسپر دوی روا نہین ہے اور خدا کی یگانگی عددی نہین ہے کہ کسی دوسرے عدد کے ثبوت سے دو ہو جائے اور اسکی وحدانیت عددی ہو۔ اور محدود نہین ہے تاکہ اُسکے لئے چھ طرفین ہون اور ہر طرف کے لئے ایک اور طرف چاہئے اور عددون کا یہ ثبوت بے نہایت ہو۔ اور وہ کوئی مکان نہین ہے اور نہ مکان مین ہے تاکہ مکان کے ثبوت اور مکان کے متمکن کے لئے بھی مکان کی ضرورت پڑے۔ اور فعل اور فاعل اور قدیم اور محدث کا حکم باطل ہو۔ اور کوئی عرض نہین ہے تاکہ کسی جوہر کا محتاج ہو اور دو حال مین اپنے محل مین باقی رہے اور کوئی جوہر نہین کیونکہ اُسکا وجود اپنے جیسے کے سوا درست نہین آتا۔ اور کوئی طبع نہین ہے تاکہ حرکت اور سکون کا مبدا ہو اور کوئی روح نہین ہے کہ نیستی کا حاجتمند ہو اور کوئی جسم نہین ہے تاکہ تالیف کی گئی جزون سے ہو اور چیزون مین قوت اور حال نہین ہے تاکہ چیزون کی جنس ہو۔ اور کسی چیز سے خدا کو پیوند نہین تاکہ وہ چیز اُس کی جزو ہو سب نقصون اور آفتون اور سب عیبون سے وہ پاک ہے خدا کسی کی مانند نہین ہے تاکہ اپنے جیسے کے ساتھ مانند ہونے سے دو چیز ہو۔ اور فرزند نہین رکھتا تاکہ اُسکی نسل اُسکے فعل کا تقاضا کرے۔ اور اُسکی ذات اور اُسکی صفتون پر تغیر روا نہین ہے تاکہ خدا کا وجود اُس سے متغیر ہو اور تغیر کے حکم مین تغیر کی طرح ہو اور اِن صفتون کے کمال سے موصوف ہے جنہین موحد بینائی سے ثابت کرتے ہین کیونکہ خدا نے اِن سے اپنی صفت کی ہے۔ اور ملحدون کی اِن صفتون سے کہ جنہین اپنی ہوا سے خدا کے لئے صفت بناتے ہین پاک ہے کیونکہ خدا نے اپنے آپ کو ان سے صفت نہین کیا۔ وہ زندہ ہے۔ جاننے والا ہے۔ مہربان اور رحیم ہے۔ مرید اور قدیر ہے۔ سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ کلام کرنے والا اور باقی ہے۔ اسکا علم ہمین حال نہین ہے اُسکی قدرت اس مین سختی نہین ہے۔ اُسکی شنوائی اور بینائی لمسر نو پیدا نہین کی گئی اور نہ اُس کی کلام مین تبعیض اور تجدید ہے (یعنے بعض ہونا از سر نو پیدا ہوتا) ہمیشہ اپنی صفتون سے قدیم ہے۔ معلومات اُسکے علم سے باہر نہین۔ وجودون کو اُسکے ارادہ سے کوئی چارہ نہین وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اور وہی چاہتا ہے جو جانتا ہے۔ مخلوق کو اُسپر بزرگی نہین ہے۔ اُسکا حکم سب حق ہے۔ اُسکے دوستون کو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہین

اُسکا حکم سب ٹھہرایا گیا ہے۔ اُسکے مریدون کو امر کے ادا کرنے کے سوا چارہ نہین نیکی اور بدی کا اندازہ کرنیوالا وہ ہے۔ امید اور خوف اُسکے سوا اور سے لائق نہین۔ نفع اور ضرر کا پیدا کرنیوالا وہ ہے۔ اُسکے سوا کسی کے لئے حکم نہین۔ اُسکا سب حکم گفتار سے ہے اور اُسپر رضا کے سوا کوئی چارہ نہین۔ اُسکے وصل سے کیکو بو نہین اور اُسکے ہان پہنچنے کی طاقت نہین بہشتیون کو اُسکا دیدار روا ہے اسکے چہرے کی تشبیہ نہین۔ اُسکی ہستی پر مقابلہ اور روبرو ہونے کی صورت نہین۔ دنیا مین ولیون کے لئے خدا کا مشاہدہ جائز ہے۔ انکار کرنا شرط نہین جو خدا کو اِسطرح جانتا ہے وہ اہل قبلیت سے نہین ہوتا۔ اور جو اُسکے خلاف جانتا ہے اُسکو خدا کی دریافت اور دیانت نہین۔ اور اِن معنون مین بہت سخن ہے۔ میرا اصول میرا وصول ہے۔ لیکن ملوالت کی خوف کے لئے اِسی پر اختصار کیا ہے۔ اور مین عثمان جلالی کا بیٹا علی کہتا ہون کہ اِس فصل کی ابتدا مین مین نے کہا ہے کہ توحید کسی چیز کی وحدانیت پر حکم کرنا ہے اور علم کے سوا حکم نہین کر سکتے۔ پس اہل سنت نے تحقیق سے خداوند تعالے کی یگانگی پر حکم کیا کیونکہ ایک لطیف صفت کو دیکھا اور ایک عجائب بہت عجائبات اور لطیفہ سے نظر آیا۔ اُسکا اپنے آپ ہونا محال جانا۔ اور ہر ایک چیز مین حدث کی علامتین ظاہر پائین۔ اِسلئے سمجھے کہ ضرور کوئی فاعل چاہیے جو ان کو عدم سے وجود مین لے آئے یعنے جہان کو مع زمین اور آسمان اور چاند اور آفتاب اور میدان اور بحر اور پہاڑ اور جنگل کے۔ اور صورتون کو مع اُن کی حرکتون اور سکونون اور علم اور نطق اور موت اور زندگی کے۔ پس اِن سب کو کسی صنعت کرنے والے سے چارہ نہین ہے اور اسی طرح دو تین صنعت کرنے والون سے ایک صانع پر جو کامل۔ زندہ۔ عالم۔ قادر۔ اور مختار ہو بے پروا ہونے سے چارہ نہین۔ ایسے شریک سے جو شرکون کے ساتھ ہو بے نیاز ہو۔ اور جب فعل کو ایک فاعل سے چارہ نہین ہوتا۔ دو فاعلون کو ایک دوسرے سے دونون کی حاجت ہوتی ہے اِسلئے بغیر شک کے علم الیقین سے چاہئے کہ ایک ہی ہو۔ اِس مین بعض فرقون کا ہمارے ساتھ خلاف ہے سنویون نے نور اور تاریکی کے ثبوت مین کیا ہے۔ گبرون نے یزدان اور اہرمن کے ثبوت مین۔ اور طبیعون کے طبع اور قوت کے ثابت کرنے مین۔ اور فلکیون نے سات سیارون کے

ثبوت ہین اور معتزلہ فرقے بے انتہا صانعون اور خالقون کے ثبوت ہین - اور مین نے سب کے رد کے لئے مختصر سی دلیل بیان کی ہے اور یہ کتاب ان کے بیہودہ سخنون کے ثبوت کی جگہ نہین ہے اور اس علم کے طالب کو یہ مسئلہ اور کتاب سے طلب کرنا چاہیے جو مین نے لکھی ہے اور الرعایۃ بحقوق اللہ اُسکا نام رکھا ہے - اور اب اگلے بزرگون کی اصولی کتابون کی طرف لوٹتا ہون اور مشائخ کے اِس قول کی طرف جو اُنہون نے توحید مین کہا ہے وَالْاَمْرُ بِیَدِہٖ اور امر خدا کے ہاتھ مین ہے -

فصل ۱۰ - جینیدرحمہ سے ذکر ہے کہ فرمایا ہے اَلتَّوْحِیْدُ اِفْرَادُ الْقَدِیْمِ عَنِ الْحَدِیْثِ - توحید حدث سے قدم کا جدا ہونا ہے یعنے قدیم کو حادثون کا محل نہ جانے اور حادثون کو قدیم کا محل نہ سمجھے - اور جان لے کہ حق قدیم ہے اور تو محدث - تیری جنس سے کوئی چیز خدا سے نہین ملتی اور نہ اُسکی صفتون سے کوئی صفت کیونکہ قدیم کو محدث کے ساتھ مجانست نہین وجہ یہ ہے کہ قدیم حادثون کے وجود سے پہلے ہے - اور جب حادثون کے وجود سے پہلے قدیم محدث کا محتاج نہین ہوا تو حادثون کے وجود کے بعد بھی اسکا محتاج نہین ہوتا اور یہ اُن کے خلاف ہے جو ارواح کے قدم کے قائل ہین اور ان کا ذکر گذر گیا ہے - اور جب کوئی قدیم کو محدث مین نازل کہے یا محدث کو قدیم کے متعلق سمجھے تو خدا کے قدم اور عالم کے حدث پر دلیل نہین رہتی اور یہ دہریون کا مذہب ہے فَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اِعْتِقَادِ السُّوْءِ پس بُرے اعتقاد سے ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہین - اور محدثون کی سب حرکتین بالکل توحید کی دلیلین ہین اور خدا سے بزرگ و بلند کی قدرت اور اُسکے قدم کے ثبوت پر گواہ لیکن بندہ ان سب سے غافل ہے کیونکہ خدا کے سوا غیر سے مراد چاہتا ہے اور اُس کے ذکر کے سوا غیر پر آرام کرتا ہے - جب تیرے نیست اور ہست کرنے مین خدا کو شریک کی حاجت نہین ہے تو ناممکن ہے کہ تیری تربیت مین شریک کی حاجت ہو - حسین ابن منصور کہتا ہے اَوَّلُ قَدَمٍ فِی التَّوْحِیْدِ فَنَاءُ التَّفْرِیْدِ توحید مین پہلا قدم تفرید کا فنا ہے کیونکہ تفرید اُنیت سے کسی کے جدا ہونے پر حکم کرنا ہے اور توحید کسی چیز کی وحدانیت پر حکم کرنا ہے - پس تفرید مین غیر کا اثبات روا ہے اور اس کے سوا اور کی اس سے صفت کر سکتے ہیں اور وحدانیت مین غیر کا ثبوت روا نہین ہوتا اور خدا کے

سوا غیر کے اس سے صفت نہیں کر سکتے۔ پس تفرید ایسی عبارت ہے جو مشترک ہے اور توحید شرکت کی نفی کرنیوالی ہے۔ پس توحید کا پہلا قدم شریک کی نفی کرنی ہے اور سیدھے راستے سے چراغ کے ذریعہ آمیزش کا دور کرنا ہے اور حصری رح نے کہا ہے اَصُوْلُنَا فِی التَّوْحِیْدِ خَمْسَۃُ اَشْیَاءَ رَفْعُ الْحَدَثِ وَاِثْبَاتُ الْقِدَمِ وَھِجْرَانُ الْاَوْطَانِ وَمُفَارِقَۃُ الْاِخْوَانِ وَنِسْیَانُ عِلْمِ وَجَھْلٍ۔ توحید مین ہمارا اصل پانچ چیزین ہین ایک حدث کا اُٹھانا اور قدم کا ثابت کرنا اور وطن کا چھوڑنا۔ اور بھائیون کی جدائی اور جو کچھ جانتے ہین اور نہین جانتے اُسکا بھول جانا۔ لیکن حدث کا دور کرنا محدث چیزون کی توحید کے قریب کرنے سے نفی کرنی ہے اور خدا کی پاکذات سے حادثون کا اُٹھانا۔ اور خدا کے ہمیشہ ہونے پر اعتقاد کی ہمیشگی کا ثبوت۔ اور جنید کے قول مین اُسکی شرح اُس سے پہلے مین نے لکھی ہے۔ اور وطنون کے ہجر سے مراد نفس کی الفت کی گئی چیزون اور دل کی آرام گاہون اور طبع کی قرار گاہون کا چھوڑ دینا ہے۔ اور مراد کا دنیا کی رسمون سے دور ہونا اور بلند مقامون اور احوالون اور کرامتون سے جو مرید کے لئے ہون اور بھائیون کی مفارقت سے مراد لوگون کی صحبت سے منہ کا پھیر لینا ہے اور خدا کی صحبت کیطرف مُنہ کرنا کیونکہ جو خطرہ غیر کے غیب کے اندیشہ سے موحد پر گذرے وہ حجاب ہوتا ہے اور آفت اور جسقدر اُس خطرہ کو موحد کے بھید سے صحبت ہو اُسیقدر وہ توحید سے محجوب ہوتا ہے کیونکہ امتون کے اتفاق سے توحید ہمتون کا جمع کرنا ہے اور غیر پر آرام ان کے نزدیک ہمت کا تفرقہ ہے۔ اور اس چیز کے بھلا دینے سے جسے جانتے ہین اور نہین جانتے توحید مین یہ مراد ہے کہ لوگون کا علم خدا سے خوبی سے ہوتا ہے یا چگونگی سے یا جنس سے یا کسی طرح سے اور جو کچھ مخلوق کا علم خدا کی توحید مین ثابت کرتا ہے توحید اُسکی نفی کرتی ہے اور جو کچھ اُن کا جہل ثابت کرتا ہے وہ اُن کے علم کے برخلاف ہوتا ہے کیونکہ جہل توحید نہین ہے اور توحید سے علم تصرف کی نفی کے سوا حاصل نہین ہوتا اور علم اور جہل مین تصرف کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ ایک بینائی پر ہے اور ایک غفلت پر۔ مشائخ مین سے ایک شیخ کہتا ہے کہ مین حصریؒ کی مجلس مین سو گیا۔ مین نے دو فرشتے دیکھے جو آسمان سے زمین پر آئے۔ مین نے کچھ عرصہ اُن کی گفتگو سنی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ مرد جو کچھ کہتا ہے توحید کا علم ہے نہ عین توحید۔ جب مین بیدار ہوا تو وہ توحید سے عبارت کرتا تھا ایک دن

میرے پاس لایا اور کہا اسے فلان توحید سے اسکی علم کے سوا کچھ نہین کہہ سکتے - اور جنید رحمہ
ذکر ہے کہ کہا ہے اَلتَّوْحِیْدُ اَنْ یَکُوْنَ الْعَبْدُ شَیْئًا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَجْرِیْ
عَلَیْہِ تَصَارِیْفُ تَدْبِیْرِہٖ فِیْ مَجَارِیْ اَحْکَامِ قُدْرَتِہٖ فِی الْجَرَیَانِ بِحَارِ تَوْحِیْدِہٖ بِالْفَنَاءِ
عَنْ نَفْسِہٖ وَعَنْ دَعْوَۃِ الْخَلْقِ لَہٗ وَعَنْ اِسْتِجَابَتِہٖ لَھُمْ بِوُجُوْدِ وَحْدَانِیَّتِہٖ
فِیْ حَقِیْقَتِہٖ قُرْبِہٖ بِذَھَابِ حِسِّہٖ وَحَرَکَتِہٖ لِقِیَامِ الْحَقِّ لَہٗ فِیْمَا اَرَادَ بِہٖ وَھُوَ
اَنْ یَّرْجِعَ اٰخِرُ الْعَبْدِ اِلٰی اَوَّلِہٖ فَیَکُوْنُ کَمَا کَانَ قَبْلَ اَنْ یَّکُوْنَ توحید یہ ہے کہ
آدمی خدا کے روبرو ایک سٹل کیطرح ہو تاکہ اُسکی قدرت کے احکام کے راستون مین اُسکی تدبیر
کے تصرف اُسپر جاری ہون اور اُسی طرح سٹل کیطرح ہو توحید کے موجزن دریا مین اپنے ارادہ
اور اختیار سے خالی ہو اپنے نفس کے فنا ہونے سے - لوگون کو دعوت کرنے سے - اور وحدانیت
پر لوگون کو قبول کرنے سے - حقیقت مین اُسکا قرب خدا کے قیام کے لئے جس مین اُس نے ارادہ
کیا ہے حس اور حرکت کے چلے جانے سے ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی کا آخر اُسکے اول کیطرف
رجوع ہو یعنے ایسا ہو جائے جیسا کہ پہلے تھا - اور اِس سب سے مراد یہ ہے کہ موحد کو خدا کے اختیار
مین اختیار نہ رہے اور خدا کی وحدانیت مین اپنے پر اُسکو نظارہ نہو کیونکہ قرب کے محل مین اُسکا
نفس فانی ہوتا ہے اور اُسکی حس نمیست و نابود ہوتی ہے اور خدا کے احکام جیسا کہ حق تعالیٰ چاہتا
ہے بندہ کے تصرف کے فنا سے اُسپر وارد ہوتے ہین تاکہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ توحید کے
زمانہ کے وقت ازل مین ایک ذرہ ہوتا ہے جو حق سے گوینده ہوتا ہے اور اُسکا جواب دینے والا
بھی وہی ذرہ - اور جو ایسا ہوتا ہے لوگون کو اُسکے ساتھ آرام نہین رہتا تاکہ اُسکو کسی چیز کیطرف
دعوت کرین اور اس شخص کو کسی کے ساتھ الفت ہوتی ہے تاکہ اُسکی دعوت کو قبول کرے اور
اس قول کا اشارہ صفت کے فنا کی طرف ہے اور قہر اور جلال کے کشف مین تسلیم کی صحت کیونکہ
بندہ کو اپنی صفتون سے فانی کرتا ہے تاکہ وہ خالص ربانی - اور ایک جوہر لطیف - اور بے تصرف
اور سب سے فانی ہو - اُسکا وجود خدا کے بھیدون کے آراستہ ہونے کی جگہ ہو تاکہ اُسکی گویائی کا
حوالہ خدا سے ہو اور اُس کے فعل کی اضافت اُس سے اور اُسکی صفت کا قیام اُس سے اور حجت
کے ثبوت کے لئے شریعت کا حکم اُس سے باقی ہو اور وہ کل کی رویت سے فانی ہو اور یہ صفت

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے کیونکہ جب معراج کی رات مین اُنہین قرب کے مقام مین لے گئے تو مقام کے لئے مسافت تھی لیکن قرب بغیر مسافت یعنے فاصلہ کے تھا اور اُن کا حال لوگون کے تمیز کئے گئے نوع سے دور ہوا اور وہمون سے منقطع یہان تک کہ اُن کی ہستی کو گم کیا گیا اور پیغمبر نے اپنے آپ کو گم کیا اور بے صفت کی صفت کے فنا مین حیران ہوئے۔ طبیعتون کی ترتیب اور مزاج کا اعتدال پریشان ہوا۔ نفس دل کے محل مین پہنچا اور دل جان کے درجہ مین۔ اور جان بھید کے مرتبہ مین اور بھید قرب کی صفت مین سب مین سب سے جدا ہوئے۔ چاہا کہ بنیاد خراب ہو اور وجود کو چھوڑ دین اور اُس سے خدا کی مراد دلیل کی اقامت تھی۔ حکم آیا کہ بحال رہ۔ اس سے طاقت پائی اور وہ طاقت اُن کی قوت ہوئی۔ اور اپنی نیستی سے خدا کی طرف سے ہستی پیدا ہوئی یہان تک کہ واپس آئے اور فرمایا اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ فَیُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ مین تم مین سے کسی ایک کی طرح نہین ہون کیونکہ خدا سے میرے لئے طعام اور شراب ہے اور میری زندگانی اُس سے ہے اور میرا قیام اُس سے اور یہ بھی کہا ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ میرے لئے خدا کے ساتھ ایک وقت ہے کہ اُسمین میرے ساتھ نہ کوئی فرشتہ سماتا ہے نہ کوئی مقرب اور نہ کوئی نبی مرسل۔ اور عبداللہ کے بیٹے سہل سے ذکر ہے کہ فرمایا ہے ذَاتُ اللّٰہِ مَوْصُوْفَۃٌ بِالْعِلْمِ غَیْرُ مُدْرَکَۃٍ بِالْاِحَاطَۃِ وَلَا مَغِیْبَۃٌ بِالْاَبْصَارِ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا مَوْجُوْدَۃٌ بِحَقَائِقِ الْاِیْمَانِ مِنْ غَیْرِ حَدٍّ وَلَا اِحَاطَۃٍ وَلَا حُلُوْلٍ وَتَرَاہُ الْعُیُوْنُ فِی الْعُقْبٰی ظَاہِرًا وَّبَاطِنًا فِیْ مُلْکِہٖ وَقُدْرَتِہٖ قَدْ حَجَبَ الْخَلْقَ عَنْ مَعْرِفَۃِ کُنْہِ ذَاتِہٖ وَدَلَّہُمْ عَلَیْہِ بِاٰیَاتِہٖ وَالْقُلُوْبُ تَعْرِفُہٗ وَالْعُقُوْلُ لَا تُدْرِکُہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہِ الْمُؤْمِنُوْنَ بِالْاَبْصَارِ مِنْ غَیْرِ اِحَاطَۃٍ وَّلَا اِدْرَاکِ نِہَایَۃٍ توحید یہ ہے کہ تو جان لے کہ خدا کی ذات بغیر اُسکے کہ اسکو حس سے دریافت کرسکین یا دنیا مین آنکھ سے دیکھ سکین علم سے موصوف ہے۔ اور ایمان کی حقیقت مین بغیر حد اور نہایت کے اور سوا دریافت آنے جانے کے موجود ہے اور اپنے ملک مین اپنی صنعت اور قدرت سے ظاہر ہے لوگ اُسکی ذات کے کُنہ کی معرفت سے محجوب ہین اور خدا تعالیٰ عجائب باتون اور نشانیون کے ظاہر کرنے سے راہ دکھلانیوالا ہے اور دلائل سے دل اُسکو پہچانتے ہین اور عقل اُسکو ازروے

چگونگی کے نہین سمجھتے اور مومن خدا کو عاقبت مین بھید کی آنکھ سے دیکھین گے بغیر اسکے کہ اُسکی ذات کو دیکھین اور یا کسی نہایت کو سمجھی اور یہ لفظ توحید کے سب حکمون کو جامع ہے اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اَشْرَفُ کَلِمَتِہٖ فِی التَّوحِیدِ قَوْلُ اَبِی بَکْرٍؓ سُبْحَانَ مَنْ لَمْ یَجْعَلْ لِخَلْقِہٖ سَبِیلاً اِلٰی مَعْرِفَتِہٖ اِلَّا بِالْعَجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِہٖ توحید مین کلمون سے بہت عمدہ کلمہ ابی بکرؓ کا قول ہے پاک ہے وہ جسنے لوگون کو اپنی معرفت کی طرف راستہ نہ دیا مگر اُسکی معرفت مین لوگون کی عاجزی بیان کرنے سے - اور ایک جہان اس کلمہ مین غلطی پر ہے گمان کرتے ہین کہ معرفت سے عجز بے معرفتی ہے اور یہ محال ہے کیونکہ موجودہ حالت مین عجز ہوتا ہے معدوم حالت پر عجز صورت نہین پکڑتا جیسا کہ مردہ حیاتی سے عاجز نہین ہوتا بلکہ موت مین موت سے عاجز ہوتا ہے اُسکی قوت کے عجز کے علم کے استحالہ پا جانے سے - اور اندھا آنکھ سے عاجز نہین ہوتا بلکہ نابینائی مین بینائی سے عاجز ہوتا ہے اور زمانہ قیامت سے عاجز نہین ہوتا بلکہ قعود مین قعود سے عاجز ہوگا جیسا کہ عارف معرفت سے عاجز ہوتا ہے اور معرفت موجود ہوتی ہے اور یہ اُسکے لئے ایک ضرورت کی مانند ہوتا ہے - اور صدیقؓ کے اس قول کو اس قول پر قیاس کرتے ہین اور جو بوسہل صعلوکی رح اور اوستا د بوعلی دقاق رح کہتے ہین کہ معرفت ابتدا مین نظری کسبی ہوتی ہے اور انتہا مین ضروری - اور علم ضروری وہ ہوتا ہے کہ اُسکا صاحب اس علم کے وجود کے حال مین اُسکے دفع کرنے اور حاصل کرنے سے عاجز اور بیقرار ہو - پس اس قول سے توحید بندہ کے دل مین خدا کا فعل ہوتا ہے - اور پھر شبلی رح نے کہا ہے اَلتَّوحِیدُ حِجَابُ الْمُوَحِّدِ عَنْ جَمَالِ الْاَحَدِیَّتِ توحید خدا کے جمال سے موحد کا حجاب ہے کیونکہ وہ توحید کو بندہ کا فعل کہتا ہے اور ضرور بندہ کا فعل خدا کی کشف کے واسطے علت نہین ہوتا اور عین کشف مین جو کشف کی علت نہ ہو وہ حجاب ہوتا ہے اور بندہ اپنی سب صفتون کے ساتھ غیر ہوتا ہے اور جب اپنی صفت کو حق جانا تو صفت کے لئے موصوف کا ہونا ضروری ہے اُسکو بھی حق جاننا چاہیے اسوقت موحد اور توحید اور احد تینون ایک دوسرے کے وجود کی علت ہوئے اور یہ ہو بہو نصارے کی تثلیث کا ثالث ہے - اور جب تک کوئی صفت طالب کو اپنے فنا سے توحید مین مانع ہے اسی تک وہ اس صفت سے محجوب ہے اور جب تک محجوب ہے موحد

موحد نہیں ہے کَانَّ سِوَاہُ مِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ بَاطِلٌ کیونکہ خدا کے سوا موجودات سے جو کچھ ہے وہ باطل ہے۔ جب درست ہوا کہ جو اسکے سوا ہے وہ باطل ہے۔ اور غیر کے طلب کرنے والا خدا کے غیر کا طالب ہے پس طالب کی صفت باطل آئی اور یہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تفسیر ہے۔ اور حکایتوں میں مشہور ہے کہ جب ابراہیم خواص کوفہ میں حسین منصور کی زیارت کے واسطے گئے انہوں نے اُس سے پوچھا کہ اے ابراہیم اپنا زمانہ کس میں گذرا۔ جواب دیا اپنے آپ کو میں نے توکل پر درست کیا کہا ضَیَّعْتَ عُمْرَکَ فِیْ عُمْرَانِ بَاطِنِکَ فَاَیْنَ اَلْفَنَاءُ فِی التَّوْحِیْدِ باطن کے آباد کرنے میں تو نے اپنی عمر ضائع کی توحید میں تیرا فنا کہاں ہے۔ اور توحید کی عبارتوں میں مشائخ کے بہت سخن ہیں۔ ایک گروہ نے اسکو فنا کہا ہے کیونکہ فنا کے سوا یہ صفت درست نہیں آتی اور ایک گروہ نے کہا ہے اپنے فنا کے سوا توحید کی صفت نہیں ہوتی اور اسکا قیاس جمع اور تفرقہ پر کرنا چاہئے تاکہ معلوم ہو۔ اور میں عثمان جلابی کا بیٹا کہتا ہوں کہ خدا کی توحید بندہ میں بھید دن سے ہے اور عبارت میں ظاہر نہیں ہوتی تاکہ کوئی اُسکو بیہودہ عبارت میں آراستہ کرے۔ کیونکہ عبارت اور عبارت بنانے والا غیر ہوتا ہے اور توحید میں غیر کا ثبوت شریک کا ثبوت کرنا ہے اور اسوقت لہو یعنے کھیل اور بیہودگی ہوتی ہے اور موحد ربانی ہوتا ہے کھلاڑی نہیں ہوتا توحید کے حکم اور ارباب معرفت کے قول اس میں اختصار کے طور پر یہ ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

تیسرے پردہ کا انکشاف ایمان کی بابت

خدا سے بزرگ اور بلند نے فرمایا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ اور اللہ کے رسول پر۔ اور کئی جگہ کہا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَکُتُبِہٖ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ ایمان یہ ہے کہ ایمان لائے تو اللہ اور اللہ کی کتابوں اور اُسکے فرشتوں پر۔ اور ایمان از روئے لغت کے تصدیق ہے لوگوں کو اسکی شریعت کے ثبوت میں بہت سخن ہے اور بہت اختلاف معتزلہ گروہ سب طاعت کو ایمان کا علم اور معاملہ کہتے ہیں اور اسی سبب سے بندہ کو گناہ کو باعث ایمان سے باہر کر دیتے ہیں اور خوارج بھی یہی کہتے ہیں اور بندہ کو اس گناہ کے سبب جو وہ کرتا

ہے کافر کہتے ہین - اور ایک اور گروہ کے آدمی ایمان اکیلا قول کہتے ہین - اور ایک ایمان کو تنہا معرفت کہتا ہے - اور ایک گروہ جو اہل سنت کے متکلمون مین سے ہے تصدیق مطلق - اور مین نے اس بیان مین علیحدہ ایک باب لکھا ہے اور اسمین صوفی شیخون کے اعتقاد کے ثبوت کرنے سے مراد ہے - صوفیون کا گروہ ایمان مین دو قسم پر ہے جیسا کہ فقیہون کے دو فریق ہین اور اہل یقین مین سے ایک گروہ کے آدمی کہتے ہین قول اور تصدیق اور عمل ایمان ہے اور وہ یہ ہین - عیاض کا بیٹا فضیل اور بشر حافی اور خیر نساج اور سمنون محب اور ابو حمزہ بغدادی اور محمد حریری رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے سوا ایک اور بڑی جماعت اور ایک گروہ کے لوگ کہتے ہین ایمان قول اور تصدیق ہے جیسے ابراہیم ادھم اور ذوالنون مصریؒ اور ابو یزید اور سلیمان دارانیؒ اور حارث محاسبیؒ اور جنیدؒ اور سہل بن عبداللہ اور شقیقؒ اور حاتمؒ اور فضیل بلخی کے بیٹے محمدؒ اور ان کے سوا ایک اور جماعت بھی - اور امت کے فقیہون مین سے مالکؒ اور شافعیؒ اور احمد اور ان کے سوا ایک اور جماعت اس پہلے قول پر ہین - اور پھر ابو حنیفہ اور فضیل بلخی کے بیٹے حسین اور ان دونون کے اصحاب جیسے حسین کے بیٹے محمد رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد طائی ابو یوسف رحمہم اس پچھلے قول پر ہین اور حقیقت مین یہ خلاف عبارت مین ہے معنون مین نہین - اب مین ان معنون کا ایک مختصر بیان کرتا ہون تاکہ تجھے معلوم ہو اور اس خلاف کے سبب کسیکو ایمان مین اصل کے مخالف نہ کہے وباللہ التوفیق -

فصل ۱۱ - پہچان اہلسنت اور جماعت اور اہل تحقیق اور معرفت کے درمیان اسپر اتفاق ہے کہ ایمان کا اصل اور فرع ہے - ایمان کا اصل دل سے تصدیق ہے اور ایمان کی فرع یعنی شاخ امر کی رعایت کرنی ہے اور عرب کی عادت مین ہے کہ کسی چیز کی شاخ کو استعارہ کے طور پر اسکے اصل کے نام سے یاد کرتے ہین جیسا کہ آفتاب کے نور کو سب لغتون مین آفتاب کہتے ہین اور ان معنون مین یعنے استعارہ کے طور پر اس گروہ کے لوگ طاعت کو بھی ایمان کہتے ہین کیونکہ بندہ اسکے سوا عذاب سے بے غم نہین ہوتا اور جب تک فرمان کے حکم بجا نہ لائے صرف تصدیق امن کا تقاضا نہین کرتی پس جسکی طاعت جسقدر زیادہ ہو اسیقدر اسکو عذاب سے زیادہ امن ہوتا ہے اور جب تصدیق اور قول سے طاعت امن کی علت ہوئی تو اسکو ایمان کہا

پھر ایک گروہ نے کہا ہے کہ اُسکی علت معرفت ہے طاعت نہین۔ اگرچہ طاعت حاصل ہو جب معرفت موجود نہ ہو تو فائدہ نہین دیتی اور جب معرفت موجود ہو اگر طاعت نہ ہو تو آخر بندہ نجات پاتا ہے۔ گو اُسکا حکم خدا کے ارادہ مین ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ یا اپنی ذات کے فضل سے اُسکو چھوڑ دے یا پیغمبرون کی شفاعت سے بخشدے۔ یا جرم کے مقدار کے موافق عذاب دے اور پھر دوزخ سے بہشت مین بھیجے۔ پس اصحاب معرفت اگرچہ مجرم ہون معرفت کے حکم کے موافق ہمیشہ دوزخ مین نہین رہین گے اور اصحاب عمل بغیر معرفت کے صرف عمل پہ بہشت مین نہین جائین گے پس یہ طاعت امن کی علت نہین ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَنْ یَنْجُوَ اَحَدُکُمْ بِعَمَلِہٖ قِیْلَ وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ تم مین سے کوئی اپنے عمل کے سبب نہین چھوٹے گا۔ لوگون نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی نہ چھوٹین گے۔ کہا مین بھی نہین چھوٹون گا مگر یہ کہ خدائے بزرگ و بلند اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے تو مین بھی نہ چھوٹونگا) پس حقیقت کے رو سے امت مین بغیر خلاف کے ایمان معرفت ہے اور اقرار اور قبول کرنا عمل جو خدا کو پہچانتا ہے صفتون مین سے کسی صفت کے سبب پہچانتا ہے اور اُسکی زیادہ خاص صفتین تین قسم پر ہین بعض تو وہ ہین جو جمال سے تعلق رکھتی ہین اور بعض وہ ہین جو جلال سے علاقہ رکھتی ہین اور بعض وہ ہین جو کمال سے رکھتی ہین پس لوگون کو اُسکے کمال کیطرف اُسکے سوا راستہ نہین ہے کہ کمال سے اُسکا ثبوت کرین اور اُس سے نقص کی نفی کرین۔ یہان جلال اور جمال رہتا ہے جسکا شاہد خدا کا جمال ہو وہ معرفت مین ہمیشہ دیدار کا مشتاق ہوتا ہے اور جس کا شاہد خدا کا جلال ہو وہ ہمیشہ اپنی صفتون سے نفرت مین ہوتا ہے اور اُسکا دل ہیبت کے محل مین ہوتا ہے پس شوق محبت کی تاثیر ہوتی ہے اور نفرت بشریت کی صفتون سے ویسی ہی تاثیر کیونکہ حجاب کا کشف اور بشریت کی صفت عین محبت کے سوا نہین ہوتی۔ اب ایمان اور معرفت محبت ہوئی اور محبت کی علامت طاعت ہوتی ہے اِس لئے جب دل دوستی کا محل ہوتا ہے اور آنکھ دیدار کا محل اور جان عبرت کا محل اور دل مشاہدہ کا مقام تو چاہئے کہ امر کے ترک کرنیوالا نہ ہو اور جوامر کے ترک کرنیوالا ہوتا ہے اُسکو معرفت سے خبر نہین ہوتی اور

یہ آفت زمانہ مین صوفیون کے درمیان ظاہر ہوئی کہ ملحدون کے ایک گروہ نے انکا جمال دیکھا
اور اُن کا قدر اور مرتبہ معلوم کیا اور اپنے آپ کو اُن کی مانند بنایا اور کہا یہ رنج اسیوقت تک ہے
کہ تو نے نہین پہچانا۔ جب تو نے پہچان لیا دل شوق کا محل ہوا اور فرمان کی تعظیم زیادہ ہوئی
اور ہم کہتے ہین کہ طاعت کرنیوالا اس درجہ مین پہنچتا کہ طاعت کا رنج اُس سے اُٹھا لیتے ہین۔
اور ادا کرنے پر اسکو توفیق دیتے ہین تاکہ لوگ جسکو رنج سے ادا کرتے ہین وہ بغیر رنج کے ادا
کرتا ہے اور یہ درجہ بیقرار کنندہ اور غلغلہ مین ڈالنے والے اور بیتاب کرنیوالے شوق کے سوا
حاصل نہین ہوتا۔ پھر ایک گروہ ایمان سب خدا سے کہتا ہے اور ایک گروہ سب بندہ سے
اور یہ خلاف ماورالنہر مین لوگون کے درمیان بہت دراز ہوگیا ہے پس جو سب اس سے کہتا ہے
یہ محض جبر ہوتا ہے کیونکہ بندہ اسمین چاہئے کہ مضطر بینے بیقرار اور بیچارہ ہو اور جو سب اپنے سے
کہتا ہے یہ محض قدر ہے کیونکہ بندہ اُسکے آگاہ کرنے کے سوا اسکو نہین جانتا اور توحید کا طریق
جبر کے سوا اور قدر کے اپنے کیونکہ خدا کا گم کیا ہوا راستہ پر نہین آسکتا اور اُسکا راستہ پر لایا ہوا گم
نہین ہوتا جیسا کہ فرمایا ہے فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ
يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا پس جسے خدا چاہتا ہے اُسکو راستہ دکھلاتا ہے اُسکے
دل کو کھولدیتا ہے اسلام قبول کرنے کے لئے۔ اور جسکو چاہتا ہے کہ اُسکو چھوڑدے تو اُسکے
دلکو تنگ اور سخت کردیتا ہے۔ اس اصل پر چاہئے کہ خدا کی ہدایت بندہ کو اپنی طرف مشغول کرے
بندہ کا فعل خدا کی طرف مشغول ہونا پس مشغول ہونے کی امید دلپر توحید کا اعتقاد کرنا ہے اور
آنکھون پر منع کی گئی چیزون سے بچے رہنا اور علامتون اور نشانیون مین عبرت کرنی۔ اور کانون پر
اُسکی کلام کا سُننا۔ اور معدہ پر حرام سے اُسکا خالی ہونا۔ اور زبان پر قول کا صدق۔ اور تن پر
منع کی گئی چیزون سے پرہیز کرنا تاکہ معنی دعوے کے موافق ہون اور اسی واسطے اس گروہ کے
آدمی ایمان مین زیادتی اور نقصان روا رکھتے ہین اور سب کے درمیان اتفاق ہے کہ معرفت مین
زیادتی اور نقصان روا نہین کیونکہ اگر معرفت مین زیادتی اور نقصان ہوتا تو چاہئے تھا کہ
معروف مین بھی زیادتی اور نقصان ہوتا۔ جب معروف پر زیادتی اور نقصان روا نہین معرفت پر
بھی روا نہین ہے کیونکہ معرفت معرفت کی ناقص نہین ہوتی پس چاہئے کہ زیادتی اور نقصان عمل

اور شاخ مین ہو۔ اور اتفاق سے طاعت پر زیادتی اور نقصان روا ہوتا ہے۔ اور حشوی جنہین دونون فریقون سے نسبت کرتے ہین اُن کے دلپر یہ دشوار معلوم ہوتا ہے کیونکہ حشویون مین سے ایک گروہ کے آدمی طاعت کو ایمان سے کہتے ہین اور ایک گروہ کے آدمی ایمان مجرد قول کے سوا کچھ نہین کہتے اور یہ دونون امر انصاف کا نہ ہونا ہے۔ اور حقیقت پر ایمان لانا خدا کی طلب مین بندہ کی کل صفتون کا استغراق ہے اور سب گرویدون کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے کہ سلطان معرفت کا غلبہ ناستودہ صفتون کا قاہر ہوتا ہے اور جہان ایمان ہو مکروہ اسباب وہان سے منفی ہوتا ہے کیونکہ کہا ہے اِذَا طَلَعَ الصَّبَاحُ عَطَلَ الْمِصْبَاحُ جب صبح نکلتی ہے چراغ کی خوبی ناچیز ہوجاتی ہے اور دون کو دلیل اور بیان سے تعبیر کیا جیسا کہ ایک توفیق یافتہ نے کہا ہے روز روشن کے نمودار پر دلیل نہ چاہیئے اور خداوند بزرگ و بلند نے کہا ہے قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ بلقیس نے کہا کہا کہ تحقیق بادشاہ جب کسی گاؤن یا شہر مین آتے ہین کہ قہر سے اُسکو لین تو اُسکو تباہ کرتے ہین اور اُسکے لوگون کے عزیزون کو خوار اور بے مقدار کردیتے ہین اور اِسی طرح کرتے ہین۔ جب معرفت کی حقیقت عارف کے دل مین حاصل ہوتی ہے ظن اور شک اور ناشناسی کا مرتبہ فانی ہوجاتا ہے اور معرفت کا غلبہ اُس کے حواص اور ہوا کو اپنا فرمان بردار کرلیتا ہے تاکہ جس مین دیکھتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے اور کہتا ہے سب امر کے دائرہ مین ہوتا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابراہیم خواص رح سے ایک نے ایمان کی حقیقت پوچھی کہا اب اِسکا جواب میرے پاس نہین کیونکہ جو کچھ مین کہونگا وہ عبارت ہوگی اور مجھے چاہیئے کہ معاملہ سے جواب دون مگر مین مکہ کا ارادہ رکھتا ہون اور تیرا بھی اسپر ارادہ ہے۔ اُس راستہ مین میرے ساتھ رہ تاکہ تو اپنے مسئلہ کا جواب پائے سائل کہتا ہے کہ مین نے ایسا ہی کیا۔ جب جنگل مین پہنچا تو اُسکے ساتھ جاتا تھا ہر رات دو روٹیان اور پانی کے شربت کے دو پیالے پیدا ہوتے تھے ایک مجھے دیدیتا تھا اور ایک آپ لیتا تھا یہان تک کہ ایک روز جنگل مین ایک سوار آیا جب انہین دیکھا تو گھوڑے سے اُتر پڑا اور ایک دوسرے کو پوچھا اور کچھ دیر آپس مین باتین کین پھر سوار ہوا اور لوٹ گیا۔ مین نے کہا اے شیخ مجھے بتلا کہ وہ بوڑھا کون تھا فرمایا وہ تیرے سوال کا جواب تھا۔ مین نے پوچھا کیونکر کہا وہ

حضرت خضر علیہ السلام پیغمبر تھے کہ مجھ سے ہمنشینی چاہتا تھا اور مین نے قبول نکیا۔ سائل کہتا ہے مین نے پوچھا کس لئے فرمایا مین نے خوف کیا کہ اس صحبت مین خدا کے سوا خضر پر بھروسا کرونگا اور میرا توکل پریشان ہوگا۔ اور ایمان کی حقیقت توکل کا رگاہ رکھنا ہے جیسا کہ خدائے بزرگ اور بلند نے فرمایا ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور خدا پر توکل کرو اگر تم ایمان لانے والے ہو۔ اور محمد خفیف کہتا ہے اَلْاِيْمَانُ تَصْدِيْقُ الْقَلْبِ بِمَا عُلِمَ بِهِ الْغُيُوْبُ ایمان دل کا اعتبار کرنا ہے اُسپر جو غیب سے اُسپر ظاہر کرین اور اُسکو سکھلائین کیونکہ ایمان غیب پر ہے اور خداوند تعالیٰ ان سر کی آنکھون سے غایب ہے۔ قوت الٰہی کے سوا معنی مین بندہ کا یقین کچھ ظاہر نہین لاسکتا اور وہ خداوند بزرگ و بلند کے آگاہ کرنے سے ہوتا ہے۔ جب عارفون کا معروف اور علما کا معلم خداوند تعالیٰ کی معرفت ہوتی ہے جس نے اُن کے دل مین معرفت اور علم پیدا کیا۔ علم اور معرفت کا حوالہ اُن کے کسب سے الگ ہوا پس جو دل کو خدا کی معرفت سے معتبر رکھتا ہے وہ مومن ہوتا ہے۔ اور اسواسطے کہ اس کتاب کے سوا ان معنون مین میرا کلام بہت ہے اسجگہ مین نے اسی مقدار پر کفایت کی ہے تاکہ کتاب دراز نہو اور اہل بصیرت کے لئے اسی قدر کافی ہے۔ اب مین معاملہ کے اوپر آتا ہون اور اُسکے حجاب کو اُٹھاتا ہون انشاء اللہ عزوجل۔

چوتھے حجاب کا کشف طہارت کے بیان مین

ایمان کے بعد پہلی چیز بندہ کے واسطے طہارت کرنی فرض ہے اور خاصکر نماز کے ادا کرنیکے لئے اور طہارت پلیدی اور جنابت سے بدن کا پاک کرنا ہے اور تین اندامون کا دھونا اور شریعت کی پیروی کے واسطے سر پر مسح کرنا اور پانی کے نہونے یا مرض کی شدت کیوقت مین تیمم کرنا۔ اسکے سوا حکم تو سبکو معلوم ہین۔ پہچان کہ طہارت دو طرح پر ہوتی ہے۔ ایک باطن کی پاکی۔ اور دوسرے ظاہر کی پاکی۔ اور جیسا کہ بدن کی پاکیزگی کے سوا نماز درست نہین ہوتی دل کی پاکی کے سوا معرفت درست نہین ہوتی۔ پس بدن کی طہارت کے لئے مطلق پانی چاہیے جو آلودہ اور مشتبہ اور مستعمل پانی سے نہین ہوتی۔ اور دل کی پاکی کے لئے صرف توحید کا پانی چاہیے جو پریشان اور خلط ملط اعتقاد سے نہین ہوتی پس اس گروہ کے آدمی

ظاہر مین تو عبارت سے رہتے ہین اور باطن مین توحید کے ساتھ - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابون مین سے ایک اصحاب کو کہا ہے وادم علی الوضوء یحبک حافظا - تو ہمیشہ باوضو رہے تجھے حافظ حقیقی دوست رکھیگا - اور خداوند بزرگ و بلند نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ تحقیق اللہ توبہ کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے - اور دوست رکھتا ہے پاکون کو - پس جو ظاہر مین طہارت پر ہمیشگی کرتا ہے فرشتے اُس کو دوست رکھتے ہین اور جو باطن مین توحید پر قیام کرتا ہے خداوند تعالیٰ اُسکو دوست رکھتا ہے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اپنی دعاون مین کہا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ اے اللہ نفاق سے میرے دلکو ہمیشہ پاک رکھ - مشائخ کی کرامتون مین سے ایک ذرہ کو کتنا ہی مریدون کی آنکھ کا سرمہ بنایا ہے مگر آخر کے اُسکے کمال کے محل مین اللہ کا حجاب ہے کیونکہ جو چیز غیر ہو اُسکا دیدار آفت ہے - اسیواسطے بایزید کہتا ہے نِفَاقُ الْعَارِفِیْنَ اَفْضَلُ مِنْ اِخْلَاصِ الْمُرِیْدِیْنَ رسیدون کا نفاق طالبون کے اخلاص سے بہتر ہے یعنے جو مرید کا مقام ہوتا ہے کامل کے لئے وہ حجاب ہوتا ہے - مرید کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ کرامات حاصل کرے اور کامل کی ہمت یہ ہے کہ بخشش کرنیوالے کو پائے - حقیقت مین کرامتون کا ثبوت اہل حق کو نفاق دکھائی دیتا ہے کیونکہ وہ غیر کا دیکھنا ہوتا ہے - پس خدا کے دوستون کی آفت سب اہل معصیت کی گناہ سے خلاصی ہوتی ہے - اور اہل معصیت کی آفت سب گمراہون کی گمراہی سے نجات ہے کیونکہ اگر کافر جانتے کہ اُن کی معصیت خدا کے ناپسند ہے جیسا کہ عاصی جانتے ہین تو سب کفر سے نجات پاتے اور اگر عاصی جانتے کہ اُن کے سب معاملے علت کا محل ہین جیسا کہ دوست جانتے ہین تو سب معصیت سے نجات پاتے اور سب آفتون سے پاک ہوتے - پس چاہئے کہ ظاہر کی پاکی باطن کی پاکی کے موافق ہو یعنے جب ہاتھ دھوئے تو چاہئے کہ دل کو دنیا کی دوستی سے دھوڈالے - اور جب استنجا کرے تو چاہئے کہ سطح ظاہر کی پلیدی سے نجات طلب کی ہے باطن مین غیر کی دوستی سے بھی نجات چاہے اور جب پانی مُنہ مین ڈالے تو چاہئے کہ مُنہ کو غیر کے ذکر سے خالی کرے اور جب نتھنون مین پانی ڈالے تو چاہئے کہ شہوتون کو اپنے پر حرام کرے اور جب مُنہ دھوئے تو چاہئے کہ سب الفت کی گئی چیزون سے ایک ہی دفعہ منہ پھیر لے

اور خدا کی طرف منہ کرے اور جب ہاتھ دھوئے تو چاہیئے کہ اپنے سب نصیبوں سے جدا ہو جائے اور جب سر کا مسح کرے تو چاہیئے کہ اپنے امر خدا کے سپرد کرے اور جب پاوں دھوے تو چاہیئے کہ خداوند تعالی کے حکم کی موافقت کے سوا اقامت کی نیت نہ کرے تاکہ دونوں پاکیاں اُسکو حاصل ہوں کیونکہ سب ظاہر کے شرعی کام باطن سے ملے ہوئے ہیں۔ جیسے کہ ایمان میں زبان کا قول ظاہر ہیں اور تصدیق اور نیت کی حقیقت دل سے۔ اور طاعت کے حکم شریعت میں تن پر پس دل کی پاکی کا طریق دنیا کی آفت اور اُس امر کے دیکھنے میں کہ دنیا بیوفا مقام ہے اور فنا کا محل تدبیر اور فکر کرنا ہے تاکہ دلکو اُس سے خالی کرے اور یہ بہت مجاہدہ کے سوا حاصل نہیں ہوتا اور سب مجاہدوں میں سے زیادہ تر مقصود ظاہر آداب کا نگاہ رکھنا اور سب احوال میں اُسپر ہمیشگی کرنی ہے اور ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر ہے کہ کہا ہے مجھ کو خدا نے دنیا میں ہمیشہ کی عمر چاہیئے تاکہ سب لوگ دنیا کی نعمت کے مشغول ہوں اور خدا کو فراموش کریں اور میں دنیا کی بلا میں شریعت کے آداب کی حفاظت میں قیام کروں اور خدا کو یاد رکھوں۔ اور ذکر ہے کہ ابو طاہر حرمیؒ چالیس سال مکہ میں مجاور رہے مگر مکہ میں طہارت نہ کی اور ہر دفعہ طہارت کے لئے مکہ کی حد سے باہر جاتے رہے اور کہا کرتے تھے کہ اس زمین کو حق تعالی نے اپنے سے منسوب کیا ہے مجھے بُرا معلوم ہوتا ہے کہ مستعمل پانی اُسپر گراؤں۔ اور ابراہیم خواص رح سے ذکر کرتے ہیں کہ آپ رے کی جامع مسجد میں مبتلائے رسیان تھے آپ نے ایک رات دن میں سات غسل کئے اور آخر کو اُن کی وفات پانی کے درمیان ہوئی۔ اور بوعلی رودباری رح کچھ عرصہ وسواس کے مارے طہارت میں مبتلا تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت میں دریا میں گیا اور سورج کے نکلنے تک رہا اس عرصہ میں میرا دل رنج میں تھا۔ میں نے کہا اے اللہ اُلعافیتہ اُلعافیتہ آرام دے آرام دے۔ دیا سے ایک ہاتف نے آواز دی کہ العافیتہ فی العلم آرام علم میں ہے۔ سفیان ثوری رح سے ذکر ہے کہ ایک نماز کے لئے بیاری میں ساٹھ دفعہ طہارت کی اور فرمایا کہ جبتک دنیا کو خالی کرنیکا فرمان آئیگا میں باطہارت رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ شبلی رح نے ایکدن طہارت کی اس ارادہ پر کہ مسجد میں آؤں ہاتف سے آواز سُنی کہ منہ کا ظاہر تو تو نے دھو لیا باطن کی صفائی کہاں ہے آپ لوٹ گئے سب ملک اور میراث کو فی سبیل اللہ دیدیا اور ایک

سال تک اُس کپڑے کے سوا کہ نماز اُس سے روا تھی کچھ نہ پہنا اس کے بعد جنید رح کے پاس آئے جنید رح نے کہا اے ابابکر یہ پہلی فائدہ مند طہارت ہے جو تو نے کی ہے خدا تجھ کو ہمیشہ طہارت سے رکھے۔ شبلی رح نے کہا ہے کہ اس کے بعد میں کبھی بغیر طہارت کے نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ جب دنیا سے جانا چاہا تو اُسکی طہارت میں نقص واقع ہوا۔ ایک مرید کو اشارہ کیا کہ مجھے نہلائے مرید نے اُن کو نہلا دیا۔ اور ڈاڑھی کا خلال کرنا بھول گیا اس حالت میں شیخ کی زبان نہ تھی کہ بات کرتا اُس مرید کا ہاتھ پکڑا اور ڈاڑھی کی طرف اشارہ کیا اسلئے اُس نے خلال کیا اور ان سے ذکر ہے کہ فرمایا ہے کہ طہارت کے ادبوں میں سے کسی ادب کے ترک ہونے کے وقت میں نے مسح نہیں کیا مگر اُسوقت کہ میرے باطن میں کچھ پندار پیدا ہوا۔ اور ابویزید رح سے ذکر ہے کہ کہا ہے جو وقت دنیا کا اندیشہ میرے اوپر گزرتا ہے میں طہارت کرتا ہوں اور جب عاقبت کا اندیشہ ہوتا ہے تو غسل کرتا ہوں کیونکہ دنیا محدث ہے دنیا کا اندیشہ حدث ہوتا ہے اور عاقبت غیبت کا مقام ہے اور آرام اسپر جنابت ہے۔ پس حدث سے طہارت واجب ہوتی ہے اور جنابت سے غسل۔ اور شبلی رح سے ذکر ہے کہ ایکدن طہارت کی جب مسجد کے دروازہ پر آئے تو سر پر سے آواز آئی کہ اے ابابکر اسلئے طہارت رکھتا ہے کہ اس گستاخی سے ہمارے گھر میں آئے۔ جب یہ سنا تو آپ لوٹے۔ پھر آواز آئی کہ ہماری درگاہ سے اب لوٹتا ہے تو کہاں جائیگا۔ آپ نے اُسپر فریاد کی آواز آئی کہ ہم پر بدی اور طعنہ کرتا ہے۔ آپ وہیں خاموش کھڑے ہوگئے۔ آواز آئی کہ کیا ہماری بلا کے برداشت کرنے کا دعویٰ کرتا ہے شبلی رح نے کہا اَلْمُسْتَغَاثُ مِنْكَ اِلَيْكَ تجھ سے تیری طرف ہی فریاد ہے۔ اور صوفیوں کو طہارت کی تحقیق میں بہت سخن ہیں۔ اور مریدوں کو خدا کی درگاہ میں اُن کے قصد کرنے میں ظاہر اور باطن کی پاکی کی ہمیشگی کے لئے فرمایا ہے جب کوئی ظاہر میں خدمت کا ارادہ کرتا ہے اُسے چاہئے کہ ظاہر میں طہارت کرے اور جب باطن سے قربت کا ارادہ کرے تو اُسے چاہئے کہ باطن کی طہارت کرے۔ ظاہر کی پاکی پانی سے ہوتی ہے اور باطن کی پاکی حق تعالیٰ کی درگاہ میں رجوع اور توبہ کرنے سے۔ اب میں توبہ کی مع اُس کے متعلقات کے تشریح کرتا ہوں تاکہ خدا چاہے تو تجھ کو اُس کی حقیقت معلوم ہو ٭

باب نہم توبہ کے بیان مین

اور جو کچھ اسکے متعلق ہین - پہچان کہ خدا کے راستہ کے سالکون کا پہلا مقام توبہ ہے جیسا کہ خدمت کے طالبون کا پہلا درجہ طہارت ہے - اسی لیے خداوند نے فرمایا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لوٹو خدا کی طرف خالص لوٹنا اور یہ بھی فرمایا ہے تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اور توبہ کرو طرف اللہ کی اے مسلمانو سب تاکہ تم فلاح پاؤ - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے کہ مَا مِنْ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ شَابٍّ تَائِبٍ خداوند تعالیٰ کے سامنے جوانی کی توبہ سے زیادہ دوست کوئی چیز نہین ہے - اور یہ بھی کہا ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا لَمْ یَضُرَّہٗ ذَنْبٌ ثُمَّ تَلَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ گناہ سے توبہ کرنیوالا اُس شخص کیطرح ہے جو بیگناہ ہے - پھر فرمایا جب اللہ بندہ کو زیادہ دوست رکھتا ہے تو گناہ اُسکو ضرر نہین دیتا پھر یہ کہا تحقیق اللہ توبہ کرنے والون اور پاکون کو دوست رکھتا ہے - لوگون نے پوچھا توبہ کی علامت کیا ہے فرمایا شرمندگی - لیکن جو یہ کہا ہے کہ گناہ دوستون کو زیان نہین دیتا اس سے یہ مطلب ہے کہ گناہ سے آدمی کافر نہین ہوتا اور اُس کے ایمان مین خلل نہین آتا اور جب سرمایہ کو گناہ زیان نہین دیتا تو اس معصیت کا زیان کہ اسکا انجام نجات ہو حقیقت زیان نہین ہوتا اور پہچان کہ توبہ کے لغوی معنی رجوع کرنا ہے - جیسا کہتے ہین تاب اے ارجع - پس توبہ کی حقیقت خداوند تعالیٰ کی نہی سے اُسکی طرف لوٹنا ہے جو خدا کے امر سے خوب ہے - اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ پشیمانی توبہ ہوتی ہے اور یہ وہ قول ہے جس مین توبہ کی سب شرطین موجود ہین کیونکہ توبہ کی ایک شرط مخالفت مین اندوہ اور غم کھانا ہے اور دوسری توبہ کے ترک کرنے کے حال مین ذلت کا ہونا - اور تیسرے گناہ پر لوٹنے کے ارادہ مین اور تینون شرطین ندامت مین پائی جاتی ہین کیونکہ جب دل مین ندامت حاصل ہو تو یہ دوسری شرطین اُس کی تابع ہوتی ہین اور جیسا کہ توبہ کی تین شرطین ہین ویسے ہی ندامت کے تین سبب ہوتے ہین - ایک یہ ہے کہ جب عذاب کا خوف دل پر غالب ہوتا ہے تو کئے ہوئے کا اندوہ دل پر پیدا ہوتا

ہے اور اس سے ندامت حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے یہ ہے کہ جب نعمت کا ارادہ اُس کے
دل پر غالب ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بُرے فعل اور بے فرمانی سے یہ نہیں ہوتا تو اسمین پشیمانی
ہوتا ہے اور تیسرا سبب یہ ہے کہ خداوند کا شرم گواہ ہوتا ہے پس اِن تینوں مین سے ایک تائب
ہوتا ہے اور ایک منیب اور ایک اوّاب۔ اور توبہ کے تین مقام ہین۔ ایک توبہ ہے دوسرا انابت
اور تیسرا اوبت۔ پس توبہ عذاب کے خوف کے لئے ہے اور انابت ثواب کے طلب کرنیکے
واسطے اور اوبت فرمان کی رعایت کے لئے کیونکہ توبہ عام مومنون کا مقام ہے اور یہ کبیرہ مین
سے ہے جیسا کہ خداوند بزرگ وبلند نے فرمایا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ
تَوْبَةً نَّصُوْحًا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو توبہ کرو اللہ کیطرف توبہ خالص۔ اور انابت یعنی
توبہ کرنے کے بعد خدا کی طرف لوٹنا ولیون اور مقربون کا مقام ہے جیسا کہ خدائے بزرگ اور
بلند نے فرمایا ہے مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ
جو خدا سے پوشیدہ ڈرتا ہے اور خدا کی طرف لوٹا ہوا دل لاتا ہے سلامتی اور امن کے بہشت مین
داخل ہوگا۔ اور ادبت نبیون اور مرسلون کا مقام ہے جیسا کہ خدائے بزرگ وبلند نے فرمایا ہے
نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ نیک بندہ تھا سلیمان تحقیق سب احوال مین وہ اللہ کیطرف رجوع
کرنیوالا تھا۔ پس توبہ کبیرے گناہون سے طاعت کی طرف رجوع کرنا ہے اور انابت اپنے سے
خداوند تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے پس جو بُرے کامون سے امرون کی طرف رجوع کرتا ہے اور
جو محبت اور اندیشہ سے اور جو اپنی خودی سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اُن مین فرق ہے اور
توبہ کا اصل خدا کی ممنوعات سے ہے خواب کی غفلت سے دل کے بیدار ہونے اور حال کے
عیب کے دیکھنے سے اور جب بندہ اپنے احوال کی بُرائی اور اپنے فعلون کی قباحت سے فکر
کرتا ہے اور اُس سے خلاصی چاہتا ہے تو حق تعالیٰ توبہ کے اسباب اُسپر آسان کر دیتا ہے اور
اُسکو گناہ کی بدی سے چھوڑا دیتا ہے اور طاعت کی حلاوت مین پہنچاتا ہے اور سب اہل سنت
اور جماعت کے نزدیک اور سب اہل معرفت کے مشائخ کے نزدیک روا ہے کہ کوئی ایک
گناہ سے توبہ کرے اور دوسرے گناہ کرتا ہے خدائے بزرگ وبلند اُسکے عوض کہ جس سے وہ
ہٹ رہا ہے اُسکو ثواب دے اور ممکن ہے کہ اُسکی ہر کتون کے سبب اور گناہون سے باز رہنے

جیسا کہ ایک شراب خور ہوتا ہے زنا سے توبہ کرتا ہے اور شراب پینے پر اصرار رکھتا ہے باوجود اس دوسرے گناہ کے ارتکاب کے اُس ایک گناہ سے اُسکی توبہ درست ہوتی ہے۔ اور معتزلہ کہتے ہین کہ ایسے شخص کے سوا جو سب کبیرہ گناہون سے پرہیز کرنیوالا ہو غیر پر توبہ کا اسم درست نہین آتا اور یہ قول محال ہے کیونکہ سب گناہ جو بندہ کرتا ہے اُن کے سبب اُسکو عذاب ہوتا ہے۔ اور جب گناہون مین سے ایک نوع کی ترک کرتا ہے تو بندہ اِس نوع کے عذاب سے امن مین ہوتا ہے اس سے ضرور تادیب ہوتی ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر کوئی بعض فرائض ادا کرتا ہے اور بعض سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے ضرور اُس کے سبب جو وہ کرتا ہے اُسکو ثواب ہوتا ہے اور جو نہین کرتا اُسکے باعث عذاب اور اگر کسی کے لئے گناہ کا آلہ موجود نہ ہوا اور اُس کے اسباب پیدا نہ ہون اور گناہ سے توبہ کرے تو یہ تائب ہوتا ہے کیونکہ توبہ کا ایک رکن ندامت ہے اور اُسکو توبہ کے وقت گذشتہ پر ندامت حاصل ہے اور اسوقت مین گناہ کی اُس جنس سے مُنہ پھیرنے والا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ اگر آلہ اور سبب موجود ہو تو مین اِس معصیت پر ہرگز نہ لوٹون گا اور مشائخ توبہ کی صفت اور اُسکے صحیح ہونے مین مختلف ہین۔ سہل بن عبد اللہ مع ایک جماعت کے اِسپر ہین اَلتَّوْبَةُ اَنْ لَا تَنْسٰى ذَنْبَكَ توبہ یہ ہے کہ تو کئے ہوئے گناہ کو نہ بھولے اور ہمیشہ اُسکی شرمساری مین رہے اِسلئے اگرچہ تو بہت ہی عمل رکھتا ہو اُسپر تکبر کرنیوالا نہ ہو کیونکہ بدکام کی حسرت نیک عملون پر پہلے ہوتی ہے اور وہ شخص کبھی تعجب کرنے والا نہین ہوتا جو گناہون کو نہین بھولتا اور پھر جنید رح مع ایک جماعت کے اِسپر ہین اَلتَّوْبَةُ اَنْ تَنْسٰى ذَنْبَكَ توبہ وہ ہے کہ تو گناہ کو بھول جائے کیونکہ توبہ کرنیوالا محب ہوتا ہے اور محب مشاہدہ مین ہوتا ہے اور مشاہدہ مین گناہ کا ذکر کرنا جفا ہوتا ہے کچھ عرصہ جفا کے ساتھ ہوتا ہے اور کچھ عرصہ جفا کے یاد کرنے مین وفا مین اور جفا کا یاد کرنا وفا مین وفا سے حجاب ہے اور مس خلاف کا رجوع مشاہدہ اور مجاہدہ کے خلاف مین ہے یعنے ایسا ہی ہے جیسا مشاہدے و مجاہدے کا اور اِسکا ذکر سہلیون کے مذہب مین دیکھنا چاہیے جو تائب کو اپنے سے قائم کہتا ہے اُسکے گناہ کے نسیان کو وہ غفلت سمجھتا ہے اور جو تائب کو خدا سے قائم کہتا ہے وہ اُسکے گناہ کی یاد کو شرکت سمجھتا ہے اور مختصر یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اگر باقی الصفت ہو اُسکے بھیدون کا عقدہ حل نہین ہوا ہوا ہوتا

اور جب فانی الصفت ہوتا ہے صفت کا ذکر اُسکے لئے درست نہین ہوتا۔ موسی علیہ السلام نے فرمایا ہے تُبْتُ اِلَیْکَ مین تیری طرف لوٹا یہ صفت کے باقی ہونے کے حال مین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ مین تجھپر تیری صفت نہین شمار کرسکتا اور یہ صفت کے فنا ہونے کے حال مین ہے۔ اور قربت کے محل مین وحشت کا ذکر کرنا وحشت ہوتی ہے اور تائب کو چاہئے کہ اپنی خودی کو یاد نہ کرے اور جب ایسا کریگا تو اُسکو گناہ کیونکر یاد آئیگا جیسا کہ گناہ روگردانی کا محل ہے اور اُس کے غیر کا ذکر بھی ویسا ہی اور جیسا کہ جرم کا یاد کرنا جرم ہوتا ہے ویسا ہی اُسکا بھول جانا بھی جرم ہے کیونکہ یاد کرنے اور بھول جانے دونون کا علاقہ تجھسے ہے اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے مین نے بہت کتابین پڑھی ہین اور کسی چیز مین مجھے اتنا فائدہ نہین جتنا کہ اِس بیت مین ؎ شعر

اِذَا قُلْتُ مَا اَذْنَبْتُ قَالَتْ مُجِیْبَتَہٗ وُجُوْدُکَ ذَنْبٌ لَا یُقَاسُ بِہٖ ذَنْبٌ

جب مین نے کہا کہ مین نے کیا گناہ کیا ہے۔ تو میرے نفس نے کہا کہ تیرا وجود ہی گناہ ہے اُسکے ہوتے ہوئے اور کسی قیاس کے گناہ کی کیا ضرورت۔ جب دوست کی درگاہ مین دوست کا وجود گناہ ہوتا ہے تو اُسکی صفت کی کیا قدر ہوتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ توبہ خدا کی تائید ہوتی ہے اور گناہ جسمانی فعل۔ جب دلپر شرمندگی آتی ہے تو تن پر کوئی سامان نہین ہوتا جو اُس کی شرمندگی دور کرے اور جب ابتدا مین بندہ کا فعل توبہ کا دفع کرنیوالا نہین ہوتا جب توبہ آتی ہے تو اخیر مین بھی اُسکا فعل توبہ کا نگاہ رکھنے والا نہین ہوتا اور خداوند بزرگ وبلند نے فرمایا ہے فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ پس پھر آیا اور خداوند تعالیٰ نے اُسکی توبہ قبول کی تحقیق وہ ہے بندون کو توبہ دینے والا اور مہربان۔ اور اس کے لئے کلام مجید مین بہت نظیرین ہین یہان تک کہ اُن کے مشہور ہونے کے سبب ثابت کرنے کی حاجت نہین پس توبہ تین طرح ہے ایک خطا سے صواب پر۔ اور دوسرے صواب سے زیادہ صواب کی طرف۔ اور تیسرے اپنے خودی سے حقتعالیٰ کی طرف۔ خطا سے صواب کی طرف یہ ہے جو حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ اور وہ جب کوئی کام شائستہ کرتے ہین یا اپنے نفسون پر ظلم کرتے ہین

اور اُسکے بعد پھر اللہ کو یاد کرتے ہین پس بخشش چاہتے ہین اپنے گناہون کے لئے۔ اور صواب سے زیادہ صواب کی طرف یہ ہے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے کہا ہے تُبْتُ اِلَیْکَ اور اپنے سے خدا کی طرف یہ ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے وَاِنَّہٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ وَاِنِّیْ کُنْتُ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً اور تحقیق وہ البتہ آسان ہے میرے دل پر اور مین طلب مغفرت کیا کرتا ہون اللہ سے ہر دن مین ستر دفعہ۔ خطا کا ارتکاب کرنا بُرا اور زبون ہے اور خطا سے صواب کی طرف رجوع کرنا خوب اور نیک ہے اور یہ عام توبہ ہے اور اسکا حکم ظاہر ہے اور زیادہ صواب پر ہونے تک صواب پر ٹھیرنا وقف اور حجاب ہے اور صواب سے زیادہ صواب کی طرف رجوع کرنا اہل ہمت کے درجہ مین تعریف کیا گیا ہے اور یہ خاص توبہ ہے اور ناممکن ہے کہ خواص گناہ سے توبہ کرین تو نے نہین دیکھا کہ سب جہان خداوند تعالے کے دیدار کی حسرت مین ہے اور موسی علیہ السلام نے اِس سے توبہ کی کیونکہ دیدار اختیار سے چاہا اور دوستی مین اختیار آفت ہے اختیار کی آفت کے ترک کرنے نے جو موسی علیہ السلام نے کیا لوگون کو دیدار کا ترک کرنا دکھلایا۔

فصل اپہچان کہ اسکے بعد کہ گناہ کی طرف رجوع نہ کرنے پر ارادہ درست ہو توبہ کے لئے ہمیشہ رہنا شرط نہین ہے اور اگر توبہ کرنے والیکو کوئی سستی اور لغزش واقع ہو کہ پھر گناہ کی طرف لوٹے تو ارادہ کے صحیح ہونیکے بعد گذشتہ دنون مین توبہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور اس گروہ کے مبتدیون اور توبہ کرنیوالون مین سے ایسے لوگ ہوئے ہین کہ اُنہون نے توبہ کی ہے اور پھر اُن کو کوئی لغزش واقع ہوئی اور خرابی کی طرف لوٹے اُسکے بعد پھر آگاہ ہونے پر درگاہ مین آگئے ہین۔ مشائخ مین سے ایک شیخ نے کہا ہے کہ مین نے ستر دفعہ توبہ کی اور پھر گناہ کی طرف لوٹا یہان تک کہ اکھتر مین دفعہ توبہ پر درست ہوا اور ابو عمرو زجیدہ رح نے کہا ہے کہ مین نے ابتدا مین ابو عثمان حیری کی مجلس مین توبہ کی اور کچھ عرصہ توبہ پر رہا پھر دل مین گناہ کا ارادہ ہوا اور اُسکا پیرو ہوگیا اور اس پیر کی صحبت سے منہ پھیر لیا اور جہان دور سے اسکو دیکھتا تھا شرمندگی سے بھاگ جاتا تھا تاکہ مجھے نہ دیکھے ایکدن اچانک اسکے پاس پہنچا مجھے کہا اے بیٹا اپنے دشمنون کے ساتھ صحبت نہ کر لیکن اُس وقت کہ تو معصوم ہو تو کہ دشمن تیرا

عیب دیکھتا ہے اور جب تو عیب دار ہوگا تو دشمن خوش ہوگا اور جب بیگناہ ہوگا تو غمناک ہوگا اور اگر تجھے چاہئے کہ گناہ کرے تو ہمارے پاس آنا کہ ہم تیری بلا لے لین اور تو دشمن کے خوش ہونیکا سبب نہ ہو تو بہ کرنیوالے شیخ نے کہا ہے کہ اُسوقت میرا دل گناہ سے سیر ہوگیا اور توبہ درست ہوئی اور یہ بھی سنا ہے کہ ایک نے گناہون سے توبہ کی اور پھر گناہ پر گیا پھر شرمندہ ہوا۔ ایک دن اپنے دل مین کہا کہ اگر مین پھر درگاہ مین آؤن تو میرا حال کیونکر ہوگا۔ ایک ہاتف نے آواز دی اَطَعْنَا فَشَكَرْنَا فَاَنْتَ تَرَكْتَنَا فَاَمْهَلْنَاكَ فَاِنْ عُدْتَ اِلَيْنَا قَبِلْنَاكَ تم نے ہماری اطاعت کی ہم نے تیرا شکر کیا اور بیوفائی کی اور ہمین چھوڑ دیا ہم نے تجھکو مہلت دی اب اگر پھر آئے تو صلح سے تجھے قبول کرتا ہون۔ اب مشائخ کے قولون کی طرف ہم پھر لوٹتے ہین۔ ذوالنون مصری رح نے کہا ہے تَوْبَةُ الْعَوَامِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَتَوْبَةُ الْخَوَاصِ مِنَ الْغَفْلَةِ عام کی توبہ گناہ سے ہوتی ہے اور خاصون کی توبہ غفلت سے کیونکہ عوام کو ظاہر حال سے پوچھینگے اور خاصون کو معاملہ کی تحقیق سے کیونکہ غفلت عوام کے واسطے نعمت ہے اور خاصون کے لئے حجاب اور ابوحفص حداد نے کہا ہے لَيْسَ لِلْعَبْدِ فِي التَّوْبَةِ شَيْئٌ لِاَنَّ التَّوْبَةَ اِلَيْهِ لَا مِنْهُ بندہ کو لئے توبہ سے کوئی چیز نہین ہے کیونکہ توبہ بندہ پر خدا سے ہے نہ بندہ سے خدا پر اور اس قول سے چاہیے کہ توبہ کسب کی گئی نہو بلکہ خدا کی بخششون مین سے ایک بخشش ہو اور اس قول کا تعلق جنید رح کے مذہب سے ہے اور ابوالحسن نوشجہ نے کہا ہے اِذَا ذَكَرْتَ الذَّنْبَ ثُمَّ لَا تَجِدُ حَلَاوَتَهُ عِنْدَ ذِكْرِهٖ فَهُوَ التَّوْبَةُ جب گناہ کو یاد کرے اور یاد کرنے سے دل مین کچھ لذت نہ پائے تو وہی توبہ ہے کیونکہ گناہ کا ذکر یا حسرت سے ہوتا ہے یا ارادہ سے جب کوئی حسرت اور ندامت سے اپنے گناہ کو یاد کرے تو وہ توبہ کرنے والا ہوتا ہے اور جو ارادہ سے گناہ کو یاد کرے وہ گنہگار ہوتا ہے کیونکہ گناہ کرنے مین اتنی آفت نہین ہوتی جتنی کہ گناہ کے ارادہ مین کیونکہ گناہ کا فعل ایک وقت مین ہوتا ہے اور گناہ کا ارادہ ہمیشہ۔ پس جب ایک ساعت ہمارے تن سے گناہ صحت کرے ایسا نہین ہوتا کہ رات دن وہ دل مین صحت کرے اور ذوالنون مصری نے کہا ہے کہ اَلتَّوْبَةُ تَوْبَتَانِ تَوْبَةُ الْاِنَابَةِ وَتَوْبَةُ الْاِسْتِحْيَاءِ اَنْ يَتُوْبَ حَيَاءً مِنْ كَرَمِهٖ توبہ دو ہین ایک توبہ تو انابت ہے اور دوسری استحیا۔ انابت یہ ہے کہ بندہ خدا کے

عذاب کے خوف سے توبہ کرے اور استحیا یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے کرم کے شرم سے توبہ کرے۔ خوف کے سبب جو توبہ ہو وہ جلال کے کشف سے ہوتی ہے اور جو حیا کے باعث ہو وہ جمال کے دیکھنے سے ہوتی ہے پس ایک جلال میں خدا کے خوف کی آگ میں جلتا ہے اور جمال سے حیا کو نور سے روشن ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے ایک سکر میں ہوتا اور دوسرا مدہوش۔ اہل حیا اصحاب سکر ہوتے ہیں اور اہل خوف اصحاب صحو۔ اور اس میں بہت لمبی گفتگو ہے مگر میں نے مختصر کی ہے وباللہ التوفیق۔

پانچویں حجاب کا کشف نماز کے بیان میں

خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اور قایم کرو نماز کو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے الصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ حفاظت کرو تم نماز کی اور اُن چیزوں کی کہ مالک ہوئے اُن کے دائیں ہاتھ تمہارے (یعنی لونڈی غلام وغیرہ) اور نماز کے معنی لغت میں ذکر کرنا اور فرمان برداری کرنی ہے۔ اور فقیہوں کی عبارتوں میں ان حکموں میں جو عادت کئے گئے ہیں ایک خاص عبارت ہے اور وہ خداتعالیٰ سے حکم ہے کہ پانچ وقتوں میں پانچ نمازیں پڑھو۔ اور نمازیں داخل ہونے کے واسطے نماز کے لئے شرطیں ہیں۔

ایک ان میں سے پلیدی سے ظاہر میں پاکی ہے اور باطن میں شہوت سے پاکی۔

دوسری کپڑے کی پاکی ہے۔ ظاہر میں اسکی پاکی یہ ہے کہ کپڑا پلیدی سے پاک ہو اور باطن میں یہ ہے کہ حلال سے ہو۔

تیسری شرط جگہ کا پاک ہونا ہے۔ ظاہر میں حادثوں اور آفتوں سے اور باطن میں فساد اور گناہ سے۔

چوتھی شرط قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے۔ جو ظاہر میں کعبہ ہے اور باطن میں عرش اور اُس کے بھید کا مشاہدہ۔

پانچویں شرط قیام ہے ظاہر کا قیام قدرت کے حال میں ہے اور باطن کا قیام قرب کے روضہ میں ہے پہلا وقت پر ظاہر شریعت میں داخل ہونا ہے اور دوسرا حقیقت کے درجہ میں کھڑے ہونا

چھٹی شرط درگاہ مین توجہ ہونے مین نیت کا خلوص ہے۔

ساتوین ہیبت اور فنا کے مقام مین تکبیر اور وصل کے محل مین قیام اور ترتیل سے جیسی کہ چاہئے ویسی اور غلطت سے قرأت۔ اور دل کی عاجزی اور فروتنی سے رکوع اور سجود کرنا۔ اور اجتماع کے موافق تشہد۔ اور صفت کے فنا سے سلام کہنا۔ اور حدیثون مین آیا ہے کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَفِیْ جَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے تھے تو اُن کے دل مین کانسی کی اُس دیگ کی طرح ایک جوش ہوتا تھا جسکے نیچے آگ جلائی ہوئی ہو۔ اور جب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نماز کا ارادہ کرتے تھے تو اُن کے بال کپڑے سے سر باہر نکالدیتے تھے اور کانپنے لگ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ نماز ادا کرنے کے وقت ایک ایسی امانت آئی ہے کہ آسمان اور زمین اُسکے اُٹھانے سے عاجز ہوگئے۔ اور مشائخ مین سے ایک شیخ کہتا ہے کہ حاتم اصم سے مین نے پوچھا کہ تو نماز کیونکر پڑھتا ہے کہا جب وقت آتا ہے تو ظاہری اور باطنی ایک وضو کرتا ہون۔ ظاہری پانی سے اور باطنی توبہ سے پھر مسجد مین آتا ہون اور مسجد حرام کو دیکھتا ہون اور ابراہیم کے مقام کو اپنے دو ابروؤن کے درمیان مین رکھتا ہون اور بہشت کو اپنے دائین پر جانتا ہون اور دوزخ کو بائین پر اور صراط کو قدم کے نیچے لاتا ہون اور ملک الموت کو اپنی پیٹھ پر جانتا ہون پھر تعظیم کے ساتھ تکبیر کہتا ہون اور حرمت سے قیام کرتا ہون اور ہیبت سے قرأت پڑھتا ہون اور تواضع سے رکوع کرتا ہون اور عاجزی سے سجدہ اور حلم اور وقار سے جلوس کرتا ہون اور تشکر سے سلام۔

فصل ۲ پہچان کہ نماز ایک عبادت ہے کہ اول سے آخر تک خدا کا راستہ مرید اس مین پاتے ہین اس مین اُن کے مقامات کھلتے ہین جیسا کہ طہارت یعنی پاکی اور وضو کرنا مریدون کے لئے توبہ کی بجا ہے اور کسی پیر سے تعلق کرنا قبلہ کے پانی کی بجا ہے اور نفس کے مجاہدہ مین قیام کرنا نماز مین قیام کرنیکی بجا ہے اور ہیبت کا ذکر قرأت کی بجا ہے اور تواضع رکوع کی بجا اور نفس کی مغرفت سجدہ کرنیکی بجا ہے اور اُنس یعنی محبت کا مقام تشہد کی بجا ہے اور دنیا سے تنہا ہنا بجا ہے سلام کے اور مقامات سے باہر آنے کے۔ اور اسی سے ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سب مشربون سے جدا ہوتے تھے تو کمال حیرت کے مقام مین شوق کے طالب ہوتے تھے اور ایک مشرب سے تعلق کرتے تھے اور اُسوقت کہا کرتے تھے اَرِحْنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلٰوۃِ اے بلال ہمین نماز اور [illegible] کے آواز سے خوش کر۔ اور مشائخ گوان مین کئی طرح کے خیالات ہین اور ہر ایک کے لئے ایک درجہ ہے۔ ایک گروہ کے لوگ کہتے ہین کہ نماز حضور کا آلہ ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ اپنے سے غیبت کا آلہ ہے۔ اور جو گروہ کہ غائب تھا نماز مین حاضر ہوا اور جو گروہ کہ حاضر تھا نماز مین غائب ہوا۔ جیسا کہ عاقبت مین دیدار کے محل ہین جس گروہ کے لوگ خدا کو دیکھینگے اور غائب ہونگے وہ حاضر ہونگے اور جس گروہ کے لوگ حاضر ہونگے وہ غائب ہونگے۔ اور مین عثمان جلابی کا بیٹا علی کہتا ہون کہ نماز امر ہے نہ حضور کا آلہ ہے نہ غیبت کا کیونکہ امر کسی چیز کے لئے آلہ نہین ہوتا کیونکہ حضور کی علت عین حضور ہوتی ہے اور غیبت کی علت مین غیبت۔ اور خداوند تعالے کے امر کو کسی سبب سے تعلق نہین ہے کیونکہ اگر نماز حضور کا علت اور آلہ ہوتا تو چاہئے تھا کہ نماز کے سوا حاضر نہ ہوتا اور اگر غیبت کی علت ہوتی تو غائب نماز کے ترک سے حاضر ہوتا اور حاضر اور غائب کو اُسکے ترک مین عذر نہین ہے تو پس نماز کو اپنی ذات مین ایک غلبہ ہے غیبت مین اور حضور مین موقوف نہین ہے۔ پس اہل مجاہدہ اور اہل ریاضت نماز زیادہ ادا کرتے ہین اور زیادہ کرنے کے لئے اور دن کو کہتے ہین جیسا کہ شیخ مریدون کو آٹھ پہر مین چار سو رکعت نماز ادا کرنے کے لئے فرماتے ہین۔ اور خاصکر عبادت پر تن کی عادت کے لئے بھی۔ اور مستقیم بھی درگاہ مین قبولیت کے شکر کے لئے بہت نماز پڑھتے ہین۔ اس جگہ احوال کے صاحب رہجاتے ہین اور وہ دو طرح پر ہوتے ہین۔ ایک گروہ تو وہ ہے کہ اُن کی نمازین شرب کے قطع کردینے مین جمع کے مقام کی جگہ مین ہوتی ہین اس مقام مین جمع ہوتی ہین۔ اور ایک گروہ ہے کہ اُن کی نمازین مشرب کے قطع کرنے مین تفرقہ کے مقام کی جگہ مین ہوتی ہین اسمین متفرق ہوتے ہین۔ اور جو نمازین جمع ہوتے ہین۔ یہ رات دن نمازین ہوتے ہین اور جو نمازین متفرق ہوتے ہین وہ فرضون اور سنتون کے سوا نماز بہت کم پڑھتے ہین۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے جُعِلَتْ قُرَّتُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ میری آنکھ کی روشنائی نماز بنائی ہے یعنی میری سب راحت

نماز مین ہے کیونکہ اہل استقامت کا مشرب نماز مین ہوتا ہے اور وہ اِس طرح ہوتا ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر لے گئے اور قرب کے محل مین پہنچایا تو اُن کا نفس دونون جہانون کے فتنہ سے جدا ہوا اور اس درجہ مین پہنچا جسمین دل تھا۔ نفس دل کے درجہ مین پہنچا اور دل جان کے درجہ مین اور جان بھید کے محل مین اور بھید درجون سے فانی ہوا اور مقامون سے محو ہوا اور نشانون سے بے نشان اور دیکھنے سے مشاہدہ مین غائب ہوا عیبون سے بھاگ گیا انسانی بندگی گم ہوئی۔ نفسانی مادہ جلگیا۔ طبعی قوت نیست ہوگئی۔ ربانی ظہور اپنی ولایت مین ظاہر ہوئے۔ اپنے سے تنہا رہ گیا۔ معنی معنی کے ساتھ جا ملے اور نہ زائل ہونیوالے کشف مین محو ہوئے بے اختیار ایک شوق اختیار کیا اور کہا اے اللہ مجھے دنیا مین جو بلا کا گھر ہے نہ لیجا اور طبع اور ہوا کی قید مین نہ ڈال۔ فرمان آیا کہ ایسا ہی حکم ہے کہ شرع کی اقامت کے واسطے تو دنیا مین پھر جائے اور جو کچھ ہم نے دیا ہے وہان دین جب دنیا مین واپس آئے تو جو وقت اُن کا دل اس مقام معلی کا مشتاق ہوتا تھا کہتے تھے اَرِحْنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلٰوۃِ اے بلال مجھکو نماز اور نماز کے آواز سے خوش کر۔ پس ہر ایک نماز اُن کے لئے ایک معراج تھا اور ایک قرب۔ اور لوگ ان کو نماز مین دیکھتے تھے۔ اُن کی جان نماز مین ہوتی تھی اور اُن کا دل نیاز مین۔ اور اُن کا بھید راز مین۔ اور اُن کا تن اور نفس گداز مین۔ اُن کی آنکھ کی ٹھیری نماز ہوتی تھی۔ اور اُن کا تن ملک مین ہوتا تھا اور اُن کی جان ملکوت مین۔ اُن کا تن انسانون مین ہوتا تھا اور اُن کی جان محبت کے محل مین۔ اور سہل بن عبداللہ نے کہا ہے عَلَامَۃُ الصِّدْقِ اَنْ یَکُوْنَ لَہٗ تَابِعٌ مِنَ الْحَقِّ اِذَا دَخَلَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ بَحَثَہٗ عَلَیْھَا وَیُنَبِّہُہٗ اِنْ کَانَ نَائِمًا صادق وہ ہوتا ہے کہ خدا ے تعالےٰ نے اسپر فرشتہ چھوڑا ہوا ہو کہ جب نماز کا وقت آئے نماز کے ادا کرنے پر بندہ کو آمادہ کرے اور اگر سویا ہوا ہو تو اسکو جگادے اور یہ امر عبداللہ کے بیٹے سہل پر ظاہر تھا کیونکہ وہ بڑھاپے کے سبب بہت بوڑھے ہوگئے تھے مگر نماز کا وقت آتا تھا تو درست ہوجاتے تھے اور جب نماز ادا کرچکتے تو اپنی جگہ پر رہجاتے۔ مشائخ مین سے ایک کہتا ہے کہ یَحْتَاجُ الْمُصَلِّیْ اِلٰی اَرْبَعَۃِ اَشْیَاءَ فَنَاءُ النَّفْسِ وَذِھَابُ الطَّبْعِ وَصَفَاءُ السِّرِّ وَکَمَالُ الْمُشَاھَدَۃِ نماز پڑھنے والیکو نفس کے فنا سے چارہ نہین ہے اور وہ ہمت کے

جمع ہونے کے سوا نہین ہوتا۔ جب ہمت جمع ہوئی نفس کی ولایت انجام کو پہنچ گئی کیونکہ نفس کا وجود تفرقہ سے ہے عبادت کے تحت مین جمع نہین ہوتا اور طبع کا چلا جانا جلال کے ثبوت کے سوا نہین ہوتا کیونکہ خدا کا جلال غیر کا زوال ہوتا ہے اور بھید کی صفائی بحث کے سوا نہین ہوتی اور مشاہدہ کا کمال بھید کی صفائی کے سوا نہین ہوتا۔ ذکر ہے کہ حسین ابن منصور آٹھ پہر مین نماز کی چار سو رکعتین اپنے پر فرض رکھتے تھے۔ لوگون نے اُن کو کہا اس درجہ مین کہ تو ہے یہ تمام رنج کس لیے ہے۔ کہا یہ سب رنج اور راحت حال مین نشان کرتا ہے۔ دوست فانی الصفت ہوتے ہین نہ رنج ان مین اثر کرتا ہے اور نہ راحت۔ ایک نے کہا ہے کہ مین ذوالنون کے پیچھے نماز پڑھتا تھا جب تکبیر شروع کی اور کہا اللہ اکبر تو بیہوش ہوکر گر گیا اور اُس جسم کیطرح ہوگیا جسمین روح اور حس نہین ہوتی۔ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ جب بوڑھے ہوئے جوانی کے وردون مین سے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ لوگون نے کہا اے شیخ تو ضعیف ہوگیا ہے ان نفلون مین سے بعض نفل چھوڑ دے۔ جواب دیا کہ یہ وہ چیزین ہین کہ ابتدا مین جو کچھ مین نے پایا ہی ان سے پایا ہے۔ ناممکن ہے کہ اب نہایت مین انہین چھوڑ دون۔ اور مشہور ہے کہ فرشتے ہمیشہ عبادت مین ہین اور ان کا مشرب طاعت ہے اور اُن کی غذا عبادت کیونکہ روحانی ہین اور اُن کا نفس نہین۔ بندہ کے منع کرنے والے اور تنبیہ کرنیوالے نفس فرمان برداری سے ہوتے ہین جسقدر کہ نفس زیادہ مقہور ہو اُسیقدر بندگی کا طریق زیادہ آسان ہوتا ہے اور جب نفس فانی ہوجاتا ہے تو کھانا پینا عبادت ہوجاتی ہے۔ اگر نفس کا فنا ٹھیک ہو تو ایسا ہوتا ہی جیسے فرشتے فانی نفس ہوتے ہین۔ اور مبارک کے لئے عبداللہ نے کہا ہے کہ مین عبادت کرنے والی عورتون مین سے ایک عورت کو یاد رکھتا ہون جسکو مین نے لڑکپن کے زمانہ مین دیکھا تھا۔ وہ نماز مین تھی بچھو نے اُسکو چالیس جگہ کاٹا اور اُس مین کچھ تغیر ظاہر نہ ہوا جب نماز سے فارغ ہوئی تو مین نے اُسکو کہا کس لیے اُس بچھو کو اپنے سے تو نے دفع نہ کیا۔ کہا اے بیٹا تو لڑکا ہے کیونکر روا ہوتا تھا کہ مین خدا کے کام کے درمیان اپنا کام کرتی۔ اور ابوالخیر اقطع کے پاؤن مین آکلہ کی بیماری ہوگئی۔ طبیبون نے کہا کہ اس پاؤن کو کاٹ دینا چاہیے۔ اُنہون نے اسپر رضا نہ دی۔ مریدون نے کہا کہ نماز مین پاؤن اس سے جدا کر دینا چاہیے لاؤ قوت

ہین وہ اپنے سے خبر نہین رکھتا - مریدون نے ایسا ہی کیا - جب نماز سے فارغ ہوا تو پاؤن کو کٹا ہوا پایا - اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ذکر ہے کہ جب رات کی نماز ادا کیا کرتے تھے تو قرآن آہستہ پڑھا کرتے تھے اور عمر خطاب رضی اللہ عنہ اونچی آواز سے جیسا کہ صحابون کے ذکر مین ہم نے ذکر کیا ہے - پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے ابابکر رضی اللہ عنہ کس لئے آہستہ پڑھتا ہے - جواب دیا یَسْمَعُ مَنْ اُنَاجِیْ جسکو مین پکارتا ہون وہ سنتا ہے چاہے مین آہستہ پڑھتا ہون چاہے بلند - اور عمر کو کہا تو کس لئے بلند پڑھتا ہے کہا اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ سوئے ہوئے کو جگاتا ہون اور دیو کو بھگاتا ہون - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر تو زیادہ اونچی پڑھ اور عمر کو کہا تو زیادہ نرم پڑھ - عادت کے ترک کرنے سے - پس اس گروہ کے بعض آدمی فرائض کو ظاہر پڑھتے ہین اور نفلون کو پوشیدہ اور اس سے یہ چاہتے ہین کہ ریا سے خلاص رہین کیونکہ جب کوئی معاملہ مین ریا اختیار کرے اور اُس سے لوگون کی توجہ چاہے تو وہ ریاکار ہوتا ہے - اور کہتے ہین کہ اگرچہ ہم معاملہ کرتے ہین اور نہین دیکھتے لوگ دیکھتے ہین اور یہ بھی ریا ہوتا ہے اور ایک دوسرے گروہ کے لوگ فرضون اور نفلون کو ظاہر پڑھتے ہین اور کہتے ہین کہ ریا باطل ہے اور خدا کی طاعت ناممکن ہوتی ہے جبکہ باطل کے لئے ہم حق کو چھپائین پس ریا کو دل سے نکال دینا چاہئے - اور عبادت کو جہان تو چاہتا ہے وہان کر - اور مشائخ نے اولون کو نگاہ رکھا ہے اور مریدون کو اُن کے نگاہ رکھنے کیواسطے فرمایا ہے ان مین سے ایک کہتا ہے کہ مین نے چالیس سال سفر کیا جماعت سے میری کوئی نماز خالی نہ تھی اور ہر جمعہ کو ایک قصبہ مین تھا اور اسکے حکم اس سے زیادہ ہین کہ وہ شمار کئے جاسکین اور جو نماز کے ساتھ مقامات سے ملتا ہے وہ محبت ہے اب اگر خدا سے تعالے چاہے تو ہم اُسکے حکم لکھتے ہین -

باب دہم محبت اور اُسکے متعلقات کے بیان مین

خدا بزرگ و بلند نے کہا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کوئی تم مین سے اپنے دین سے پھر جائیگا بس جلد ہوگا کہ خدا ایسی قوم کو لائیگا کہ وہ اُنہین دوست رکھیگی اور یہ اُسکو دوست

رکھیں گے اور یہ بھی کہا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہیں جو اللہ کے سوا شریک پکڑتے ہیں اور انکو ایسا دوست رکھتے ہیں جیسے خدا کو دوست رکھنا چاہیے جو لوگ ایمان لائے ہیں محبت میں وہ اللہ کے واسطے زیادہ قوی ہیں۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ میں نے جبرئیل سے سنا ہے کہ خداوند بزرگ و بلند نے فرمایا ہے مَنْ أَهَانَ لِي وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْمُحَارَبَةِ وَمَا تَرَدَّدْتُ فِي شَيْءٍ لَتَرَدُّدِي فِي قَبْضِ نَفْسِ عَبْدِي وَالْمُؤْمِنُ عِنْدَ الْمَوْتِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَيَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا وَيَدًا وَمُؤَيِّدًا۔ جس نے ہمارے لئے ہمارے دوست کی اہانت کی تو وہ ہمارے انتقام سے سبارز ہوا اور ہمیں کسی امر میں زیادہ تردد نہیں ہوا بہ نسبت اُس تردد کے جو اپنے دوستدار بندے کے روح قبض کرنے میں ہوتا ہے۔ اور مومن موت کے وقت موت کو مکروہ جانتا ہے مگر وہ ایک اٹل امر ہوتا ہے۔ اور مومن کا تقرب میری بارگاہ کی طرف جو شی کرتا ہے (یعنے عبادات جن سے مومن کو بارگاہ الٰہی میں تقربیت ہوتی ہے) اُن سب سے ہمیں اُن فرائض کا ادا بہت دوست ہے جو ہمنے اُنپر فرض کئے ہیں ہمیشہ بندہ نوافل سے میرا تقرب جتلاتا ہے تاکہ میں اُسے دوست رکھتا ہوں اور اُسکا پروردگار ہو جاتا ہوں۔ اور یہ بھی کہا ہے من احب لقاء الله احب الله لقاءه جو اللہ کے دیدار کو دوست رکھتا ہے اللہ اُسکے دیدار کو دوست رکھتا ہے اور یہ بھی کہا ہے اذا احب الله لقاءه احب لقاءه دوست رکھتا ہے اللہ اُسکے دیدار کو۔ اور یہ بھی کہا ہے اذا احب الله عبدا حبب لقاءه دوست رکھتا ہے پروردگار اپنے بندے کو۔ تو فرماتا ہے جبرئیل کو کہ یا جبرئیل انی احب فلانا احببه فی حبه جبرئیل ثم یقول جبرئیل لاهل السماء ان الله تعالی قد احب فلانا فاحبوه فی حبه اهل السماء ثم یضع له القبول فی الارض فیحبه اهل الارض وفی البعض مثل ذالك اور اسی جگہ نہ جبرئیل کو فرماتا

ہے کہ اے جبرئیل مین فلان شخص کو دوست رکھتا ہون تو بھی اُسکو دوست رکھ پس جبرئیل اُسکو دوست رکھتا ہے پھر جبرئیل اہل آسمان کو کہتا ہے کہ اللہ تعالی فلانے شخصکو دوست رکھتا ہے تم بھی اُسکو دوست رکھو پس اہل آسمان اُسکو دوست رکھتے ہین اور بعض مین ایسا ہی ہے - جاننا چاہئے کہ خدا تعالی کی محبت بندہ کے لئے اور بندہ کی محبت خداوند تعالی کے لئے درست ہے اور کتاب اور سنت اِسپر گواہ ہے اور امت اِسپر متفق اور خداوند تعالی اِس صفت پر ہے کہ دوست اُسکو دوست رکھتے ہین اور وہ اپنے دوستون کو دوست رکھتا ہے - اور لغت مین کہتے ہین کہ محبت کو حبہ سے لیا گیا ہے اور حبہ بکسر حا یعنے حاکی زیر سے بیج کو کہتے ہین پس حب کا حُب نام رکھا کیونکہ حیاتی کا اصل اسمین ہے جیسا کہ نباتات کا اصل دانہ مین اور جس طرح بیج جنگل مین گرتا ہے اور مٹی مین پوشیدہ ہوتا ہے اور پھر اُگتا ہے اور سورج اُسپر چمکتا ہے اور سردی اور گرمی اُسپر گذرتی ہے - اور زمانون کے بدلنے سے وہ نہین بدلتا اور اپنے وقت پر اُگتا ہے پھول لاتا ہے پھل دیتا ہے اِسی طرح سے محبت بھی جس دل مین گھر کر لیتی ہے حضور اور غیبت اور بلا اور محنت اور راحت اور لذت اور فراق اور وصال سے متغیر نہین ہوتی اور ان مضمون مین شاعرون مین سے ایک شاعر کہتا ہے **شعر**

یا من مقام جفونہ لسقام عاشقہ طبیب جزت المحبت فاستوی عندی حضورک والمغیب

اے وہ کہ تیرے ابرووں کا مقام تیرے عاشق کی بیماریون کے لئے طبیب ہے دوستی کو مین نے تقسیم کیا پس میرے نزدیک تیرا حضور اور غیبت برابر ہوئی اور حب کی بابت یہ بھی کہتے ہین کہ یہ ماخوذ ہے اِس حب سے جسکے معنی ایسے جوہڑ کے ہین جس مین بہت سا پانی ہو اور وہ بھی ایسا متغیر ہو گیا ہے کہ آنکھ کو اُس مین دخل نہ ہو سکے اور وہ پانی نظر کو اپنے اندر اثر نہ کرنے دیتا ہو - اِسی طرح جب طالب کے دل مین دوستی جمع ہوتی ہے اور اُسکے دل کو پُر کر دیتی ہے تو دوست کی محبت کے سوا اُسکے دل مین جگہ نہین رہتی جیسا کہ جب خداوند تعالے نے حضرت خلیل علیہ السلام کو دوستی کے خلعت سے ممتاز کیا تو خلیل علیہ السلام سوائے ذکر خدا جہان سے الگ تھلگ ہو گئے - جہان اُنکے حجاب ہوا اور وہ خدا کی دوستی کے سبب حجاب کے دشمن - اسوقت ہمین خبر دی اور فرمایا فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا رَبَّ

اَلعَالَمِیْن پس بتحقیق تمہارے معبود میرے دشمن ہین۔ مگر میرا دوست رب العالمین ہے۔
اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن معنون مین کہا ہے سمیت المحبت محبت لانھا تمحو
من القلب ماسوای المحبوب محبت کا نام محبت اِسلئے رکھا گیا ہے کہ وہ دل سے جو کچھ
محبوب کے سوا ہے دور کر دیتی ہے اور یہ بھی کہتے ہین کہ حب اُن چار لکڑیون کا نام ہے جنہین
آپس مین ملایا ہوا ہوتا ہے اور پانی کا کوزہ اپر رکھتے ہین پس حب کو حب اِسلئے کہتے ہین کہ محب
عزت اور ذلت اور رنج اور راحت اور بلا اور وفا کو برداشت کرتا ہے اور یہ اسپر بھاری
نہین ہوتا کیونکہ اسکا کام وہی ہوتا ہے جو اُن چوبون کا کام ہوتا ہے۔ اور اُسکی ترکیب اور
پیدائش اسی لئے ہے۔ اِن معنون مین کسی نے کہا ہے شعر

اَن شئت جودی وان شئت فامنعی کلاھما منك منسوب الی الکرم

اگر تو بخشش چاہے۔ تو بخشش کر اور نہ چاہے تو روک رکھ۔ میرے لئے تو یہ دونون امر تجھ سے
کرم کی طرف نسبت کئے گئے ہین۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ حب جوب سے ماخوذ ہے جو جبہ کی
جمع ہے اور جبہ دل لطیفون کا محل اور اُن کی قیام گاہ ہے۔ پس اس لئے محبت کا نام حب رکھا
گیا ہے یہ تسمیہ حال ما بہم محل ہے۔ اور عرب کے لوگ کسی چیز کا نام اُس چیز کی جگہ کے نام کے موافق
رکھتے ہین۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ پانی کے حباب اور اُسکے جوش سے ماخوذ ہے جو سخت بارش کے
وقت پیدا ہوتا ہے۔ حباب سخت بارش کے وقت ایک پانی کا جوش ہوتا ہے پس محبت کا نام
اِس قول کے موافق حب رکھا ہے لِاَنَّهُ عِنْدَ الْاِشْتِیَاقِ اِلٰی لِقَاءِ
الْمَحْبُوْبِ ہمیشہ دوست کا دل دوست کے دیدار کے شوق مین بیقرار ہوتا ہے جسطرح جسم کا قیام
روح سے ہوتا ہے دل کا قیام محبت سے ہوتا ہے اور محبت کا قیام محبوب کے دیدار اور وصل سے
اِن معنون مین کہا گیا ہے شعر

اِذَا مَا تَمَنَّی النَّاسُ رَوْحًا وَرَاحَةً تَمَنَّیْتُ اَنْ اَلْقَاكَ یَا عَزُّ حَالِیَا

جب لوگون نے راحت کی آرزو کی تو اے عزت مین نے یہ آرزو کی کہ مین تجھے بیکار ڈالدون
اور یہ بھی کہتے ہین کہ حب ایک نام ہے جو دوستی کی صفائی کے لئے وضع کیا گیا ہے کیونکہ
عرب انسان کی آنکھ کی سفیدی کو حبۃ الانسان کہتے ہین جیسا کہ دل کے نکتہ کی صفائی کو

جنۃ القلب پس یہ دل کا نقطہ محبت کا محل ہے اور دوسرا یعنی جنۃ الانسان آنکھ کی سفیدی دیدار
محل ہے اسی واسطے دل اور آنکھ دوستی مین نزدیک ہوتے ہین - ان معنون مین کہا
گیا ہے شعر

اَلْقَلْبُ یَحْسُدُ عَیْنِیْ لَذَّتَ النَّظَرِ ۔ وَالْعَیْنُ یَحْسُدُ قَلْبِیْ لَذَّتَ الْفِکَرِ

آنکھ کو لذت دیدار حاصل ہوئی پر دل حسد کرتا ہے - اور دل کو لذت تصور حاصل ہوئی پر آنکھ
حسد کرتی ہے -

فصل ا - جاننا چاہئے کہ محبت مین علماء کا استعمال وجوہ پر ہے ایک تو محبوب پر ارادہ کے
معنون مین نفس کے سکون اور دل کی آرزو اور ہوا کے میلان کے سوا اور انس اور تعلق کے بغیر
اور یہ سب معنی قدیم پر روا نہین ہوتے مخلوقات اور جنسون مین ایک دوسرے کے لئے روا
ہوتے ہین اور خداوند تعالےٰ ان سے پاک اور بہت ہی بلند ہے اور دوسرے احسان کے
معنون مین ہے - اور بندہ کے خاص ہونے پر - جسے خدا تعالیٰ برگزیدہ کرتا ہے اور ولایت کے
کمال کے درجہ مین پہنچاتا ہے اور طرح طرح کی بخششون سے اُسکو مخصوص کرتا ہے اور تیسرا خوبی
کی تعریف کے معنون مین جو بندہ کی نسبت ہو - اور متکلمون کا ایک گروہ کہتا ہے کہ خدا کی
محبت جسکی ہمین خبر دی ہے ثنوائی صفتون مین سے ہے جو بندہ دیکھنے کے ہے کیونکہ اگر
کتاب اور سنت اسپر گواہ نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ کے لئے اُسکا وجود عقل کی رو سے ناممکن ہوتا -
پس ہم اسکو ثابت کرتے ہین اور اُسپر اعتقاد کرتے ہین لیکن اس مین تصرف کرنے مین توقف
کرتے ہین - اور اس گروہ کے لوگ اس لفظ کا اطلاق حق تعالیٰ کے لئے روا نہین رکھتے
یہ سب قول ہین جو مین نے بیان کئے ہین - خدا نے چاہا تو مین تیرے لئے اس بیان کی تحقیق کرتا
ہون - جاننا چاہئے کہ حق تعالیٰ کی محبت بندہ کے دل مین ڈالنی بندہ کے لئے خدا کا نیک
ارادہ ہے اور بندہ پر رحمت - اور محبت ارادہ کے نامون مین سے ایک نام ہے جیسے رضا
اور رحمت اور رافت یعنی مہربانی اور جو ان کی مانند ہے - خدا کے ارادہ کے سوا غیر پر ان ناموں کا
حمل کرنا مناسب ہے - اور خدا کے لئے وہ ایک صفت ہے جو قدیم ہے اور اس سے اپنے
فعلون کو چاہتا ہے پس مبالغے اور اس سے فعلون کے ظاہر ہونے کے حکم مین بعضون سے

بعض زیادہ خاص ہین اور حقیقت مین بندہ کے لئے خداوند تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ اُس کو بہت نعمت عطا کرے اور دنیا اور عاقبت مین اُسکو ثواب دے اور عذاب کے محل سے اُسے امن مین کرے اور گناہ سے اُسکو معصوم رکھے اور بلند احوال اور مقام اُسکو لطف کرے اور غیرون کی طرف توجہ کرنے سے اُسکے سر کو پھیرے اور اپنی ازلی عنایت اُسکے ساتھ شامل کرے تاکہ بندہ سب سے تنہا ہوجائے اور اُسکی رضا کے طلب کے واسطے اکیلا۔ اور جب خدا تعالیٰ بندہ کو ان معنون سے خاص کرتا ہے تو اُسکے ارادہ کی اُس خصوصیت کا نام محبت رکھتے ہین اور یہ مذہب حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ اور مشائخ کی ایک جماعت کا ہے اور فقیہون کے فریقون اور سنت کے متکلمون کا طریق بھی زیادہ اسی پر ہے اور جو یہ کہتے ہین کہ خدا کی محبت بندہ پر اللہ جلشانہ کی ثنائے جمیل کرنے کے معنون مین ہے مگر ثنا رخدا کا کلام ہوتا ہے اور خدا کا کلام نامخلوق ہے اور جو کہتا ہے کہ احسان کے معنون مین ہے۔ خدا کا احسان خدا کا فعل ہوتا ہے اور حقیقت مین یہ سب قول قریب المعنی ہین۔ لیکن بندہ کی محبت خداوند تعالیٰ کے لئے ایک صفت ہے جو مطیع مومن کے دل مین ظاہر ہوتی ہے۔ تعظیم اور تکبیر کے معنون مین تاکہ محبوب کی رضا کو طلب کرے اور اُسکے دیدار کی طلب مین بصیر ہو اور اُسکی نزدیکی کی آرزو مین بے قرار اور اُسکے سوا کسی پر قرار نہ پکڑے خدا کے ذکر کے ساتھ خوگر کرے اور خدا کے غیر کے ذکر سے کنارہ۔ آرام حرام ہو اور قرار اُس سے جاتا رہے۔ جسقدر الفت کی گئی چیزین ہین سب سے الگ ہوجائے حرصون سے روگردانی کرے۔ اور دوستی کے غلبہ کو قبول اور اُس کے حکم کے لئے گردن رکھے اور کمال کی صفتون سے حقتعالیٰ کو پہچانے اور یہ روا نہین ہوتا کہ خدا کی محبت اُس کے واسطے لوگون کی محبت کی جنس سے ہو جو ایک دوسرے کو ہوتی ہے کیونکہ یہ محبوب کے سمجھنے اور احاطہ کرنیکی میل ہوتی ہے اور یہ صفت جسمون کی ہے پس خدائے تعالےٰ کے محب اُس کے قرب مین اُسکی کیفیت کے طالب نہین ہوتے کیونکہ طالب دوستی مین اپنے سے قایم ہوتا ہے۔ اور ہلاک ہونیوالا محبوب سے قایم ہوتا ہے اور محبت کے میدان مین زیادہ درست آدمی ہلاک ہونیوالے اور مقہور ہوتے ہین کیونکہ محدث کو قدیم سے قدیم کے غلبہ کے سوا توسل نہین ہوتا اور جو محبت کی تحقیق کو معلوم کرتا ہے اُسکا ابہام اُٹھ جاتا ہے اور شبہ نہین رہتا محبت دو طرح پر ہوتی ہے۔

ایک تو جنس کی محبت جنس سے ہوتی ہے اور وہ نفس کا میلان ہوتا ہے اور کوشش اور ملازمت کے راستے سے محبوب کی ذات کا طلب کرنا۔ اور دوسری جنس کی محبت جو جنس سے نہ ہو اور یہ محبوب کی صفتون مین سے کسی صفت پر قرار چاہنا ہے تاکہ اُسپر آرام اور اُلفت کرے جیسا کہ دیدار سے کلام کا سُننا۔ اور خدا کی محبت مین گرویدہ لوگ دو قسم پر ہین ایک تو وہ ہین جو اپنے پر خدا کا انعام دیکھتے ہین اور انعام اور احسان کا دیکھنا منعم اور محسن کی محبت کا تقاضا کرتا ہے۔ اور دوسرے وہ ہین جو سب انعام کو دوستی کے غلبہ سے حجاب کے محل مین رکھتے ہین اور نعمتون کے دیکھنے سے انکار استه نعمت دینے والے کیطرف ہوتا ہے۔ اور یہ بہت ہی بلند ہے واللہ اعلم بالصواب

فصل ۲ - مخلوق کی سب نوعون مین محبت پائی جاتی ہے اور سب زبانون مین مشہور اور سب نعمتون مین باری باری چلی آتی ہے اور دانائون کا کوئی گروہ اسکو اپنے پر چھپا نہین سکتا۔ صوفیون کے گروہ مین سے سمنون محب محبت مین خاص مذہب اور مشرب رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ حق تعالیٰ کے راستہ کا اصل اور قاعدہ محبت ہے اور احوال اور مقامات اُسکی منزلین ہین اور ہر ایک محل جس مین طالب ہو اسپر زوال روا ہوتا ہے۔ محبت کے محل کے سوا۔ کہ کسی حال مین اُسپر زوال روا نہین ہوتا۔ ہمیشہ جب تک کہ راستہ موجود ہوتا ہے۔ اور دوسرے سب مشائخ نے ان معنون مین سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ موافقت کی ہے لیکن یہ اسم عام ہے۔ اور بعض صوفیا نے چاہا کہ ظاہر مین اسکا معنی لوگون مین چھپائین اسلئے اُسکے معنی کے وجود کی تحقیق مین اسم کو بدلدیا۔ محبت کی صفائی کا نام صفوت رکھا اور محب کو صوفی کہا۔ اور ایک گروہ نے حبیب کے اختیار کے ثبوت مین محب کے اختیار کے ترک کرنے کے واسطے۔ اُسکا نام فقر رکھا اور محب کا فقیر کیونکہ محبت مین بہت کم درجہ موافقت ہے اور حبیب کی موافقت مخالفت کے سوا ہوتی ہے اور مین نے کتاب کے ابتدا مین فقر اور صفوت کے معنی کو کھولا ہے۔ اور ایک پیر بزرگوار ان معنون مین کہتا ہے الحب عند الزهاد اظهر من الاجتهاد جب زاہدون کے نزدیک مشہوری مین اجتہاد سے زیادہ ظاہر ہے وعند التائبین اوجد من انین وحنین اور توبہ کرنے والون کے نزدیک نالہ اور شور سے زیادہ آسان پائی گئی ہے وعند التراك اشهر من القتراك اور ترکون کے نزدیک شکار بند مینے اُن کی سواری کے سامان سے زیادہ

شہور ہے وسبی الحب عند الھنود اظہر من سبی محمود ہندوون کے نزدیک محبت کی قید محمود کی قید سے زیادہ مشہور ہے وقصتہ الحب والحبیب عند الروم اظہر من الصلیب اور حب اور حبیب کا قصہ رومیون مین صلیب سے زیادہ ظاہر ہے وقصتہ الحب فی العرب اظہر فی کل حی منہ طرب او ویل او حرب او حزن اور عرب مین محبت کا قصہ یہ ہے کہ ہر جاندار مین اس سے حاجت ہے یا خوشی ہے یا افسوس ہے یا حرب ہے یا اندوہ ہے اور اس سب سے مراد یہ ہے کہ آدمیون مین سے ایسا کوئی نہین ہے جسکو غیبت مین کوئی ایسا کام نہین پڑا کہ اُسکی محبت سے دل مین فراغت یا خوشی نرکھتا ہو یا اُسکا دل اُسکے شراب سے مست نہ ہو اور یا اُسکے قہر سے مخمور نہ ہو کیونکہ دل کی ترکیب غلیان اور اضطراب سے ہے اور دوستی کی گرہ کے سوا اِس مین بے نصیبی ہے۔ محبت دل کے طعام اور شراب کی طرح ہے اور جو دل کہ محبت سے خالی ہے وہ دل خراب ہے اور تکلف کو اُسکے دفع کرنے اور اپنی طرف کھینچنے کے واسطے راہ نہین ہے اور محبت کے لطیفون سے جو دلپر گذرتے ہین نفس آگاہ نہین ہے اور عثمان مکی کے بیٹے عمر نے محبت کے باب مین کہا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے دلون کو تنون سے سات ہزار سال پہلے پیدا کیا اور اپنے قرب مین رکھا اور جانون کو دلون سے سات ہزار سال پہلے پیدا کیا اور انہین محبت کے باغ مین رکھا اور بھیدون کو جانون سے سات ہزار سال پہلے پیدا کیا اور وصل کے درجہ مین رکھا اور ہر روز تین سو ساٹھ دفعہ جمال کے کشف سے اپنے جلوہ ڈالا اور تین سو ساٹھ دفعہ بخشش کی نظر کی اور جانون کو محبت کا کلمہ سُنوایا اور تین سو ساٹھ محبت کے لطیفے دلپر ظاہر کئے اِسلئے جب نے دنیا مین نگاہ کی اور اپنے سے زیادہ بزرگ کسیکو نہ دیکھا۔ ان مین غرور اور فخر پیدا ہوا۔ خدائے بزرگ و بلند نے اُن کا امتحان کیا۔ بھیدون کو جانون مین قید کیا اور جانون کو دل مین اور دل کو تن مین پھر عقل کو ان مین ملایا اور نبی بھیجے اور احکام دیئے۔ اسوقت ہر ایک اُن کے اہلون مین سے اپنے مقام کا تلاش کرنیوالا ہوا۔ حق تعالیٰ نے اُنہین نماز کا ادا کرنا فرمایا اسلئے تن نماز مین ہوا اور دل محبت مین ملا اور جان قرب مین پہنچی اور خدا کے وصل[1] پر قرار کیا۔ اور محبت سے عبارت نہین ہوسکتی کیونکہ محبت حال ہے اور حال کبھی قال نہین ہوتا۔ اور اگر جہان کے لوگ چاہین

[1] وصل یعنے عرفان الٰہی پر قرار کیا۔

کہ محبت زبردستی اپنی طرف کھینچین تو ایسا نہین کرسکتے اور اگر تکلف سے دفع کرنا چاہین تو بھی نہین کرسکتے کیونکہ محبت خدا کی بخششون مین سے ہے کسبون مین سے نہین ہے - اور سب جہان اسواسطے جمع ہو کہ محبت کو اُسکی طرف کھینچین جو اُسکا طالب نہ ہو تو یہ نہین کرسکتے اور اگر چاہین کہ اُس سے دفع کرین جو اُسکا اہل ہے تو اُس سے بھی عاجز ہون گے کیونکہ محبت الٰہی ہے اور آدمی لاہی لینے لہو کرنیوالا اور لاہی الٰہی کو ادراک نہین کرسکتا واللہ اعلم -

فصل ۳ - لیکن عشق مین مشائخ کے بہت سخن ہین - صوفیون کے ایک گروہ نے بندہ کے عشق کو حق تعالیٰ پر روا رکھا ہے مگر حق تعالیٰ سے روا نہین رکھا - اور کہا ہے کہ عشق اپنے محبوب سے منع کی صفت ہے اور بندہ حق تعالیٰ سے منع کیا گیا ہے اور حق تعالیٰ بندہ سے ممنوع نہین ہے پس بندہ کا عشق خدا پر جائز ہوتا ہے اور بندہ پر خدا کا عشق روا نہین کیونکہ عشق حد کا بڑھ جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ محدود نہین ہے اور پھر بعضون نے کہا ہے کہ عشق دو جہان مین ذات کے سمجھنے کی طلب کے سوا درست نہین ہوا اور حق تعالیٰ کی ذات سمجھ مین آنے والی نہین ہے اور محبت صفت سے حاصل ہوتی ہے اسلئے چاہیئے کہ خدا سے عشق درست نہ ہو - اور یہ بھی کہتے ہین کہ عشق دیکھنے کے سوا صورت نہین پکڑتا اور محبت سننے سے روا ہوتی ہے جب عشق نظری ہو تو روا نہین کیونکہ دنیا مین خدا کو کسی نے نہین دیکھا - اور جب حق تعالیٰ سے خبری ہوا تو ہر ایک نے اُس سے دعویٰ کیا کیونکہ خطاب مین سب برابر ہین پس حق تعالیٰ ذات سے مدرک اور محسوس نہین ہے تاکہ لوگون کو خدا کے ساتھ عشق درست ہو - اور صفتون اور فعلون سے دیلون کا حسن اور کرم سے محبت درست ہوتی ہے - تو نے نہین دیکھا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی محبت نے اپنے مین غرق کیا اور فراق کے حال مین جب پیراہن کی بو پائی تو اُن کی آنکھین بینا ہوگئین اور جب زلیخا کو عشق نے ہلاک کردیا تو جب تک حضرت یوسف علیہ السلام کا وصل نہ پالیا بینائی نہ پائی اور یہ طریق بہت ہی عجیب ہے - ایک نے ہوا کی پرورش کی ہے اور ایک نے ہوا کو چھوڑ دیا ہے - اور یہ بھی کہا ہے کہ عشق کے واسطے ضد ہے اور حق تعالیٰ کے لئے ضد نہین چاہیئے کہ وہ اُسپر روا ہو اور اسمین لطیف فصل ہین - مگر بینے درازی کے خوف کے لئے اِس مقدار پر کفایت کی ہے واللہ اعلم بالصواب -

فصل ۴ - اِس گروہ کے مشائخ کے لئے دوستی کی تحقیق میں اِس سے زیادہ رمزین ہین کہ وہ شمار ہوسکین - مین اُن کے کہے ہوئے سے تھوڑا سا اِس کتاب مین بیان کرتا ہون تاکہ اُن کے ترک کردینے کا طریق بجا نہ لاؤن - اُستاد ابوالقاسم قشیری نے کہا ہے المحبتہ محو المحب بصفاتہ واثبات المحبوب بذاتہ محبت یہ ہوتی ہے کہ محب اپنی سب صفتون کو اپنے محبوب کی طلب مین نفی کردے خاصکر خدا کی ذات کے ثبوت کے لئے یعنے جب محبوب باقی ہوتا ہے تو محب فانی ہو اور دوستی کی غیر کے لئے محبوب کے بقا کی نفی کرے تاکہ اُسکو مطلق ولایت حاصل ہو - اور محبت کی صفت کا فنا محبوب کی ذات کے ثبوت کے سوا نہین ہوتا - اور یہ روا نہین ہوتا کہ محب اپنی صفت سے قایم ہو کیونکہ اگر وہ اپنی صفت سے قایم ہوتا تو محبوب کے جمال سے بے پروا ہوتا - جب جانتا ہے کہ اُسکی حیاتی محبوب کے وصال مین ہے تو ضرور اپنی صفتونکی نفی کا طالب ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اپنی صفت کے سبب محبوب سے محجوب ہے پس دوست کی دوستی کے سبب اپنا دشمن ہوا ہے اور مشہور ہے کہ حسین ابن منصور کو سولی پر چڑہایا تو اُن کا آخری کلام یہ تھا حُبُّ الْوَاحِدِ اِفْرَادُ الْوَاجِبِ حب کے لئے یہ کافی ہے کہ اُسکی ہستی دوستی کے راستہ سے پاک ہوجائے اور نفس کی توانائی کا درجہ اُسکے شیفتہ ہونے مین پہنچے اور گم ہوجاے - ابویزید بسطامی نے کہا ہے اَلْمَحَبَّتُہ اِسْتِقْلَالُ الْکَثِیْرِ مِنْ نَفْسِکَ وَاسْتِکْثَارُ الْقَلِیْلِ مِنْ حَبِیْبِکَ محبت وہ ہوتی ہے کہ اپنے بہت کو تو کم جانے اور دوست کے تھوڑے کو زیادہ اور یہ بندہ پر خدا کا معاملہ ہے کہ دنیا کی نعمت کو اور جو کچھ دنیا مین بندہ کو دیا ہے اسے تھوڑا کہا اور فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ کہہ اے محمد صلعم کہ دنیا کی متاع جو تمہین دی ہے تھوڑی ہے اور پھر تھوڑی عمر اور تھوڑی جگہ مین اور ان کی تھوڑی متاع کو اُن کے تھوڑے ذکر کے لئے بہت کہا ہے جیسا کہ فرمایا ہے وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرَاتِ اور آدمی خدا کو یاد کرنے والے اور عورتین اُسکا ذکر کرنے والی بہت ہین تاکہ جہانیون کو جانین کہ دوست حقیقت مین خداوند تعالےٰ ہے اور یہ صفت لوگونکے لئے درست نہین کیونکہ خدا سے بندہ پر کوئی چیز تھوڑی نہین - اور عبداللہ نستری کے پیرے سہل نے کہا ہے اَلْمَحَبَّتُہ مُعَانَقَۃُ الطَّاعَاتِ وَمُجَانَبَۃُ الْمُخَالَفَاتِ محبت یہ ہے کہ محبوب کی طاعتون کی بغل مین ہاتھ ڈالے یعنے اُن کو اختیار کرے اور اُس کی مخالفتون سے روگردانی -

کیونکہ جب دوستی مین دل زیادہ قوی ہوتا ہے تو دوست کا فرمان دوست پر زیادہ آسان ہوتا ہے
اور یہ اُن ملحدون کے گروہ کا رد ہے جو کہتے ہین کہ بندہ دوستی مین اس درجہ کو پہنچتا ہے کہ طاعت
اُس سے اُٹھ جاتی ہے اور یہ محض بے دینی ہے کیونکہ ناممکن ہے کہ عقل کے صحیح ہونے کی حالت
مین تکلیف کا حکم بندہ سے دور ہو کیونکہ اسپر اتفاق ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت
کبھی منسوخ نہین ہوگی اور جب عقل کی صحت کے حال مین ایک شخص سے طاعت کا اُٹھ جانا روا
ہو تو سب سے روا ہوتا ہے اور یہ محض بیدینی ہوتی ہے - اور پھر مغلوب اور بیہوش کے لئے دوسرا
حکم ہے اور اُوزعذر ہے لیکن روا ہوتا ہے کہ بندہ کو خدا تعالیٰ اپنی دوستی مین اس درجہ تک پہنچائے
کہ طاعت کے ادا کرنے کا رنج اُس سے اُٹھ جائے کیونکہ امر کا رنج امر کرنے والے کی محبت کے
مقدار کے موافق ہوتا ہے جتنی محبت زیادہ قوی ہوتی ہے اُسیقدر طاعت ادا کرنیکا رنج اُسپر
آسان ہوتا ہے یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال مین ظاہر ہے کیونکہ جب خدا سے ان پر قسم
آئی لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون یعنے اے محمد صلعم تیری حیاتی کی قسم ہے کہ تحقیق
تیری قوم کے کافر قوم لوط کی طرح اپنی گمراہی مین حیران اور سرگردان ہین - تو رات دن آپ نے اتنی
عبادت کی کہ سب کامون سے ہٹ رہے اور پاؤن مبارک سوج گئے اسلئے خداوند تعالیٰ نے
فرمایا ما انزلنا علیك القرآن لتشقی اے محمد تجہ پر قرآن اسواسطے نہین بھیجا کہ تو رنج مین پڑے
اور یہ بھی روا ہے کہ فرمان کے ادا کرنے مین ادا کرنے کی روایت بندہ سے اُٹھ جائے جیسا کہ
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے انه لیغان علی قلبی وانی لاستغفر الله فی کل یوم
سبعین مرة ہر روز ستر دفعہ اپنے کامون سے مین نے استغفار پڑھا کیونکہ اپنے پر اور اپنے
کامون پر دیکھتا تھا تو کہین اپنی طاعت پر عُجب کرنیوالا نہ ہوون - اور جب خدا کے امر کی تعظیم
مین دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ میرے کام اُسکے لائق نہین - اور میمون محب رہ نے کہا ہے
اَلْمُحِبُّوْنَ لِلّٰهِ بِشَرَفِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لِاَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ
مَنْ اَحَبَّ خدا کے دوست دنیا اور آخرت کی بزرگی مین ہین کیونکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے
کہا ہے کہ آدمی اُسکے ساتھ ہوتا ہے جسکو دوست رکھتا ہے پس دنیا اور عاقبت مین خدا کے
ساتھ ہوتے ہین - اور اس سے جسکے ساتھ ہون خطا روا نہین - پس دنیا کی بندگی یہ ہوتی ہے

کہ خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور عاقبت کی بزرگی یہ ہے کہ وہ خدا کے ساتھ ہوتے ہین۔ اور معاذ رازی کے بیٹے یحیی نے کہا ہے حَقِیْقَتُہُ اَلْمَحَبَّۃِ مَا لَا یَنْقُصُ بِالْجَفَاءِ وَلَا یَزِیْدُ بِالْبِرِّ وَالْعَطَاءِ جفا سے محبت کم نہین ہوتی اور خوبی اور عطا زیادہ نہین ہوتی کیونکہ یہ دونون محبت مین سبب ہین اور ظاہر وجود کے حال مین اسباب گم ہوتے ہین اور دوست دوست کی بلا سے خوش ہوتا ہے اور محبت کے طریق مین جفا اور وفا برابر ہوتے ہین جب محبت حاصل ہو وفا جفا کی طرح ہوتا ہے اور حکایتون مین مشہور ہے کہ جب شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو جنون کی تہمت سے بیمارون کی جگہ مین بند رکھا تو ایک گروہ کے آدمی اُسکی زیارت کو آئے۔ آپ نے پوچھا مَنْ اَنْتُمْ تم کون ہو قَالُوْا اَحِبَّاؤُکَ اُنھون نے کہا تمہارے دوست ہین فَرَمَاھُمْ بِالْحِجَارَۃِ فَفَرُّوْا اُن پر پتھر پھینکنے شروع کیے پس وہ بھاگ گئے اِسلیے اُن کو کہا لَوْ کُنْتُمْ اَحِبَّائِیْ لَمَا فَرَرْتُمْ مِنْ بَلَائِیْ وَفِیْ نُسْخَۃٍ فَاصْبِرُوْا عَلٰی بَلَائِیْ اگر تم میرے دوست ہوتے تو میری بلا سے کیون بھاگتے کیونکہ دوست دوست کی بلا سے نہین بھاگتے اور ایک نسخہ مین یہ بھی ہے کہ اگر تم میرے دوست ہو تو میری بلا پر صبر کرو۔ اِن مجنون مین بہت سخن ہین مگر مین نے اِس مقدار پر کفایت کی ہے۔

چھٹے حجاب کا کشف زکوٰۃ مین

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ نماز کو قایم کرو اور زکوۃ دو۔ اور اُسکی مانند حدیثین اور آیتین بہت ہین اور ایمان کے فرضون کے حکمون مین سے ایک زکوۃ دینی ہے جسپر واجب ہو۔ اور اِس سے روگردانی کرنی روا نہین لیکن زکوۃ نعمت کے پورا ہونے پر واجب ہوتی ہے جیسے دوسو درم ایک پوری نعمت ہے جسکے قبضہ مین ہو ملک کے حکم کے موافق پانچ درم اُسپر واجب ہوتے ہین۔ اور بیس دینار ایک پوری نعمت ہے اُس سے آدھا دینار واجب ہوتا ہے۔ اور پانچ اونٹ ایک پوری نعمت ہے اُس سے ایک بکری واجب ہوتی ہے اور جو کچھ مالون مین سے اِن کی مانند ہے اُنکا ایسا ہی حکم ہے۔ لیکن مرتبہ کی بھی زکوۃ ہوتی ہے جیسا کہ مال کی کیونکہ وہ بھی ایک پوری نعمت ہوتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَرَضَ عَلَیْکُمْ زَکٰوۃَ جَاھِکُمْ کَمَا فَرَضَ

عَلَیْکُمْ زَکٰوۃُ مَالِکُمْ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے مرتبہ کی زکوۃ تم پر ایسی ہی فرض کی ہے جیسی کہ تم پر تمہارے مال کی زکوۃ اور یہ بھی کہا ہے اِنَّ لِکُلِّ شَیْئٍ زَکٰوۃٌ وَزَکٰوۃُ الدَّارِ بَیْتُ الضِّیَافَۃِ ہر شئے کی زکوۃ ہے اور گھر کی زکوۃ مہمان خانہ ہے۔ اور زکوۃ ادا کرنے کی حقیقت اسی جنس کی نعمت سے نعمت کا شکر ہے۔ اور تندرستی بھی ایک بڑی نعمت ہے اور ایک عضو کے لئے زکوۃ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے سب اعضاؤں کو عبادت میں مشغول رکھیں اور کسی کھیل اور بیکاری میں بیفائدہ نہ رہنے دیں تاکہ نعمت کی زکوۃ کا حق ادا کرنیوالے ہوں پس باطن کی نعمت کے لئے بھی زکوۃ ہوتی ہے اور اسکی کثرت کے سبب سے اُسکی حقیقت کو احاطہ نہیں کرسکتے پس اُسکے لئے بھی زکوۃ ہے جو اُسکے لائق ہو۔ اور وہ ظاہری باطنی نعمت کا عرفان ہے۔ جب بندہ نے جان لیا کہ حق تعالیٰ کی نعمت اسپر بے انتہا ہے تو بے انتہا نعمت کا شکر بے انتہا زکوۃ ہوتی ہے اور سب زکوتوں میں دنیا کی نعمت اس گروہ کے نزدیک نیک نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ بخل ہے اور بخل مرد کے واسطے بُرا ہے اور یہ پورا بخل ہے کہ دو سو درمون کو کوئی ایک سال تک اپنے قبضہ میں بند رکھے۔ اور پھر اس میں پانچ درم دے اور جب کریموں کا طریق مال کا خرچ کرنا ہوتا ہے اور سخاوت کرنیکی خصلت ہوتی ہے زکوۃ کہاں سے واجب ہوتی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ظاہری سا میں سے ایک نے تجربہ کے طور پر شبلی سے زکوۃ کی بابت پوچھا کہ کیا دینا چاہیے۔ جواب دیا کہ جب بخل اور مال موجود ہو تو تیرے مذہب میں دو سو درموں سے پانچ درم دینے چاہئیں اور بیس دیناروں سے آدھا دینار لیکن میرے مذہب میں کسی چیز کو ملاک نہ کرنا چاہیے تاکہ تو زکوۃ کے شغل سے آزاد ہو۔ سائل نے پوچھا کہ اس مسئلہ میں تیرا امام کون ہے جواب دیا ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ آپ جو کچھ رکھتے تھے دیدیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو کہا مَا خَلَّفْتَ لِعِیَالِکَ اپنے عیال کے لئے تم نے کیا چھوڑا جواب دیا اللہ وَرَسُوْلُہٗ اللہ اور اللہ کا رسول صلعم۔ اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ قصیدہ میں کہا ہے شعر

فما وجبت علے زکوۃ مال ۔۔۔ وھل تجب الزکوۃ علی الجواد

میں نے کبھی مال کی زکوۃ نہیں دی۔ اور کیا سخیوں پر زکوۃ واجب ہوتی ہے یعنی ہم تو مال

ہی نہین سکتے جسکی زکوۃ دین جو آیا سو دے ڈالا - پس کریمون کا مال خرچ ہوا ہوا ہوتا ہے اور راہ
خدا مین بہنے کے لئے اُن کا خون طیار - نہ مال پر بخیلی کرتے ہیں اور نہ خون پر جھگڑا کیونکہ اُنکا
کوئی ملک نہین ہوتا - لیکن اگر کوئی جہالت کو اختیار کرے اور کہے کہ جب میرے پاس مال
نہین ہے زکوۃ کے علم سے بے پروا ہون تو یہ ناممکن ہے کیونکہ اِسکا سیکھنا فرض عین ہے اور
علم سے بے پرواہی کرنی محض کفر ہے اور زمانہ کے فتنون مین سے ایک یہ ہے کہ نیکی اور فقر کا
دعوے کرنیوالے جہل کے سبب علم کو ترک کر دیتے ہین - مین ایک وقت صوفیون کی ایک
جماعت کو جو مبتدی تھی عبارت سکھلاتا تھا - ایک جاہل آیا اور مین اونٹ کے صدقہ کا باب
کہہ رہا تھا اور اونٹ کے دوسالہ بچے کا حکم جنے تیسرے سال مین پاؤن رکھا ہوا ہو اور تین سالہ
بچے کا حکم جنے چوتھے سال مین پاؤن رکھا ہوا ہو بیان کر رہا تھا اُس جاہل کا دل اُس سخن کے
سُننے سے تنگ ہوا - اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا میرے پاس اونٹ نہین ہین کہ بنت لبون کا علم
یعنے دوسالہ بچے کا میرے کام آوے - مین نے اُسکو کہا اے ملا نے جیسا کہ ہمین زکوۃ کے دینے
کے واسطے علم چاہیئے ویسا ہی اُسکے لینے کے لیے بھی چاہیئے اگر کوئی دوسالہ اونٹ کا بچہ
تجھے دے اور تو لیلے تو اسوقت بنت لبون کے علم کے ترک کرنے کے واسطے تجھکو نہ کہنا چاہیئے
اور اگر کسی کے پاس مال نہ ہو اور مال کی لیاقت بھی نہ ہو تو علم کا فرض اُس سے ساقط نہین ہوتا
فنعوذ باللہ من الجھل پس پناہ مانگتے ہین ہم اللہ کے ہان جہل سے -

فصل ۵ - اور شیخون مین سے ایسے صوفی ہوئے ہین جنہون نے زکوۃ لیلی ہے اور ایسے
بھی ہوئے ہین جنہون نے نہین لی - جنکا فقر اختیاری ہوا ہے اُنہون نے نہین لی اور
کہا ہے کہ ہم مال جمع نہین کرتے تاکہ زکوۃ نہ دینی پڑے اور دنیا داروں سے ہم لیتے بھی
نہین تاکہ اُن کا ہاتھ اوپر نہ ہو اور ہمارا زکوۃ لینے سے نیچے نہ ہو اور جو فقر مین مضطر ہین یعنے
جنکا فقر اضطراری ہے اپنے اختیار سے نہین اُنہون نے زکوۃ لے لی ہے اِسواسطے نہین
لی کہ اُن کو اُسکی ضرورت ہے بلکہ اِسواسطے لی ہے کہ مسلمان بھائی کی گردن سے فرض
کو اُٹھا لین اور جب یہ نیت ہو تو ہاتھ اوپر ہوتا ہے - یہ ہاتھ اوپر نہین ہوتا کہ دینے والیکا
اوپر ہو اور لینے والے کا نیچے - اِس طرح خدا سے بزرگ و بلند کا یہ قول باطل ہوتا

وَيَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ اور لیتے ہین صدقے - دینے والے کا ہاتھ اوپر ہوتا اور لینے والے کا نیچے تو زکوٰۃ کا دینے والا لینے والے سے زیادہ فاضل ہوتا اور یہ اعتقاد عین گمراہی ہے پس ید علیا یعنے اوپر ہاتھ وہ ہوتا ہے جو کوئی چیز واجب ہونے کے حکم کے موافق مسلمان بھائی سے لے تاکہ اُسکا بوجھ اُس مسلمان بھائی سے اوتر جائے اور درویش یعنے دنیادار نہین ہوتے بلکہ عقبائی ہوتے ہین اور اگر عقبائی دنیادار کی گردن سے وہ بوجھ نہ اُٹھائے تو فرض کا حکم اُسپر لازم آتا ہے اور قیامت مین اُسکے سبب گرفتار ہوگا پس حقتعالی نے عقبائی کا امتحان ایک آسان طریق سے کیا ہے تاکہ دنیادار فرض کے بوجھ کو ادا کرسکین - اور ضرور اوپر کا ہاتھ فقیرون کا ہاتھ ہوتا ہے کیونکہ خدا کی موافقت پر لینے والا ہے اور خدا کے حق کا لینا اُسپر واجب تھا اور اگر لینے والیکا ہاتھ نیچے ہوتا جیسا کہ حشویون کا ایک گروہ کہتا ہے تو چاہیے تھا کہ پیغمبرون کا ہاتھ نیچے ہوتا کیونکہ وہ بھی خدا کا حق[1] لیتے تھے اور اُسے اپنے خرچ مین لاتے تھے - کیونکہ خدا کے امر سے لیتے تھے - اور پیغمبرون کے بعد دین کے امام بھی اسی طریق پر ہوئے ہین کیونکہ بیت المال کا حق اُنھون نے لیا ہی اور جو لینے والے ہاتھ کو نیچے کہتا ہے اور دینے والیکو اوپر جانتا ہے وہ غلطی پر ہے تصوف مین یہ دونون قوی اصل ہین اور اس کا محل بخشش اور سخاوت کا باب ہے اور کچھ اُس مین سے بیان کرتا ہون ؛

باب یازدہم جود اور سخاوت کے بیان مین

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ قَرِیْبٌ مِنَ النَّارِ بَعِیْدٌ مِنَ الْجَنَّۃِ سخی بہشت سے قریب ہے اور آگ سے دور اور بخیل آگ سے نزدیک ہے اور بہشت سے دور - اور علما کے نزدیک جود اور سخا دونون لوگون کی صفتون مین ایک معنون مین ہین لیکن حق تعالی کو جواد کہتے ہین اور سخی نہین کہتے اور نہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالی نے اپنے آپ کو اس نام سے نہین پکارا - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی حدیث نہین آئی - اور اہل سنت کے اتفاق سے یہ روا نہین ہے کہ جبتک کتاب اور سنت گواہ نہ ہو عقل کے تقاضا پر کوئی خداوند تعالی کا نام رکھے جیسا کہ خداوند تعالی عالم ہے اور امت کے اجماع سے خدا کو عالم کہنا چاہیے لیکن عاقل اور فقیہ نہین کہہ سکتے پس

[1] حدیث نبوی کے موافق جناب رسول مقبول صلعم نہ لیا کرتے تھے کہ زکوٰۃ نہیں لیتے تھے اور یہی حکم آپ کی آل پاک کے لئے ہے ۱۲

جب یہ تینون نام ایک معنون مین ہین تو عالم کے نام کا تو خدا پر اطلاق کیا ہے موافقت کے صحیح
ہونیکے واسطے اور باقی دو نامون سے جو عاقل اور فقیہہ ہین پرہیز کیا ہے اور اسی طرح خدا کو جواد
کہا ہے اور سخی کہنے سے پرہیز کیا ہے۔ جواد اور سخی مین یہ فرق کرتے ہین کہ سخی وہ ہوتا ہے جو
بخشش مین تمیز کرے اور جو کرے وہ کسی غرض اور سبب سے ملا ہوا ہو اور بخشش مین یہ ابتدا کا
مقام ہے اور جود وہ ہے کہ تمیز نہ کرے اور اُسکا کیا ہوا بغیر غرض ہو اور اُسکا فعل بے سبب ہو اور
یہ دو پیغمبرون کا حال ہے۔ ایک خلیل علیہ السلام ہے اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
اور صحیح حدیثون مین آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب تک مہمان نہین آتا تھا کچھ نہین کھاتے
تھے۔ ایکدفعہ تین روز تک کوئی نہ آیا آخر ایک گبر اُن کے گھر کے دروازہ پر آیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے
پوچھا تو کون آدمی ہے جوابدیا گبر ہون ابراہیم علیہ السلام نے اُسکو کہا چلا جا دوسری امت کا مہمان مجھے
نہین چاہیے اِس لیے حق تعالیٰ سے اُنپر عتاب آیا کہ جس شخص کو مین نے ستر سال پالا ہے تو اُسکو
ایک روٹی دینے سے کراہت کرتا ہے۔ اور جب حاتم کا بیٹا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
تو آپ نے اپنی چادر اُسکے نیچے بچھادی اور فرمایا اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْہُ جب کسی
قوم کا سخی یا بزرگ آدمی تمہارے پاس آئے تو اُسکی عزت کرو جسنے جود مین تمیز کی اُس نے ایک
روٹی دینی افسوس رکھی اور جسنے تمیز نہ کی نبوت کی چادر کو ایک کافر کا فرش بنایا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کا
مقام سخاوت تھی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام جود۔ اور بہت نیک مذہب اِس مین یہ کہتے
ہین کہ جود پہلی خاطر کی فرمان برداری ہے یعنے جو پہلے ہی دل مین آئے اُسکے موافق کرنا اور
جب دوسری خاطر پہلی پر غلبہ کرے تو وہ بخل کی علامت ہے اور اہل تحقیق نے پہلی خاطر کو
بزرگ رکھا ہے کیونکہ ضرور پہلی خاطر خدا سے ہوتی ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ نیشاپور مین ایک
سوداگر تھا جو ہمیشہ شیخ ابوسعید رح کی مجلس مین رہتا تھا۔ ایک دن شیخ نے ایک درویش کے لیے
کچھ مانگا اُس مرد نے کہا میرے پاس ایک دینار تھا اور ایک تواضہ۔ پہلی دفعہ دل نے مجھے کہا
کہ دینار دیدے۔ دوسری دفعہ کہا کہ تواضہ دے مین نے تواضہ کو دیا۔ جب شیخ باتیں کرنے
لگے تو مین نے پوچھا کہ روا ہوتا کہ کوئی حق سے جھگڑا کرے فرمایا تو نے جھگڑا کیا کیونکہ اُسنے
تجھے کہا کہ دینار دے اور تو نے تواضہ دیا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شیخ ابوعبد رودباری

ایک مرید کے گھر مین آے وہ حاضر نہ تھا آپ نے فرمایا کہ اُسکے گھر کا اسباب فروخت کرو جب مرید گھر مین آیا تو وہ اس سے خوش ہوا اور چپ رہا اور جب اُسکی عورت آئی اور اُسنے وہ حال دیکھا تو اپنا جامہ اُتار کر پھینکدیا اور کہا یہ بھی گھر کے اسباب سے ہے خاوند نے اُسکو پکار کر کہا یہ تکلیف ہے جو تو نے کی ہے اور اختیار۔ عورت نے کہا اے مرد۔ حق وہی تھا جو کچھ شیخ نے کیا چاہے کہ مین تکلف کرون تاکہ ہماری جود بھی ظاہر ہو۔ مرد نے کہا درست ہے جب ہم نے شیخ کو اپنے پر تسلیم کیا تو وہ ہم سے عین جود ہے اور آدمی کی صفت مین جود تکلف کرنا ہے اور ہمیشہ مرید کو چاہئے کہ اپنے نفس اور ملک کو خداوند بزرگ و بلند کے حکم کی موافقت مین مبذول رکھے اور یہی مراد ہے جو عبد اللہ کے بیٹے سہل نے کہا ہے الصوفی دمہ ھدر و ملکہ مباح صوفی کا خون معاف اور مال مباح ہوتا ہے۔ شیخ ابو مسلم فارسی سے مین نے سنا ہے کہ ایکدفعہ مین نے ایک جماعت کے ساتھ حجاز کا ارادہ کیا اور جلوان کے گرد نواح مین رہزنون نے ہمین گھیر لیا اور ہمارے کپڑے اوتار لئے ہم اُن سے نہ لڑے کیونکہ اُن کی دلجوئی اسی مین تھی ہمارے درمیان ایک شخص تھا وہ بیقرار ہوا۔ ایک بہادر چور نے تلوار کھینچ لی اور قتل کرنیکا ارادہ کیا۔ ہم سب نے چور کے پاس اُسکی سفارش کی اُس نے جواب دیا کہ روا نہین کہ مین اس کذاب کو چھوڑون مین ضرور اسکو مار ڈالون گا۔ ہم نے اُس سے مار ڈالنے کا سبب پوچھا کہا اسلئے کہ وہ صوفی نہین ہے اور ولیون کی صحبت مین خیانت کرتا ہے ایسے شخص کا نہ ہونا بہتر ہے۔ ہم نے کہا کس لئے اُس نے کہا اسلئے کہ تصوف کا بہت کم درجہ جود ہے اور یہ اس خرقہ کی محبت مین جو صرف چند چیتھڑے ہین وابستہ ہونے اور اپنے دوستون کے ساتھ اتنی خصومت کے ہوتے ہوئے کیونکر صوفی ہو سکتا ہے کیونکہ کئی سال ہو گئے ہین کہ ہم تمہارا کام کرتے ہین اور تمہارا راستہ صاف کر رہے ہین اور دنیا کی علاقے تم سے قطع کرتے ہین۔ ایسا ہی کہتے ہین کہ جعفر طیار کے بیٹے عبد اللہ رحمۃ اللہ مین ایک گروہ پر گذری ایک حبشی غلام کو دیکھا جو بھیڑ بکری کی نگہبانی کرتا تھا۔ ایک کتا آیا ہوا تھا وہ اُسکے سامنے بیٹھ گیا اُس نے ایک روٹی نکالی اور اُسکے آگے رکھدی اور دوسری اور تیسری بھی۔ عبد اللہ غلام کے پاس گئے اور کہا اے غلام ہر روز تیری خوراک کس قدر ہے۔ کہا اسی قدر جو تو نے دیکھی۔ کہا پھر تو نے اس کتے کو کیون دیدی جواب دیا اس لئے کہ یہان کتے نہین ہین۔ اور یہ بہت

دور سے اِس امید پر آیا ہے۔ مین نے اپنی روزی اِسے دیدی تاکہ اِس کہنے کی محنت ضائع نجاوی
عبداللہ کو یہ کلمہ خوش لگا اور اُس غلام کو مع گوسفندون اور نمل کے خرید لیا اور اُسکو آزاد کیا اور کہا
یہ بکریان اور مال مین نے تمکو بخشدیا۔ غلام نے عبداللہ کو دعا دی اور گوسفندون کو صدقہ مین
دیدیا اور مال کو خرچ کیا اور وہان سے چلا گیا۔ اور ایک مرد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیٹے امام
حسن رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازہ پر آیا اور کہا اے پیغمبر کے بیٹے مجھپر چار سو درم قرض ہے
امام حسن رضی اللہ عنہ نے چار سو درم اُسکو دیدیئے اور خود روتے ہوئے گھر مین چلے گئے لوگون
نے کہا اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تو کیون روتا ہے کہا کہ اُسکے حال کی تلاش کرنے
مین مین نے کوتاہی کی ہے اور اُسکو سوال کرنے کی ذلت اُٹھانی پڑی ہے۔ اور ابو سہل
صعلوکی رحمتہ اللہ علیہ صدقہ کبھی کسی درویش کے ہاتھ پر نہین رکھتے تھے اور جو چیز بخشتے کیسکے
ہاتھ مین نہین دیتے تھے بلکہ زمین پر رکھدیتے تھے اور لوگ اُسکو اُٹھا لیتے تھے لوگون نے
اِسکا سبب پوچھا جواب دیا اِس طرح دینار دینے کے لئے وہ خطرہ نہین ہوتا جو کسی مسلمان
کے ہاتھ مین دینے سے ہوتا ہے کہ میرا ہاتھ اوپر ہو اور اُسکا نیچے۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
سے ذکر ہے کہ حبش کے بادشاہ نے اُن کے پاس دو من کستوری بھیجی آپ نے ایک ہی مرتبہ
اُسکو پانی مین ڈال دیا اور اپنے پسر اور اپنے یارون پر اُسکو مل دیا۔ اور انس رضؓ سے روایت ہے
کہ رسول علیہ السلام کے پاس ایک مرد آیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو ایک وادی جو
دو پہاڑون کے درمیان تھی اور گوسفندون سے پُر تھی اُسکو بخشدی۔ جب وہ اپنی قوم مین
لوٹا تو کہا اے قوم مسلمان ہو جاؤ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اِسقدر بخشش کرتے ہین کہ اپنی
درویشی سے بھی نہین ڈرتے۔ اور انس رضؓ سے یہ بھی روایت کرتے ہین کہ اسّی ہزار درم
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے لے آئے اور اپنے اُن کو ایک گودڑی پر پھینک دیا
اور جب تک اُن سب کو نہ دیدیا اپنی جگہ سے نہ اُٹھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہین کہ
اس حال مین مین نے دیکھا ہے کہ آپ نے بھوک کے سبب پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا۔ ایک
بادشاہ نے پچھلے درویشون مین سے ایک درویش کے ہان چھ سو درم بھر خالص سونا بھیجا
کہ یہ لیلے۔ وہ لیکر حمام مین چلا گیا اور وہ سب حمام مین دیدیا اور اِس سے پہلے لوزیون کے مذہب

مین ایثار کے باب مین اِن معنون مین مین نے لکھا ہے اور اِس جگہ اِسی پر اختصار کیا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

ساتوین حجاب کا کھولنا روزے مین

خدائے بزرگ و برتر نے کہا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے اوپر روزہ لکھا گیا۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یعنے روزہ میرے ملک سے ہے اور روزہ کی جزا کے لئے مین بہتر ہون کیونکہ وہ باطنی عبادت ہے ظاہر سے کچھ تعلق نہین رکھتی اور غیر کو اِس مین کچھ نصیب نہین ہے اور اُسکی جزا بے نہایت ہوتی ہے۔ اور کہا ہے کہ لوگون کا بہشت مین داخل ہونا تو رحمت الٰہی کے طفیل ہوگا اور درجہ عبادت کی طفیل اور ہمیشگی روزہ کی طفیل۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اَلصَّوْمُ نِصْفُ الطَّرِیْقِ روزہ رکھنا آدھی طریقت ہے اور مشائخ کو مین نے دیکھا ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور یہ بھی دیکھا ہے کہ رمضان کے مہینے کے سوا اور مہینون مین روزہ نہین رکھتے تھے۔ رمضان مین تو اِس لئے رکھنا تھا اور ماہ رمضان کے سوا نہ رکھنا اختیار اور ریاکے ترک کرنے کے واسطے۔ اور مین نے یہ بھی دیکھا ہے کہ روزہ رکھتے تھے اور کوئی نہین جانتا تھا رات کو جب طعام سامنے لاتے تھے تو کھاتے تھے اور یہ سنت کے زیادہ موافق ہے اور عائشہ صدیقہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایام بیض یعنی جو تیرہوین چودھوین پندرھوین تاریخ اور عشرہ محرم مین روزہ رکھتے تھے اور ماہ رجب اور شعبان مین بھی رکھتے تھے اور صوم داؤد بھی رکھتے تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خیر الصیام کہا ہے۔ ایک وقت مین شیخ احمد نجاری کے پاس آیا آپ حلوے کا طبق آگے رکھے ہوئے کھا رہے تھے۔ میری طرف اشارہ کیا۔ لڑکپن کی عادت کے موافق مینے کہا مین روزہ دار ہون پوچھا کیون۔ مین نے جواب دیا کہ فلان کی موافقت پر کہا لوگون کو لوگون کی موافقت کرنی درست نہین ہے۔ مین نے ارادہ کیا کہ روزہ کھولدون۔ فرمایا کہ جب اُسکی موافقت سے کنارہ کرتا ہے تو میری موافقت بھی نکر کیونکہ مین بھی مخلوق مین سے

ہون - یہ دونون امر کیسان موافق ہیں اور روزہ کی حقیقت امساک ہے اور کل طریقت اسمین پوشیدہ ہے اور روزہ مین بہت کم درجہ بھوک ہے وَالْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ اور بھوک خدا کا طعام ہے زمین مین اور بھوک سب زبانون مین ازروے شرع اور عقل کے لوگون مین نیک ہے پس ہمیشہ روزہ کا واجب ہونا ایک مہینہ ہے جو عاقل - بالغ - مسلم - صحیح - مقیم پر ہے اور روزہ کا شروع رمضان مہینے کے ہلال دیکھنے سے ہے یا شعبان کے پورا ہونے کے بعد اور ہر روزہ کے لئے صحیح نیت اور سچی شرط چاہئے - لیکن امساک کیلئے بہت شرطہ ہے جیسا کہ پیٹ کو طعام اور شراب سے بچانا چاہئے - چاہئے کہ آنکھ کو شہوت کی نظر سے اور کان کو غیبت کے سننے سے اور زبان کو بیہودہ بولنے اور آفت سے اور تن کو دنیا کی پیروی اور شرع کی مخالفت سے نگاہ رکھے اور حقیقت مین وہی شخص روزہ دار ہوتا ہے - کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا صُمْتَ فَلْیَصُمْ سَمْعُکَ وَبَصَرُکَ وَلِسَانُکَ وَیَدُکَ وَکُلُّ عُضْوٍ مِنْکَ اور یہ بھی کہا ہے رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صَوْمِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ بہت روزہ دار ہین کہ اُن کو روزہ سے کچھ فائدہ نہین ہے مگر بھوکا پیاسا رہنا - اور ہین عثمان جلابی کے بیٹے علی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا - مین نے عرض کی یا رسول اللہ اَوْصِنِیْ مجھے کچھ وصیت فرمایئے فرمایا اِحْبِسْ حَوَاسَّکَ اپنے حواس کو (خدا کی محبت مین) مقید کرے - اپنے حواس کو بند کرنا پورا مجاہدہ ہوتا ہے کیونکہ علمون کی کلیت کا حاصل ہونا ان پانچ دروازون سے ہوتا ہے ایک دیکھنا - دوسرے سننا - تیسرے چکھنا چوتھے سونگھنا - پانچویں چھونا - اور یہ پانچون حسین عقل اور علم کی سپاہ سالار ہین ان مین چار کا محل مخصوص ہے اور ایک سب بدن مین پھیلی ہوئی ہے - آنکھ دیکھنے کا محل ہے کہ وہ جہان کو دیکھتی ہے اور کان سننے کا محل ہین جو خبر اور آواز کو سنتے ہین اور زبان کو ذوق کا محل ہے جو مزہ اور بے مزہ کو جانتا ہے اور ناک سونگھنے کا کہ وہ بد بو اور خوشبو محسوس کرتا ہے اور چھونے کا خاص محل نہین ہے وہ سب اعضاء مین ہے جو نرمی یا گرمی اور سردی اور سختی کو جانتے ہین غرض بدیہی اور الہامی کے سوا کوئی ایسی چیز نہین ہے - جو ان مذکورہ پانچ دروازون کے سوا کسی آلۂ علم سے معلوم ہو اور پانچون حسون کے ہر ایک دروازہ مین ضعفا اور کدورت ہے کیونکہ جس طرح علم اور عقل اور روح کو ان مین دخل اور مجال ہے

اسی طرح نفس اور ہوا کو بھی جو طاعت اور گناہ - نیک بختی اور بدبختی مین مشترک البہ ہے پس حق تعالیٰ کی طرف سے شنوائی کو نیک باتون کے سننے اور بینائی کو نیک باتون کے دیکھنے کی ولایت و سرپرستی حاصل ہے - اور نفس کی ولایت جھوٹ کا سننا اور شہوت کا دیکھنا - اور چھونے اور سونگھنے اور ذوق مین حق کی ولایت امر کی موافقت اور سنت کی پیروی ہے اور نفس کی ولایت خدا کے فرمان اور شریعت کی مخالفت - پس چاہیئے کہ روزہ دار ان سب حسون کے دروازہ کو بند کرے اور مخالفت سے موافقت پر آئے تاکہ روزہ دار ہو اور صرف کھانے پینے کا روزہ رکھنا لڑکون اور بوڑھی عورتون کا کام ہے - نفسانی مشرب اور دنیاوی کھیل کے مقامات سے روزہ رکھنا چاہیئے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ اور نہین بنایا ہم نے پیغمبرون کا جسم تاکہ کھانیوالی چیز نہ کھائین - اور یہ بھی فرمایا ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا کیا غفلت کے سبب تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمکو کھیل کے طور پر پیدا کیا ہے - اور لوگون کو ہمنے کھیل کے لئے پیدا نہین کیا پس کھیل اور حرام سے امساک کرنا چاہیئے نہ حلال کے کھانے سے - مجھے اس سے تعجب ہے جو نفلی اور مستحب روزہ کو ادا کرتا ہے اور فرض کی ترک کیونکہ گناہ فرض کا نہ کرنا ہے اور ہمیشہ روزہ رکھنا سنت فنعوذ باللہ من قسوۃ القلب پس ہم دل کے کھوٹ سے اللہ سے پناہ مانگتے ہین اور جب گناہ سے کسیکو عصمت ہو تو اسکے سب احوال روزہ ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ عبداللہ تستری کے بیٹے مہل جس دن ماں سے پیدا ہوئے روزہ دار تھے اور جس دن دنیا سے گئے روزہ دار گئے - کہتے ہین کہ جس روز پیدا ہوئے وہ صبح کا وقت تھا آپ نے شام کی نماز تک کچھ دودھ نہین پیا اور جب دنیا سے گئے تو روزہ دار تھے - اور یہ روایت ابوطلحہ مالکی نے لکھی ہے لیکن روزہ مین وصال رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منع آیا ہے کیونکہ جب آپ وصال کرتے تھے تو اصحاب ان سے موافقت کرتے تھے آپ نے فرمایا تم وصال نہ کرو اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ مین تم مین سے کسی ایک کی طرح نہین ہون مجھکو حق تعالیٰ سے ہر رات طعام اور شراب ہے پس ارباب مجاہدہ کہتے ہین کہ یہ نہی شفقت ہے نہی حرام نہین اور ایک گروہ اولیا کہتے ہین کہ وصال کرنا سنت کے خلاف ہے لیکن حقیقت مین وصال[1]

[1] اس وصال کے معنی کچھ مترجم کی سمجھ مین نہین آئے - شاید اعتکاف کے معنی ہون - یا کچھ اور واللہ اعلم -

محال ہوتا ہے کیونکہ جب دن گذر گیا رات کو روزہ نہیں ہوتا اور جب روزہ کی نیت رات میں نہیں باندھتا تو وصال نا جائز ہوتا ہے اور عبداللہ تستری کے بیٹے سہل سے حکایت کرتے ہیں کہ ہر پندرہ دن روز ایک دفعہ طعام کھاتے تھے اور جب رمضان کا مہینہ ہوتا تھا تو عید تک کچھ نہ کھاتے تھے اور ہر رات چار سو رکعت نماز پڑھتے تھے پس یہ آدمی کی طاقت سے باہر ہے اور الٰہی مشرب کے سوا نہیں کر سکتے اور وہ ایک تائید ہوتی ہے کہ اسکا عین آدمی کا غذا ہوتا ہے۔ ایک کے لئے غذا دنیا کا طعام ہوتا ہے اور ایک کے لئے خدا کی تائید غذا ہوتی ہے۔ اور شیخ ابو نصر سراج سے جو فقرا کے طاؤس اور صاحب برق تھے یہ خبر درست ہے کہ رمضان کے مہینے میں وہ بغداد میں پہنچے تو شونیزیہ کی مسجد میں خلوت کے لئے اُن کو الگ حجرہ دیا گیا اور درویشوں کی امامت اُسکے سپرد کی۔ آپ نے عید تک اصحابوں کی امامت کی اور تراویح میں قرآن کے پانچ ختم پڑھے۔ اور ہر رات خادم ایک روٹی آپکو حجرہ میں پہنچا دیا کرتے تھے۔ جب عید کا دن ہوا تو وہ آپ چلے گئے خادم نے تو تیس روٹیاں موجود پڑی تھیں۔ اور بکار کے بیٹے علی نے روایت کی ہے کہ حفظ مصفی رح کو میں نے دیکھا ہے کہ رمضان کے مہینے میں پندرہویں روز کے سوا کچھ نہ کھایا۔ اور ابراہیم خواص رح سے روایت کرتے ہیں کہ رمضان کے سارے مہینے میں کچھ نہ کھایا کرتے اور حالانکہ وہ سخت گرمی کا مہینہ تھا روز گیہوں کی مزدوری پر جاتے تھے اور جو کچھ ملتا وہ درویشوں کو دیدیتے اور رات بھر دن ہونے تک نماز میں رہتے لوگ اُن کی اُس حالت کو دیکھتے رہے کہ وہ نہ کھاتے اور نہ سوتے تھے۔ شیخ ابو عبداللہ خفیف رح سے ذکر ہے کہ جب آپ نے دنیا سے کوچ کیا تو چالیس چلّے پے در پے کئے ہوئے تھے۔ اور میں نے ایک پیر کو دیکھا ہے کہ ہر سال دو چلّے کاٹتے تھے اور دانشمند ابو محمد بانفری رح جب دنیا سے جانے لگے تو میں اُس جگہ حاضر تھا۔ اتنی روز سے اُنے کچھ نہیں کھایا ہوا تھا اور آپ کی کوئی نماز جماعت سے الگ بھی نہیں ہوئی تھی۔ اور مرو میں دو پیر تھے۔ ایک کا نام مسعود رح اور ایک کا بو علی سیاہ رح کہتے ہیں کہ مسعود نے بو علی سیاہ کے پاس آدمی بھیجا کہ یہ دعوی کب تک۔ آؤ چالیس روز تک ہم بیٹھیں اور کچھ نہ کھائیں۔ بو علی سیاہ نے کہا کہ آؤ ہر روز تین دفعہ کھائیں اور چالیس روز تک ایک طہارت سے رہیں۔ اور اس مسئلہ کی مشکل ابھی تک برجا ہے۔ جاہل اس سے تعلق کرتے ہیں کہ وصال روا ہوتا ہے اور طبیب ان معنوں کے

اصل کا انکار کرتے ہین اور مین اسکا سبب بیان کہتا ہون تاکہ سخن مشکل کے احاطہ سے باہر اور ظاہر ہو
پہچان کہ وصال بغیر اسکے کہ خداوند تعالیٰ کے فرمان مین خلل آئے کرامت ہوتی ہے اور کرامت خاص
محل ہے نہ عام اور جب اُسکا حکم عام نہین ہوتا تو اُسپر امر درست نہین آتا - اور اگر کرامت کا اظہار
عام ہوتا تو ایمان جبر ہوتا اور معرفت پر عارفون کو ثواب نہ ہوتا - پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صاحب معجزہ تھے تو آپ نے وصال کو ظاہر کیا اور اہل کرامتون کو اُسکا ظاہر کرنا منع کیا کیونکہ کرامتون
کی شرط چھپانا ہے اور معجزہ کی شرط اظہار اور معجزہ اور کرامتون مین یہ واضح فرق ہے اور جسکو ہدایت
ہو اُسکے لئے اسقدر کافی ہے - اور ان سب کا اصل موسیٰ کے حال سے تعلق رکھتا ہے اور جب
چاہتے ہین کہ خداوند تعالیٰ کا کلام بھید مین سنین تو چالیس روز تک بھوکے رہتے ہین اور جب
تیس دن گذر جاتے ہین تو مسواک کرتے ہین اور اسکے بعد دس روز اور رہتے ہین - ضرور خداوند
تعالےٰ بھید مین ان سے سخن کہتا ہے کیونکہ نبیون کو جو کچھ اظہار پر روا ہوتا ہے ولیون کو وہ بھید پر
روا ہوتا ہے - پس خداوند تعالیٰ کے کلام کا سننا طبع کے بقا سے روا نہین ہوتا اور چارون
طبعون کے لئے چالیس دن کھانے پینے کی نفی کرنی چاہئے تاکہ یہ مقہور ہوں اور روح کے
واسطے کمل ولائیت اور محبت کی صفائی اور لطافت حاصل ہو - اور باب الجوع یعنے بھوک کا
باب اسکے موافق ہے اور ہم اُسکی حقیقت ظاہر کرتے ہین تاکہ اگر خدا تعالےٰ چاہے تو اُسکی
حقیقت معلوم ہو +

باب دوازدہم بھوک اور اُسکے متعلقات کے بیان مین

خدائے بزرگ وبلند نے فرمایا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ
الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ اور البتہ ہم تمہین خوف - بھوک اور مال اور جان اور پھلون
کی کمی مین سے کسی چیز کے ساتھ آزمائینگے - اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے بَطْنٌ جَائِعٌ
اَحَبُّ اِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ سَبْعِيْنَ عَابِدًا غَافِلًا بھوکے آدمی کا پیٹ خدا کے نزدیک
ستر عابدون سے جو غافل ہون زیادہ دوست ہے جاننا چاہئے کہ بھوک کو سب امتون اور
نیک ملتون مین بڑی بزرگی ہے کیونکہ ظاہرا بھوکے آدمی کا دل کہ جسمین زیادہ شرہ ہوا اور ریاضت
پر اپنے مہذب بنایا ہوا ہو زیادہ تیز ہوتا ہے اور طبیعت زیادہ مہذب تندرست ہوتی ہے کان

الجوع للنفس خضوع وللقلب خشوع کیونکر بھوک نفس کے لئے افتادگی اور دل کے لئے عاجزی ہے - بھوکے آدمی کا تن افتادہ اور تواضع کرنیوالا ہوتا ہے اور دل عاجز - کیونکہ بھوک سے نفسانی قوت ناچیز ہوجاتی ہے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اجیعوا بطونکم واصموا کبادکم واعروا اجسادکم لعل قلوبکم ترى الله عيانا فى الدنيا پیٹون کو بھوکا رکھو اور جگرون کو پیاسا اور تنون کو ننگا شاید دنیا مین تم دل مین خدا کو دیکھو - اگرچہ تن کو بھوک سے بلا حاصل ہوتی ہے مگر دلکو اُس سے روشنی ہوتی ہے - اور جان کو صفائی اور بھید کو لقا اور جب بھید لقا پاتا ہے اور جان صفائی اور دل روشنی تو اگر تن بلا مین ہو تو کیا زیان ہے - اور پیٹ بھر کر کھانے مین زیادہ بلا نہین ہے کیونکہ اگر اس مین بلا ہوتی تو پرہیزگارون کو پیٹ بھر کر نہ کھلاتے - کیونکہ پیٹ بھر کر کھانا پرہیزگارون کا کام ہے اور بھوک بیمارون کا علاج ہے اور بھوکا رہنا باطن کو آباد کرنا ہوتا ہے اور پیٹ بھر کر کھانا بطنون کو - بھوکا رہنے والا باطن کے آباد کرنے مین عمر صرف کرتا ہے تاکہ خدا کے واسطے تنہا ہو اور علاقون سے الگ پس یہ کیونکر اُسکے برابر ہوتا ہے جو ظاہر کے آباد کرنے مین عمر بسر کرتا ہے اور ہوا اور تن کی خدمت - ایک کو جہان کھانیکے لئے چاہئے اور ایک کو کھانا عبادت کرنے کے لئے - اور ان دونون مین بہت فرق ہوتا ہے كَانَ الْمُتَّقُدِمُونَ يَاكُلُونَ لِيَعِيشُوا وَاَنْتُمْ تَعِيشُونَ لِتَاكُلُوا اگلے اِسواسطے کھاتے تھے کہ حیاتی رہے اور تم یہ سمجھتے ہو کہ حیاتی کھانے کے واسطے ہے اَلْجُوعُ طَعَامُ الصِّدِّيقِينَ وَمَسْلَكُ الْمُرِيدِينَ وَبَعْدَ قَضَاءِ اللهِ وَقَدْرِهِ بھوک سچ کہنے والون کا طعام ہے اور اُن کا راستہ جو ارادتمند ہین اور خدا کا حکم اور اندازہ پہلے سے ہوچکا ہے - آدم کا بہشت سے باہر نکلنا اور خدا کے قرب سے اُسکا دور ہونا لقمہ کے لئے تھا اور حقیقت مین جو بھوک مین بیقرار ہو وہ بھوکا نہین ہوتا کیونکہ کھانے کا طالب کھانے کے ساتھ ہوتا ہے پس جسکو بھوک کا درجہ حاصل ہو وہ کھانے کا تارک ہوتا ہے کھانے سے ممنوع نہین اور جو عقل کے ہونیکی حالت مین اُسکو ترک کرے اور اُسکا بوجھ اور رنج اُٹھائے تو وہ بھوکا ہوتا ہے اور شیطان اور نفس کی خواہش کی قید سوا بھوک کے نہین ہے - اور کنانی رحمۃ نے کہا ہے وَمِنْ حِكَمِ الْمُرِيدِ اَنْ يَكُونَ فِيهِ ثَلٰثَةُ اَشْيَاءَ نَوْمُهُ غَلَبَةٌ وَكَلَامُهُ ضَرُورَةٌ

وَاُكُلُهٗ فَاقَتَهٗ اور مرید کی شرط یہ ہین کہ تین چیزین اُس مین موجود ہون ایک یہ ہے کہ اُسکی خواب غلبہ کے سوا نہ ہو اور ضرورت کے سوا نہ بولے اور بھوک کے سوا نہ کھائے - اور فاقہ بعضون کے نزدیک دو راتدن ہین یعنے دو آٹھ پہر - اور بعض کے نزدیک ایک ہفتہ ہے اور بعض کے نزدیک چالیس روز کیونکہ تحقیق کرنیوالے اِسپر ہین کہ سچی بھوک ہر چالیسوین دن ایکدفعہ ہوتی ہے اور یہ جان کو بچا رکھنے والی ہے اور جو کچھ درمیان مین ظاہر ہوتی ہے وہ حرص اور طمع کا غرور ہے عَافَانَا اللّٰہ خدا تعالیٰ سچہ پر بخشش کرے اسیواسطے اہل معرفت کی رگین سب خداوند تعالیٰ کے بھیدون کی دلیل ہین اور اُن کے دل اُسکی بلند نظر کی جگہ اور دلون کی طرف سے اُن کے سینون مین دروازے کھلے ہوتے ہین - اور عقل اور ہوا اُن کی درگاہ پر بیٹھا ہوا ہے - روح عقل کی مدد کرتا ہے اور نفس ہوا کی اور جسقدر طبیعتین غذا سے زیادہ پرورش پاتی ہین اُسیقدر نفس زیادہ قوی ہوتا ہے اور ہوا زیادہ تربیت پاتی ہے اور اعضا مین اُسکا دبدبہ زیادہ پراگندہ ہوتا ہے اور ہر رگ مین اُسکے پراگندہ ہونے سے ایک اَور طرح کا حجاب ظاہر ہوتا ہے - اور جب طالب طعام کو اُس سے ہٹا لیتا ہے ہوا زیادہ ضعیف ہوتی ہے اور عقل زیادہ قوی - اور نفس کی طاقت رگون سے زیادہ ٹوٹ جاتی ہے اور بھید اور دلیلین زیادہ ظاہر ہوتی ہین اور جب نفس اپنی حرکتون سے عاجز اور ہوا اپنے وجود سے فانی ہو جاتی ہے باطل ارادہ حق کے اظہار مین محو ہوتا ہے اسوقت مرید کی کل مراد حاصل ہوتی ہے - اور ابوالعباس قصاب سے ذکر ہے کہ کہا ہے میری طاعت اور معصیت دو طریقون مین ہے - جب کھاتا ہون تو سب گناہون کا مایہ اپنے مین پاتا ہون اور جب اس سے ہاتھ ہٹا لیتا ہون تو سب طاعتون کا اصل اپنے مین دیکھتا ہون لیکن بھوک کا پھل مشاہدہ ہے کیونکہ اُسکا راستہ دکھلانیوالا مجاہدہ ہے پس بھید جو مشاہدہ کے ساتھ ہو بہتر ہے اُس بھوک سے جو مجاہدہ کے ساتھ ہو کیونکہ مشاہدہ مردون کا میدان ہے اور مجاہدہ لڑکون کی کھیل فَالشَّبَعُ بِشَاهِدِ الْحَقِّ خَيْرٌ مِنَ الْجُوْعِ بِشَاهِدِ الْخَلْقِ پس سیری جو خدا کی قدرت کی بینائی کے ساتھ ہو بہتر اُس بھوک سے ہے جو مخلوق کی بینائی کے ساتھ ہو - اور اِن مضمون مین بہت کلام ہے لیکن طوالت کے خوف کے واسطے مین نے اِسپر

اختصار کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آٹھوین حجاب کا کشف حج کے بیان مین

خدا بزرگ و بلند فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا اور اللہ کے واسطے ہے آدمیون پر خانہ کعبہ کا ارادہ کرنا جو راستہ کی طرف سے کعبہ جانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور عین فرضون مین سے ایک فرض بندہ پر حج کرنا ہے جو اُس حال مین ہے کہ تندرست صحیح عقل ہو۔ بالغ ہو۔ مسلمان ہو۔ حج کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور حج اُن تین چیزون سے مراد ہے۔ میقات مین احرام باندھنا۔ عرفات مین ٹھیرنا۔ زیارت کے وقت طواف کرنا ان مین اتفاق ہے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا اختلاف سے ہے اور حرم مین بغیر احرام کے نہ جانا چاہئے۔ اور حرم کو حرم اسواسطے کہتے ہین کہ اسمین ابراہیم علیہ السلام کا مقام اور امن کا محل ہے پس ابراہیم علیہ السلام کے لئے دو مقام ہوئے ہین ایک تو تن کا مقام ہے اور دوسرا دل کا۔ تن کا مقام مکہ معظمہ ہے اور دل کا مقام دوستی۔ جو اس تن کے مقام کا ارادہ کرتا ہے یعنے مکہ کا وہ تمام شہوتون اور لذتون سے روگردانی کرتا ہے۔ محرم ہوتا ہے۔ کفن پہنتا ہے۔ حلال شکار سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے۔ اور سب حواسون کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ اور عرفات مین حاضر ہوتا ہے وہان سے مزدلفہ اور مشعر الحرام مین جاتا ہے اور پتھر اُٹھاتا ہے اور مکہ مین کعبہ کا طواف کرتا ہے پھر منا مین آتا ہے وہان تین روز تک رہتا ہے اور شرط سے پتھر پھینکتا ہے اور وہان سر کے بال مُنڈاتا ہے قربانی کرتا ہے اور کپڑے پہنتا ہے۔ اور پھر جب کسی نے ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مقام کا ارادہ کیا تو اُس نے الفت کی گئی چیزون سے روگردانی کی اور لذتون اور راحتون کو ترک کیا اور غیرون کے ذکر سے منہ پھیرنے والا ہوا کیونکہ دنیا مین توجہ کرنی خطرناک ہے۔ پھر معرفت کی عرفات مین قیام کیا اور وہان سے الفت کے مزدلفہ کا ارادہ اور وہان سے بھید کو خدا کے حرم کے طواف کے لئے بھیجا اور حرصون اور فاسد اندیشون کے پتھرون کو امان کے منا مین پھینکا اور نفس کو مجاہدہ کے مقام مین قربان کیا اسلئے دوستی کے مقام مین پہنچتا ہے پس اُس مقام مین (یعنی کعبہ) داخل ہوتا دشمن اور اُسکی شمشیر سے امان ہوتی ہے اور اُس مقام

(یعنی خلوت) مین آنا قطعیت اور اُسکے اخوات سے امان ہوتی ہے - اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے الحاج وفد اللہ یعطیھم ما سالو ویستجیب لھم ما دعوا حاج وفد حاجی لوگ خدا کی طرف قاصد ہوئے ہین جو کچھ مانگتے ہین خداوند تعالیٰ اُنہین دیتا ہے اور جو وہ دعا کرتے ہین اُسکو قبول کرتا ہے اور دوسرا گروہ اپنی پناہ چاہتا ہے یہ اور کچھ نہین مانگتا نہ دعا کرتا ہے یہ تسلیم اختیار کرتے ہین جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ جب ابراہیم کو اُس کے رب نے کہا مطیع ہو کہا مین جہانون کے پالنے والیکا مطیع ہوا ہون - اور جب ابراہیم علیہ السلام دوستی کے مقام مین پہنچے تو علاقون سے الگ ہوگئے اور دل کو غیر سے دھو ڈالا - حق تعالیٰ نے چاہا تا کہ لوگون پر آپ کا جادہ کرے - نمرود کو مقرر کیا اسلئے اُسنے ابراہیم علیہ السلام اور اُسکے ماں باپ کے درمیان جدائی ڈالدی اور ایک آگ جلائی - شیطان آیا اور اُس نے ایک چتا بنائی اور آگ کو گائے کے کچے چمڑے مین سیئا اور اُس چتا مین بٹھا دیا - جبرئیل آیا اور اُس نے چتا کی ایک طرف کو پکڑ کر کہا ھل لك الی من حاجتہ کیا تجھے مجھ سے کوئی حاجت ہے - ابراہیم علیہ السلام نے کہا وَمَا اِلَيْكَ فَلَا تجھ سے تو مجھے کوئی حاجت نہین - جبرئیل نے کہا پس خدا سے بھی کوئی حاجت نہین رکھتا - جواب دیا حَسْبِیْ مِنْ سُوَالِیْ عِلْمُهُ بِحَالِیْ اُسکا علم میرے حال پر میرے سوال کا محتاج نہین - مجھے یہی کافی ہے کہ وہ جان لے کہ مجھکو اُسکے لئے آگ مین ڈالتے ہین - اُسکے علم نے جو مجھ پر ہے میری زبان کو سوال سے منقطع کر دیا ہے - اور فضل کے بیٹے محمد رح نے کہا ہے کہ مجھے اُس شخص سے تعجب ہے جو دنیا مین اُسکے گھر کی تلاش کرتا ہے - کس لئے دل مین اُسکے مشاہدہ کی طلب نہین کرتا - اور ہوتا ہے کہ گھر کو پا لیتا ہے اور ہوتا ہے کہ نہین پاتا - مشاہدہ دل مین ضرور ہوتا ہے - اگر پتھر کی زیارت جس مین سال بھر مین ایک نظر ہوتی ہے فرض ہو تو دل جسمین ایک دن مین تین سو ساٹھ دفعہ نظر ہوتی ہے اُسکی زیارت زیادہ بہتر ہوتی - لیکن اہل تحقیق کے لیے ہر قدم مین مکہ کے راستہ سے ایک نشان ہے اور جب حرم مین پہنچتے ہین تو ہر ایک سے ایک خلعت پاتے ہین - اور ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے جسکی عبادت کا ثواب اور جزا آئندہ دن پر جا پڑتا ہے اُس نے آج کے دن عبادت نہین کی کیونکہ مجاہدہ سے ہر نفس کا ثواب حال مین حاصل ہے

اور وہی کہتا ہے کہ پہلے حج مین گھر کے سوا مین نے کچھ نہین دیکھا اور دوسری دفعہ بھی گھر کو دیکھا اور گھر کے مالک کو بھی اور تیسری دفعہ تمام گھر کے مالک کو دیکھا اور حج کو گھر کو نہ دیکھا اور حرم مین اُسوقت ہوتا ہے جبکہ تعظیم کا مشاہدہ ہو اور جسکے لئے تمام جہان قربت کی سعادا اور الفت کی خلعت گاہ نہ ہو اُسکو دوستی سے ابہی تک کچھ خبر نہین ہوتی اور جب بندہ مکاشف ہوتا ہے سب جہان اُسکا حرم ہوتا ہے اور جب محجوب ہوتا ہے تو حرم اُسکے لئے جہان مین سب سے زیادہ تاریک جگہ ہے اَظْلَمُ الْاَشْیَاءِ دَارُ الْحَبِّ بِلَا حَبِیْبٍ چیزون مین سے زیادہ تاریک چیز دوست کا گھر ہے جو دوست کے سوا ہو۔ پس مشاہدہ کی قیمت دوستی کے محل مین رضا ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے کعبہ کے دیدار کو اُسکا سبب بنایا ہے کعبہ کے لئے قیمت نہین لیکن ہر سبب سے تعلق کرنا چاہئے تاکہ حق تعالیٰ کی عنایت کون سی کمین گاہ سے آتی ہے اور کہان سے پیدا ہوتی ہے اور طالب کی مراد کس طرف سے منہ دکھلاتی ہے پس جنگلون کے قطع کرنے مین مردون کی مراد حرم نہین ہوئی ہے کیونکہ دوست کے حرم کا دیدار حرام ہے بلکہ بہت گہرے شوق اور آرزو مین مجاہدہ مراد ہوئی ہے اور ہمیشہ کی محبت مین گداز۔ ایک آدمی جنیدؒ کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا تو کہان سے آتا ہے جواب دیا حج مین گیا ہوا تھا۔ جنیدؒ نے پوچھا تو نے حج کیا ہے کہا ہان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا جب تو گھر سے نکلا اور وطن کو چھوڑا سب گناہون کو بھی چھوڑ دیا جواب دیا نہین۔ جنیدؒ نے کہا پس تم نے وطن سے سفر نہین کیا پھر کہا جب تو گھر سے نکلا اور ہر منزل مین کہ رات کے وقت مقام کیا۔ حق کے راستہ مین اس مقام مین تو نے کچھ قطع کیا۔ جواب دیا نہین۔ جنیدؒ نے کہا پس تو نے منزلون کو بھی قطع نہین کیا۔ پھر پوچھا جب تو احرام باندھنے والا ہوا میقات مین بشری صفتون سے جدا ہوا جیسا کہ جامہ اور عادتون سے ہوا۔ جواب دیا نہین۔ جنیدؒ نے کہا پس تو تو احرام باندھنے والا بھی نہین ہوا۔ پھر پوچھا جب تو عرفات مین بھی نہین ٹھیرا تو مشاہدہ کی کشف مین تجھے ٹھہرنا حاصل ہوا۔ جواب دیا نہین۔ جنیدؒ نے کہا پس تو عرفات مین بھی ٹھیرا۔ پھر پوچھا جب تو مزدلفہ مین گیا اور تیری مراد حاصل ہوئی تو نے سب مرادون کو ترک کر دیا۔ جواب دیا نہین جنیدؒ نے کہا پس تو مزدلفہ مین بھی نہین گیا۔ پھر پوچھا جب تو نے خانہ کعبہ کا طواف کیا

تو تنزیہ کے محل کی درگاہ کا طواف کرتے ہوئے خدا کا جمال دیکھا - جواب دیا نہین - جنیدؒ نے کہا پس تو نے طواف بھی نہین کیا - پھر پوچھا جب تو نے صفا اور مروہ کے درمیان کوشش کی تو مروہ کے درجہ کو سمجھا - جواب دیا نہین - فرمایا تو نے ابھی تک کوشش نہین کی - پھر پوچھا جب تو منا مین آیا تیری آرزو مین تجھ سے ساقط ہوئین - جواب دیا نہین - جنیدؒ نے کہا ابھی تک تو منا مین بھی نہین گیا - پھر پوچھا جب تو نے قربانی کی جگہ مین قربانی کی تو نفس کی خواہشون کو بھی قربان کیا - جواب دیا نہین - جنیدؒ نے کہا پس تو نے قربانی بھی نہین کی - پھر پوچھا جب تو نے پتھر پھینکے نفسانی معنون مین سے جو تیرے ساتھ صحبت کرتے تھے سب کو دور کر دیا - جواب دیا نہین - جنیدؒ نے کہا پس ابھی تک تو نے پتھر بھی نہین پھینکا اور حج نہین کیا پھر لوٹ جا اور اس صفت سے حج کر تا کہ تو ابراہیم کے مقام مین پہنچے - بزرگون مین سے مین نے ایک بزرگ کو سنا ہے کہ کعبہ کے مقابلہ مین بیٹھا ہوا تھا اور روتا تھا اور یہ بیت کہتا تھا شعر

اَصْبَحْتُ یَوْمَ النَّحْرِ وَالْعِیْسُ تَرْحَلُ ۔۔۔ وَکَانَ حُدَی الْحَادِیْ یُنَادُ وَھُوَ مُتَحَمِّلُ

اَنَا ءسَائِلٌ عَنْ سَلْمٰی فَعَلْ مِنْ مُخْبِرٍ ۔۔۔ بِاَنَّ لَهٗ عِلْمًا بِھَا اَیْنَ تَنْزِلُ

لَقَدْ اَفْسَدَتْ حَجِّیْ وَنُسْکِیْ وَعُمْرَتِیْ ۔۔۔ وَفِی الْبَیْنِ لِیْ شُغْلٌ عَنِ الْحَجِّ مُشْغِلُ

سَاَرْجَمُ مِنْ عَامِیْ نُجَحْتَهٖ قَابِلٍ ۔۔۔ فَاِنَّ الَّذِیْ قَدْ کَانَ لَا یَتَقَبَّلُ

صبح کی مین نے نویں کے دن حالانکہ سپید اونٹ کوچ کرتے تھے - اور حدی[1] کہنے والے کی حدی بھی آواز دیتا تھا اور جلدی کرنیوالا تھا - مین سلمیٰ سے سوال کرتا ہون پس کیا کوئی ایسا مخبر ہے کہ اسکو اسکا علم ہو کہ اس نے کہان نزول کیا تحقیق میری حج اور عمرہ فاسد ہوا - اور جدائی مین میرے لئے شغل ہے اور حج سے شغلہ - قریب ہے کہ مین آیندہ سال حج کے لئے لوٹونگا پس تحقیق وہ قبول نہین ہوگی - اور عیاض کے بیٹے فضیل نے کہا ہے مین نے ایک جوان کو دیکھا ہے ٹھیرنے کی جگہ مین خاموش کھڑا ہوا تھا سر کو نیچے ڈالے ہوئے - سب لوگ دعا مین تھے اور وہ خاموش تھا - مین نے کہا اے جوان تو خوشی اور دعا کیون نہین کرتا - جواب دیا کہ مجھے

[1] حدی اونٹ کے چلانے کی آواز -

دشت ہوگئی ہے اور جو وقت مین رکھتا تھا وہ مجھ سے فوت ہوگیا ہے - دُعا کرنے کا مین منہ نہین رکھتا مین نے کہا دعا کرتا خدا تعالیٰ ان سب کی برکتون کے سبب تجھے مراد پہنچائے - فضیل رح کہتا ہے کہ اُس نے چاہا کہ ہاتھ اُٹھائے اور دعا کرے مگر اُس سے ایک نعرہ نکلا اور اُس نعرہ کے ساتھ اُسکی جان نکل گئی - اور ذوالنون مصری نے کہا ہے مین نے ایک جوان کو دیکھا آرام سے بیٹھا ہوا تھا اور سب لوگ قربانیون مین مشغول تھے مین اُس مین دیکھتا تھا کہ یہ کیا کرتا ہے اور کون ہے - کہنے لگا اے اللہ سب قربانیون مین مشغول ہین اور مین بھی چاہتا ہون کہ تیری درگاہ مین اپنے نفس کو قربان کرون - مجھ سے قبول کر - یہ کہا اور شہادت کی انگلی سے اپنے گلو کی طرف اشارہ کیا اور گر پڑا اور جب مین نے دیکھا تو مرا ہوا تھا - پس حضور تو دو طرح پر ہوتی ہین ایک غیبت مین اور دوسری حضور مین - جو کہ مین ہوتی ہے وہ غیبت مین ہوتی ہے - اس طرح ہوتی ہے کہ مکہ مین حاضر ہوتا ہے - اور کوئی درگاہ اس درگاہ سے بہتر نہین - پس حج مجاہدہ کی کشف کے لیے ایک مجاہدہ ہوتا ہے اور مجاہدہ مشاہدہ کی علت نہین بلکہ اُسکا سبب ہے اور سبب کو معنی کی حقیقت مین زیادہ تاثیر نہین ہوتی - پس حج کا مقصود گھر کا دیدار نہین ہوتا کیونکہ کشف کا مقصود مشاہدہ ہوتا ہے - اب مین مشاہدہ مین ایک باب جو ان معنون مین شامل ہے لکھتا ہون تاکہ تیرے مقصود کا حاصل ہونا خدا چاہے تو زیادہ نزدیک ہو -

باب سیزدہم مشاہدے کے بیان مین

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے اَجِیْعُوْا بُطُوْنَکُمْ دَعُوا الْحِرْصَ وَاعْرُوْا اَجْسَادَکُمْ قَصِّرُوا الْاَمَلَ وَاَضْمِرُوْا کِبَادَکُمْ دَعُوا الدُّنْیَا لَعَلَّکُمْ تَرَوْنَ اللّٰہَ بِقُلُوْبِکُمْ - اپنے پیٹون کو بھوکا رکھو حرص کو چھوڑ دو - اپنے بدنون کو ننگا کرو - امیدون کو کم کرو - جگرون کو پیاسا رکھو - دنیا کو چھوڑ دو تاکہ اللہ تمہارے دلون مین نگاہ کرے - اور احسان کی بابت جبرئیل کے سوال مین یہ بھی کہا ہے اَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ خدا کی پرستش کر گویا کہ تو اُسکو دیکھتا ہے پس اگر تو اُسکو نہین دیکھتا تو تحقیق وہ تجھے دیکھتا ہے اور داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی اور فرمایا یا داؤد اتدری ما معرفتی قال لا قال حیات القلب فی مشاھدتی اے داؤد کیا تو جانتا ہے کہ میری معرفت کیا چیز ہے - کہا

نہین - اللہ نے فرمایا کہ میری معرفت میری قدرتون کے مشاہدہ مین دل کی زندگانی ہے - اور مشاہدہ کی عبارت سے اس گروہ کی مراد دل کا دیدار ہے کیونکہ دل مین حق تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ مین دیکھتا ہے - اور عطا کے بیٹے ابوالعباس رح کہتے ہین خداوند تعالیٰ کے اس قول مین کہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ (بالمجاھدہ) ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (علی بساط المشاھدہ) تحقیق وہ لوگ جنہون نے کہا ہے ہمارا رب اللہ ہے مجاہدہ مین اور پھر مشاہدہ کے فرش پر کھڑے ہوئے - اور مشاہدہ کی حقیقت دو طرح پر ہوتی ہے ایک یقین کی صحت سے دوسری محبت کے غلبہ سے کیونکہ جب دوست کے لئے محبت کا غلبہ اس درجہ پر پہنچے کہ اُسکی کلیت سب دوست کی حدیث ہوجائے تو وہ اُسکے سوا نہین دیکھتا - اور واسع کے بیٹے محمد نے کہا ہے مَا رَاَیْتُ شَیْئًا قَطُّ اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ اَیْ بِصِحَّۃِ الْیَقِیْنِ مین نے کسی چیز کو نہین دیکھا مگر یہ کہ اُسمین مین نے اللہ کی قدرت کو دیکھا ہے اور شبلی رح نے کہا ہے مَا رَاَیْتُ شَیْئًا قَطُّ اِلَّا اللّٰہَ یَعْنِیْ بِغَلَبَاتِ الْمَحَبَّۃِ وَعَلَیَانِ الْمُشَاھَدَۃِ مین نے جس چیز کی طرف دیکھا ہے خدا کے لئے دیکھا ہے یعنے اُسکی محبت کے غلبہ اور اُسکی قدرت کے مشاہدہ کے لئے ایک گروہ فعل کو دیکھتا ہے اور ایک گروہ فعل کے دیکھنے مین بھید کی آنکھ سے فاعل کی قدرت کو - ایک گروہ کو تو محبت دنیا کے سب تعلقات سے الگ کردیتی ہے تاکہ وہ سب چیز مین فاعل کی قدرت دیکھے - پس اس فعل کا طریق دلیل لانی ہے اور پہلا جذب ہے - اس سے مطلب یہ ہے کہ ایک دلیل لانیوالا ہوتا ہے تاکہ خدا کی دلیلون کا ثبوت اُسپر ظاہر ہو - اور ایک جذب کیا گیا اور ربودہ ہوتا ہے یعنے خدا اُسکی حقیقتون اور دلیلون کے لئے حجاب ہوتا ہے لِاَنَّ مَنْ عَرَفَ شَیْئًا لَا یُحَابُ غَیْرُہٗ وَمَنْ اَحَبَّ شَیْئًا لَا یُطَالِعُ غَیْرَہٗ فَتَرْکُ الْمُنَازَعَۃِ مَعَ اللّٰہِ وَالْاِعْتِرَاضُ عَلَیْہِ فِیْ اَحْکَامِہٖ وَاَفْعَالِہٖ کیونکہ جو پہچانتا ہے غیر کے ساتھ آرام نہین کرتا اور جو دوست رکھتا ہے وہ غیر کو نہین دیکھتا پس وہ اللہ سے خصومت کو ترک کردیتا ہے اور اُسکے فعلون اور حکمون مین اُسپر اعتراض نہین کرتا تاکہ جھگڑا کرنیوالا اور تصرف کرنے والا نہ ہو اور خداوند تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے معراج سے ہین خبر دی ہے اور فرمایا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اللہ تعالیٰ کی طرف شوق کی شدت سے

آنکھ کو کسی چیز پر نہ کھولا تاکہ جو کچھ چاہئے تھا دل سے دیکھا۔ جب محب موجودات سے آنکھ کو بند کر لیتا ہے تو ضرور دل مین موجد کو دیکھتا ہے اور خدائے بزرگ و بلند نے فرمایا ہے لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی تحقیق دیکھا محمد صلعم نے معراج کی رات مین خدا کی قدرت کی نشانیون سے بہت بڑی نشانیان۔ اور یہ بھی فرمایا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ کہہ مسلمان آدمیون کو کہ اپنی آنکھون کو ڈھانپ لین اَیِ الْاَبْصَارُ الْعُیُوْنُ مِنَ الشَّھَوَاتِ وَالْاَبْصَارُ الْقُلُوْبُ عَنِ الْمَخْلُوْقَاتِ یعنے بینائی کی آنکھون کو شہوتون سے اور دل کی آنکھونکو مخلوقات سے۔ پس جو آدمی مجاہدہ مین بھید کی آنکھ کو شہوتون سے بند کر لیتا ہے وہ ضرور خدا کو بھید کی آنکھ سے دیکھتا ہے مَنْ کَانَ اَخْلَصَ مُجَاھَدَۃً کَانَ اَصْدَقَ مُشَاھَدَۃً پس اہل مجاہدہ ظاہری مشاہدہ کے نزدیک ہوتا ہے۔ اور عبداللہ تستری کے بیٹے سہل نے کہا ہے مَنْ غَضَّ بَصَرَہٗ عَنِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ عَیْنٍ لَا یَھْتَدِیْ طُوْلَ عُمْرِہٖ۔ جو کوئی بینائی آنکھ کی آنکھ جھپکنے کا مقدار خدا سے بند کر لیتا ہے وہ کبھی راہ نہین پاتا کیونکہ غیر کیطرف توجہ کرنی غیر کیطرف لوٹنا ہے اور جسکو غیر پر چھوڑ دیا وہ ہلاک ہوا پس اہل مشاہدہ کی عمر وہ ہوتی ہے جو مشاہدہ مین ہو اور جو معائنہ مین ہو یعنے دنیا مین اُسکو عمر مین شمار نہین کرتے کیونکہ وہ اُن کے ساتھ حقیقت مین موت ہوتی ہے جیسا کہ ابویزید سے لوگون نے پوچھا کہ تیری عمر کتنی ہے۔ جواب دیا چار سال کہا یہ کیونکر ہوتا ہے کہا ستر سال ہوئے ہین کہ مین دنیا کے حجاب مین ہون مگر چار سال ہوئے ہین کہ مین اُسکو دیکھتا ہون اور حجاب کا زمانہ عمر مین نہین ہوتا۔ اور دعا کے حال مین شبلی نے کہا ہے اَللّٰھُمَّ اَحْیِ اَحِبَّاءَکَ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ فِیْ جِنَانِکَ حَتّٰی نَعْبُدَکَ بِغَیْرِ وَاسِطَۃٍ اے اللہ بہشت اور دوزخ کو اپنے غیب کے خزانون مین پوشیدہ کر اور اُن کی یاد لوگون کے دلون سے بھلا دے تاکہ اُن کے لئے تیری پرستش نہ کرین جب بہشت مین طبع کو نصیب ہے تو آجکے دن یقین کے حکم کے موافق عابد اس غرض کے واسطے عبادت کرتا ہے اور جب دل کو محبت سے نصیب ہو تو غافل ضرور شاہد سے محجوب ہوتا ہے اور رسول اللہ صلعم نے معراج کی رات سے عائشہ صدیقہ رضا کو خبر دی ہے کہ خدا کو مین نے نہین دیکھا۔ اور ابن عباس کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھے کہا ہے کہ خدا کو مین نے دیکھا ہے - لوگ اس کلام سے بہت بڑ گئے - اور جس نے اچھی طرح غور کیا اُس نے مطلب کو سمجھ لیا - جو یہ کہا کہ مین نے اُسکو دیکھا بصیرت کی آنکھ سے مراد ہے کیونکہ ان دونون مین سے ایک اہل باطن تھا اور ایک اہل ظاہر سے - ہر ایک سے اُسکے زمانہ کے موافق سخن کہا - پس جب بھید کی آنکھ سے دیکھا اگر ظاہری کی دانست نہو تو نہ سہی کیا زیان ہے - اور جنید رح نے کہا ہے کہ اگر خداوند تعالے مجھے کہے کہ مجھ کو دیکھ تو مین کہون گا کہ مین نہین دیکھتا کیونکہ آنکھ دوستی مین غیر اور بیگانہ ہوتی ہے اسلئے غیریت کی غیرت دیدار سے مجھے باز رکھیگی کیونکہ دنیا مین آنکھ کے واسطہ کے سوا مین اُسکو دیکھتا تھا - پس عاقبت مین کیا واسطہ کردن و اللہ الھادی اور اللہ ہدایت کرنیوالا ہے شعر

وانی لاحسد ناظری علیکا فاغض طرفی اذا نظرت الیکا

دوست کو اپنی آنکھون سے دریغ رکھتے ہین کیونکہ آنکھ بیگانہ ہوتی ہے - لوگون نے اُس پیر کو کہا کہ تو چاہتا ہے کہ خداوند تعالے کو دیکھے جواب دیا - نہین - پوچھا کسلئے کہا جب موسیٰ ع نے چاہا نہ دیکھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا دیکھا - پس ہمارا چاہنا خدا تعالے کے دیدار سے ہمارا بہت بڑا حجاب ہے - کیونکہ دوستی مین ارادہ کا وجود مخالفت ہے اور مخالفت حجاب ہوتا ہے - اور جب ارادہ دنیا مین تمام ہو جائے تو مشاہدہ حاصل ہوتا ہے - اور جب مشاہدہ نے قیام پایا تو دنیا عاقبت کی طرح ہوتی ہے اور عاقبت دنیا کی طرح - اور ابو یزید رح نے کہا ہے ان للہ عبادا لو حجبوا عن اللہ فی الدنیا والاخرۃ لارتدوا خدا کے ایسے بندے ہین کہ اگر دنیا اور عاقبت مین آنکھ جھپکنے کے برابر اُس سے محجوب ہون تو مرتد ہو جائین - خدا تعالے ہمیشہ اُن کو مشاہدہ کی ہمیشگی سے پرورش کرتا ہے اور محبت کی حیاتی سے اُنکو زندہ رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ جب مکاشفہ سے محجوب ہوتے ہین تو رد کئے جاتے ہین - اور ذوالنون رح نے کہا ہے - ایک دن مین مصر مین جاتا تھا - مین نے لڑکون کو دیکھا کہ ایک جوان کے پیچھے پتھر پھینکتے تھے مین نے کہا اس سے کیا چاہتے ہو - جواب دیا کہ یہ دیوانہ ہے - مین نے پوچھا کون سی جنون کی علامت اسپر ظاہر ہے - کہنے لگے کہ یہ کہتا ہے مین خدا کو دیکھتا ہون - مین نے اُس جوان کو کہا اے جوانمرد یہ تو کہتا ہے یا لڑکے تجھے کہتے ہین - جواب دیا

لڑکے یون ہی نہین کہتے بلکہ مین کہتا ہون کیونکہ اگر ایک لحظہ مین خدا کو نہ دیکھون اور محجوب رہون تو مین اُسکی طاعت نہین رکھتا - لیکن اِس قصہ کے لوگون مین سے ایک قوم کو اِسجگہ غلطی واقع ہوئی ہے گمان کرتے ہین کہ دلون کا دیکھنا اور اُسکا مشاہدہ ایک صورت ہے جو ذکر یا فکر کیحالت مین وہم اُسکو دل مین ثابت کرتا ہے اور یہ محض تشبیہ اور ظاہر گمراہی ہوتی ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ کا اندازہ نہین ہے تاکہ وہم سے دل مین اندازہ پکڑے اور یا عقل اُسکی کیفیت پر آگاہ ہو - جو چیز موہوم ہوتی ہے وہ وہم کی جنس سے ہوتی ہے اور جو چیز معقول ہوتی ہے وہ عقل کی جنس سے ہوتی ہے اور خداوند تعالیٰ جنسون کی مانند نہین ہے اور لطیف اور کثیف چیزین سب ایک دوسری کی جنسین ہین جو ایک دوسری کے لئے اُنکی ضد کے مقام مین ہین اِسلئے کہ توحید کی تحقیق مین جنس قدیم کے پہلو مین ضد ہے اور ضدین محدث ہوتی ہین اور حادثے ایک جنس ہین تعالی اللہ عن ذالک وعما یصفہ الملحدۃ علوا کبیرا بلند ہے خدا تعالیٰ اِس سے اور اُس سے جو بیدینون نے اُسکی صفت کی ہے بہت ہی بلند - پس مشاہدہ دنیا مین ایسا ہی ہوتا ہے جیسے عاقبت مین دیدار - جب تمام اصحابون کے اتفاق سے عاقبت مین دیدار روا ہوتا ہے تو دنیا مین بھی مشاہدہ روا ہوتا ہے - پس فرق ہوتا ہے اُس مخبر کے درمیان جو عاقبت کے دیدار سے خبر دیتا ہے اور اس مخبر کے درمیان جو عاقبت کے مشاہدہ سے خبر دیتا ہے اور جو اِن دونون معنون سے خبر دیتا ہے وہ اجازت سے خبر دیتا ہے نہ دعوے سے یعنے یہ کہتا ہے کہ اُسکا دیدار اور مشاہدہ روا ہے یہ نہین کہتا کہ مجھے دیدار ہوا ہے اور یا مشاہدہ ہے کیونکہ مشاہدہ بھید کی صفت ہوتی ہے اور خبر دینی زبان کی عبارت - اور جب زبان کو بھید سے خبر ہوتا کہ عبارت کرے تو یہ مشاہدہ نہین ہوتا بلکہ دعویٰ ہوتا ہے کیونکہ اُسکی خبر کہ جسکی حقیقت عقلون مین ثابت نہ ہو زبان اُس سے کیونکر عبارت کرسکتی ہے جائز معنون کے سوا اِلّا اَنَّ الْمُشَاهَدَةَ قَصُوْدُ اللِّسَانِ بِحَضُوْرِ الْجَنَانِ کیونکہ مشاہدہ دل کا حاضر ہونا ہے مع عجز زبان کے پس ان معنون مین نطق سے سکوت کو بہت بڑا درجہ ہوتا ہے کیونکہ سکوت مشاہدہ کی علامت ہوتی ہے اور گویائی کسی چیز پر گواہی دینے کا نشان ہوتا ہے اور کسی چیز کے مشاہدے اور کسی

چیز پر نشان دینے مین بڑا فرق ہے - اسی واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب کے درجہ اور اعلےٰ محل مین جو حق تعالےٰ نے انکو اُس سے مخصوص کیا ہوا تھا فرمایا ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ مین تجھ پر تیری تعریف نہین کر سکتا کیونکہ آپ مشاہدہ مین تھے - اور مشاہدہ دوستی کے درجہ مین لگاؤ[1] لگی ہوتی ہے اور لگاؤ لگی مین عبارت بیگانگی - پھر کہا اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ تو وہ ہے کہ جسنے اپنے پر ثنا کہی ہے یعنے اِس جگہ تیرا کہا ہوا میرا کہا ہوا ہوتا ہے اور تیری ثنا میری[2] ثنا - زبان کو مین اسکے لائق نہین رکھتا کیونکہ یہ میرے حال سے عبارت کرتی ہے اور بیان کو مین اسکا مستحق نہین دیکھتا - کہ وہ میرے حال کو ظاہر کرے اِن معنون مین ایک کہتا ہے شعر

تَمَنَّیْتُ مَنْ اَهْوٰی فَلَمَّا رَاَیْتُهٗ بُهِتُّ فَلَمْ اَمْلِکْ لِسَانًا وَّلَا طَرْفًا

جسے مین دوست رکھتا تھا اُسکی مینے آرزو کی - مگر جب مین نے اُسکو دیکھا تو مین مدہوش ہوگیا اور مین اپنی زبان یا کسی عضو پر مالک نرہا - اختصار کے طور پر مشاہدہ کے سب احکام یہ ہین وباللہ التوفیق ٭

نوین حجاب کا کھولنا صحبت کے بیان مین مع اُسکے آداب اور احکام کے

خدائے بزرگ وبلند نے فرمایا ہے - یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا اے لوگو جو ایمان لائے ہو بچالو اپنی جانون کو اور اپنے اہل عیال کو آگ سے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے حُسْنُ الْاَدَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ ادب کی خوبی ایمان سے ہے اور یہ بھی کہا ہے اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ مجھ کو میرے پروردگار نے ادب دیا پس ادب دینے نے مجھے نیک کیا پس جاننا چاہیئے کہ سب دین اور دنیا کے کامون کی خوبی اور آرائش ادب کے متعلق ہے اور لوگون کے گروہون کے مقامون سے ہر ایک مقام کے لئے

---

[1] پروردگار عالم کسی سے متحد نہین ہوتا پس اسکے معنی یون کر لو کہ سب چیز اُسی کی سراسر دی ہوئی ہے زبان بھی اُسی نے دی ہوئی ہے مین اپنے گھر سے کون چیز لایا ہون جس سے آپ کی ثنا کہون -

[2] یعنے ہم بھی آپ کی ثنا مین وہی کہہ سکتے ہین جو آپ نے فرمایا ہے زیادہ بر ین ہمکو استطاعت نہین -

ادب ہے۔ اور کافر۔ مسلمان۔ ملحد۔ موحد۔ سنی اور بدعتی سب اسپر متفق ہین کہ ادب کی خوبی معاملہ مین نیک ہے اور کوئی رسم جہان مین ادب کے استعمال کے سوا ثابت نہین ہوتی۔ اور آداب آدمیون مین مروت کا نگاہ رکھنا ہے۔ اور دین مین سنت کا نگاہ رکھنا اور دنیا مین حرمت کا۔ اور یہ تینون ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہین کیونکہ جسکو مروت نہ ہو اُسکو سنت کی فرمان برداری نہین ہوتی اور جو سنت کو نگاہ نرکھے اُسے حرمت کی رعایت نہین ہوتی اور معاملہ مین ادب کا نگاہ رکھنا دل مین مطلوب کی تعظیم سے حاصل ہوتا ہے۔ اور خدا کی تعظیم اور اُسکا لباس تقویٰ سے ہوتا ہے اور جو تعظیم کی بیحرمتی کے سبب خدا کے مشاہدون کو پاؤن کے نیچے لاتا ہے یعنے ذلیل کرتا ہے اُسکو صوفیون کی طریقت مین کچھ نصیب نہین ہوتا اور کسی حال مین سکر اور غلبۂ طالب کو ادبون کے نگاہ رکھنے سے منع نہین کرتا کیونکہ ادب اُن کی عادت ہوتی ہے اور عادت طبیعت کا قرینہ ہے۔ حیوان سے طبیعتون کا ساقط ہونا کسی حال مین خیال نہین کیا جاتا کیونکہ جب تک حیاتی قائم ہے یہ ناممکن ہے۔ پس جب تک انسان کا وجود برجا ہے سب احوالون مین فرمانبرداری ادب اُن کے لئے جاری ہین کبھی تکلف اور کبھی بےتکلف کے سوا۔ جب اُن کا حال صحو ہو تو یہ ادبون کے نگاہ رکھنے کا تکلف کرتے ہین اور جب اُن کا حال سُکر ہو تو حق تعالیٰ اُنپر ادب نگاہ رکھتا ہے اور ولی کسی صفت مین ادب کا ترک کرنیوالا نہین ہوتا لِاَنَّ الْمَوَدَّةَ عِنْدَ حُسْنِ الْاٰدَابِ وَحُسْنُ الْاَدَبِ صِفَةُ الْاَحْبَابِ کیونکہ دوستی ادبون کی خوبی ہے اور ادبون کی خوبی دوستون کی صفت ہے اور جس پر خدا تعالیٰ کچھ کرامت کرتا ہے وہ اُسکی دلیل ہوتی ہے کہ دین کے حکم کے ادب اُسپر نگاہ رکھتا ہے ملحدون کے گروہ کے خلاف اللہ کی اُنپر لعنت ہو کیونکہ وہ کہتے ہین کہ جب بندہ محبت مین مغلوب ہوتا ہے تو فرمان برداری کا حکم اُس سے ساقط ہو جاتا ہے اور اُسکو دوسری جگہ مین زیادہ ظاہر بیان کرتا ہون۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر ادب تین قسم پر ہین ایک تو خدا کی توحید مین ہین اور وہ یون ہین کہ پوشیدگی اور ظاہر مین اپنے آپ کو بیحرمتی سے نگاہ رکھے اور معاملہ ایسا اختیار کرے جیسا کہ بادشاہون کے روبرو کرتے ہین اور صحیح حدیثون مین ہے کہ ایک دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چار زانو بیٹھے ہوئے تھے جبرئیل آئے اور کہا یَا مُحَمَّدُ اِجْلِسْ جَلْسَةَ الْعَبْدِ اے محمد صلعم بندہ

کے بیٹھنے کیطرح بیٹھے - تو بندہ ہے خدا کی درگاہ مین بندون کی طرح بیٹھ - کہتے ہین کہ حارث محاسبی نے چالیس سال دن رات دیوار پر پیٹھ نرکھی اور دوزانو ہونے کے سوا نہ بیٹھے - لوگون نے اُن سے پوچھا کہ آپ اپنے آپکو کیون رنج رکھتے ہین - جواب دیا مجھے شرم آتی ہے کہ خدا کے مشاہدہ مین اسطرح نہ بیٹھون جسطرح بندہ بیٹھتا ہے - اور مین عثمان جلالی کے بیٹے علی نے خراسان کے ایک گاؤن مین جسکو کمند ور کہتے تھے ایک آدمی کو دیکھا ہے - وہ آدمی مشہور تھا اور اُس کو ادیب کمندی کہتے تھے - بڑی بزرگی رکھتا تھا - یہ مرد بیس سال تک پاؤن پر کھڑا رہا اور نماز مین تشہد کے سوا نہین بیٹھتا تھا اس سے لوگون نے کھڑا رہنے کا سبب پوچھا - جواب دیا کہ مجھے ابہی تک یہ درجہ حاصل نہین ہے کہ خدا کے مشاہدہ مین بیٹھون - اور ابو یزید رح سے ہم نے پوچھا بِمَا وَجَدْتَ مَا وَجَدْتَ جو کچھ تم نے پایا کس سے پایا کہا بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ مَعَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خدائے بزرگ اور بلند کے ساتھ صحبت اور یاری کی خوبی سے - کہا پہچان کہ حق تعالےٰ کے ساتھ مین نے نیک صحبت کی ادب سے کی اور پوشیدگی مین ویسا ہی رہا جیسا کہ ظاہر مین - جہان کے لوگون کو چاہیئے کہ ادبون کا نگاہ رکھنا اپنے خدا کے مشاہدہ مین زلیخا سے سیکھین کیونکہ اُس نے جب یوسف علیہ السلام کے ساتھ خلوت کی اور یوسف علیہ السلام سے اپنے فرمان کی قبولیت چاہی تو پہلے پہل اپنے بت کے منہ کو کسی چیز سے ڈھانپ دیا - یوسف علیہ السلام نے پوچھا یہ کیا کرتی ہے جواب دیا کہ اپنے خدا کا مُنہ ڈھانپتی ہون تاکہ جو کچھ مین مجھ کو نہ دیکھے کیونکہ یہ ادب کی شرط نہین ہے اور جب یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے اور خداوند تعالےٰ نے یعقوب کو یوسف کا جمال کرامت کیا تو زلیخا کو جوان کیا اور اُسکو اسلام کی طرف راستہ دکھلایا اور یوسف علیہ السلام کی زوجیت مین دیا - یوسف نے اُسکا ارادہ کیا تو زلیخا آپ سے گریز کرنے لگی - یوسف نے کہا اے زلیخا مین تیرا دلربا ہون تو مجھ سے کیون بھاگتی ہے شاید میری دوستی تیرے دل سے جاتی رہی - کہنے لگی نہین خدا کی قسم دوستی زیادہ ہے لیکن مین نے ہمیشہ اپنے معبود کی درگاہ کے ادب نگاہ رکھے ہین جس دن کہ مین نے تیرے ساتھ خلوت کی اُس دن میرا معبود ایک بت تھا اور ہرگز نہین دیکھتا تھا کیونکہ اُسکی دو آنکھین نہ تھین نہ دیدار کے کوئی چیز اُسپر مین نے ڈھانپ دی تاکہ بے ادبی کی تہمت مجھ سے اُٹھ جائے - اب مین وہ

معبود رکھتی ہون جو دانا ہے اور دیکھنے والا بغیر آنکھ اور آلہ کے - اور مین جس صفت پر ہون وہ بھی دیکھتا ہے مین نہین چاہتی کہ ادب کو ترک کرون - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج پر لئے جاتے تھے تو ادب کے نگاہ رکھنے کے سبب آپ نے دونون جہان مین نہ دیکھا اسلئے خداوند تعالے نے فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی - مَا زَاغَ الْبَصَرُ اَیْ بِرُوْیَتِ الدُّنْیَا بِمَیْلٍ کی آنکھ نے یعنی نیچے دیکھنے میں وما طغی ای برویت العقبیٰ اور نہ عاقبت کے دیکھنے مین توجہ کی اور ادب کا دوسرا قسم معاملہ مین اپنے ساتھ معاملہ کرنا ہے - اور وہ اس طرح ہوتا ہے کہ سب احوال مین اپنے نفس سے مروت کی رعایت کرتا ہے تاکہ لوگون اور خدا کی صحبت مین جو بے ادبی ہو اُسے اپنی صحبت مین بھی عمل مین نہ لائے - اور اُسکا بیان یہ ہے کہ سچ کے سوا نہ کہے اور وہ اسطرح ہوتا ہے کہ جو کچھ آپ اُسکے خلاف جانتا ہے آپ اُسکو زبان پر نہ لائے تاکہ اُس مین ہمروتی نہو اور دوسرا یہ ہے کہ کم کھائے تاکہ طہارت کی جگہ مین بہت کم جائے - اور تیسری قسم یہ ہے کہ شرمگاہ کی کسی چیز مین نہ دیکھے کیونکہ اُسے نہین دیکھنا چاہیئے - امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ذکر ہے کہ آپ نے کبھی اپنے شرمگاہ کو نہین دیکھا تھا - اسکا سبب پوچھا جو ابدیا کہ مجھے اُس چیز مین دیکھنے سے شرم آتی ہے جسکی جنسون مین نظر حرام ہو - اور دوسری قسم ادب کی لوگون کے ساتھ صحبت مین ادب ہے اور ادبون مین بہت ضروری ادب حضر اور سفر مین لوگون کی صحبت ہے اور ادبون کے ان تینون نوعون کو ایک دوسرے سے جدا نہین کر سکتے لیکن طاقت کے مقدار کے بموجب اُن کو ترتیب دیتا ہون تاکہ تجھ پر اور پڑھنے والون پر یہ طریق زیادہ آسان ہو - انشاء اللہ عزوجل اگر خدا بزرگ اور بلند چاہے -

باب چہاردہم صحبت اور اُس کے متعلقات مین

خداوند بزرگ و بلند نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (ای یحسن رعایتهم الاخوان) تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے خدا بزرگ و بلند اُن کو دوست رکھتا ہے اسلئے کہ اُنہون نے دلون کو نگاہ رکھا اور بھائیون کے حق ادا کئے اپنے پر اُن کی بزرگی دیکھی - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے ثَلٰثٌ یَصْفِیْنَ لَكَ وُدَّ اَخِیْكَ تَسْلَمُ عَلَیْهِ اِنْ لَقِیَتْهُ وَتُوَسِّعُ لَهٗ فِی الْمَجْلِسِ وَ

تَدْعُوْهُ بِاَحَبِّ اَسْمَائِهٖ تین خصلتین تیری لیے صفائی کرتی ہین اپنے بھائی کو دوست رکھ
اور اگر اُس سے ملاقات کرے تو اُسکو سلام کر۔ اور مجلس مین اُسکے واسطے فراخی کر۔ اور اُس کو
اُس نام سے بُلا جو نامون سے زیادہ دوست ہو۔ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
رعائت کی خوبی اور حرمت کے نگاہ رکھنے سے ہے۔ کہا ہے۔ جب تو مسلمان بھائی کو راستون
مین دیکھے تو اُسکو سلام کر اور دوسرا مجلسون مین اُسپر جگہ فراخ کر اور تیسرا اُسکو اس نام سے پکار کہ وہ
اُسکے نزدیک زیادہ پیارا نام ہو اور خداے بزرگ وبلند نے یہ بھی فرمایا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ اسکے سوا نہین ہے کہ مسلمان بھائی ہین پس اپنے بھائیون
کے درمیان صلح کرو۔ مسلمان بھائیون کے درمیان سب کو مہربانی اور لطف کرنے کے واسطے
فرمایا تاکہ ایک دوسرے سے اُن کے دل خراشیدہ نہ ہون۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہا ہے اَكْثِرُوْا مِنَ الْاَخْوَانِ فَاِنَّ مَرَتَكُمْ حَيْثُ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُعَذِّبَ عَبْدَهٗ
بَيْنَ اِخْوَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ادب کے نگاہ رکھنے سے بہت بھائی اختیار کرو اور اُن سے نیک
معاملہ کرو کیونکہ تمہارا خدا حی اور قیوم ہے۔ شرم اور اپنے کرم سے بندہ کو اس کے بھائیون کے
درمیان قیامت کے دن عذاب نہین کریگا۔ لیکن چاہیے کہ صحبت خداوند تعالے کیواسطے
ہو نہ نفس کی ہوا کے لئے اور غرض کے حاصل ہونے کے لئے تاکہ اُسکا ادب نگاہ رکھنے
مین بندہ مشکور ہو اور دینار کے بیٹے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے داماد مغیرہ کو جو شعبہ کا بیٹا
تھا کہا ہے يَا مُغِيْرَةُ كُلَّ اَخٍ وَصَاحِبٍ لَمْ يَسْتَفِدْ مِنْهُ فِيْ دِيْنِكَ خَيْرًا فَاْبْذُ
عَنْكَ صُحْبَتَهٗ وَحَتَّى تَسْلَمَ اے مغیرہ ہر ایک بھائی اور یار کہ جسکی صحبت سے تیرے
دین کو اس جہان کا فائدہ نہو اُسکے ساتھ صحبت نہ کر کیونکہ اُسکی صحبت تجھ پر حرام ہے اسکا مطلب
یہ ہے کہ صحبت یا اپنے سے بڑے کے ساتھ کرنی چاہیے یا اپنے سے چھوٹے کے ساتھ۔
اگر اپنے سے بڑے کے ساتھ صحبت کریگا تو تجھکو اس سے فائدہ ہوگا اور اگر اپنے سے چھوٹے
کے ساتھ کریگا تو اُسکو تجھ سے دین مین فائدہ ہوگا کیونکہ اگر وہ تجھ سے کچھ دین سیکھے گا تو دینی
فائدہ حاصل ہوگا اور اگر تو اُس سے سیکھیگا تو بھی ویسا ہی ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے
اِنَّ مِنْ تَمَامِ التَّقْوٰى تَعْلِيْمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ اُسکے لئے جو نہین جانتا کمال پرہیزگاری علم کا

سیکھنا ہے معاذ کے بیٹے یحییٰ سے ذکر ہے کہ کہا ہے بِئْسَ الصَّدِیْقِ صَدِیْقٌ یَحْتَاجُ اَنْ یَقُوْلَ لَهٗ اُذْکُرْنِیْ فِیْ دُعَائِكَ وَبِئْسَ الصَّدِیْقِ صَدِیْقٌ یَحْتَاجُ اَنْ یَعِیْشَ مَعَهٗ بِالْمُدَارَاتِ وَبِئْسَ الصَّدِیْقُ صَدِیْقٌ یَلْجِئُكَ اِلَی الْاِعْتِذَارِ فِیْ زَلَّةٍ کَانَتْ مِنْكَ بُرا یار وہ یار ہوتا ہے جو اُسکا محتاج ہو کہ ہم اُسکو کہیں اپنی دعا مین مجھے یاد کر کیونکہ ایک ساعت کی صحبت کا حق یار کے حق مین ہمیشہ دعا کرنی ہے اور پھر بُرا یار وہ یار ہوتا ہے کہ اُسکے ساتھ مدارات کے طور پہ زندگانی کرنی پڑے کیونکہ صحبت کی شرط انبساط اور خوشی ہوتی ہے اور پھر بُرا یار وہ ہوتا ہے کہ اُس کے گناہ کے سبب جو تجھ سے ہوا ہو اُس سے عذر کرنا پڑے کیونکہ عذر کرنا بیگانگی کی شرط ہوتی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ آدمی اُس دین اور طریق پر ہوتا ہے جو اُسکا دوست رکھتا ہے پس دیکھ کہ وہ کس سے دوستی اور صحبت رکھتا ہے۔ اگر نیکون سے صحبت رکھتا ہے تو اگرچہ بُرا ہو نیک ہے کیونکہ وہ صحبت اُسکو نیک کریگی اور اگر بدون سے صحبت رکھتا ہے تو وہ اگرچہ نیک ہے بُری ہے کیونکہ جس مین وُہ ہے اُسپر اُسکو رضا ہے۔ اگر بد پر راضی ہوگا تو اگر وہ آپ نیک ہی ہو بُرا ہوگا۔ اور حکایتون مین ہے کہ ایک مرد کعبہ کے گرد طواف کرتا تھا اور کہتا تھا اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اِخْوَانِیْ فَقِیْلَ لَهٗ لَمْ تَدْعُ لِكَ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ اے اللہ تو میرے بھائیون کو نیک کر۔ لوگون نے اُسکو کہا اِس شریف مقام مین پہنچکر تو اپنے لئے کیون نہین دعا کرتا اور بھائیون کے واسطے دعا کرتا ہے کہا اِنَّ لِیْ اَخْوَانًا اَرْجِعُ اِلَیْهِمْ فَاِنْ صَلَحُوْا صَلَحْتُ مَعَهُمْ وَاِنْ فَسَدُوْا فَسَدْتُ مَعَهُمْ میرے بھائی ہین کہ جب مین اُن کی طرف لوٹتا ہون اگر مین اُنکو نیکی مین پاؤن گا تو مین اُن کی نیکی کے سبب نیک ہونگا اور اگر فساد مین پاؤن گا تو مین اُن کے فساد کے سبب مفسد ہونگا جب میری نیکی کا قاعدہ نیکون کی صحبت ہے تو اِسلئے مین اپنے بھائیون کے لئے دعا کرتا ہون تاکہ میرا اور ان کا مقصود پورا ہو اور اس سب کی بنیاد یہ ہے کہ نفس کا سکون عادتون سے ہوتا ہے اور جس گروہ مین کہ ہو اُن کی عادت اور اُن کا فعل اختیار کرتا ہے کیونکہ سب معاملے اور ارادے حق اور باطل سے مرکب ہین اور معاملون اور ارادون مین سے جو دیکھتا ہے وہی پرورش پاتا ہے اور دوسرے ارادہ پر اسمین غلبہ کرتا ہے صحبت کو طبیعت مین بڑی تاثیر ہے اور عادت کو سخت

غلبہ ہے یہان تک باز جو ایک شکاری جانور ہے آدمی کی صحبت سے عالم ہو جاتا ہے - اور طوطی آدمی کی تعلیم سے گویا ہوتی ہے اور گھوڑا ریاضت کے سبب چار پاؤن کی عادت سے آدمی کی عادت مین آجاتا ہے اور اسی طرح سب مین صحبت کی تاثیر ہے کہ ہر عادت غالب عادت کی مغلوب ہے - اور صوفی پہلے ایک دوسرے سے صحبت کا حق طلب کرتے ہین اور مریدون کو اس کے واسطے امر کرتے ہین یہان تک کہ صحبت ان مین فرض کیطرح ہوتی ہے اور اس سے پہلے مشائخ نے اس گروہ کی صحبت کے ادبون مین مفصل کتابین لکھی ہین جیسا کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے اور اُسکا نام تصحیح الارادت رکھا ہے اور ایک احمد خضرویہ رہنے لکھی ہے اور اُسکا نام الرعایۃ بحقوق اللہ - اور علی ترمذی کے بیٹے محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک کتاب لکھی ہے اور اُس کا نام بیان آداب المریدین رکھا ہے - اور ابوالقاسم حکیم اور ابوبکر وراق - اور سہل بن عبداللہ رح اور ابوعبدالرحمن سلمی رح اور اوستاد ابوالقاسم قشیری رہنے بھی خدا ان سب سے راضی ہو ان معنون مین مفصل کتابین لکھی ہین اور یہ سب فن کے امام ہوئے ہین - اور اس کتاب مین میرا مقصود یہ ہے کہ جسکے پاس یہ ہو وہ دوسری کتاب کا حاجتمند نہ رہے اور اس پہلے مقدمہ مین اور تیرے سوال کے حال مین مین نے کہا ہے کہ یہ کتاب تیرے لئے اور اُس طریقت کے طالبون کے لئے کافی ہوگی - اب اُن کے معاملون کے ادبون کی قسمون مین باب ترتیب دیتا ہون انشاء اللہ تعالیٰ ۔

باب پانزدہم صحبت کے آداب مین

جب تو نے جان لیا کہ مرید کے لئے صحبت چیزون مین سے بہت ضروری چیز ہے تو ضرور صحبت کی رعایت کرنی فرض ہے کیونکہ تنہا رہنا مرید کو ہلاک کر دیتا ہے - پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اَلشَّیْطَانُ مَعَ الْوَاحِدِ وَھُوَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ اَبْعَدُ تنہا کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دو سے وہ بہت دور رہتا ہے اور خدا نے تعالے نے فرمایا ہے مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ نہین ہوتے تین آدمیون مین سے جو آپس مین راز کہنے والے ہون مگر یہ کہ چوتھا اُن کا خدا ہوتا ہے - پس مرید کے لئے تنہا رہنے جیسی کوئی آفت نہین ہے اور حکایتون مین مجھے معلوم ہوا ہے کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مریدون مین سے ایک مرید کو یہ خیال پیدا ہوا کہ

مین کمال کے درجہ مین پہنچ گیا ہون اور صحبت سے میرے لئے اکیلا رہنا بہتر ہے - گوشہ مین چلا گیا اور جماعت کی صحبت سے سر چھپا لیا - اور جب رات ہوتی تھی تو ایک اونٹ لاتے تھے اور اُسکو کہتے تھے کہ تجھ کو بہشت مین جانا چاہئے اور وہ اُس اونٹ پر بیٹھ جاتا تھا اور چلا جاتا تھا یہان تک کہ ایک خوش جگہ ظاہر ہو جاتی تھی اور ایک خوبصورت گروہ اور خوش طعام اور جاری پانی صبح تک اُسکو وہان رکھتے تھے اُسوقت وہ سو جاتا تھا - جب جاگتا تھا تو اپنے آپ کو حجرہ کے دروازہ پر پاتا تھا - آخر آدمیت کی رعونت نے اُسمین اپنی آراستگی کی - اور جوانی کے غرور نے اپنی تاثیر اُسکے دل مین ظاہر کی - دعویٰ کی زبان کھولی اور کہا کہ میرے لئے ایسا ہوتا ہے - لوگ جنید کے پاس اِس خبر کو لے گئے - جنید رح اُٹھے اور اُسکے حجرہ کے دروازہ پر آئے - سر مین ہوا بھرے ہوئے اور تکبر پھیلائے ہوئے اُسکو پایا - آپ نے اُس سے حال پوچھا - اُس نے سب کیفیت جنید رح سے بیان کی - جنید رح نے کہا جب کل رات وہان پہنچے تو یاد رکھ اور تین دفعہ کہہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ جب رات آئی تو اُسکو لے جاتے تھے وہ دل مین جنید رح کا انکار کرتا تھا - جب کچھ لحظہ گذرا تو تجربہ کے لئے تین دفعہ لاحول پڑھا وہ سب شور کر اُٹھے اور چلے گئے - مرید نے اپنے آپ کو مزبلہ مین بیٹھے ہوئے پایا اور مردار کی کچھ ہڈیان اُسکے گرد رکھی ہوئی تھین - اپنی خطا پر واقف ہوا اور توبہ سے تعلق کیا اور صحبت اختیار کی - مرید کے لئے تنہائی جیسی کوئی آفت نہین ہوتی - اور ان کی صحبت کی شرط یہ ہے کہ ہر کسیکو اُسکے درجہ مین رکھین اِس طرح کہ بیٹون کے ساتھ حرمت سے رہین اور اِسی طرح خوشی سے زندگی بسر کرین اور اُنپر شفقت کرین - بوڑھون کو باپون کے درجہ مین رکھین اور ہمجنسون کو بھائیون کے درجہ مین اور لڑکون کو فرزندون کے مقام مین اور غصہ اور حسد اور کینہ سے کنارہ اور پرہیز کرین اور کسی سے نصیحت دریغ نہ رکھین اور صحبت مین ایک دوسرے کی غیبت کرنی اور خیانت اختیار کرنی اور قول اور فعل سے ایک دوسرے کا انکار کرنا روا نہین کیونکہ جب صحبت کا ابتدا خدا کے لئے ہوتا ہے تو چاہئے کہ کسی قول یا کسی فعل کے سبب جو بندہ سے ظاہر ہوتا ہے اُسکو نہ کاٹے اور مین نے ابو القاسم کرکانی رح سے جو شیخ المشائخ تھے پوچھا کہ صحبت کی شرط کیا ہے جواب دیا یہ کہ صحبت مین اپنی خوشی نہ چاہے کیونکہ صحبت کی سب آفتین اِسلئے ہوتی ہین کہ ہر ایک اُس سے اپنی خوشی چاہتا ہے اور جو صاحب حظ ہو اُسکے واسطے

صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور جب اپنی خوشی چھوڑ دیتا ہے اور اپنے یار کی خوشیون کی رعایت کرتا ہے تو وہ صحبت مین ثواب پانیوالا ہوتا ہے - درویشون مین سے ایک درویش کہتا ہے کہ مکہ کے ارادہ سے ایک دفعہ مین کوفہ سے گیا راستہ مین ابراہیم خواص رح کو ملا اور اُس سے ہمنشینی چاہی جواب دیا کہ صحبت کے واسطے ایک امیر چاہیئے اور ایک فرمان بردار کہا امیر تو ہوگا یا مین - مین نے کہا امیر تو ہو آپ نے جواب مین کہا اب تو میرے حکم سے باہر نہ آیین مین نے کہا اچھا - جب منزل مین پہنچے تو مجھے کہا بیٹھ جا - مین نے ایسا ہی کیا - ابراہیم خواص رح نے کنوئین سے پانی نکالا - جو سر دھا لکڑیان آگے کین اور ایک خیمہ گی کے نیچے آگ جلائی - اور جس کام کے واسطے مین ارادہ کرتا تھا کہتا تھا کہ فرمان کی شرط نگاہ رکھ - جب رات آئی تو بہت زور سے مینہ برسنے لگ گیا ابراہیم خواص رح نے اپنی گودڑی اوتاری اور کندھون پر مرقعہ ڈالے صبح تک میرے سر پر کھڑے رہے اور مین شرمندہ ہوتا تھا اور شرط کے موافق کچھ کہہ نہین سکتا تھا جب صبح ہوئی تو مین نے کہا اے شیخ آجکے دن امیر مین ہونگا جواب دیا بہتر ہے - جب ہم منزل مین پہنچے تو پھر اُسنے وہی خدمت اختیار کرلی مین نے کہا فرمان سے باہر نہ آ - جواب دیا فرمان سے وہ شخص باہر آتا ہے جو امیر سے اپنی خدمت کرائے - مکہ تک اسی طرح میرے ساتھ رہے اور جب مکہ مین آئے تو مین بارے شرم کے بھاگ گیا یہان تک کہ اُنہون نے منا مین مجھے دیکھا اور کہا اے بیٹا تجھ پر لازم ہے کہ درویشون کے ساتھ اسطرح رہے جسطرح مین تیرے ساتھ رہا اور مالک کے بیٹے انس رض سے روایت کرتے ہین کہ کہا ہے صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم وَخَدَمْتُہٗ عَشْرَ سِنِیْنَ فَوَاللّٰہِ مَا قَالَ لِیْ اُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِیْ لِشَیْءٍ لَمْ اَفْعَلْہُ لِمَ لَمْ فَعَلْتَ کَذَا مین نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی خدا کی قسم ہے کہ کبھی اُنہون نے مجھے اُف تک نہین کہا اور جو کام کہ مین نے کیا مجھے یہ نہین کہا کہ ایسا کیون کیا اور جو کام مین نے کیا نہ مجھے یہ کبھی نہ کہا کہ تو نے یہ کیون نہین کیا - پس سب درویش دو قسم پر ہین - ایک مقیم ہین - دوسرے مسافر - اور شیخ کا طریق ہے کہ مسافر مقیمون کی خدمت کو اپنے پر بزرگ رکھتے ہین کیونکہ مسافر اپنے نصیب پر جاتے ہین - اور مقیم خدا کی خدمت مین بیٹھے ہوئے ہین - اور مسافرون مین طلب کی علامت ہے اور مقیمون مین یافت کی علامت - پس اُس شخص کو جسنے پایا اور بیٹھ گیا اُسپر بزرگی ہوتی ہے جو طلب کرتا ہے - اور مقیمون کو

چاہیے کہ مسافرون کی اپنے پر بزرگی رکھین کیونکہ وہ علاقون کے صاحب ہین اور مسافر علاقون سے تنہا ہوتے ہین۔ مسافر طلب مین ہوتے ہین اور یہ وقف سے قیام مین اور چاہیے کہ بوڑھے جوانون کی اپنے پر بزرگی رکھین کیونکہ جوان دنیا مین زیادہ قریب عہد ہین اور اُنکے گناہ بہت کم ہین۔ اور جوانون کو چاہیے کہ وہ بوڑھون کو اپنے پر بزرگ جانین کیونکہ بوڑھے عبادت مین سابق ہین اور خدمت مین مقدم۔ اور جب ایسا ہو تو دونون گروہ ایک دوسرے کے عوض نجات پائین گے اور نہین تو ہلاک ہونگے اور ادبون کی حقیقت چیز کی خصلتون کا جمع کرنا ہوتا ہے اور ادیب کو ادیب اسواسطے کہتے ہین کہ جو کچھ اُسپر آتا ہے وہ جمع ہوتا ہے فَالَّذِیْ اجْتَمَعَ خِصَالُ الْخَیْرِ فَھُوَ اَدِیْبٌ پس وہ شخص کہ جس مین نیکی کی خصلتین جمع ہون وہ ادیب ہے اور جو لغت کا علم اور صرف اور نحو جانتا ہو عادت کے طریق مین اسکو ادیب کہتے ہین اور پھر صوفیون کے نزدیک یہ ہے اَلْاَدَبُ اَنْ تَقُوْمَ مَعَ الْمُسْتَحْسَنَاتِ وَمَعْنَاہُ اَنْ تُعَامِلَ اللّٰہَ فِی الْاَدَبِ سِرًّا وَعَلَانِیَۃً فَاِذَا کُنْتَ کَذَالِکَ کُنْتَ اَدِیْبًا وَاِنْ کُنْتَ عَجَمِیًّا وَاِنْ لَمْ تَکُنْ کَذَالِکَ تَکُوْنُ عَلٰی ضِدِّہٖ ادب نیک خصلتون کے ساتھ ٹھیرنا ہے اور اُسکے معنی یہ ہین کہ تو ظاہر اور باطن مین خدائے تعالےٰ کے ساتھ ادب سے معاملہ کرے اور جب تیرا معاملہ ادب سے آراستہ ہوگا تو تو ادیب ہوگا اگرچہ تیری زبان عجمی ہو کیونکہ معاملون مین عبارتون کی کچھ قدر نہین ہوتی اور سب احوالون مین عمل کرنیوالے متکلمون سے زیادہ بزرگوار ہوتے ہین اور مشائخ رحمۃ اللہ علیہم مین سے ایک کو پوچھا کہ ادب کی شرط کیا ہے کہا مین اس بات سے (جو مین نے سنی ہے) تیرے سوال کا جواب دیتا ہون۔ ادب یہ ہوتا ہے کہ اگر تو کہے تو تیرا کہنا سچا ہو اگر معاملہ کرے تو وہ حق ہو اگرچہ درشت ہو ملیح ہو اور خوب معاملہ اگرچہ مشکل ہوتا ہے وہ نیک ہوتا ہے پس جب کہے تو اپنے کہنے مین صواب کہنے والا ہو اور جب خاموش ہو تو خاموشی مین حق تیری طرف ہو۔ اور شیخ ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ نے جو صاحب لمعہ تھا اپنی کتاب مین عمدہ فرق کیا ہے ادبون مین کہا ہے اَلنَّاسُ فِی الْاَدَبِ عَلٰی ثَلٰثِ طَبَقَاتٍ اَمَّا اَھْلُ الدُّنْیَا فَاَکْثَرُ اٰدَابِھِمْ فِی الْفَصَاحَۃِ وَالْبَلَاغَۃِ وَحِفْظِ الْعُلُوْمِ وَاَسْمَارِ الْمُلُوْکِ وَاَشْعَارِ الْعَرَبِ وَاَمَّا اَھْلُ الدِّیْنِ فَاَکْثَرُ اٰدَابِھِمْ فِی رِیَاضَتِ

النفس وتادیب الجوارح وحفظ الحدود وترک الشہوات واما اہل الخصوصیت
فاکثر ادابہم فی الطہارت القلوب ومراعات الاسرار والوفاء بالعہود و
حفظ الوقت وقلت الالتفات الی الخواطر وحسن الادب فی مواقف الطلب
واوقات الحضور ومقامات القرب ادب مین آدمی تین قسم پر ہین ایک تو اہل دنیا ہین
کہ اُن کے نزدیک ادب فصاحت اور بلاغت اور علمون کا حفظ کرنا اور بادشاہون کی کہانیان
اور عرب کے شعر ہین - دوسری قسم کے اہل دین ہین ادب ان کے نزدیک نفس کی ریاضت ہے
اور اعضاء کی تادیب اور حدون کا نگاہ رکھنا اور شہوتون کا ترک کرنا ہے - اور تیسری قسم کے
اہل خصوصیت ہین ادب اُن کے نزدیک دل کی پاکی ہے اور بھید کی رعایت اور عہد کا وفا کرنا اور
وقت کا نگاہ رکھنا اور پراگندہ خطرون کی طرف بہت کم دیکھنا اور طلب کے محل مین اور حضور اور
قرب کے مقام مین نیک کردار ہونا اور یہ سخن جامع ہے - واللہ ولی التوفیق -

باب شانزدہم اقامت مین آداب صحبت کے بیان مین

اور جب کسی درویش نے سفر کے سوا اقامت اختیار کی تو اُسکے ادب کی شرط یہ ہوتی ہے کہ جب
کوئی مسافر اُسکے پاس پہنچے تو حرمت کے حکم کے موافق خوشی سے اُسکے پیش آئے اور حرمت سے
اُسکو قبول کرے اور ایسا سمجھے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے مکرم مہمانون مین سے ایک مہمان ہے اور
اُسکے ساتھ وہی سلوک کرے جو ابراہیم علیہ السلام نے بغیر تکلف کے اُن کے ساتھ کیا - جو کچھ
موجود ہو وہ اُن کے آگے لا رکھا - جیسا کہ خدائے تعالے نے فرمایا ہے فجاء بعجل سمین
اپنے مہمانون (یعنے فرشتون کے لئے) موٹا بچھڑا لائے اور یہ نہ پوچھا کہ کس طرف سے آتے ہو
اور کہان جاتے ہو اور کیا نام ہے ادب کے حکم کے لئے - اُن کا آنا خدا کی طرف سے سمجھے اور
جانا بھی خدا کیطرف - اور اُن کا نام خدا کا بندہ - پھر دیکھے کہ اُسکا آرام خلوت مین ہے یا صحبت
مین اگر وہ خلوت چاہے تو اُسکی جگہ کو خالی کرے اور اگر صحبت چاہے تو الفت اور خوشی کے حکم
کے موافق بغیر تکلف کے صحبت کرے - اور جب رات کے وقت تکیہ پر سر رکھے تو چاہیے کہ مہمان
اُسکے پاؤن پر سر رکھے اور اگر نہ رکھنے دے اور کہے کہ میری عادت نہین تو اُس مین جھگڑا نہ کرے
تاکہ وہ دلگیر نہ ہو اور اگلے روز حمام اُسکے پیش کرے تاکہ وہ حمام مین زیادہ پاکیزہ ہو اور اُسکے کپڑون کی

حمام مین حفاظت کرے - اور ایسا نہ ہونے دے کہ کوئی اجنبی خادم اُسکی خدمت کرے - چاہیئے کہ اعتقاد سے کوئی ہمجنس اُسکی خدمت کرے - تاکہ اُسکے پاک کرنے سے یہ شخص سب آفتون سے پاک ہو - اور چاہیئے کہ اُسکی پیٹھ کو کھجلے اور گھٹنون اور پاؤن اور ہاتھون کی ہتھیلیون کو ملے اور اس سے زیادہ شرط نہین ہے اور اگر مقیم کے لئے یہ توفیق ہو کہ اُسکے لئے نیا جامہ بنائے تو اُسمین کوتاہی نہ کرے - اور اگر توفیق نہ ہو تو تکلف نہ کرے وہی جامہ اُسکے لئے پاک کرے تاکہ جب حمام سے نکلے تو اُسکو پہن لے اور جب حمام سے اپنی جگہ پر واپس آئے اور تین دن سے اوپر نہ گذرے ہون تو اگر اُس شہر مین کوئی پیر ہو یا جماعت یا اسلام کے امامون مین سے کوئی امام تو اُسکو کہے کہ اگر صواب معلوم ہو تو اُسکی زیارت کے لئے چلین - اگر جائے تو بہتر اور اگر کہے کہ میرا دل نہین چاہتا تو اُسپر اصرار نہ کرے کیونکہ خدا کے طالبون کے لئے ایک وقت ہوتا ہے کہ اپنا دل ہاتھ مین نہین رکھتے - تو نے نہین دیکھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو پوچھا کہ سفرون کے عجائبون مین سے تو نے کیا دیکھا - ہمارے پاس کچھ بیان کر - جوابدیا زیادہ عجب یہی ہے کہ خضر نے مجھ سے صحبت چاہی اور میرا دل اُسپر نہین تھا اُسوقت مین نے نہ چاہا کہ خدا کے سوا میرے دل کے نزدیک کسیکو مرتبہ اور قدر ہو تاکہ اُسکی رعایت کرنی پڑے - البتہ یہ روا نہین ہوتا کہ مقیم مسافر کو سلام کہے اور ایسا ہی ہمامیون اور ماتمون اور بیمار پرسیون مین حکم ہے - اور جس مقیم کو مسافرون سے یہ طمع ہو کہ اُنہین گدائی کا آر بنائے اور اِس گھر سے اُس گھر لیجائے - اِن کی لئے اُسکی خدمت نہ کرنی بہتر ہے کیونکہ اُنہین ذلیل کرتا ہے اور اُنکے دل پر رنج پہنچاتا ہے - اور محمد عثمان جلالی کے بیٹے علی کو اپنے سفرون مین کوئی مشقت اور رنج اِس سے سخت نہ تھا کہ جاہل خادم اور ناپاک مقیم کبھی کبھی مجھے اُٹھالیتے تھے اور اِس خواجہ کے گھر سے اُس دہقان کے گھر مین لیجاتے تھے - اور مین دل مین اُنپر ملامت کرتا تھا اور ظاہر مین موافقت - اور نے طریقت ہونے کے سبب جو سلوک مقیم میرے ساتھ کرتے تھے مین دیکھتا اور کہتا تھا کہ اگر مین کسیوقت مقیم ہونگا تو مسافرون سے ایسا نہ کرون گا اور نے ادبون کی صحبت مین اس سے زیادہ فائدہ نہین ہوتا کہ اُن کے معاملون سے جو تجھے اچھا معلوم نہ ہو تو وہ نہ کرے اور پھر اگر کوئی مسافر درویش خوش ہو اور چند دن رہے اور دنیا کی ضرورت ظاہر کرے تو مقیم کو اُس سے چارہ نہین ہے کہ اُسکی ضرورت کے لئے اُسکو آگے کردے - اور اگر یہ مسافر بے ہمت اور مدعی ہو تو مقیم کو

نرچاہئے کہ بے ہمتی کرے اور ناممکن ضرورتون مین اُسکا پیرو ہو کیونکہ جو دنیا سے منقطع ہوتے ہین اُنکا یہ طریق نہین جب ضرورت آئی تو لین دین کرنے کے واسطے بازار مین جانا چاہئے یا بادشاہون کی درگاہ پر۔ اُسکو منقطع لوگون کی صحبت سے کیا کام۔ اور کہتے ہین کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحابون کے ساتھ ریاضت کے حکم کے موافق بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک مسافر آیا آپ نے اُسکی مہمانی مین تکلف کیا اور کھانے اُسکے سامنے لائے اُسنے کہا اِسکے سوا مجھے فلان چیز کی ضرورت ہے جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تجھے بازار مین جانا چاہئے کیونکہ تو بازاری آدمی ہے مساجد کے لوگون مین سے نہین۔ ایک وقت مین نے دمشق سے دو درویشون کے ساتھ معلّا کے بیٹے کی زیارت کا ارادہ کیا اور وہ مکہ کے ایک گاؤن مین رہتا تھا۔ راستہ مین ہم نے ایک دوسرے کو کہا کہ ہم مین سے ہر ایک کو جو واقعہ کہ رکھتے ہین اپنے آپ مین سوچنا چاہئے تاکہ وہ پیر ہمارے باطن سے ہمکو خبر دے اور ہمارا واقعہ حل ہو۔ مین نے اپنے آپ مین کہا مجھے اُس سے منصور کے بیٹے حسین رحمۃ اللہ علیہ کی مناجات کے شعر چاہئین۔ اور دوسرے نے کہا کہ مجھے دُعا چاہئے تاکہ میری تلی بڑھی ہوئی حل ہو جائے۔ اور تیسرے نے کہا مجھے صابونی حلوا چاہئے۔ جب ہم اُسکے پاس پہنچے تو پہلے ہی آپ نے خدام کو حکم دے رکھا تھا جسکے موافق اُنہون نے حسینؒ کی مناجات کے شعرون کی ایک جزو لکھی ہوئی میرے آگے رکھدی۔ اور دوسرے درویش کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا اُس کی تلی گم ہو گئی۔ اور تیسرے کو کہا کہ صابونی حلوا سلطانی کچہری کے سپاہیون کی غذا ہوتی ہے اور تو ولیون کا لباس رکھتا ہے ولیون کا لباس سپاہیون کے مطابق کے ساتھ درست نہین آتا۔ دونون مین سے ایک کو اختیار کر۔ اور یقیم کو اُس شخص کی رعایت کرنے کے سوا جو خدا کی رعایت مین مشغول ہو اور اپنی خوشی کا ترک کرنیوالا ہو واجب نہین ہے۔ اور جب کسی نے اپنی خوشی پر اقامت کی تو ممکن ہے کہ کوئی دوسرا اُسکی خوشی کے حصول مین اُسکے ساتھ موافقت کرے کیونکہ درویش ایکدوسرے کے راستہ دکھلانے والے ہوتے ہین نہ راستہ کاٹنے والے۔ جب کوئی اپنے حظ پر اقامت کرے تو دوسرے کو چاہئے کہ اُسکا خلاف کرے اور جب پھر اپنے حظ کو ترک کرے تو دوسرا اُسپر اقامت کرے تاکہ دونون جمال مین راستہ طے کرنیوالا ہو نہ راہزن۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثون مین مشہور ہے کہ آپ نے سلمان فارسی اور ابوذر غفاری کی باہم رشتہ داری کردی ہوئی تھی اور یہ دونون اہل صفہ کے

سردار دن۔ اور صاحبان باطن کے رئیسون مین سے تھے۔ ایکدن سلمان ملاقات کے لئے بوذر کے گھر مین آیا۔ بوذر کے عیال نے سلمان کے پاس شکایت کی کہ تیرا یہ بھائی دن مین کچھ نہین کھاتا اور رات مین سوتا ہے۔ سلمان نے کہا کوئی کھانیوالی چیز لے آ۔ جب لائے بوذر کو کہا کہ اے میرے بھائی تجھے چاہیے کہ میرے ساتھ موافقت کرے کیونکہ روزہ تجھ پر فرض نہین ہے۔ بوذر نے موافقت کی اور جب رات پڑی تو کہا اب بھائی چاہیے کہ سونے مین بھی میرے ساتھ موافقت کرے اِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقٌّ تحقیق تیرے جسم کے لئے تجھ پر حق ہے اور تیری عورت کے واسطے تجھ پر حق ہے اور تحقیق تیرے رب کے لئے تجھ پر حق ہے۔ جب دوسرا روز ہوا تو بوذر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بھائی مین بھی وہی کہتا ہون جو کل تجھ کو سلمان نے کہا اِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا تحقیق تیرے جسم کے لئے تجھ پر حق ہے۔ جب بوذر نے خوشیون کے ترک کرنے پر اقامت کی تو اپنا وظیفہ چھوڑ دیا۔ اور اس اصل پر جو کچھ تو کرے صحیح اور مستحکم ہے۔ ایک وقت مین عراق کی ولایت مین مال دنیا کے جمع اور خرچ کرنے مین اسراف کرتا تھا اور بہت قرض ہوگیا تھا۔ جس کو حاجت ہوتی تھی وہ میری طرف متوجہ ہوتا تھا اور مین اُن کی حرص کے حاصل ہونیکے رنج مین پڑا ہوا تھا۔ وقت کے سیدون مین سے ایک سید نے مجھے لکھا کہ اے بیٹا دھیان رکھ کہ اپنے دل کو خدا سے فراغت دلی کی طرف مشغول نہ کرنا کیونکہ مشغولی ہوا ہے پس اگر کوئی مال اپنے دل سے زیادہ عزیز پائے تو روا ہوتا ہے کہ اُس مال کی فراغت مین اپنے آپکو مشغول کرے اور نہین تو اُس کام سے ہاتھ اُٹھالے کیونکہ خدا کے بندون کے واسطے خدا کفائیت کرنیوالا ہے۔ اور اُسی وقت مجھ کو اُس امر سے فراغت حاصل ہوئی۔ مسافرون کی صحبت مین اختصار کے طور پر مقیمون کے حکم یہ ہین ✦

باب ہفتدہم آداب صحبت کے بیان مین

جب کوئی درویش اقامت کے سوا سفر اختیار کرے تو اُس کے ادب کی شرط یہ ہے کہ پہلے سفر خدا کے واسطے کرے نہ ہوا کی فرمان برداری کے لئے اور جیسا کہ باطن مین سفر اختیار کرتا ہے۔ ویسا ہی باطن مین اپنی ہوا سے بھاگے۔ اور ہمیشہ طہارت پر رہے اور اپنے وردون کو ضائع نہ کرے اور

چاہیئے کہ اس سفر سے اُسکی مراد یا حج ہو یا مومنون کا کافرون سے کوئی جنگ - یا کسی جگہ کی زیارت یا فائدہ کا لینا اور یا علم کی طلب اور یا مشائخ مین سے کسی شیخ کا دیدار - اور اگر ایسا نہوگا تو سفر مین خطا کار ہوگا - اور سفر مین اُسکو مرقعہ رکھنے اور مصلے اور کوزے اور جوتی اور عصا سے چارہ نہین ہے تاکہ گودڑی سے ستر ڈھانپے اور مصلے پر نماز پڑھے اور کوزے سے طہارت کرے اور عصا سے آفتون کو اپنے سے دور کرے اور اس مین مسافر کو اور بھی حاجتین ہوتی ہین - اور جوتی کو طہارت کے وقت پاؤن مین ڈالے تاکہ مصلی پر آئے اور اگر کوئی اس سے زیادہ سامان رکھے سُنّت کی حفاظت کے لئے جیسے کنگھی اور ناخون گیرا اور سرمہ دانی تو بھی روا ہوتا ہے - اور پھر اگر کوئی اس سامان سے زیادہ رکھے اور اپنے لئے زینت بناتے تو دیکھنا چاہیئے کہ کس مقام مین ہے - اگر ارادت کے مقام مین ہے تو ہر ایک سے اُسکے لئے ایک قید اور بند اور دیوار اور حجاب ہے اور وہ سامان اُسکے نفس کی رعونت کے اظہار کا اصل ہے - اور اگر تمکین اور استقامت کے مقام مین ہے تو اُسکے لئے یہ سامان اور اس سے زیادہ رکھنا درست ہے - اور مین نے غالب فارسی کے بیٹے شیخ ابو مسلم فارسی سے سُنا ہے کہ مین ایکدن شیخ ابو سعید بن ابی الخیر فضل اللہ بن محمد رح کے پاس زیارت کے لئے آیا - مین نے اُن کو ایک تخت پر چار تکیے لگائے ہوئے سویا پایا اور پاؤن کو ایک دوسرے پر رکھے ہوئے اور مصری چادر اوڑھے ہوئے - اور مین نے ایسا جامہ پہنا ہوا تھا جو میل سے چمڑے کی طرح سخت ہو رہا تھا اور تن رنج سے گداختہ تھا اور ہر طرح کے مجاہدون سے زرد رنگ ہوا ہوا - اُن کے دیدار سے میرے دل مین ایک انکار پیدا ہوا - مین نے کہا یہ بھی درویش ہے اور مین بھی درویش ہون - مین اسقدر مجاہدہ مین ہون اور وہ اتنی راحت مین - وہ اسی وقت میرے باطن پر آگاہ ہوگیا اور میری نخوت کو معلوم کرلیا - مجھے کہا اے ابا مسلم تو نے کون سے دیوان مین پایا ہے کہ درویش خودبین ہو - جب مین نے بالکل حق کو دیکھا تو تخت کے سوا اور جگہ مجھے نہ بٹھایا اور جب تو نے بالکل اپنے آپ کو دیکھا تخت کے سوا تجھے اور کسی پر نہ رکھا - میرے حق مین مشاہدہ آیا اور تیرے لئے مجاہدہ اور یہ دونون راستہ کے مقامون مین سے مقام ہین اور خدا ان سے پاک ہے اور درویش مقامون سے فانی اور احوال سے الگ ہوتا ہے - شیخ ابو مسلم رح نے کہا ہے کہ میرا ہوش جاتا رہا اور جہان مجھ پر سیاہ ہوگیا - جب مین ہوش مین آیا تو مین نے توبہ کی اور اُس نے میری توبہ قبول کی پھر مین نے کہا کہ

اسے شیخ مجھے اجازت ہے کہ مین جاؤن کیونکہ مین تیرے دیدار کی برداشت نہین کرسکتا۔ فرمایا اے ابامسلم تونے سچ کہا ہے۔ پھر تمثیل کے طور پر یہ بیت پڑھی بیت

آنچہ گوشم نتوانست شنیدن بخبر ہمہ چشمم بعیان یکسرہ دیدان ببصر

جو کچھ کہ میرا کان خبر سے نہ سن سکا۔ میری آنکھ نے سرتاپا اُسے بینائی سے ظاہر دیکھا۔ پس مسافر کو چاہئے کہ ہمیشہ سنت کا حافظ رہے اور جب کسی مقیم کے پاس پہنچے تو حرمت سے اُس کے پاس آئے اور سلام کہے اور پہلے بائین پاؤن کو جوتی سے نکالے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے اور جب پہنے تو پہلے دایان پاؤن ڈالے پھر دوسرا پاؤن۔ اور جب پاؤن دھوئے تو پہلے دایان دھوئے۔ اور پھر دوسرا۔ اور تجربت کے حکم کے موافق دو رکعتین ادا کرے پھر درویشون کے حقون کی رعایت مین مشغول ہو۔ اور نہ چاہئے کہ کسی حال مین مقیمون پر اعتراض کرے اور یا کسی معاملہ مین کسی پر زیادتی کرے اور یا اپنے سفر کی باتین کہے اور یا لوگون مین علم اور حکایتین اور روایتین بیان کرے کیونکہ یہ سب رعونت ہے اور چاہئے کہ خدا کے لئے جاہلون کا رنج اُٹھائے اور اُن کے بوجھ کی برداشت کرے۔ کیونکہ اس مین بہت سی برکتین ہین۔ اور اگر مقیم یا اُن کے خادم اُس پر کوئی حکم کرین اور اُسکو کسی بزرگ کے سلام کرنے یا زیارت کے لئے دعوت کرین تو اگر ہوسکے تو خلاف نہ کرے لیکن دل سے دنیا کے لوگون کی رعایت کا منکر رہے۔ اور بھائیون کے اُن فعلون کیلئے کوئی عذر اور تاویل کرتا رہے۔ اور حاجت کے کسی طرح کے رنج کو اپنے پر نہ آنے دے اور سب احوال مین مسافر اور مقیم کو صحبت مین خداوند تعالیٰ کی رضا طلب کرنی چاہئے اور ایک دوسرے پر نیک اعتقاد رکھنا چاہئے اور روبرو مین ایک دوسرے کو برا نہ کہنا چاہئے اور پیچھے مین غیبت نہ کرنی چاہئے کیونکہ خدا کے طالب پر لوگون کی گفتگو کرنی بُری ہوتی ہے خاصکر وہ گفتگو جو خوب نہ ہو کیونکہ محقق فعل کے دیدار مین فاعل کو دیکھتے ہین اور جب فعل کا خالق خداوند تعالیٰ اور اُسکا پیدا کیا ہوا ہوتا ہے اگرچہ معیوب اور بے عیب اور محجوب اور مکاشف ہو فعل پر جھگڑا کرنا فاعل پر جھگڑا کرنا ہوتا ہے۔ اور جب آدمیت کی آنکھ سے لوگون مین دیکھے اور اپنی ذات مین کسی کے لئے قدرت اور توفیق نہ دیکھے تو سب سے ہٹ رہے کیونکہ ساری مخلوق محجوب اور مقہور اور عاجز ہے۔ اور بیڑا خدا کے سوا کچھ نہین کرسکتا اور اس کے سوا کہ جس پر اُس کی پیدائش ہے نہین ہوسکتا اور

لوگون کو اُس کے مِلک مین تصرف نہین ہے اور عین کے تبدیل کرنے پر خدا کے سوا کسیکو مطلق قدرت نہین وباللہ التوفیق ۔

باب ہژدہم غذا کے بیان مین

پہچان کہ غذا سے آدمی کو چارہ نہین کیونکہ طبیعتون کی تالیف کا قایم رہنا کھانے اور پینے کے سوا نہین ہے ۔ لیکن مروت کی شرط یہ ہے کہ اِس مین مبالغہ نکرے اور رات دن غذا کے اندیشہ مین مشغول نہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے مَنْ کَانَ ہِمَّتُہٗ مَا یَدْخُلُ جَوْفَہٗ کَانَ قِیْمَتُہٗ مَا یَخْرُجُ مِنْہُ جسکی ہمت وہ ہوتی ہے جو اُسکے پیٹ مین داخل ہوتا ہے اُسکی قیمت وہ ہوتی ہے جو اُس سے خارج ہوتا ہے ۔ خدا کے مرید کے واسطے بہت کھانے سے کوئی چیز زیادہ ضرر دینے والی نہین ہے اور اِس سے پہلے اِس کتاب کے باب الجوع مین ان معنون مین مین نے تھوڑا سا بیان کیا ہے ۔ اور اس جگہ بمقدر کھنا مناسب ہے جو لکھتا ہون ۔ مجھے حکایتون مین معلوم ہوا ہے کہ لوگون نے ابو یزید سے پوچھا کہ تو بھوک کی مدح بہت کیون کرتا ہے کہا اِسواسطے کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا تو یہ ہرگز نہ کہتا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (مین تمہارا سب سے بڑا رب ہون) اور اگر قارون بھوکا ہوتا تو باغی نہ ہوتا ۔ اور جبتک ثعلبہ بھوکا تھا سب زبانون مین تعریف کیا گیا تھا ۔ جب پیٹ بھرا تو نفاق ظاہر کیا ۔ خداوند بزرگ و بلند نے کافرون کے حق مین فرمایا ہے ذَرْھُمْ یَاْکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ چھوڑ دے کافرون کو تاکہ کھائین اور فائدہ اُٹھائین اور آرزو انہین مشغول کرے کہ اپنے کردار اور گفتار کی عاقبت کو جائین ۔ اور یہ بھی فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًی لَّھُمْ اور جو لوگ کہ کافر ہوے اِسطرح کھاتے اور فائدہ اُٹھاتے ہین جسطرح کہ چارپاے کھاتے ہین اور اُن کے واسطے رہنے کی جگہ آگ ہے ۔ اور سہل بن عبداللہ نے کہا ہے کہ مین وہ پیٹ جو خمر یعنے شراب سے پُر ہوا اُسکو زیادہ عزیز رکھتا ہون اُس سے کہ حلال طعام سے پُر ہو لوگون نے پوچھا کیون ۔ جواب دیا اِسلیے کہ جب پیٹ خمر سے پُر ہو تو عقل آرام پاتی ہے اور شہوت کی آگ مرجاتی ہے اور لوگ میرے ہاتھ اور زبان سے امن مین ہو جاتے ہین لیکن جب حلال طعام سے پُر ہو تو فضول آرزو کرتا ہے اور شہوت قوت پکڑتی ہے اور نفس اپنے نصیبون کے طلب کرنے کے واسطے سر اُٹھاتا ہے ۔ اور مشائخ نے اُنکی صفت مین

کہا ہے اَکْلُھُمْ کَاَکْلِ الْمَرْضٰی وَنَوْمُھُمْ کَنَوْمِ الْغَرْقٰی وَکَلَامُھُمْ کَکَلَامِ الثَّکْلٰی۔
اُن کا کھانا بیماروں کے کھانا کی طرح ہوتا ہے اور اُن کی نیند غرق ہوئے آدمیوں کی
طرح اور اُن کا سخن مردہ بچوں کی مانند ہوتا ہے پس کھانے کے اوپر ان کی شرط یہ ہے کہ اکیلے
نہ کھائیں اور جو کھائیں ایک دوسرے کے لئے ایثار کریں کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے
شَرُّ النَّاسِ مَنْ اَکَلَ وَحْدَہٗ وَضَرَبَ عَبْدَہٗ وَمَنَعَ اِفَدَہٗ انسانوں میں شریر تر وہ ہے
جو اکیلا کھائے اور غلام کو مارے اور فاقہ کرو کے بخشش کو اور جب دسترخوان پر بیٹھیں خاموش
نہ ہیں اور خدا کے نام سے شروع کریں اور کوئی چیز اس طرح نہ رکھیں اور نہ اُٹھائیں کہ دوستوں کو
اُس سے کراہت ہو اور پہلا لقمہ نمکین چیز سے اُٹھائیں اور اپنے رفیق کے لئے انصاف دیں اور
لوگوں نے سہل بن عبداللہ سے اِس آیت کے معنے پوچھے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ
الْاِحْسَانِ تحقیق اللہ عدل اور احسان سے حکم کرتا ہے۔ جواب دیا کہ عدل یہ ہے کہ لقمہ میں رفیق
کا انصاف دیں اور احسان یہ ہے کہ اُس لقمہ کے لئے اُسکو اپنے سے بہتر جانے۔ اور میرا شیخ
کہتا تھا میں اُس مدعی سے تعجب کرتا ہوں جو یہ کہتا ہے کہ میں نے دنیا کی ترک کی ہے اور لقمہ کی
فکر میں ہوتا ہے۔ اور پھر چاہیئے کہ لقمہ داہنے ہاتھ سے کھائے اور اپنے لقمہ کے سوا غیر میں نہ دیکھے
اور طعام کھانے میں پانی بہت کم پیئے مگر سچی پیاس کے وقت اور جب پیئے تو تھوڑا پیئے یہانتک
کہ جگر تر ہو اور لقمہ بہت بڑا نہ ڈالے اور خوب چبائے اور جلدی نہ کرے کیونکہ ان باتوں سے
بدہضمی پیدا ہوتی ہے اور سنت کی بھی مخالفت اور جب کھانے سے فارغ ہو تو حمد پڑھے اور ہاتھ
دھوئے۔ اور اگر جماعت میں سے دو یا تین آدمی اور یا زیادہ جماعت سے پوشیدہ کسی دعوت پر
جائیں اور کچھ کھائیں تو بعض مشائخ نے کہا ہے کہ وہ حرام ہے اور صحبت میں خیانت اُولٰٓئِکَ
مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ یہ لوگ نہیں کھاتے اپنے پیٹوں میں مگر آگ۔ اور
ایک گروہ نے کہا ہے جب ایک سے زیادہ آدمی ہوں تو ایک دوسرے کی موافقت پر کھا لینا
روا ہوتا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ اگر ایک آدمی بھی ہو تو تو بھی روا ہوتا ہے کیونکہ اُسکو وحدت
کی حالت میں انصاف نہیں دینا چاہیئے بلکہ صحبت کی حالت میں۔ جب تنہا ہوتا ہے تو اُس
ساعت کی صحبت کا حکم اُس سے اُٹھ جاتا ہے اور اُس میں اخوذ نہیں ہوتا اور ان مذہبوں میں

زیادہ ضروری اصل یہ ہے کہ درویش کی دعوت کو رد نہ کریں اور دنیا داری کی دعوت کو قبول نہ کریں اور اُن کے کھانے پر نہ جائیں اور اُن سے کوئی چیز نہ مانگیں جسمین اہل طریقت کو خوشامد کرنی پڑے کیونکہ دنیا کے لوگ درویشون کے محرم نہین ہوتے اور مرد متاع کی کثرت سے دنیا دار نہین ہوتا اور اُسکی قلت سے درویش نہین ہوتا جو غنا پر فقر کی بزرگی کا مقر ہو وہ دنیا دار نہین ہوتا اگرچہ بادشاہ ہو اور جو فقر کا منکر ہو وہ دنیا دار ہوتا ہے اگرچہ بیقرار اور بیچارہ ہو۔ اور جب دعوت مین حاضر ہو تو چیز کے کھانے اور نہ کھانے مین تکلف نہ کرے۔ وقت کے حکم پر چلے۔ اور جب صاحب دعوت محرم ہو تو روا ہوتا ہے کہ کوئی متاہل یعنے صاحبخانہ سے جا ہوا کھانا اُٹھالے اور اگر نامحرم ہو تو گھر مین اُسکا جانا روا نہین لیکن سب وقت مین پس خوردہ نہ چھوڑنا بہتر ہے۔ کیونکہ سہل بن عبداللہ نے کہا ہے اَلزَّلَّۃُ ذِلَّۃٌ فضلہ کرنا یعنے پس خوردہ چھوڑنا ذلت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب نوزدہم رفتار کے بیان مین

خدائے بزرگ وبلند نے فرمایا ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا اور اللہ رحمان کے بندے وہ لوگ ہین جو چلتے ہین زمین پر آہستہ یعنے از روے تواضع یا وقار کے یا بردبارون اور نیکوکارون کی طرح۔ خدا کے طالب کو اپنی رفتار مین ہمیشہ یہ جاننا چاہیے کہ جو قدم وہ رکھتا ہے وہ قدم اُسکی اپنی طاقت سے ہے یا خدا سے۔ اگر اپنی طاقت سے سمجھتا ہے تو اُس سے توبہ کرے۔ اور اگر خدا سے ہو تو اُس مین کوشش کرے تاکہ زیادہ ہو۔ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر ہے کہ ایکدن کوئی دوا کھائی ہوئی تھی۔ لوگون نے آپ کو کہا کہ کچھ عرصہ اس مکان کے صحن اندر بیٹھ جایئے کہ دوا کا فائدہ ظاہر ہو۔ جواب دیا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ قیامت مین خدا مجھ سے سوال کرے کہ ہوا کے نصیب پر تم نے چند قدم کیون رکھے جیسا کہ فرمایا ہے وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اور اُن کے پاؤن اُسکی گواہی دینگے جو دنیا مین وہ کسب کرتے تھے پس درویش کو چاہیے کہ بیداری مین سر نیچے کئے ہوئے مراقبہ مین جائے اور کسی طرف نہ دیکھے اور استہ مین اگر کوئی برابر یا سامنے آئے تو جامہ کے نگاہ رکھنے پر اپنے آپ کو اُس سے نہ کھینچے کیونکہ مومن اپنے جامہ مین پاک ہوتے ہین اور اپنے آپ کو کھینچنا رعونت اور غرور کے سوا اور کچھ

نہین ہوتا - اور اگر وہ شخص کا فر ہو اور یا اُسپر کوئی ظاہری پلیدی دیکھے تو روا ہوتا ہے کہ پھر اپنے آپکو اُس سے بچائے اور نگاہ رکھے - اور جب کسی جماعت کے ساتھ جائے تو بڑھ کر چلنے کا ارادہ نکرے کیونکہ وہ اور وان پر زیادتی اور تکبر کا طلب کرنا ہوتا ہے - اور سب سے پیچھے چلنے اور تواضع مین زیادتی چاہنے کا ارادہ بھی نکرے کیونکہ جب تواضع کو دیکھیگا تو وہ تکبر ہو جائیگی اور جوتی کی نعل کو جہانتک ہو سکے پلیدیون سے ظاہر مین نگاہ رکھے تاکہ خداوند تعالے اسکی برکتون سے اُسکے دل کو نگاہ رکھے اور جب کسی جماعت یا کسی ایک کے ساتھ ہو تو راستہ مین کسیکے ساتھ کھڑا نہ ہو جائے اور جماعت یا دوسرے کو اپنی انتظار نہ کرنے دے اور آہستہ چلے اور چلنے مین بہت جلدی نہ کرے کیونکہ حرص کی مانند ہوتا ہے اور بہت آہستہ بھی نہ چلے کیونکہ تکبر کرنیوالون کی طرح ہوتا ہے اور پورا قدم رکھے اور مختصر یہ ہے کہ ہمیشہ طالب کی رفتار اس صفت پر ہو کہ اگر پوچھے تو کہان جاتا ہے تو اُسکے جواب مین کہہ سکے اِنّی ذاھِبٌ اِلی ربّی تحقیق مین رب کی طرف جارہا ہون اور اگر ایسا ہوگا تو اُسکا چلنا اُسپر وبال ہوگا - کیونکہ قدمون کی صحت خطرون کی صحت سے ہے - پس جسکا فکر خدا کے لئے جمع ہوتا ہے اُس کے قدم اُسکے فکر کے پیرو ہوتے ہین - اور ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنہون نے کہا ہے رفتار درویش سے نشان دیتی ہے اور جو کچھ اُس مین ہوتا ہے قدم رکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک تو اپنے نصیب پر قدم رکھتا ہے اور دوسرا خدا کے حکمون پر - جو خدا کے حکمون پر قدم رکھتا ہے یہ قدم کو اُٹھاتا ہے اور دوسرا اپنی جگہ پر رکھتا ہے - اور طالب کی رفتار مسافت کے قطع کرنے کی علامت ہوتی ہے اور خدا کے قرب مسافت سے نہین ہے اور جب اُس کا قرب مسافت نہین ہے تو طالب کو سکون کے محل مین پاؤن کے قطع کرنے کے سوا کیا چارہ ہوتا ہے واللہ ولی التوفیق -

باب بستم سفر و حضر مین مشائخ کے سونیکے بیان مین

پہچان کہ مشائخ کو ان معنون مین بہت اختلاف ہے - ایک گروہ کے نزدیک غلبہ کے حال کے سوا کہ جب نیند کو اپنے سے دور نہ کر سکے مرید کو اور حال مین سونا مسلم نہین کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ نیند موت کا بھائی ہے - پس حیاتی خدا تعالیٰ سے نعمت ہوتی ہے اور موت بلا اور ضرور ہے کہ نعمت بلا سے زیادہ بزرگ ہے - اور شبلی سے

ذکر ہے کہ کہا ہے اَطْلَعَ الْحَقُّ عَلَیَّ فَقَالَ مَنْ نَامَ غَفَلَ وَمَنْ غَفَلَ عَجَبَ اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی اور کہا کہ جو سویا وہ غافل ہوا اور جو غافل ہوا وہ معجوب ہوا۔ اور ایک گروہ کے نزدیک روا ہے کہ مرد اختیار سے سوجائے اور حق امرون کو ادا کر چکا ہو تو اُسکے بعد خواب مین تکلف کرے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَنْتَبِہَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یَفِیْقَ سوئے ہوئے آدمی سے جاگنے تک قلم برداشتہ ہوتی ہے اور لوگ اُسکی بدی سے امن مین ہوتے ہین۔ اور اُسکا اختیار اُس سے کوتاہ ہوتا ہے۔ اور اُسکا نفس مرادون سے معزول۔ اور کرامًا کاتبین آسودہ ہوتے ہین اور دعوے سے اُسکی زبان کوتاہ ہوتی ہے۔ اور جھوٹ اور غیبت سے ہٹ رہا ہوتا ہے اور اُسکے ارادہ نے عُجب اور ریا سے امید کو جدا کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور بالغ ہونے اور افاقہ پانے تک لڑکے اور مجنون کا بھی یہی حال ہے لَا یَمْلِکُ لِنَفْسِہٖ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا نہین مالک ہوتا ہے وہ یعنے نائم ضرر یا نفع یا موت یا حیات یا نشور کا۔ اور اسی واسطے ابن عباس نے کہا ہے لَا شَیْءَ اَشَدُّ عَلٰی اِبْلِیْسَ مِنْ نَوْمِ الْعَالِمِ فَاِذَا نَامَ الْعَالِمُ یَقُوْلُ مَتٰی یَنْتَبِہُ وَیَقُوْمُ حَتّٰی یَعْصِیَ اللہَ کہ نیند سے شیطان پر کوئی زیادہ سخت چیز نہین ہے پس عالم جو وقت سوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ کب جاگیگا اور اُٹھیگا تاکہ اللہ کا گناہ کرے۔ اور سہل اصفہانی کے بیٹے علی سے جنید کو اس مین خلاف ہے۔ اور ان معنون مین ایک لطیف خط ہے جو علی نے جنید کو لکھا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سہل کے بیٹے علی اس خط مین کہتا ہے کہ خواب غفلت اور آرام کا موجب ہے اور اس سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ محب کو رات دن خواب اور قرار نہین ہوتا۔ اگر سوجائے تو اُس حال مین مقصود سے گم ہوجاتا ہے اور اپنے سے اور زمانے سے غافل اور حقتعالیٰ سے ہٹ رہتا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی اور کہا یَا دَاوٗدُ کَذَبَ مَنِ ادَّعٰی مَحَبَّتِیْ فَاِذَا جَنَّہُ اللَّیْلُ نَامَ عَنِّیْ اے داؤد اُس نے جھوٹ بولا جسنے میری محبت کا دعویٰ کیا اور جب رات آئی تو سوگیا اور میری دوستی سے باز رہا۔ اور جنید نے اس خط کے جواب مین کہا۔ پہچان کہ ہمارا رجوع خدا کے راستہ مین ہمارا معاد ہے اور ہماری نیند ہمارے ساتھ خدا کا فضل ہے۔ پس جو کچھ ہمارے

اختیار سے خدا سے ہو وَالتَّوْفِیْقُ مَوْهِبَةٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَی الْمُحِبِّیْنَ اور نیند اللہ تعالیٰ سے محبوں پر بخشش ہے اور اس مسئلہ کا تعلق صحو اور سکر سے ہے اور اس مین پورا سخن کہا گیا ہے۔ لیکن تعجب ہے کیونکہ جنید صاحب صحو تھے اس جگہ سکر کو قوت دی ہے۔ ضرور ہے کہ اسوقت مین مغلوب ہوئے ہون اور وقت کی زبان پر گویا۔ اور یہ بھی روا ہوتا ہے کہ اس کے خلاف ہو کیونکہ خواب عین صحو ہے اور بیداری عین سکر اسواسطے کہ خواب آدمی کی صفت ہوتی ہے اور جب تک آدمی اپنی صفتون کے اندھیرے مین ہوتا ہے صحو سے منسوب ہوتا ہے اور نہ سو نا خدا کی صفت ہے اور جب آدمی اپنی صفت سے زیادہ آگے ہو جاتا ہے تو مغلوب ہوتا ہے اور مین نے مشائخ کے ایک گروہ کو دیکھا ہے جو جنید کی موافقت پر بیداری پر خواب کی بزرگی رکھتے تھے کیونکہ اولیاؤں اور بزرگون اور اکثر پیغمبرون علیہم السلام کا نمود خواب کے متعلق ہے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدائے بزرگ و بلند سے کہا ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُبَاهِیْ بِالْعَبْدِ الَّذِیْ نَامَ فِیْ سُجُوْدِهٖ وَیَقُوْلُ اللّٰهُ اُنْظُرُوْا مَلَائِکَتِیْ اِلٰی عَبْدِیْ رُوْحُهٗ فِیْ مَحَلِّ النَّجْوٰی وَبَدَنُهٗ عَلٰی بِسَاطِ الْعِبَادَةِ تحقیق اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر جو سجدہ مین سو جاتا ہے فخر کرتا ہے اور فرشتون کو کہتا ہے کہ اس مومن بندہ مین دیکھو کہ اُس کی جان میرے ساتھ بھید کہنے مین ہے اور اسکا تن عبادت کے لئے فرش پر ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی کہا ہے مَنْ نَامَ عَلَی الطَّهَارَةِ یُؤْذَنُ لِرُوْحِهٖ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْعَرْشِ وَیَسْجُدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی جو طہارت یعنے پاکی پر سو جاتا ہے اُسکی جان کو اجازت دے دیتے ہین کہ جا عرش کا طواف کرا اور خداوند تعالیٰ کو سجدہ کرے۔ اور حکایتون مین مجھے معلوم ہوا ہے کہ شاہ شجاع چالیس سال بیدار رہا جب ایک رات سو گیا تو حق تعالیٰ کو خواب مین دیکھا اور اُسکے بعد دیدار کی امید پر ہمیشہ سو جاتا تھا اور قیس عامری ان معنون مین کہتا ہے شعر

وَاِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ وَمَا بِیْ غَفْلَةٌ لَعَلَّ خَیَالًا مِنْكَ یَلْقٰی خَیَالِیَا

اور مین عمداً سوتا ہون حالانکہ مجھے نیند نہین آتی۔ کہ شاید خواب مین ہی تیرا خیال مجھے ملاقی ہو۔ مین نے ایک گروہ کو دیکھا ہے جو سہل کے بیٹے علیؒ کی موافقت پر خواب پر بیداری کی بزرگی رکھتے تھے۔ کیونکہ پیغمبرون کی وحی اور ولیون کی کرامتون کا تعلق بیداری سے ہوا ہے

اور مشائخ مین سے ایک کہتا ہے لَوْ کَانَ فِی النَّوْمِ خَیْرٌ لَکَانَ فِی الْجَنَّۃِ نَوْمٌ
اگر نیند مین کچھ بہتری ہوتی اور یا محبت اور قربت کے واسطے علت ہوتی تو چاہیئے تھا کہ بہشت مین
جو قربت کا مکان ہے نیند ہوتی۔ جب بہشت مین حجاب نہین ہوتا اور نہ نیند ہوتی ہے تو ہم نے
جان لیا کہ نیند حجاب ہے اور ارباب لطافت کہتے ہین کہ جب آدم علیہ السلام بہشت مین سو گئے
تو حوا آپ کے پہلو سے ظاہر ہوئین اور یہ سب مصائب آپ کو حوا کے سبب اُٹھانے پڑے۔
اور یہ بھی کہتے ہین کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کو کہا یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ
اَنِّیْ اَذْبَحُکَ اے بیٹا مین خواب مین دیکھتا ہون کہ تحقیق تجھ کو ذبح کرونگا۔ اسمٰعیلؑ نے جوابدیا
اے باپ هٰذَا جَزَاءُ مَنْ نَامَ عَنْ حَبِیْبِہٖ وَاِنْ لَمْ تَنَمْ لِمَا اُمِرْتَ بِذَبْحِ الْوَلَدِ یہ
اُس شخص کی جزا ہے جو سو جاتا ہے اور اپنے دوست سے غافل ہوتا ہے اگر تو نہ سوتا تو تجھے یہ امر
نہ کرتے کہ بیٹے کو قتل کرنا چاہیئے۔ پس تیری خواب نے مجکو بیجان کیا ہے مجھے تو ایک ساعت
ور ہوگا اور تجکو ہمیشہ۔ اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر ہے کہ ایک سلائی سے نمک کا پانی لگاکر
سامنے رکھدیتے تھے اور جب سونے لگتے تھے تو اُسکو آنکھون مین لگا لیتے تھے۔ اور مین
عثمان جلالی کے بیٹے علی نے ایک بوڑھے کو دیکھا ہے کہ فرضون کے ادا کرنے سے فارغ ہوتا
تھا تو سو جاتا تھا۔ اور شیخ احمد سمرقندی کو مین نے دیکھا ہے جو چالیس سال ہوئے ہین کہ رات مین
نہ سویا تھا اور دن مین بہت تھوڑا سا سوتا تھا اس مسئلہ کا رجوع اُسکی طرف ہے کہ جب کسی کے
نزدیک موت زندگانی سے زیادہ پیاری ہو تو چاہیئے کہ نیند جاگنے سے اُسکے نزدیک زیادہ
دوست ہو۔ اور جب حیاتی کو موت سے زیادہ دوست رکھے تو چاہیئے کہ جاگنا اُسکے نزدیک نیند
سے زیادہ دوست ہو۔ پس اُسکی قیمت نہین ہوتی کہ تکلف سے بیدار ہو۔ اُسکی قیمت ہوتی ہے
کہ اُسکو بیدار کرین۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند نے برگزیدہ کیا اور
اعلےٰ درجہ پر پہنچایا اُنہون نے نہ خواب مین تکلف کیا نہ بیداری مین اِسلئے حکم آیا قُمِ الَّیْلَ
اِلَّا قَلِیْلًا رات کے وقت نماز کے لئے اُٹھ مگر تھوڑا سا۔ اور اسکی قیمت نہین ہوتی کہ تکلف سے
سوئے بلکہ اُسکی قیمت ہوتی ہے کہ اُسکو سُلائین جیسا کہ خدائے بزرگ و بلند نے اصحاب کہف کو
برگزیدہ کیا اور اعلےٰ عمل مین پہنچایا اور کفر کا لباس اُنکی گردن سے اُتار دیا۔ اُنہون نے نہ خواب

مین تکلف کیا اور نہ بیداری مین اسلیئے خدا نے اُنپر نیند ڈالی اور اُن کو بے اختیار اُنکے حق تعالے پرورش کرتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ اور گمان کرتا ہے تو اُن کو جاگتے ہوئے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہین۔ اور تو ماتے ہین ہم اُنکو دائین اور بائین ہاتھ اور یہ دونون بے اختیاری کے حال مین ہوتے ہین۔ اور جب بندہ اِس درجہ مین پہنچ جاتا ہے کہ اُسکا اختیار پورا ہوجائے اور اُسکا ہاتھ سب سے الگ ہوجائے اور اُسکی ہمت غیر سے روگردانی کرے تو پھر اگر سوئے اور اگر جاگے تو اِس صفت پر رہتا ہے کہ عزیز ہوتا ہے۔ پس مرید کے واسطے خواب کی شرط یہ ہے کہ اپنی خواب کے ابتدا کو اپنے عہد کا اخیر سمجھے گناہون سے پرہیز کرے اور دشمنون کو خوش۔ طہارت پاکیزہ کرے اور دائین ہاتھ پر قبلہ کی طرف منہ کرکے نہ سوئے۔ دنیا کے کام ٹھیک کئے ہوئے ہون۔ اسلام کی نعمت کا شکر کرے اور شرط کرے کہ اگر جاگے گا تو گناہون کے سر پر نہین جائیگا پس جب بیداری کو اپنا کام بنایا ہوا ہو تو اُسکو خواب اور موت سے کچھ خوف نہین ہوتا اور حکایتون مین مشہور ہے کہ وہ پیر ایک امام کے نزدیک جو مرتبہ اور کلاہ اور نفس کی رعونت مین پڑا ہوا تھا آتا تھا اور کہتا تھا اے فلانے مرنا چاہیئے۔ اِس سخن سے امام کے دل مین رنج ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ گدا آدمی ہر لحظہ مجھے یہ بات کہتا ہے ایک دن کہا مین آیندہ روز مین ابتدا کرون گا۔ دوسرے روز وہ پیر پھر آیا اُس امام نے اُسکو کہا اے فلانے مرنا چاہیئے اُس پیر نے مصلی بچھایا اور سر کو کہا اور کہا لے مین مرا۔ اُسیوقت اُسکی جان نکل گئی۔ امام کو اِس سے کہ وہ پیر اُسکو کہتا تھا کہ موت کا یہ طرح ارادہ کر جسطرح کہ مین نے کیا ہے ایک تنبیہ ہوئی۔ اور میر اشیخ مریدون کو اسپر رکھتا تھا کہ غلبہ کے سوا نہ سوؤ۔ اور جب جاگو تو پھر بھی نہ سوؤ کیونکہ دوسری خواب مرید کے واسطے حرام اور بیکاری ہے اور اِن مضمون مین لمبا بیان ہے ٭

باب بست و یکم بولنے اور چپ رہنے کے آداب مین

خدائے بزرگ و بلند نے فرمایا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا اور از روئے سخن کے زیادہ نیک کون ہے اُس سے جو خدا کو پکارتا ہے عبادت کے واسطے نیک کام کرتا ہے اور یہ بھی کہا ہے قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا کہو تو کہ ایمان لائے ہم۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ

قولاً معروفاً ومغفرۃ خیر من صدقۃ نیک نصیحت کرنی اور کسی کا گناہ معاف کرنا اُس صدقے سے جسکے پیچھے اذیت لگی ہو بہتر ہے۔ پہچان کر اچھا بولنا خدا سے بندہ پر حکم ہے جیسے خداوند تعالیٰ پر اقرار کرنا اور اُسکی ثنا کہنی اور لوگون کو اُسکی درگاہ مین بُلانا۔ اور گویائی خدا تعالیٰ سے بندہ پر بڑی نعمت ہے اور آدمی گویائی کے سبب اَور چیزون سے تمیز کیا گیا ہے۔ خدائے بزرگ وبلند نے فرمایا ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ مفسرون کا قول اس بارہ مین بھی یہی ہے کہ تکریم سے مراد الٰہی نطق ہے یعنے ہم نے انسان کو دوسری مخلوقات پر نطق سے شرف دیا ہے اگرچہ گویائی خدا سے بندہ پر ایک ظاہر نعمت ہے اُسکی آفت بھی بڑی ہے۔ کیونکہ پیغمبر صلعم نے کہا ہے اَخوف ما اخاف علی امتی اللسان میری امت پر خوفناک چیزون مین سے زیادہ خوفناک چیز زبان ہے۔ گویائی شراب کی مانند ہے جو عقل کو مست کرتا ہے اور آدمی جب اُسکے نشہ مین پڑے تو اُس سے باہر نہ آسکے اور اپنے آپ کو اُس سے باز بھی نہ رکھ سکے اور جب اہل طریقت کو معلوم ہوا کہ بولنا آفت ہے تو ضرورت کے سوا بات بھی کہنی چھوڑ دی یعنے اپنے کلام کے ابتدا اور انتہا مین دیکھا اگر وہ سب حق کے واسطے ہوا تو کہا اور نہین تو خاموش رہے کیونکہ اِسپر اعتقاد رکھتے تھے کہ خداوند تعالیٰ جیدون کا جاننے والا ہے اور جو اُسکے سوا اعتقاد رکھتے ہین وہ مذموم ہے۔ خدائے بزرگ وبلند نے کہا ہے اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّھُمْ وَنَجْوٰھُمْ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْھِمْ یَکْتُبُوْنَ کیا کافر یہ گمان کرتے ہین کہ ہم اُن کے پوشیدہ بھیدون اور علانیہ مشورون کو نہین سُنتے بے شک ہم سُنتے ہین۔ اور فرشتے بھی انپر لکھتے ہین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے مَنْ صَمَتَ نَجَا جو خاموش رہا اُسنے رہائی پائی۔ پس خاموشی مین بہت فائدے اور کشائشین ہین اور بولنے مین بہت آفت ہے۔ اور مشائخ کا ایک گروہ چپ رہنے کو بولنے پر بزرگ جانتا ہے۔ اور ایک بولنے کو چپ رہنے پر۔ ان سب سے جنید نے کہا ہے کہ عبارتین سب دعوے ہین اور جگہ معنے ثابت ہون دعوے وہان نہین ہتے وقت ہوتا ہے کہ اختیار کے حال مین قول کا ساقط ہونا معذور ہوتا ہے اور خوف کے حال مین باوجود اُسکے گویائی پر قدرت اور اختیار ہو معنے ساقط نہین ہوتے اور اُسکے قول کا انکار معنے کو زیان نہین پہنچاتا۔ اور کسی وقت مین بندہ

بغیر معنون کے تنہا دعوی سے معذور نہیں ہوتا اور اُسکا حکم منافقون کا حکم ہوتا ہے پس معنی کے سوا دعوی کرنا نفاق ہے اور بغیر دعوی کے معنے اخلاص لِاَنَّ مَنِ اسْتَسَرَّ بِنَیْئًا نَمَّ عَلٰی بَیَانِہٖ اِسْتَغْنٰی فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ رَبِّہٖ مِنَ اللِّسَانِ یعنے جب بندہ پر راستہ کھلگیا تو وہ گویائی سے بے پرواہ ہوا کیونکہ عبارت غیر کو آگاہ کرنا ہوتا ہے اور حق تعالیٰ احوال کی تفسیر سے بے نیاز ہے اور اُسکا غیر اُسکی لیاقت نہیں رکھتا کہ اُسکی طرف مشغول ہونا چاہیے اور یہ جنید رح کے اس قول کی تاکید کرتا ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ جسنے خدا کو دل سے پہچانا اُس کی زبان بیان سے رکگئی کیونکہ ظاہر میں بیان حجاب دکھلائی دیتا ہے - اور شبلی سے ذکر کرتے ہیں کہ آپ جنید رح کی مجلس میں کھڑے ہوگئے اور اونچی آواز سے کہا یَا مُرَادِیْ اے میری مراد اور حقتعالے کیطرف اشارہ کیا - جنید رح نے کہا اے ابابکر اگر تیری مراد حق ہے تو تو نے اشارت کیون کی کیونکہ وہ اس سے بے پرواہ ہے اور اگر تیری مراد وہ نہیں ہے تو تو نے خلاف کیون کہا کیونکہ خدا تیرے قول کو جاننے والا ہے - شبلی نے اپنے کہنے پر استغفار پڑھا اور توبہ کی اور جس گروہ نے گویائی کو چپ رہنے پر بندگی دی ہے وہ کہتا ہے کہ اپنے احوال کا بیان کرنا حق سے ہم پر امر ہے کیونکہ دعوے معنون سے قایم ہوتا ہے اور معنی دعوے سے - اور اگر کوئی ہزار سال دل اور بھید سے عارف رہے اور کوئی ضرورت اُسکی بالغہ نہ ہو تو جب تک قرار اُسکی معرفت سے نہ لے اُسکا حکم کافرون کا حکم ہوتا ہے اور خداوند تعالیٰ نے مومنون کو شکر اور حمد اور ثنا کے واسطے سب کو فرمایا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ اور لیکن اپنے پروردگار کی نعمت کا ذکر کر - اور نعمت کا ذکر ثنا خدا کی گفتار ہوتی ہے - پس ہماری گفتار ربوبیت کی تعظیم کے لئے ہے اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھے پکارو قبول کرونگا مین تمہارے لئے تمہاری حاجت کو اور یہ بھی کہا ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ قبول کرتا ہون مین پکارنے والے کو جب مجھے پکارتا ہے اور شبلی اسکی - اور مشائخ مین سے ایک کہتا ہے کہ جس کے لئے اپنے زمانہ سے بیان نہ ہو اُسکا زمانہ نہیں ہوتا کیونکہ وقت کا گواہ تیرا وقت ہے شعر

لِسَانُ الْحَالِ اَفْصَحُ مِنْ لِسَانِیْ ۔۔۔ وَصَمْتِیْ عَنْ سَوَالِیْ تَرْجُمَانِیْ

میری زبان بیان سے زبان حال زیادہ فصیح ہے۔ اور میری خاموشی میرے سوال سے ترجمہ کرنیوالی ہے
اور حکایتون مین مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایکدن ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے محلہ کرخ مین جاتے تھے
مدعیون مین سے ایک کو دیکھا جو کہتا تھا اَلسُّکُوْتُ خَیْرٌ مِنَ الْکَلَامِ۔ چپ رہنا بولنے سے
نیک ہے۔ شبلی نے کہا سُکُوْتُکَ خَیْرٌ مِنْ کَلَامِکَ لِاَنَّ کَلَامَکَ لَغْوٌ وَسُکُوْتُکَ
حِلْمٌ وَکَلَامِیْ خَیْرٌ مِنْ سُکُوْتِیْ لِاَنَّ سُکُوْتِیْ جَهْلٌ وَکَلَامِیْ عِلْمٌ تیرا چپ رہنا تیرے بولنے
سے اچھا ہے کیونکہ تیرا کلام بیہودہ ہے اور تیرا چپ رہنا حلم ہے اور میرا بولنا تیرے چپ رہنے سے
اچھا ہے کیونکہ میرا چپ رہنا جہل ہے اور میرا کلام علم کیونکہ اگر مین نہ بولون تو میرا حلم نہ بولنے پر مجھے آمادہ
کرتا ہے اور اگر بولون تو میرا علم مجھے بولنے پر آمادہ کرتا ہے۔ جب مین نہ بولون تو مین حلیم ہون
اور جب بولون تو علیم ہون۔ اور مین عثمان جلالی کا بیٹا علی کہتا ہون کہ کلام اور سکوت دو طرح پر
ہے ایک کلام حق ہوتی ہے اور ایک باطل۔ اور سکوت ایک تو مقصود اور مشاہدہ کا حاصل ہونا
ہے اور دوسری غفلت ہے۔ پس جسکو گویائی اور سکوت مین اپنی گریبان پکڑنی چاہیے یعنی جو انمین
انصاف دے یہ ہے کہ اگر اُسکا کلام حق سے ہو تو اُسکی گویائی خاموشی سے بہتر ہے اور اگر باطل ہو
تو خاموشی گویائی سے بہتر ہے۔ اور اگر خاموشی مقصود اور مشاہدہ کے حاصل ہونے سے ہو تو
بھی خاموشی بولنے سے بہتر ہے اور اگر حجاب اور غفلت سے ہو تو بولنا خاموشی سے بہتر ہے اور
ان دو معنون یعنے خاموشی اور سکوت مین ایک جہان حیران ہے۔ مدعیون کے ایک گروہ نے
باطل اور معنی سے خالی عبارت ہاتھ پر رکھ لی ہے اور کہتے ہین کہ بولنا چپ رہنے سے افضل ہے
اور جاہلون کے ایک گروہ نے جو منارہ کو کنوئین سے نہین پہچانتا سکوت کو اپنے جہل سے
متعلق کیا ہے اور اس گروہ کے آدمی کہتے ہین کہ چپ رہنا بولنے سے اچھا ہے اور یہ دونون
ایک دوسرے کی طرح ہین پس کسکو گویا کہین اور کسکو خاموش اکلا من نطق اصاب او غلط
ومن انطق عصم من اشطط جو بولتا ہے یا خطا کہتا ہے یا صواب اور جسکو گویا کرتے ہین خطا
اور غلط سے اُسکو نگاہ رکھتے ہین جیسا کہ ابلیس لعین نے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ مین اس سے (آدم سے)
اچھا ہون۔ اور آدم سے یہ کہلایا قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کہا اے پروردگار ہم نے اپنے
نفسون پر ظلم کیا۔ پس اس طریقت کا دعوے کرنے والے اپنی گفتار مین حیران اور مضطرب ہین

اور خاموشی مین شرم زدہ اور بیچارہ ہین مَنْ کَانَ سُکُوْتُہٗ حَیَاءً کَانَ کَلَامُہٗ حَیَاءً جسکی خاموشی حیا کے سبب ہو اُسکا کلام دلون کے واسطے حیاتی ہوتی ہے کیونکہ اُن کی گفتار دیدار سے ہوتی ہے اور جو گفتار بغیر دیدار کے ہو وہ اُن کے نزدیک خوار ہوتی ہے اور جب تک باخود ہون نہ بولنے کو بولنے سے زیادہ دوست رکھتے ہین - اور جب غائب ہون تو لوگ اُن کے قول کو جان پر لکھتے ہین - اِسی واسطے اس پیر نے کہا ہے مَنْ کَانَ سُکُوْتُہٗ ذَھَبًا کَانَ کَلَامُہٗ بِغَیْرِہٖ مُذَھَّبًا جسکا سکوت سونا ہو یعنے اپنے سے غائب ہونے کے سبب ہو اُس کا کلام غیر کے واسطے مذہب ہوتا ہے - پس چاہیئے کہ طالب اُس زبان کو جو عبودیت مین ہو خاموش کرے تاکہ وہ زبان جسکی گویائی ربوبیت سے ہو بولے اور اُسکی عبارت مریدون کے دلون کا صیاد ہو - اور بولنے مین ادب یہ ہے کہ بغیر امر کے نہ بولے اور بولے تو امر مین بولے اُس کے غیر مین نہ بولے اور چپ رہنے مین یہ ادب ہے کہ جاہل نہ ہو اور نہ غافل - مریدون کو چاہیئے کہ پیرون کے سخن مین دخل اور تصرف نہ کرین اور اُنپر غریب عبارت نہ لائین - اور اُس بات سے کہ کلمہ شہادت کہا ہے اور توحید مین متحرک ہوئی ہے جھوٹ اور غیبت نہ کہے - اور مسلمانون کو رنج نہ دے اور درویشون کو تنہا نام سے نہ پکارے اور جب تک اُس سے کوئی چیز نہ پوچھین نہ کہے - پس سخن کہنے مین ابتدا نہ کرے - اور درویش کے چپ رہنے کی شرط یہ ہے کہ باطل پر چپ نہ رہے اور کہنے کی شرط یہ ہے کہ حق کے سوا اَور کچھ نہ کہے اور اسکی شاخین اور لطیفے بہت ہین لیکن مین نے اِس مقدار پر کفایت کی ہے تاکہ کتاب لمبی نہ ہو +

باب بست و دوم سوال اور اُسکے ترک کے آداب مین .

خداوند بزرگ اور بلند نے کہا ہے لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا آدمیون سے کوئی چیز الحاح سے نہین مانگتے - اور جب کوئی ان سے سوال کرے تو منع نہ کرین ہمیشہ کہ خداوند تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ لیکن سائل کو مت ڈانٹ یعنے اُسکو محروم نہ کر اور جہان تک ہو سکے خدا کے سوا غیر سے سوال نہ کرین اور غیر کو سوال کے محل مین نہ رکھین کیونکہ سوال خدا سے خدا کے غیر کی طرف سے روگردانی ہوتی ہے اور جب بندہ نے خدا سے اعراض کیا تو خوف ہوتا ہے کہ خدا اُسکو اعراض کے محل مین ہی چھوڑ دے مین نے سُنا ہے کہ دنیا داروں مین سے

ایک نے رابعہ عدویہ کو کہا کہ اسے رابعہ مجھ سے کچھ مانگ تاکہ مین تیری مراد حاصل کرون - جواب دیا اسے فلانے مجھے دنیا کے پیدا کرنیوالے سے دنیا مانگنے مین شرم آتی ہے کیا اپنے جیسے سے دنیا مانگنے مین شرم نہ آئیگی - ذکر کرتے ہین کہ بوسلم کے وقت مین ایک بیگناہ درویش کو چوری کی تہمت مین پکڑلیا اور اُسکو قید کر دیا - جب رات پڑی تو بوسلم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا فرماتے تھے اے ابوسلم خداوند تعالی نے مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے کہ بغیر گناہ کے میرے دوستون مین سے ایک دوست تیرے قید خانہ مین ہے - کھڑا ہوا اور اُسکو قید خانہ سے نکال بوسلم خواب سے اُٹھا - اور سر اور پاؤن سے ننگا قید خانہ مین دوڑا گیا اور قید خانہ کا دروازہ کھلوایا اور اُس درویش کو نکلوایا اور اُس سے عذر چاہا اور کہا کوئی حاجت ہے تو مانگ - درویش نے جواب دیا اے امیر جو شخص اُس خداوند کو رکھتا ہے جس نے آدھی رات بوسلم کو فرش خواب سے اُٹھایا اور بھیجا کہ درویش کو بلا سے چھوڑائے روا ہوتا ہے کہ وہ دوسرون سے سوال کرے اور حاجت مانگے - بوسلم رو پڑا اور وہ درویش اُسکے پاس سے چلا گیا - اور پھر ایک اور گروہ کے لوگ کہتے ہین کہ درویش کو روا ہے کہ لوگون سے سوال کرے کیونکہ خدا تعالی نے کہا ہے لَا تَسْئَلُوْنَ اَلْبَتَّةَ کہ البتہ سوال نہ کرو مگر یہ کہتا ہے کہ سوال کرین اور اُس مین الحاح نہ کرین - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اصحابون کا کام کرنے کے لئے سوال کیا اور ہمکو بھی کہا اُطْلُبُوا لِحَوَائِجِکُمْ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْہِ خوبصورت آدمیون سے حاجتون کو طلب کرو - اور مشائخ نے تین سببون سے سوال کرنا روا رکھا ہے - ایک تو دل کی فراغت کے واسطے جو ضروری ہوتی ہے اور بزرگون نے کہا ہے کہ ہم دوروٹیون کی وقعت نہین رکھتے کہ رات دن انکی انتظار مین بسر کرین اور بے قراری کے حال مین اُسکے سوا خداوند تعالی سے ہمکو کوئی اور حاجت نہ ہو کیونکہ طعام کے شغل جیسی کوئی مشغولی نہین ہے بایزید رح سے شفیق کے مرید نے جب وہ زیارت کے واسطے آیا شفیق رح کا حال پوچھا مرید نے جواب دیا کہ وہ لوگون سے فارغ ہو گیا ہے اور توکل کے حکم پر بیٹھ گیا ہے - بویزید رح نے کہا جب تو لوٹے اُسکو کہہ کہ دھیان رکھ تاکہ تو خدا کو دو روٹیون سے نہ آزمائے جب تو بھوکا ہو تو دو روٹیان کسی ہمجنس سے مانگ لے اور توکل کے نام کا بوجھ ایک طرف رکھدے تاکہ وہ شہر اور ولایت تیرے معاملہ کی شامت سے برباد ہو کر زمین کے برابر نہ ہو جائے - دوسرا نفس کی ریاضت کے واسطے سوال کرنا روا رکھا ہے

تاکہ اُسکی ذلت کو اُٹھائین اور اپنے دلپر رنج رکھین اور اپنی قیمت کو جانین کہ وہ ہر کسی کے سامنے کھنے کو بچھتے ہین تاکہ تکبر نہ کرین۔ تو نے نہین دیکھا کہ جب شبلیؒ جنید رح کے پاس آئے۔ جنید رح نے کہا اے ابابکر تیرے سر مین ابھی تک یہ غرور ہے کہ مین خلیفہ کے حاجب الحجاب کا بیٹا ہون اور سامرہ کا امیر۔ جب تک تو بازار مین نہ جائیگا اور ہر ایک سے جسکو دیکھیگا سوال نہ کریگا تاکہ تو اپنی قیمت کو جان لے تجھ سے کوئی کام نہین ہوگا۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ ہر روز آپ کی رونق گھٹتی گئی۔ چھٹے سال اس درجہ مین پہنچے کہ سارے بازار مین پھرے اور کسی نے آپ کو کچھ نہ دیا۔ واپس آئے اور جنید رح کو حال بتایا۔ جنید رح نے کہا اے ابابکر اب اپنی قیمت کو پہچان کہ لوگون کے سامنے تو کچھ قیمت نہین رکھتا۔ لوگون مین دل نہ لگا اور اُن کو کسی چیز کے برابر نہ سمجھ اور یہ خاص ریاضت کے لئے ہے نہ کسب کے لئے۔ اور ذوالنون مصری سے روایت کرتے ہین کہ کہا ہے۔ مین ایک موافق دوست رکھتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسکو بلا لیا اور دنیا کے رنج سے عافیت کی نعمت مین پہنچایا۔ مین نے اُسکو خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا جواب دیا بخش دیا مین نے پوچھا کس خصلت سے کہا مجھے کھڑا کیا اور فرمایا اے میری بندے تو نے بخیل اور سفلہ آدمیون کی بہت ذلت اور تکلیف اٹھائی ہے تو نے اُنکے سامنے ہاتھ دراز کیا ہے اور اسمین صبر کیا ہے تجھکو مین نے اس سبب سے بخشدیا ہے۔ اور تیسرا خدا کی عزت کے لئے لوگون سے سوال کیا ہے۔ دنیا کا سب مال خدا کا ملک جانا اور سب لوگون کو اُسکے وکیل سمجھا۔ جو چیز کہ اُن کے نفس کے نصیب مین تھی اُس کو اُسکے وکیل سے مانگا اور اپنا سخن اُس سے کہا۔ اور اپنی ضرورت کے لئے جو بندہ وکیل سے عرض کرتا ہے وہ اُس سے کہ خدا سے عرض کرے عزت اور طاعت مین زیادہ نزدیک ہوتا ہے پس غیر سے اُن کا سوال کرنا خدا سے حضور اور اقبال کی علامت ہوتی ہے نہ غیبت اور حق سے روگردانی کرنیکی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاذ کے بیٹے یحییٰ کی ایک لڑکی تھی۔ ایک دن اُن کو کہا کہ مجھے فلانی چیز چاہئے۔ ماں نے کہا خدا سے مانگ۔ جواب دیا کہ اے اماں مجھے شرم آتی ہے کہ اپنی نفسانی حاجت کو خدا سے مانگون اور جو کچھ تو دیگی وہ بھی اُسی کا ملک ہے اور میری روزی اندازہ کی گئی ہے۔ پس سوال کرنے کے ادب یہ ہین کہ اگر مقصود پورا ہو جائے تو اسپر تو اس سے زیادہ خوش نہ ہو کہ وہ تجھ پورا ہو۔ اور لوگون کو درمیان مین نہ دیکھے۔ اور عورتون اور بازاری

لوگون سے سوال نہ کرے - اور اپنا بھید ایسے شخص کے سوا جسکے مال کے حلال ہونے پر تجھے بھروسہ ہو غیر کو نہ کہہ - اور جہان تک ہو سکے اپنے نصیب پر سوال نہ کر - اور سوال کرنے سے خانہ داری کا نشان نہ بنا اور اُسکو اپنا ملک نہ ٹھیرا - وقت کے حکم کے موافق ہو - آیندہ دن کی حدیث اپنے دل پر نہ رکھ تاکہ ہمیشہ کی ہلاکت مین تو گرفتار نہ ہو اور خدائے تعالےٰ کو اپنی گدائی کی دام پر نہ باندھ یعنے یہ نہ کہے کہ خدا کے واسطے مجھے کچھ دو - اور اپنے آپ کو اسلئے پارسانہ بنائے کہ پارسائی کے سبب تجھے کچھ دین - صاحب مرتبہ صوفیون مین سے ایک پیر کو مین نے دیکھا ہے - جنگل سے نکلا بھوک کا مارا ہوا تھا اور سفر کا رنج اُٹھائے ہوئے - کوفہ کے بازار مین آیا - ایک چڑیا کو ہاتھ پر بٹھلایا ہوا تھا اور کہتا تھا کہ اس چڑیا کے لئے مجھے کچھ دو - لوگون نے کہا اے فلانے یہ کیا کہتا ہے - جواب دیا محال ہے کہ مین کہون خدا کے لئے مجھکو کچھ دو - دنیا کے لئے خدا کو شفیع نہ کرین کیونکہ یہ بہت مین سے تھوڑی سی چیز ہے اس باب مین جو شرط ہے مین نے طوالت کے خوف کے واسطے اُسکو مختصر کیا ہے واللہ اعلم -

باب بست وسوم نکاح کرنے اور تنہا رہنے کے آداب مین

خدائے بزرگ و بلند نے فرمایا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ وہ (عورت) تمہارے لئے لباس ہین اور تم اُن کے لئے لباس ہو - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے تَنَاكَحُوْا تَكَثَّرُوْا فَاِنِّیْ اُبَاهِیْ بِكُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَوْ بِالسَّقْطِ - نکاح کرو اور زیادہ ہو - پس تحقیق قیامت کے دن تمہارے گروہون مین سے مین فخر کرونگا اگرچہ خام بچہ سے ہو - اور یہ بھی کہا ہے ان اعظم النساء برکتہ اقلھن مؤنۃ واحسنھن وجھا وارخصھن مھرا تحقیق عورتون مین سے زیادہ بابرکت عورتین وہ ہین - جن سے تکلیف کم ہو - اور جو خوبصورت ہو - اور جن کے مہر تھوڑے ہون - یہ صحیح حدیثین ہین - اور مرد عورت سب پر عموماً نکاح کرنا مباح ہے جو حرام سے پرہیز نہ کر سکین اُنپر فرض ہے اور جو عیال کا حق ادا کر سکے اُسپر سُنت ہے - اور صوفیون کا ایک گروہ کہتا ہے - کہ نکاح کرنا شہوت کے دفع کرنے کے لئے ہے - اور کسب کرنا دل کی فراغت کے لئے - اور ایک کہتا ہے کہ نسل کے قایم رہنے کے واسطے چاہئے تاکہ فرزند ہو - اور اگر فرزند باپ سے پہلے دنیا سے چلا جائے تو وہ

باپ کا شفیع ہوتا ہے اور اگر باپ اُس سے پہلے جائے تو فرزند دعاگو رہتا ہے۔ اور حدیث مین ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے اُن کی لڑکی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کی درخواست کی۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جوابدیا کہ وہ بہت چھوٹی ہین اور آپ بوڑھے ہین میری نیت یہ ہے کہ ام کلثوم کو اپنے بھتیجے عبد اللہ بن جعفر کو دون۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف پھر پیغام بھیجا کہ اے حسن علیہ السلام کے باپ جہان مین بڑی عورتین تو بہت ہین۔ ام کلثوم سے میری مراد شہوت کا دفع کرنا نہین ہے بلکہ نسل کا اثبات ہے۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سُنا ہے کہ فرمایا ہے کُلُّ حَسَبٍ وَنَسَبٍ یَنْقَطِعُ بِالْمَوْتِ اِلَّا حَسَبِیْ وَنَسَبِیْ وَکُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ یَنْقَطِعُ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ ہر حسب اور نسب موت سے قطع ہوگا مگر میری حسب اور نسب نہین منقطع ہوگی اور ہر سبب اور نسب قطع ہوگا مگر میرا سبب اور نسب قطع نہین ہوگا۔ اب میرے لئے سبب تو ہے مجھے چاہئے کہ نسب بھی ہو تاکہ دونون طرفون کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے محکم کرنیوالا ہون۔ اسپر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ام کلثوم رضہ حضرت عمر رضہ کو دیدی اور حضرت کی نسل سے حضرت زید رضہ ان سے پیدا ہوئے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے تنکح النساء علی اربعتہ علی المال والحسب والحسن والدین فعلیکم بذات الدین فانہ ما استفاد امراء بعد الاسلام خیرا من زوجتہ مؤمنتہ موافقتہ یسرھا اذا نظر الیھا عورتون مین سے بہتر عورت اسلام لانے کے بعد وہ عورت ہے جو مومن اور موافق ہو تاکہ مومن مرد اُس سے الفت اختیار کرے اور مرد کے دین مین اُسکی صحبت سے قوت ہو اور دنیا مین باہم انس کیونکہ سب وحشتین تنہائی مین ہین اور سب راحتین صحبت مین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے الشَّیْطَانُ مَعَ الْوَاحِدِ تنہا آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ اور حقیقت مین جب مرد عورت کے بغیر اور تنہا ہو تو اسکا ہمقرین شیطان ہوتا ہے جو شہوت کو اُسکے دل کے سامنے آراستہ کرتا ہے۔ اور حرمت اور امان کے حکم مین کوئی صحبت اگر ہمجنس اور موافق ہو تو عورت کرنے جیسی نہین ہے اور جب ناجنس ہو تو ایسا کوئی عذاب اور شغل نہین ہے۔ پس درویش کو چاہئے کہ پہلے اپنے کامون مین تامل کرے اور تنہا رہنے اور

نکاح کرنے کی آفت کو اپنے دل مین سوچے کہ اُسکے دلپر کون سی آفت کا دفع کرنا زیادہ سہل ہے۔ جو زیادہ آسان ہو اُسکا پیرو ہو۔ اور تنہا رہنے مین دو آفتین ہین ایک تو سنت کی ترک ہے اور دوسری شہوت کا پالنا اور حرامکاری سے خطرہ مین پڑنا۔ اور نکاح کرنے کے واسطے بھی دو آفتین ہین ایک تو غیر کیطرف دل کا مشغول ہونا اور دوسری نفس کی خوشی کے واسطے تن کا شغل۔ اِس مسئلہ کا اصل گوشہ نشینی اور صحبت کی طرف لوٹتا ہے۔ جو لوگون سے صحبت اختیار کرتا ہے اُسکے واسطے نکاح کرنا شرط ہے۔ اور جو لوگون سے گوشہ چاہتا ہے اُسکے لئے تنہا رہنا زینت ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سِیْرُوْا فَقَدْ سَبَقَ الْمُفْرِدُوْنَ سیر کرو پس مفرد پیشدستی لیگئے۔ اور حسن بن ابی الحسین بصری نے کہا ہے کہ نجا المخفون وھلک المثقلون ہلکے بوجھ والے آدمیون نے نجات پائی اور بھاری بوجھ والے ہلاک ہوئے۔ اور ابراہیم خواص سے ذکر ہے کہ کہا ہے ایک بزرگ کی زیارت کے لئے مین کبھی ایک گاؤن مین گیا۔ جب مین اُسکے گھر مین پہنچا گھر کو مین نے پاکیزہ دیکھا جیسا کہ ولیون کا معبد ہوتا ہے۔ اُس گھر کے ایک گوشہ مین دو محراب بنے ہوئے تھے ایک محراب مین تو وہ پیر بیٹھا ہوا تھا۔ اور دوسرے محراب مین ایک پاکیزہ روشن بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی۔ عبادت کی کثرت سے دونون ضعیف ہوئے تھے میرے آنے سے خوش ہوئے۔ مین تین دن اُس جگہ رہا۔ جب لوٹنے لگا تو مین نے اُس بوڑھے سے پوچھا کہ یہ پاکدامن تیری کیا لگتی ہے۔ جواب دیا ایک طرف سے تو چچے کی لڑکی ہے اور دوسری طرف سے میری عورت ہے۔ مین نے کہا ان دو تین دنون مین مین نے تمہین بہت بیگانون کی طرح پایا ہے۔ جواب دیا پینتیس سال ہوئے ہین کہ ایسا ہی حال ہے۔ مین نے پوچھا کہ اِس کی علت کیا ہے۔ جواب دیا کہ لڑکپن مین ہم ایک دوسرے کے عاشق تھے۔ اور اِس کا باپ مجھے اِسکو نہین دیتا تھا کیونکہ ایک دوسرے سے ہماری دوستی اُسکو معلوم تھی۔ ایک مدت تک ہمنے اِسکا رنج اُٹھایا یہان تک کہ اسکا باپ مرگیا۔ اور میرے باپ نے اِسکو مجھے دیا۔ جب اُس پہلی رات مین ہم ایک دوسرے سے ملے تو اِس نے مجھ کو کہا کہ تو جانتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ہمین کیا نعمت عطا کی ہے جو ایک دوسرے سے ملایا اور ہمارے دلون کو قید اور بُری آفتون سے چھڑایا ہے مین نے کہا ہان ٹھیک ہے۔ اِس نے کہا پس ہم آج کی رات اپنے آپ کو

نفس کی ہوا سے ہٹا رکھیں اور اپنی مراد کو پاؤں کے نیچے لتھاڑیں اور اس نعمت کے شکر کے لئے خدا کی عبادت کریں۔ میں نے کہا بہت بہتر ہے۔ اس نے دوسری رات بھی ایسا ہی کیا تیسری رات کو میں نے کہا کہ دو راتیں تو تیرے کہنے پر ہم نے شکر ادا کیا آجکی رات میں بھی کہتا ہوں کہ عبادت کریں۔ اب پینتیس سال ہو گئے ہیں کہ ہمنے آپس میں مس کرنے کے طور پر ایک دوسرے کو نہیں دیکھا اور نعمت کے شکر میں ہی بسر کرتے ہیں۔ پس جب کوئی درویش صحبت اختیار کرے تو چاہئے کہ حلال سے اس پردہ نشین کا ثبوت پیدا کرے اور حلال سے اسکا حق مہر ادا کرنے اور خداوند تعالیٰ کے حقوق اور اسکے امروں کے ادا کرنے تک جو اس پر ہوں اپنے نفس کی خوشی میں مشغول نہ ہو۔ ماں جب اُن کو ادا کرے تو پھر اپنی منکوحہ سے ہمبستری کرے اور حظ نفسانی اُٹھائے اور مناجات کے طور پر خداوند تعالیٰ سے کہے کہ اے اللہ جہان کے آباد کرنے کے واسطے شہوت کو تو نے آدم کی خاک میں گوندھا ہے تو نے اپنے علم میں چاہا ہے کہ ہم باہم صحبت ہوں یا اللہ مجھے اس صحبت سے فائدہ عطا فرما ایک تو یہ کہ حرام کی حرص حلال سے بدل ڈال اور دوسری ایک ولی لڑکا مجھے عطا کر ایسا لڑکا دے جو میرے دل کو تجھ سے اور طرف مشغول کرے۔ اور ہل بن عبداللہ تستری سے ذکر ہے کہ اُن کے ایک لڑکا ہوا۔ لڑکپن میں جب ماں سے طعام مانگتا تو ماں اسکو کہتی کہ خدا سے مانگ چنانچہ محراب میں جا کر سجدہ کرتا۔ ماں اسکی مراد کو بغیر اسکے کہ وہ یہ جانے کہ ماں نے اسکو دیا ہے پوشیدہ دیدیتی تھی۔ یہاں تک کہ درگاہ خدا سے ہر ایک چیز مانگنے کی اُسے عادت ہو گئی۔ ایک دن کتب سے آیا بھوک لگی ہوئی تھی اور اسکی ماں ہو جو نہ تھی حسب معمول سجدہ میں سر رکھدیا پس جو اسکی ضرورت تھی خداتعالیٰ نے مہیا کر دی۔ ماں آئی اور اُس کو دیکھا دیکھ کر پوچھا یہ کھانا کہاں سے آیا۔ جواب دیا ہیں سے آیا ہے جہاں سے ہر روز آتا ہے۔ اور جب ذکریا علیہ السلام مریم علیہ السلام کے پاس آتے تو گرمی کے موسم میں جاڑے کا میوہ دیکھتے اور جاڑے میں گرمی کا میوہ۔ تعجب سے پوچھا کرتے اَنّٰی لَکِ ھٰذَا تیرے لئے یہ کہاں سے آیا ہے وہ جواب دیتیں ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اللہ کیطرف سے۔ پس چاہئے کہ کسی سنت کا استعمال کرنا درویش کو حرام کے طلب کرنے اور دل کے شغل میں نہ ڈالے کیونکہ درویش کی ہلاکت دل کی خرابی میں ہوتی ہے جیسا کہ دولتمند کی خرابی گھر اور خاندان کی خرابی میں ہے۔ پس دولتمند کی جو چیز خراب ہوتی ہے اُس کے

واسطے عوض ہوتا ہے اور جو چیز درویش کی خراب ہوتی ہے اُسکے لئے عوض نہین ہوتا۔ اور ہمارے زمانہ مین یہ ممکن نہین ہے کہ زیادہ حاجت اور فضول اور محال کے طلب کرنے کے سوا کسی کو موافق عورت میسر آئے اسیواسطے ایک گروہ کے آدمیون نے اِس بوجھ سے تنہا رہنا اختیار کیا ہے اور اِس حدیث کی رعایت اختیار کی ہے جیسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے خَیْرُ النَّاسِ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ خَفِیْفُ الْحَاذِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا خَفِیْفُ الْحَاذِ قَالَ الَّذِیْ لَا اَھْلَ لَہٗ وَلَا وَلَدَ لَہٗ آخر زمانہ مین آدمیون مین سے بہتر آدمی وہ ہے جو خفیف الحاذ ہو۔ پوچھا گیا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیف الحاذ کون ہے فرمایا وہ ہے جسکے گھر کے آدمی نہ ہون اور نہ بیٹا ہو۔ اور یہ بھی فرمایا ہے سِیْرُوْا سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ سیر کرو تنہا تم سے بڑھ گئے۔ اور اِس طریقت کے شیخ اِسپر متفق ہین کہ زیادہ فاضل اور بہتر آدمی مجرد ہین اگر اُن کا دل آفت سے خالی ہو اور اُنکی طبع آفت کے ارادہ سے روگردان۔ اور عام لوگون نے شہوت کے ارتکاب مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس حدیث کو دلیل ٹھہرایا ہے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزین پیاری ہین۔ خوشبو اور عورت اور آنکھ کا نور جو نماز مین ہے۔ اور کہتے ہین جو مرد عورتون کو بہت چاہتا ہو اُسے تزویج بہ نسبت تجرید کے بہتر ہے مین کہتا ہون کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اِنَّ حِرْفَتَانِ اَلْفَقْرُ وَالْجِھَادُ میرے دو کسب ہین فقر اور جہاد۔ پس حرفت سے کیون ہاتھ اُٹھاتے ہو۔ اگر عورت آپکی محبوب ہے تو یہ حرفت ہے۔ پس اِس حکم کے موافق کہ تمہاری حرص کو عورت کیطرف زیادہ میل ہے اپنی حرص کو رسول اللہ صلعم کا محبوب کہنا محال ہے اگر کوئی پچاس سال تک اپنی حرص کا پیرو رہے اور سمجھے کہ مین سنت کا پیرو ہون تو وہ بڑی غلطی مین ہوتا ہے۔ اور بہشت مین سب سے پہلا فتنہ جو آدم علیہ السلام پر مقدر ہوا ہے اُسکا اصل عورت تھی۔ اور پہلے پہل جو فتنہ دنیا مین ظاہر ہوا ہے وہ عورت تھی یعنے ہابیل اور قابیل کا فتنہ۔ اور جب خدا تعالیٰ نے چاہا کہ دو فرشتون کو عذاب دے تو اُسکا سبب بھی ایک عورت ہوئی اور آجکے دن تک دینی اور دنیاوی فتنون کے سب اسباب عورتین ہین۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ اپنے بعد مردون کو زیادہ ضرر پہنچانیوالا فتنہ عورتون کے سوا مین نے کوئی نہین چھوڑا۔ پس جب

ظاہر ہین عورتون کا فتنہ ایسا ہے تو باطن مین کیونکر ہوگا - اور مجھ عثمان جلائی کے بیٹے علی کو اسکے بعد کہ گیارہ سال سے خدا تعالے نے نکاح کی آفت سے بچایا ہوا تھا مقدر نے اس آفت مین پھنسا دیا اور مین عیال کی صحبت مین دل و جان سے بن دیکھے ہی گرفتار ہوگیا اور ایک سال تک اس آفت مین غرق رہا یہان تک کہ قریب تھا کہ میرا دین تباہ ہو جائے مگر خدا تعالے نے اپنی کمال مہربانی اور بخشش سے میرے بیچارہ دل کے استقبال کے واسطے عصمت کو بھیجا اور اپنی رحمت سے خلاصی عطا کی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی جَزِیْلِ نِعَمَائِہٖ اور اللہ کی بزرگ نعمتون پر اُسکا شکر ہے اور حقیقت مین اس طریقت کا قاعدہ تنہا رہنے پر رکھا ہے - اور جب نکاح کیا جائے تو پھر اور طرح حال ہو جاتا ہے - شہوت کے لشکرون مین سے کوئی لشکر ہو اُسکی آگ کو اتفاق سے بٹھانا چاہئے - جو آفت تجرد سے پیدا ہوتی ہے اُسکے دفع کرنیکا سامان یہی تجرد سے ہے - کوئی غیر نہین جس سے وہ صفت تجرد سے دور ہو - شہوت کا دور ہونا دو چیزون سے ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ تکلف سے ہو دوسری یہ ہے کہ کسب اور مجاہدہ سے باہر ہو - جو اور آدمی کی طاقت مین ہے وہ بھوک ہے اور جو طاقت بشری سے خارج ہے وہ یا تو بیقرار کرنیوالا خوف ہے اور یا سچی محبت جو آہستہ آہستہ جمع ہوتی ہے اور جسم کی جزون مین اپنے غلبہ کو پھیر دیتی ہے اور سب حواسون کو انکی صفت سے نکال دیتی ہے اور کل بندہ کو کوشش بنا دیتی ہے اور بیہودگی کو اُس سے فانی کر دیتی ہے - اور احمد حمّاد سرخسیؒ جو ماوراء النہر مین میرے رفیق تھے ایک بامرتبہ آدمی تھے اُن سے پوچھا گیا کہ تجھے نکاح کی حاجت ہوتی ہے جواب دیا نہین - پوچھا کیون نہین ہوتی کہا اسواسطے کہ مین اپنے زمانہ مین یا اپنے سے غائب ہوتا ہون یا حاضر - جب غائب ہوتا ہون تو دونون جہانون سے مجھے کچھ یاد نہین ہوتا اور جب حاضر ہوتا ہون تو اپنے نفس کو ایسا رکھتا ہون کہ جب ایک روٹی حاصل ہو جائے تو سمجھتا ہے کہ مین نے ہزار حور پالی پس دل کا شغل بہت بڑا شغل ہے جس سے چاہے اسی سے سہی - اور ایک گروہ کے لوگ کہتے ہین کہ تنہا رہنے اور نکاح کرنے دونون حالتون سے ہم اپنا اختیار قطع کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ تقدیر اور پروردگار جیسے کیا ظاہر ہوتا ہے اگر ہمارے نصیب تنہائی ہو تو پاکی سے اسمین کوشش کرتے ہین اور اگر نکاح ہو تو سنت کے پیرو رہتے ہین اور دونون کی فراغت مین کوشش کرتے ہین کیونکہ جب خدا کی حفاظت بندہ کیساتھ ہو تو اسکی تنہائی یوسف کی سی تنہائی ہوتی ہے کہ اپنی مراد پر قدرت پانیکی حالت مین بھی اپنی مراد سے منہ پھیر لیا جب زلیخا نے اسے خلوت

چاہیے تو ہر وقت بھی اپنے نفس کے عیوب دیکھنے میں اور ہوا کو مغلوب کرنے میں ہی مشغول رہے اور ربنبہ کا نکاح کرنا ابراہیم کا سا نکاح کرنا ہوتا ہے اس بہرو کے سبب جو ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ تنہا گھر کے آدمیوں کے شغل کو شغل نہ جانا۔ جب بی بی سارہ رضہ کو رشک پیدا ہوا اور غیرت ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام نے بی بی ہاجرہ رضہ کو ساتھ لیا اور ایک ایسے جنگل میں لے گئے جس میں کھیتی وغیرہ نہ تھی وہاں خدا کے سپرد کر دیا اور آپ اُنسے مُنہ پھیر کر چلے آئے۔ خداوند تعالیٰ نے اُن کو نگاہ رکھا اور جیسا کہ چاہا اُنہیں پایا۔ پس بندہ کی ہلاکت تنہا رہنے اور نکاح کرنے میں نہیں ہے بلکہ اُسکی بلا اپنی حرص کی فرمان برداری اور اختیار کی ثبوت میں ہے اور متاہل ہونے کے ادبوں کی شرط یہ ہے کہ اُسکے دو دن میں سے کوئی دو دن نہو اور نہ احوال ضائع ہو اور نہ وقت پریشان ہوں اور نہ اپنی عورت سے شفیق ہو اور اُسکا خرچ حلال سے پیدا کرے اور اُسکے واسطے ظلم اور بادشاہوں کی رعایت نہ کرے تاکہ اگر کوئی فرزند پیدا ہو تو وہ شر سے ہو۔ اور حکایتوں میں مشہور ہے کہ احمد بن حرب نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن نیشاپور کے سرداروں اور رئیسوں کی ایک جماعت کے ساتھ جو آپ کے سلام کے واسطے آئے تھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کا بیٹا شراب پیئے ہوئے مستانہ وار ساز بجاتے ہوئے آیا اور بیدھڑک اُن کے پاس سے گذرا۔ اِس سے سب متغیر ہوئے۔ احمد رح نے حاضرین مجلس کی طرف دیکھا اور پوچھا تمہین کیا ہوا۔ جواب دیا اِس لڑکے نے اِس طرح آپ کے پاس سے گذرنے پر ہم پریشان ہوئے ہین کیونکہ اِس نے آپ سے بھی خوف نہین کیا۔ احمد رح نے کہا وہ معذور ہے کیونکہ ہمسایہ کے گھر سے ہمارے واسطے کھانے کی ایک چیز لائے تھے۔ مین نے اور میری عورت نے اُس سے کھایا اُس رات ہم نے بحث کی۔ اِس لڑکے کا نطفہ اس صحبت سے ٹھہرا تھا۔ ہم پر نیند غالب ہوئی اور ہمارے در دوچاتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے اپنے حال کی تلاش کی اور اُس ہمسایہ کیطرف گئے کہ جو کچھ اُسنے بھیجا ہے وہ کہان سے آیا ہے۔ ہمسایہ نے جواب دیا ایک شادی سے لائے تھے جب ہم نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک بادشاہ کے گھر سے آیا تھا۔ اور مجردوں کے ادبوں کی شرط یہ ہے کہ آنکھ کو نا شائستہ امروں سے نگاہ رکھے اور نا دیکھنے کے لائق چیزیں نہ دیکھے اور نہ سوچنے کے لائق نہ سوچے۔ اور شہوت کی آگ کو بھوک سے بجھائے۔ اور دل کو غیر کیطرف مشغول ہونے سے نگاہ رکھے اور نفس کی ہوا کو سکت نہ سمجھے۔ اور شیطان کے شبہوں اور اُسکی کھیلونکی

تاویل نکرے تاکہ طریقت کے مقبول ہو - اور صحبت اور معاملہ کے ادبون کا اختیار یہ ہے جیسا کہ تھوڑی بہت پر دلیل ہوتی ہے واللہ اعلم -

دسوین حجاب کا کھولنا صوفیون کی گفتگو اور اُن کے لفظونکی حدون اور اُنکے معنون کی حقیقتون کے بیان مین

پہچان کہ ہر اہل صنعت اور معاملہ کے لئے ایک دوسرے سے اپنے بھیدون کے بیان کرنے مین عبارتین اور کلمے ہین کہ اُن کے کوئی دوسرا اُن کے معنی نہین سمجھتا اور ان عبارتون کے وضع کرنے سے دو چیزین مراد ہوتی ہین ایک تو سمجھنے کی خوبی اور باریکیون کا آسان ہونا ہے تاکہ جلدی مرید کی سمجھ مین آجائے - دوسرا اُن لوگون سے بھید کا چھپانا ہے جو اُسکے علم کے اہل نہون اور اسکی دلیلین ظاہر ہین - صوفی اپنی وضع کی گئی عبارتون مین مخصوص ہین جیسے فعل ماضی مستقبل اور صحیح - معتل - اجوف - لفیف اور ناقص - اور جو اُن کی مانند ہین - اور نحوی اپنی وضع کی ہوئی عبارتون مین مخصوص ہین جیسے رفع - ضم - نصب - فتح - خفض - اور کر - جزم - جر منصرف اور لاینصرف اور جو اُن کے مانند ہے - اور عروضی اپنی وضع کی ہوئی عبارتون مین مخصوص ہین - جیسے بحور - دوائر - وتد - فاصلہ اور جو اُن کی مانند ہین - اور محاسب اپنی وضع کی ہوئی عبارتون مین مخصوص ہین جیسے فرد - زوج - ضرب - قسمت - کعب - جذر - اضافت - تضعیف - تنصیف - جمع - اور تفریق اور جو اُن کی مانند ہے - اور فقہ جاننے والے اپنی وضع کی ہوئی عبارتونمین مخصوص ہین جیسے علت اور معلول - قیاس - اجتہاد - دفع - الزام اور جو اُن کی مانند ہے - اور محدث اپنی وضع کی ہوئی عبارتون مین مخصوص ہین جیسے مسند - مرسل - احاد - متواتر - جرح - تعدیل اور جو اُن کی مانند ہے - اور متکلم اپنی وضع کی ہوئی عبارتون مین مخصوص ہین جیسے عرض - جوہر - کل - جزو - جسم - جثہ - تحیز - توالی اور جو اُنکی مانند ہے - پس اس گروہ کے واسطے بھی خاص پیدا کئے گئے اور اپنے سخن کے ظاہر کرنے کے لئے لفظ موضوع ہین تاکہ اپنے طریقہ مین اُن سے تصرف کرین - اور جسکو چاہین اُس سے مقصود دکھلائین اور جس سے چاہین چھپائین - پس اُن سے مین بعض کلمون کو مفصل بیان سے لکھتا ہون اور کلمہ مین فرق کرتا ہون کہ اُن کی مراد اس سے کیا چیز ہے تاکہ تجھے اور اس کتاب کے پڑھنے والون کو پورا فائدہ حاصل ہو - اور مجھ کو

نیک دعا دین انشا راللہ عزوجل۔

حال اور وقت اور ان مین فرق کا بیان

وقت اِس گروہ مین مشہور ہے اور مشائخ کو اِس مین بہت کلام ہے اور میری مراد تحقیق کا ثبوت ہی نہ بیان کو طول دینا۔ پس وقت وہ ہوتا ہے کہ بندہ اُسکے سبب ماضی اور مستقبل سے فارغ ہو جیسا کہ خدا سے کوئی القا یا الہام اُسکے دل مین آئے اور اُسکے بھید کو اُس مین جمع کرے۔ جیسا کہ کشف مین ہوتا ہے۔ نہ ماضی سے اُسکو کچھ یاد ہوتا ہے نہ مستقبل سے۔ پس سب لوگون ہاتھ اِسمین نہین پہنچتا اور نہین جانتے کہ ہماری تقدیر کیا ہوئی ہے اور ہمارا انجام کیا ہوگا۔ اور وقت کے صاحب کہتے ہین کہ باطن کے آباد کرنے والے کا علم سابق اور عاقبت کو سمجھ سکتا ہے اور ہمین وقت مین خدا سے خوشی ہوتی ہے کیونکہ اگر آئندہ کے فکر مین مشغول ہون اور اُسکا اندیشہ دل پر لائین تو وقت ہم سے محجوب ہوجاتے ہین اور حجاب پراگندگی ہوتی ہے۔ پس جس چیز مین ہاتھ نہ پہونچے اُسکا اندیشہ کرنا نامکن ہوتا ہے۔ اور ابوسعید خراز نے کہا ہے کہ اپنے عزیز وقت کو زیادہ عزیز چیزون کے سوا غیر مین مشغول نہ کر اور بندہ کی زیادہ عزیز چیز ین ماضی اور مستقبل کے درمیان شغل ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ مجھے خدا ے تعالےٰ کے ساتھ ایک وقت ہے کہ اُسوقت مین اٹھارہ ہزار عالم کو میرے دل پر گذر نہین ہوتی اور میری آنکھ مین اُسکا قدر نہین ہوتا اور اِسی واسطے جب معراج کی رات مین زمین اور آسمان کے ملک کی خوبی اُن کے پیش کی گئی تو کسی چیز کیطرف نہ دیکھا اور خداوند بزرگ وبلند نے فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی آپ کی بینائی نے کجی اور سرکشی نہین کی۔ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزیز تھے اور عزیز کو عزیز کے سوا غیر کیطرف مشغول نہین کرتے پس موحد کے وقت دو وقت مین ہوتے ہین ایک تو گم ہونیکی حالت مین۔ اور دوسرا وجد کے حال مین۔ ایک وصال کے محل مین ہوتا ہے۔ ایک فراق کے محل مین اور دونون وقتون مین مشہور ہوتا ہے کیونکہ وصل مین اُسکا وصل خدا سے ہوتا ہے اور فصل مین اُسکا فصل خدا سے۔ اس کا اختیار اور اس کا کسب اِس مین قیام نہین رکھتا تاکہ اُسکے

لہ یعنے عرفان الٰہی حاصل ہوتا ہے ۱۲

واسطے کوئی وصف کی جاسکے - اور جب بندہ کے اختیار کا ہاتھ اُسکے زانہ سے قطع ہوتا ہے تو
جو کچھ وہ کرتا ہے وہ اچھا ہوتا ہے اور جنید رحمۃ نے کہا ہے کہ جنگل مین ایک درویش کو مین نے
دیکھا - جو ایک کیکر کے درخت کے نیچے سخت جگہ مین تکلیف سے بیٹھا ہوا تھا - مین نے اُسکو
کہا اے بھائی تجھے اِس جگہ کس چیز نے بٹھایا ہے جو ایسے توقف سے اِس سخت جگہ مین بیٹھا ہے
جواب دیا کہ مجھے ایک وقت حاصل تھا جسکو اِس جگہ مین نے گم کیا ہے - اب اِس جگہ بیٹھا ہون اور
غم کھا رہا ہون - مین نے پوچھا کتنا عرصہ ہوا ہے - جواب دیا بارہ سال ہوئے ہین اب شیخ کو
چاہیئے کہ میرے کام مین ہمت کرے تاکہ مین اپنی مراد کو پہنچون اور پھر اپنے وقت کو پاؤن - جنید
نے کہا مین گیا اور حج کی اور اُسکے واسطے دعا کی جو قبول ہوئی اور وہ اپنی مراد کو پہنچگیا - جب
مین لوٹ کر آیا تو مین نے اُسکو اُسی جگہ بیٹھا ہوا پایا - مین نے کہا اے جوانمرد اب تو تو نے وقت
کو پھر حاصل کر لیا ہے اِس جگہ سے اَور جگہ کیون نہین جاتا - جواب دیا اے شیخ - اِس جگہ کو جو میری
وحشت کا محل تھا اور اپنے سرمایہ کو وہان مین نے گم کیا تھا اختیار کیا - کیا یہ روا ہے کہ ایسی جگہ کو
جہان مین نے گم کیا ہوا سرمایہ پھر حاصل کیا ہے اور میری محبت کا محل ہے چھوڑ دون اے شیخ
مین اپنی خاک کو اِس جگہ کی خاک مین ملاؤن گا تاکہ قیامت کے دن اِس خاک سے سر نکالون
کہ میری محبت اور سرور کا محل ہے **شعر**

فَكُلُّ امْرِئٍ يَوَلِّي الْجَمِيلَ مُحَبَّبٌ وَكُلُّ مَكَانٍ يُنْبِتُ الْعِزَّ طَيِّبٌ

ہر ایک آدمی اچھے دوست کو قبول کرنے والا ہے - اور ہر مکان عزت خیز ہو وہی پسند ہوتا ہے
جس چیز کا حکم آدمی کے کب کے نیچے نہین آتا یعنے کب اور تکلف سے اُسکو حاصل نہین
کر سکتا - اُسے بازار مین نہین بیچتے تاکہ اُسکے عوض مین جان دے اور بندہ کے اُسکے حاصل
کرنے یا دفع کرنے مین ارادہ نہین ہوتا اِسکی یہ دونون طرفین رعایت مین برابر ہوتی ہین اور بندہ
کا اختیار اُسکی تحقیق مین باطل - اور مشائخ نے کہا ہے اَلْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ وقت کاٹنے
والی تلوار ہے کیونکہ تلوار کی صفت کاٹنا ہے اور وقت کی صفت بھی کاٹنا ہے کیونکہ وقت ماضی
اور مستقبل کی جڑھ کو کاٹتا ہے اور گزشتہ اور آئندہ دن کا اندوہ دل سے دور کرتا ہے پس
تلوار کی صحبت خطرہ کے ساتھ ہوتی ہے اَمَّا مَلَكَ وَاَمَّا هَلَكَ یا بادشاہ بناتی ہے یا ہلاک کرتی

ہے۔ اگر کوئی ہزار سال تلوار کی خدمت کرے اور اپنے کندھوں پر اُٹھائے رکھے تو کاٹنے کیوقت اپنے صاحب اور غیر کی گردن مین تمیز نہین کرتی دونون کو یکسان کاٹتی ہے کیونکہ اُسکی صفت قہر ہے اور صاحب کے پسند کرنے سے اُسکا قہر اُس سے دور نہین ہوتا۔ اور حال وقت پر ایک آنیوالی چیز ہے جو وقت کو زینت دیتی ہے جیسا کہ روح جسم کو۔ اور ضرور وقت حال کا محتاج ہوتا ہے کیونکہ وقت کی صفائی حال سے ہوتی ہے اور وقت کا قیام اُس سے۔ پس جب صاحب وقت صاحب حال ہوتا ہے تو تغیر اُس سے منقطع ہوجاتا ہے اور اپنے زمانہ مین مقیم ہوتا ہے کیونکہ بغیر حال کے وقت سے زوال روا ہے۔ اور جب حال اُس سے ملجاتا ہے تو اُسکا سب زمانہ وقت ہوجاتا ہے اور زوال اُسپر روا نہین ہوتا۔ جو آتا جاتا ہے وہ پیدا ہوا ہوا اور ظہور ہوتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے صاحب وقت کے لئے نازل تھا اور غفلت متمکن اب حال نازل ہوا ہے اور وقت متمکن۔ کیونکہ صاحب وقت پر غفلت روا ہوتی ہے اور صاحب حال پر روا نہین ہوتی اور کہا گیا ہے اَلْحَالُ سُکُوْتُ اللِّسَانِ فِیْ فُنُوْنِ الْبَیَانِ صاحب حال کی زبان حال کے بیان کرنے سے خاموش ہوتی ہے اور اُسکا معاملہ اُسکے حال کی تحقیق پر گویا۔ اِسی واسطے اُس پیر نے کہا ہے اَلسُّؤَالُ عَنِ الْحَالِ مُحَالٌ حال سے سوال کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ حال گفتگو کا فنا ہونا ہے۔ اوستاد بوعلی رقاق کہتا ہے کہ دنیا یا عاقبت مین خوشی یا ناخوشی وقت کے نصیب ہوتی ہے اور حال ایسا نہین ہوتا کیونکہ حال خدا سے بندہ پر ایک وارد ہوتا ہے جب آتا ہے تو وہ سب کے دل سے نفی کردیتا ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام صاحب وقت تھے۔ کبھی فراق مین فراق سے آنکھین سفید کرلیتے اور کبھی وصال سے وصال مین بینا ہوتے۔ کبھی رونے سے بال کیطرح باریک اور کبھی نالہ سے نال کی مانند۔ کبھی خوف زدہ اور کبھی خوش۔ اور ابراہیم علیہ السلام صاحب حال تھے نہ فراق دیکھتے تھے نہ غم نہ وصال نہ خوش ہوتے تھے۔ اور ستارے اور چاند اور سورج سب اُسکے حال کی مدد کرتے تھے اور آپ سب کے دیکھنے سے فارغ۔ اِسلئے جسمین دیکھتے تھے سب حق کی صنعت دیکھتے اور فرماتے لَا اُحِبُّ الْآفِلِیْنَ غروب ہونیوالیکو مین دوست نہین رکھتا۔ پس کبھی جہان صاحب وقت کے لئے وفرخ ہوتا ہے کیونکہ غیبت کے مشاہدہ مین ہوتا ہے اور حبیب کے گم ہونے سے اُسکا دل وحشت کا محل اور کبھی خوشی سے اُسکا دل نعمتون کے دیکھنے سے جو بلحظ خدا سے

اُسکو بطور تحفہ کے پہنچتی ہین اور خوشخبری سے بہشت کی طرح ہوتا ہے اور صاحب حال کو اگر نعمت یا بلا کی کشف سے حجاب ہو تو یہ سب اُسپر گمان ہے کیونکہ وہ ہمیشہ حال کے محل مین ہوتا ہے پس حال مراد کی صفت ہوتی ہے اور وقت مرید کا درجہ - ایک وقت کی راحت مین باخود ہوتا ہے اور ایک حال کی خوشی مین خدا کے ساتھ فَشَتَّانَ مَابَيْنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ پس دو نون منزلون کے درمیان فرق ہے۔

مقام و تمکین مین فرق

مقام بڑی کوشش اور سچی نیت سے مطلوب شے حق کے ادا کرنے پر طالب کا ٹھہرنا ہے اور خدا کے مریدون مین سے ہر ایک کے واسطے ایک مقام ہوتا ہے جو درگاہ کی ابتدا مین بینے طلب کرنیکے وقت مین اُنکے واسطے وہ سبب ہوتا ہے اور طالب چاہے کتنا ہی ہر ایک مقام سے حصہ لے اور ہر ایک پر گذرے اِن مقامون مین سے ایک پر اُسکا قرار ہوتا ہے کیونکہ مقام اور اُسکا ارادہ ترکیب اور پیدائش سے ہوتا ہے روش اور معاملہ سے نہین جیسا کہ خداوند تعالے نے ہمکو اپنے پاک قول سے خبر دی ہے اور فرمایا ہے وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ اور نہین ہے ہم سے مگر اُسکے لئے مقام معلوم ہے - پس آدم کا مقام توبہ تھا اور نوح کا زہد - اور ابراہیم کا تسلیم - اور موسیٰ کا اناہت - اور داؤد کا غم - اور عیسیٰ کا رجا - اور یحییٰ کا خوف - اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر - اور ہر ایک کو ہر محل مین چاہے کتنا ہی سیر ہو آخر اُن کا رجوع پھر اپنے اصلی مقام کی طرف ہوتا ہے - مین نے محاسبیون کے مذہب مین مقامون مین سے تھوڑا سا بیان کیا ہے اور حال اور مقام کے درمیان فرق لکھا ہے مگر اسجگہ اس سے چارہ نہین ہے - پہچان کہ خدا تعالے کا راستہ تین قسم پر ہے - ایک مقام ہے - دوسرا حال اور تیسرا تمکین - اور خدا تعالے نے سب پیغمبرون کو اپنے راستے کے بیان کرنے کے واسطے بھیجا ہے تاکہ مقامون کا حکم بیان کرین - اور چار ہزار چوبیس پیغمبر چار ہزار چوبیس مقامون سے آئے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے ہر ایک اہل مقام کے واسطے ایک حال پیدا ہوا اور اس سے ملا اور لوگون کا کسب اُس سے منقطع ہوا اِسلئے لوگون پر دین تمام ہوا اور نعمت غائیت کو پہنچی تو خداوند نے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ آجکے دن پورا کیا مین نے تمپر تمہارا

دین اور پوری کی تم پر اپنی نعمت - اسوقت متمکنون کے لئے تمکین یعنے قرار پیدا ہوا اور اگر مین سب کا احوال لکھون اور مقامون کی تشریح کرون تو مراد سے رہ جاتا ہون - لیکن تمکین محققونکا ایک محل مین ٹھہرنا ہے جو کمال اور اعلےٰ درجہ ہوتا ہے - پس اہل مقامات کے لئے مقامون سے گذر کرنی ممکن ہوتی ہے اور تمکین کے درجہ سے گذرنا ناممکن ہوتا ہے کیونکہ مقام مبتدیون کا درجہ ہے اور تمکین منتہیون کے ٹھہرنے کی جگہ ہدایت سے نہایت پر گذر ہوتی ہے اور نہایت سے گذرنا ممکن اور مقام راہ کی منزلین ہوتی ہین اور تمکین بیشگاہ مین قرار - خدا کے دوست جب راستہ مین عاریت ہوتے ہین اور منزلون مین بیگانہ ان کا بھید حضرت مین ہوتا ہے اور حضرت مین آلت آفت ہوتی ہے اور غیبت اور علت کے اوزار - اور جاہلیت کے زمانہ مین شاعر اپنے ممدوحون کی مدح معاملہ سے کرتے تھے اور جب تک کچھ عرصہ نہ گذر جاتا تھا شعرون کو ادا نہین کرتے تھے - جیسا کہ جب کوئی شاعر ممدوح کی درگاہ مین پہنچتا تھا تو تلوار کھینچ لیتا تھا اور چارپائے کے پاؤن کاٹ ڈالتا تھا اور تلوار کو توڑ دیتا تھا اور اس سے مراد یہ ہوتی تھی کہ مجھے چارپایہ اسواسطے چاہیے تھا کہ درگاہ کی مسافت اس سے طے کرون اور تلوار اس لئے کہ اپنے حاسدون کو تیری خدمت مین تجھ سے دور رکھون - اب جو مین پہنچگیا ہون تو سفر کا سامان کس کام کا ہے - چارپائے کو مین نے قتل کر دیا ہے کیونکہ تجھ سے اور طرف رجوع کرنا روا نہین رکھتا اور تلوار کو مین نے توڑ دیا ہے کیونکہ تیری درگاہ سے قطع کرنے کا اندیشہ دل مین نہین ہے اور جب چند دن گذر جاتے تھے تو شعر پڑھتا تھا اور حق تعالیٰ نے موسیٰ کو اسی صفت پر فرمایا ہے کہ جب منزلون کے قطع کرنے اور مقامون کے چھوڑنے سے تمکین کے محل مین پہنچے اور مقام تلوین کے اسباب اُن سے ساقط ہوئے تو حق تعالیٰ نے اُن کو فرمایا فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ وَاَلْقِ عَصَاكَ نعلینون کو پاؤن سے نکالدے اور عصا کو پھینکدے کیونکہ یہ سفر کا سامان ہے اور وصل کی درگاہ مین مسافت کی وحشت محال ہوتی ہے - پس دوستی کا ابتدا طلب کرنی اور انتہا قرار پکڑنا ہے پانی جب تک دریا مین ہوتا ہے روان ہوتا ہے اور جب بحر مین پہنچتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے - اور جب ٹھہرتا ہے تو اُس کا طعم بدل جاتا ہے اسلئے جسکو پانی کی ضرورت ہوتی ہے وہ اُسکی صحبت مین میل نہین کرتا - اُسکی صحبت کی میل وہ کرتا ہے جسکو جواہر چاہیے اسلئے جان کی ترک کرتا ہے اور طلب کی قید پاؤن پر

رکھتا ہے اور اسمین غوطہ لگاتا ہے یہان تک کہ عزیز جواہر اور دُر حاصل کرتا ہے یا اپنی پیاری جان کو فنا کرتا ہے - اور مشائخ مین سے ایک کہتا ہے اَلتَّمکِین رَفعُ التَّلوِین تمکین تلوین کا اُٹھنا ہے اور تلوین بھی حال اور مقام کیطرح اس گروہ کی عبارتون مین سے ایک عبارت ہے اور معنی مین ایک دوسرے کے نزدیک ہے اور تلوین مراد ایک حال سے دوسرے حال مین پھر جانا رکھتے ہین - مطلب یہ ہے کہ متمکن مسترد نہین ہوتا اور سب اسباب درگاہ مین لیگیا ہوا ہوتا ہے اور غیر کا اندیشہ دل سے دور کئے ہوئے نہ اسپر کوئی ایسا معاملہ آتا ہے کہ اُسکے ظاہری حکم کو بدل کرے اور نہ ایسا حال ہوتا ہے کہ اُسکے باطن کے حکم کو پھیرے - جیسا کہ موسیٰ ؑ متلون تھے - طُور پر حق تعالیٰ نے ایک تجلی دکھلائی تو بیہوش ہو گئے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے وَخَرَّ مُوسیٰ صَعِقًا اور گر پڑا موسیٰ بیہوش اس خوف سے جو پہاڑ کے پارہ پارہ ہونے سے دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متمکن تھے کہ سے قاب قوسین تک عین تجلی مین تھے مگر ایک حال سے دوسرے حال مین نہ پھرے اور تغیر نہ لائے اور یہ اعلےٰ درجہ ہوتا ہے واللہ اعلم - پس تمکین دو طرح پر ہے ایک تو وہ کہ اسکی نسبت اپنی شاہد سے اور دوسری وہ ہے کہ اسکی اضافت اپنی شاہد کی جسکی تمکینی کی نسبت اپنی شاہد سے ہو وہ باقی بالصفتہ ہوتا ہے اور جسکی شاہد حق سے ہو وہ فانی الصفتہ ہوتا ہے اور فانی الصفتہ کیواسطے محو اور صحو اور حق اور محق اور فنا اور بقا اور وجود اور عدم درست نہیں ہوتا کیونکہ ان صفتون کی قیام کے لئے موصوف چاہیئے اور جب موصوف مستغرق ہو تو وصف کے قیام کا حکم اس سے جاتا رہتا ہے اور ان مضمون مین بہت کلام ہے اور مین نے اسی پر اختصار کیا ہے - وباللہ التوفیق -

محاضرہ اور مکاشفہ اور اُنکے فرق کا بیان

پہچان کہ محاضرہ بیان کے لطیفون مین دل کے حضور پر بولا جاتا ہے اور مکاشفہ بعید کے تحیر کے حضور پر دل مین کسی وارد کے آنے کے وقت - پس محاضرہ نشانیون کے ظہور مین ہوتا ہے اور مکاشفہ مشاہدون کے ظہور مین - اور محاضرہ کی نشانیان نشانی کے دیکھنے مین فکر کی ہمیشگی ہے اور مکاشفہ کی نشانیان غلبت کے سمجھنے مین ہمیشہ کی حیرانی ہے - جو فعلون مین فکر کرنیوالا ہو اور جلال مین حیران ہو ان دونون کے درمیان فرق ہے - ان مین سے ایک تو روشنی کا ردیف ہوتا ہے اور دوسرا محبت کے نزدیک تو نے نہین دیکھا کہ جب خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ

آسمانون کے عالم مین نگاہ کی اور اُسکے وجود کی حقیقت مین سوچا اور فکر کیا تو اُن کا دل اُسمین حاضر ہوا اور فعل کے دیکھنے سے فاعل کا طالب اِسلیئے آپ کے حضور دل نے فعل کو فاعل کی دلیل بنایا اور معرفت کے کمال مین کہا اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا تحقیق متوجہ کیا مین نے اپنے منہ کو اُسکے واسطے کہ جسنے صرف اپنی قدرت سے زمینون اور آسمانون کو پیدا کیا اِس حال مین کہ مین سب باطل دینون سے توحید کیطرف مائل ہون - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب عالم ارواح مین لے گئے تو آپ نے کل عالم کے دیکھنے سے آنکھین بند کرلین نہ فعل کو دیکھا اور نہ مخلوق کو اور نہ اپنے آپ کو اِسلیئے فاعل پر مکاشف ہوئے کشف مین شوق پر شوق بڑھا اور قلق پر قلق زیادہ ہوا - دیدار کی طلب کی تو دیدار نہ ہوا نزدیکی کا فکر کیا تو نزدیکی ممکن نہ ہوئی وصل کا ارادہ کیا تو وصل حاصل نہ ہوا - جقدر دلپر دوست کے تنزیہ کا حکم ظاہر ہوا اُسیقدر شوق زیادہ ہوا - نہ منہ پھیرنے کی جگہ رہی نہ اقبال کی طاقت اِسلیئے حیران ہوئے جہان دوستی تھی وہان حیرت کفر معلوم ہوئی اور دوسری جگہ جہان محبت تھی وصل شرکت دکھلائی دیا اور حیرت سرمایہ ہوئی کیونکہ ایک جگہ حیرت ہستی مین تھی اور وہ شرک ہے اور دوسری جگہ چگونگی مین اور یہ توحید ہے - اور اِسی واسطے شبلی رح ہمیشہ کہا کرتے تھے یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا اے متحیرون کی دلیل مجھے از روئے حیرت کے زیادہ کر - کیونکہ مشاہدہ مین حیرت کی زیادتی ہے - اور حکایتون مین مشہور ہے کہ جب ابو سعید خراز نے ابراہیم سعد علوی رح کو ساتھ دریا کے کنارہ پر ایک خدا کے دوست کو دیکھا تو اُس سے پوچھا کہ خدا کا راستہ کیا چیز ہے - جوابدیا خدا کی طرف دو راستے ہین ایک تو عام کا راستہ ہے اور دوسرا خاصون کا - کہا اِسکی شرح کر - فرمایا عام کا راستہ تو یہ ہے جسپر تو ہے کیونکہ ایک علت کے سبب تو قبول کرتا ہے اور ایک علت سے رد - اور خاص کا رتبہ یہ ہے کہ وہ نہ معلل کو دیکھتے ہین نہ علت کو اور اِس حکایت کی حقیقت مفصل گذری ہے اور مراد اسکے سوا اور نہین و باللہ التوفیق -

قبض اور بسط مین فرق

پہچان کہ قبض اور بسط احوالون مین سے معاملون مین کہ بندہ کا تکلف اُن سے ساقط ہے - اگا آنا کسی کب سے نہین ہوتا اور نہ اُن کا جانا کسی کوشش سے خداوند بزرگ و بلند نے فرمایا ہے

وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ اور اللہ بند کرتا ہے اور کشادہ کرتا ہے۔ پس قبض حجاب کی حالت میں دلون کے بند ہونے سے مراد ہے اور بسط کشف کی حالت میں دلون کے کشادہ ہونے سے مراد ہے اور یہ دونون امر خدا سے بندہ کے تکلف کے سوا نہین۔ اور عارفون کے زمانہ میں قبض ایسا ہے جیسا کہ مریدون کے زمانہ میں خوف۔ اور دل کی کشادگی عارفون کے زمانہ میں ایسی ہے جیسی مریدون کے زمانہ مین رجا یعنے امید۔ یہ اُس گروہ کے قول کے موافق ہے جو قبض اور بسط کو ان معنون مین لیتے ہین اور مشائخ کا ایک گروہ اِس پر ہے کہ بسط کا مرتبہ قبض کے مرتبہ سے بہت بلند ہے کیونکہ کتاب مین اُسکا پہلے ذکر کرنا اُس بزرگی کے پہلے بیان ہونیکی علامت ہے جو پیچھے چاہئے کیونکہ عربون کی عادت ہے کہ اُس چیز کو پہلے ذکر کرتے ہین جو بزرگی مین پیچھے ہو جیسا کہ خدا تعالےٰ نے کہا ہے فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ اور بعض ان بندون سے عمل مین کوتاہی کرنے سے اپنے نفس پر ظلم کرنیوالے ہین اور بعض اِن مین سے میانہ رو ہین اور بعض اِن مین سے نیکیون مین پیشدستی لیجانیوالے ہین اور یہ بھی فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنیوالون کو اور دوست رکھتا ہے پاک لوگون کو اور مریم کو فرمایا ہے یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ اے مریم اپنے پروردگار کے واسطے فرمان برداری کر اور سجدہ اور رکوع کیا کر ساتھ رکوع کرنیوالون کے۔ اور بسط مین سرور ہے اور قبض مین ہلاکت اور عارفون کا سرور معروف وصل کے سوا غیر سے نہین ہوتا اور اُنکی ہلاکت جُدائی کے سوا نہین ہوتی پس وصل کے محل مین قرار کرنا فصل کے محل مین قرار کرنے سے بہتر ہے اور میرا شیخ کہتا تھا اللہ کی اُس پر رحمت ہو کہ قبض اور بسط دونون ایک معنون مین ہین جو خدا سے بندہ پر لاحق ہوتے ہین کیونکہ جب قبض اور بسط دلپر نشان ظاہر کرتا ہے تو یا بھید اُس سے خوش ہوتا ہے اور نفس مقہور اور یا بھید مقہور ہوتا ہے اور نفس مسرور۔ ایک دل کے قبض مین اُسکے نفس کی کشادگی ہوتی ہے اور دوسرے کے بھید کی کشادگی مین اُسکے نفس کا قبض اور جو اُسکے سوا اور عبارت کرتا ہے وہ اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ بایزید رحمۃ اللہ نے کہا ہے قَبْضُ الْقُلُوْبِ فِیْ بَسْطِ النُّفُوْسِ وَبَسْطُ الْقُلُوْبِ فِیْ قَبْضِ النُّفُوْسِ دلون کا قبض نفسون کی کشادگی مین ہے اور دلون کی کشادگی نفسون کے قبض مین۔ پس

قبض ہوئے ہوئے نفس خلل سے محفوظ ہوتے ہین اور کشادہ بھید زوال سے مضبوط۔ کیونکہ دوستی
مین مذہب کی غیرت ہے اور قبض خدا کی غیرت کی علامت ہوتی ہے۔ اور دوست کو دوست سے
عتاب کرنا شرط ہے اور کشادگی عتاب کی علامت ہوتی ہے اور حکایتون مین مشہور ہے کہ جبتک
یحییٰ زندہ رہے روتے رہے۔ اور جب تک عیسیٰ جیتے رہے ہنستے رہے کیونکہ ایک منقبض تھا
اور دوسرا منبسط۔ جب ایک دوسرے سے ملتے تھے تو یحییٰ کہتے تھے اے عیسیٰ تو قطعیت
سے امن مین ہوگیا اور عیسیٰ کہتے کہ اے یحییٰ تو رحمت سے ناامید ہوا پس نہ تیرا رونا ازلی حکم کو
پھیرتا ہے اور نہ میرا ہنسنا قضا کو لوٹاتا ہے پس لَا قَبْضَ وَلَا بَسْطَ وَلَا طَمْسَ وَلَا اُنْسَ
وَلَا مَحْوَ وَلَا صَحْوَ وَلَا مَحْقَ وَلَا عَجْزَ وَلَا جَهْدَ وَلَا جَهْلَ جو کچھ ہوچکا اُس کے
سوا نہین ہوتا +

محبت اور ڈر اور اِن مین فرق

ہیبت اور انس خدا کے راستہ مین چلنے والون کے احوال مین سے دو حالتین ہین۔ جب حقتعالیٰ
بندہ کے دلپر جلال کے مشاہدہ سے تجلی کرتا ہے تو اُس مین اُسکے نصیب ہیبت ہوتی ہے اور پھر
جب بندہ کے دلپر جمال کے مشاہدہ سے تجلی کرتا ہے تو اُسمین الفت اُسکے نصیب ہوتی ہے اِسلئے
اہل ہیبت اُسکے جلال پر تعجب ہوتے ہین اور اہل اُنس اُسکے جمال سے خوشی مین لبالب۔ پس
اُسکے دل کے درمیان جو خدا کے جلال سے دوستی کی آگ مین جلنے والا ہوا اور اُس کے دِل کے
درمیان جو اُس کے جمال سے مشاہدہ کے نور مین روشن ہو فرق ہے۔ پس مشائخ کے ایک گروہ
نے کہا ہے کہ ہیبت عارفون کا درجہ ہے اور انس مریدون کا کیونکہ جسکو خدا کی درگاہ مین اور
اُسکی صفتون کی پاکی مین پورا قدم ہو ہیبت کو اُسکے دلپر زیادہ غلبہ ہوتا ہے اور انس سے اُسکی
طبع بہت نفرت کرنیوالی ہوتی ہے۔ کیونکہ انس جنس کے ساتھ ہوتی ہے اور جب خدا سے بندہ کا
بجنس اور ہمشکل ہونا ممکن نہین ہے تو انس اُس سے صورت نہین پکڑتی اور خدا سے مخلوق کے
ساتھ بھی انس محال ہے اور اگر انس ممکن ہوتی ہے تو اُسکے ذکر سے ممکن ہوتی ہے۔ اور اُسکا ذکر
اُسکا غیر ہوتا ہے کیونکہ وہ بندہ کی صفت ہوتی ہے اور محبت مین غیر کے ساتھ آرام کرنا دعویٰ کا
جھوٹ اور پنداشت ہے۔ پھر ہیبت عظمت کے مشاہدہ سے ہوتی ہے اور عظمت خدا کی

صفت ہے اور اُس بندہ کے درمیان کہ جسکا کام اپنے سے اپنے ساتھ ہو اور اُس کے درمیان کہ جسکا کام اپنے فنا سے خدا کے ساتھ بقا ہو بہت فرق ہے۔ اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ حکایت کرتے ہین کہ کچھ عرصہ مین خیال کرتا تھا کہ خدا کی محبت مین مین خوشی کرتا ہون اور اُسکے مشاہدہ سے اُنس پکڑتا ہون۔ اب مین نے جانا ہے کہ اُنس جنبی کے سوا غیر سے نہین ہوتا اور پھر ایک گروہ کہتا ہے کہ ہیبت فراق اور عذاب کا قرینہ ہے اور اُنس وصل اور رحمت کا نتیجہ اسلیئے دوست ہیبت کی خواب سے محظوظ ہوتے ہین اور اُنس کے نزدیک کیونکہ محبت ضرور اُسکا تقاضا کرتی ہے اور جیسا کہ ہمجنس ہونا محال ہے اسی طرح اُنس کے لئے بھی محال ہے اور میرے شیخ کہتے تھے خدا کی اُنپر رحمت ہو مجھے اُس سے تعجب ہے جو یہ کہتا ہے کہ خدا کے ساتھ اُنس ممکن نہین۔ اسکے بعد کہ یہ کہا گیا ہے اَنْ عِبَادِیْ وَقُلْ لِعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اور میرے بندون کو کہہ کہ وہ بات کہین جو بہت اچھی ہے اور یہ بھی کہا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اور جب تجکو میرے بندے مجھ سے سوال کرین تحقیق مین نزدیک ہون۔ اور یہ بھی کہا ہے یَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ آواز دینے والا آسروز آواز دیگا کہ اللہ فرماتا ہے اے بندو آجکے دن تم پر خوف نہین ہے اور تم مقصد کے فوت ہونے سے اندوہناک نہین ہوگے اور بندہ جب یہ بزرگی دیکھتا ہے تو ضرور اُسکو دوست رکھتا ہے اور جب دوست بنایا تو اُس سے محبت کرتا ہے کیونکہ دوست سے ہیبت بیگانگی ہوتی ہے اور اُنس لگاؤ گی اور آدمی کی صفت یہ ہے کہ منعم کے ساتھ اُنس پکڑے۔ خدا سے ہم پر اتنی نعمتین ہین جنکی معرفت ہی محال ہے۔ اور مین عثمان جلالی رح کا بیٹا علی کہتا ہون کہ دونون گروہ اس مین اپنے اختلاف مین صواب پر ہین کیونکہ ہیبت کا سلطان نفس اور نفس کی ہوا کے ساتھ ہوتا ہے اور اس سے بشریت کے فنا کرنے کے ہمراہ اور محبت کا سلطان بھید اور معرفت کے پالنے کے ساتھ۔ پس حق تعالےٰ جلال کے تجلی سے دوستون کے نفس کو فانی کرتا ہے اور جمال کی تجلی سے اُن کے بھید کو باقی۔ پس جو اہل فنا تھے اُنھون نے ہیبت کو مقدم کہا ہے اور جو اہل بقا تھے اُنھون نے محبت کو بزرگ رکھا ہے اور اس سے پہلے فنا اور بقا کے باب مین اس کی شرح کی گئی ہے ✦

قہر اور لطف اور دونون مین فرق

لطف اور قہر دو ایسے لفظ ہین جس سے اہل تصوف اپنے روزگار (یعنے حالت) کو تعبیر کرتے ہین۔ قہر سے اُن کی مراد خدا کی تائید سے مرادون کا فنا کرنا اور خواہشون سے نفس کا باز رکھنا ہے بغیر اسکے کہ انہین اس مین مراد ہو۔ اور لطف سے مراد خدا کی تائید ہے جو ٹھیک طور پر بھید کے باقی رہنے اور مشاہدہ کی ہمیشگی اور حال کے برقرار رہنے سے ہو یہان تک کہ ایک گروہ نے کہا ہے کہ کرامت خدا سے مراد کا حصول ہے اور یہ اہل لطف تھے۔ اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ کرامت یہ ہے کہ حق تعالی بندہ کو اپنی مراد کے سبب اسکی مراد سے ہٹا رکھے اور بیمرادی مین اسکو مقہور کرے جیسا کہ اگر دریا مین جائے تو پیاس کے حال مین دریا خشک ہوجائے۔ کہتے ہین کہ بغداد مین دو درویش تھے جو صاحب مرتبہ فقیرون مین سے تھے۔ ان مین سے ایک صاحب قہر تھا اور ایک صاحب لطف۔ اور ہمیشہ ایک دوسرے سے عداوت مین تھے اور ہر ایک دوسرے کے زمانہ پر اپنے زمانہ کی ایک نسبت رکھتا تھا۔ ایک تو یہ کہتا تھا کہ خدا سے بندہ پر لطف چیزون کی زیادہ شریف چیزون سے ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ اللہ اپنے بندون پر مہربان ہے۔ اور دوسرا کہتا تھا کہ قہر خدا سے بندہ کی چیزون مین سے زیادہ کامل چیز ہے کیونکہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ اور وہ اپنے بندون پر غالب ہے۔ ان کے درمیان یہ سخن طول کھینچ گیا۔ یہان تک کہ جو صاحب لطف تھا اُسنے ایک وقت مین مکہ کا ارادہ کیا اور جنگل مین چلا گیا اور مکہ مین نہ پہنچا کئی سال تک کسی نے اُسکی خبر نہ پائی یہان تک کہ ایک وقت مین ایک شخص مکہ سے بغداد مین آتا تھا اُس نے اُسکو راستہ پر دیکھا۔ صاحب لطف نے اُسکو کہا اے بھائی جب تو عراق مین جائے تو میرے اُس رفیق کو جو کرخ مین ہے کہنا۔ کہ اگر تو چاہتا ہے کہ جنگل کو باوجود اس مشقت کے بغداد کے محلہ کرخ کی طرح مع اُسکے عجائبات کے دیکھے تو آ اور دیکھ کہ جنگل میرے حق مین بغداد کے محلہ کرخ کی طرح ہے۔ جب یہ درویش آیا اور اس رفیق نے اُسکو جو پیغام لیکر آیا تھا پہنچایا تو اُسکے رفیق نے کہا جب تو پھر لوٹے تو اُسکو کہدے کہ اس مین بزرگی نہین ہے کہ باوجود مشقت جنگل کو تیرے حق مین بغداد کے محلہ کرخ کیطرح بنایا ہے

تاکہ تو درگاہ سے نہ بھاگ جائے۔ عجب یہ ہے کہ بغداد کے محلہ کرخ کو باوجود نعمت اور اسکے عجائبات کے ایک کے حق مین باشقت جنگل بنائے اور وہ اس مین حرم مین ہے۔ اور شبلی سے ذکر ہے کہ اپنی مناجات مین کہا کرتے تھے اے اللہ اگر آسمانون کو میرا ملوق بنائے اور زمین کو میرے لئے زنجیر کرے اور سب عالم کو میرے خون کا پیاسا تو مین تجھ سے نہین پھرتا۔ اور میرا شیخ کہتا تھا کہ ایک سال حج کے دیلون کی ایک جماعت جنگل مین تھی۔ میرا پیر حصری مجھ کو اسجگہ لیگیا ایک گروہ کو مین نے دیکھا کہ وہ تخت کے نیچے آتا تھا اور ایک گروہ کے آدمیون کو مین نے دیکھا کہ انھین تخت پر لاتے تھے اور ایک کے لوگ اڑتے تھے اور ہر ایک اسی طرح ایک مرتبہ مین آتا تھا۔ میرا پیر کسکی طرف توجہ نہ کرتا تھا یہان تک کہ ایک جوان کو مین نے دیکھا کہ آرہا تھا جسکی جوتیان پھٹی ہوئی عصا ٹوٹا ہوا اور پاؤن ننگے ہو گئے ہوئے۔ سر ننگے۔ بدن جلا ہوا تھا جب وہ نزدیک آیا تو حصری رہ اچھل پڑے اور اُس کے پاس گئے اور اُسکو بڑے درجہ پر بٹھلایا۔ مجھے تعجب ہوا اور مین نے شیخ سے پوچھا فرمایا کہ یہ خدا کا دوست ہے اور ولایت کی تابع نہین ہے بلکہ ولایت اسکی تابع ہے اور کرامتونکی طرف توجہ نہین کرتا۔ اور جو کچھ ہم اپنے لئے اختیار کرتے ہین وہ ہماری بلا ہوتی ہے اور مین اپنے لئے اسکے سوا کچھ نہین چاہتا کہ خدا مجھے اسمین آفت سے نگاہ رکھے اور نفس کے خیال سے مجھے چھوڑائے۔ اگر قہر مین رکھے تو عین لطف کی آرزو نہین کرتا۔ اور اگر لطف مین رکھے تو مجھے قہر کا ارادہ نہین۔ کیونکہ اُسکے اختیار پر ہمین اختیار نہین۔

نفی اور اثبات اور اُن کے درمیان فرق

اس طریقہ کے مشائخ نے آدمیت کی صفت کے محو ہونے کو خدا کی تائید کے ثبوت کے ساتھ نفی اور اثبات کہا ہے۔ اور نفی سے بشریت کی صفت کی نفی چاہتے ہین اور اثبات سے سلطان حقیقت کا ثبوت کیونکہ محو کل کا چلا جانا ہوتا ہے اور کل کی نفی صفت کے سوا نہین ہوتی کیونکہ بشریت کے بقا کے حال مین ذات پر فنا صورت نہین پکڑتی پس چاہئے کہ نیک خصلتون کے ثبوت مین بُری صفتون کی نفی ہو یعنے نفی معنے کے ثبوت سے دوستی مین دعویٰ ہوتا ہے کیونکہ دعوے نفس کی رعونت سے ہوتا ہے اور جب صفتون کے حکم سے سلطان حقیقت کے مقہور رہتے ہین تو اُن کی عادت مین یہ عبارت جاری ہے کہ کہتے ہین کہ حق کے بقا کے ثبوت سے بشریت

کی صفتون کی نفی ہے - اوران معنون مین اس سے پہلے فقر اور صفوت اور فنا اور بقا کے باب مین بیان ہوچکا ہے اور اسپر مین نے اختصار کیا ہے - اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس نفی سے مراد خدا کے اختیار کے ثبوت مین بندہ کا اختیار ہے اور اسی واسطے موفق کہتا ہے کہ اِخْتِیَارُ الْحَقِّ لِعَبْدِہٖ مَعَ عِلْمٍ لِعَبْدِہٖ خَیْرٌ مِنْ اِخْتِیَارِ عَبْدِہٖ لِنَفْسِہٖ مَعَ جَہْلِہٖ بِرَبِّہٖ خدا کا اختیار اپنے بندہ کے لئے اپنے بندہ پر علم کے ساتھ اچھا ہے نفس کے لئے بندہ کے اختیار سے جو اپنے آپ سے جہل کے ساتھ ہو - کیونکہ دوستی محبوب کے اختیار کے ثبوت مین محبت کے اختیار کی نفی ہوتی ہے - اور حکایتون مین مین نے دیکھا ہے کہ اگلے زمانہ مین ایک درویش دریا مین غرق ہوتا تھا - ایک نے کہا اے بھائی تو چاہتا ہے کہ تو چھوٹ جائے جواب دیا کہ نہین - پھر کہا کہ تو ڈوبنا چاہتا ہے جواب دیا نہین - کہنے والے نے کہا کہ عجب کام ہے کہ نہ ہلاکت اختیار کرتا ہے اور نہ نجات جو ادیا کہ اختیار سے مجھے کیا کام ہے کہ مین اُسکو اختیار کرون - میرا اختیار وہ ہے جو خدا میرے لئے اختیار کرے - اور مشائخ نے کہا ہے کہ دوستی مین بہت کم درجہ اختیار کی نفی ہے - پس خدا کا اختیار ازلی ہے کیونکہ اُسکی نفی ممکن نہین اور بندہ کا اختیار عرضی ہے اسپر نفی روا ہوتی ہے - چاہئے کہ عرضی اختیار پاؤن کے تلے ڈالے تاکہ ازلی اختیار باقی رہے جیسا کہ موسیٰ جب پہاڑ پر خوش ہوئے تو خدا سے اپنے اختیار کے ثبوت سے دیدار کی تمنا کی اور کہا رَبِّ اَرِنِیْ اے رب مجھے اپنا دیدار دے - تو خدا تعالیٰ نے کہا لَنْ تَرَانِیْ تو مجھے ہرگز نہین دیکھ سکیگا - کہا اے اللہ دیدار کا ہونا سچ ہے اور مین حقدار ہون - حکم آیا کہ دیدار سچ ہے لیکن دوستی مین اختیار کا ہونا باطل ہے اور ان معنون مین بہت سخن ہے - لیکن میری مراد اس سے زیادہ نہین کہ تو جان لے کہ اس عبارت سے اس قوم کا مقصود کیا چیز ہے و باللہ التوفیق - اور صوفیون کے مذہبون مین جسجگہ صحو اور سکر اور اشکال کا ذکر ہے جمع - تفرقہ - فنا - بقا - غیبت اور حضور کا ذکر گذر گیا ہے - ان معنون مین کہ اسجگہ دیکھنا چاہئے - ان سب کی جگہ یہان تھی - مگر ضرورت کے لئے وہان بیان کیا ہے تاکہ اُس سے ہر ایک کے مذہب کی تشریح ہوجائے واللہ اعلم بالصواب +

مسامرہ اور محادثہ اور ان مین فرق

یہ دو کلمے کلان طریق حق کے احوال کا بیان ہین - محادثہ بعید کی حدیث ہے جو زبان کے سکوت کے

نزدیک ہوتی ہے۔ اور مسامرہ بھید کے چھپانے مین ہمیشہ کی خوشی ہے اور اسکے ظاہر ہونے مین یہ ہین کہ مسامرہ رات مین خدا کے ساتھ بندہ کا ایک وقت ہوتا ہے اور محادثہ خدا کے ساتھ بندہ کا دن مین ایک وقت ہوتا ہے کہ اُسمین ظاہری اور باطنی سوال اور جواب ہوتے ہین اور اسی واسطے رات کی مناجات کو مسامرہ کہتے ہین اور دن کی دعا کو محادثہ۔ پس اُن کا حال کشف پر مبنی ہوتا ہے اور رات کا حال بھید پر۔ اور دوستی مین مسامرہ محادثہ سے زیادہ کامل ہوتا ہے اور مسامرہ کا تعلق پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حال سے ہے جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سے وقت ہو جبرائیل کو براق دیکر بھیجا اسلئے اُن کو رات مین مکہ سے قاب قوسین تک پہنچایا اور خدا کے ساتھ بھید بیان کیا اور خدا سے سخن سنا اور جب نہایت مین پہنچے تو زبان جلال کے کشف مین گنگ ہوگئی اور دل عظمت کی کُنہ مین حیران۔ علم ادراک سے رہگیا اور زبان عبارت سے عاجز ہوگئی اور کہا کہ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ مین تیری تعریف کو بیان نہین کرسکتا۔ اور محادثہ کا تعلق موسیٰ کے حال سے ہے کہ جب چاہا کہ اُن کو خدا سے ایک وقت ہو تو چالیس دن کے وعدہ اور انتظار کے بعد دن مین کوہ طور پر اگر خداوند تعالیٰ کا سخن سُنا یہان تک کہ خوش ہوئے اور دیدار کا سوال کیا اور مراد سے باور رہگئے اور ہوش سے جاتے رہے۔ جب ہوش مین آئے تو کہا تُبْتُ اِلَیْكَ مین تیری طرف لوٹا۔ پس موسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مین فرق ظاہر ہوگیا۔ کیونکہ وہ آپ آئے تھے اور یہ لائے گئے تھے جیسا کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پاک ہے وہ جو لیگیا اپنے بندہ کو رات مین مسجد حرام سے اور موسیٰ کے بارہ مین فرمایا وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا اور جب آیا موسیٰ اُسوقت مین کہ ہم نے مقرر کیا تھا پس رات دوستون کی تنہائی کا وقت ہے اور دن بندون کی خدمت کا وقت اور جب بندہ محدود حد سے گذر جاتا ہے تو اُسکو بہت آگے بڑھا دیتے ہین اور دوست کے واسطے حد نہین رہتی تاکہ اُس سے گذرنے کے سبب وہ ملامت کا سخن ہو کیونکہ دوست جو کرتا ہے وہ دوست کے پسند کئے ہوئے کے سوا اور کچھ نہین ہوتا۔

علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین اور انکے درمیان فرق

اصول کے حکم کے موافق یہ سب علم سے عبارت ہے اور اس معلوم کے صحیح ہونے پر یقین کے سوا

علم نہین ہوتا۔ اور جب علم حاصل ہوتا ہے تو غیب اُس بین عین کی طرح ہوتا ہے کیونکہ آئندہ دن کو مومن حق تعالیٰ کو اسی صفت پر دیکھین گے جسپر اُسکو آج کے دن جانتے ہین۔ اگر اس کے برخلاف دیکھین گے تو یا تو آئندہ دن کو رویت صحیح نہ ہوگی یا آجکے دن علم درست نہین ہوگا اور یہ دونون طرفین توحید کا خلاف ہے کیونکہ آجکے دن لوگون کا علم اس سے درست ہے اور آئندہ دن کو اُن کی رویت درست ہے۔ پس علم الیقین عین الیقین کی طرح ہوتا ہے اور حق الیقین علم الیقین کی طرح اور جو کہتے ہین کہ رویت مین علم کا استغراق ہوتا ہے یہ محال ہے کیونکہ رویت علم کے حاصل ہونے کے واسطے ایک آلہ ہے جیسے سماع وغیرہ۔ جب سماع مین علم کا استغراق محال ہے تو رویت مین بھی محال ہوتا ہے پس صوفیون کی مراد علم الیقین سے حکمون اور امرون کے ساتھ دنیا کے معاملون کا علم ہے۔ اور عین الیقین سے مراد نزع کے حال اور دنیا سے باہر جانے کے وقت سے علم ہے۔ اور حق الیقین سے مراد بہشت مین دیدار کے کشف سے مراد ہے اور اُسکے احوال کی کیفیت کا دیکھنے سے کھلجانا۔ پس علم الیقین علماء کا درجہ ہے امرون کے احکام پر اُن کے ٹھہرنے کے حکم مین۔ اور عین الیقین عارفون کا مقام ہے۔ موت کے لئے مستعد رہنے کے حکم کے موافق۔ اور حق الیقین دوستون کے فنا ہونیکی جگہ ہے کل موجودات سے اُنکی روگردانی کے حکم کے موافق۔ پس علم الیقین مجاہدہ سے ہوتا ہے اور عین الیقین باہم الفت کرنے سے اور حق الیقین مشاہدہ سے۔ ایک عام ہے دوسرا خاص۔ اور تیسرا خاص الخاص واللہ اعلم۔

علم اور معرفت اور ان مین فرق کا بیان

اصول کے علماء نے علم اور معرفت کے درمیان فرق نہین کیا اور دونون کو ایک کہا ہے صرف اتنا فرق کیا ہے کہ حق تعالیٰ کو عالم کہنا لائق ہے اور عارف نہ کہنا چاہئے کیونکہ اسمین موافقت نہین لیکن اس طریقہ کے شیخ یعنے صوفی اس علم کو جو معاملہ کے نزدیک ہو اور حال ہو اور اُسکا عالم حال سے عبارت کرے اُسکو معرفت کہتے ہین اور اُس عالم کو عارف۔ اور جو علم معنے سے مجرد اور معاملون سے خالی ہو اُسکو علم کہتے ہین اور اُسکے عالم کو عالم پس جو کسی چیز کے معنون اور اُسکی حقیقت سے عالم ہو اُسکو عارف کہتے ہین۔ اور جو تنہا عبارت جانتا ہو اور معنے کے سوا اُسکو یاد رکھتا ہو اُسکو عالم کہتے ہین اور ان معنون کو

جب اس گروہ کے لوگ اپنے نزدیکیون ہم عہدون پر بیان کرتے ہین تو سبکی اور حقارت کرتے ہین اور انکو دانشمند کہتے ہین - اور عوام کو منکر دکھلاتے ہین اور انکی مراد علم کے حاصل ہونے سے اُن کی مذمت نہین ہوتی بلکہ معاملون کے ترک کرنے سے مذمت کرتے ہین اور اس عبید سے موافق نہین ہوتے کہ کان العالم قائم بنفسہ والعارف قائم بربہ عالم اپنی ذات سے قائم ہوتا ہے اور عارف اپنے رب[1] سے اور معرفت کے حجاب کے کشف ہین ان مضمون کا بیان ہوا ہے اور اسجگہ اسقدر بیان کرنا کافی تھا ۔

شریعت اور حقیقت اور ان مین فرق کا بیان

شریعت اور حقیقت اس قوم کے لئے دو عبارتین ہین - ایک حال کی صحت سے ظاہر کرتی ہین اور ایک باطن کے حال کی اقامت سے اور دو گروہ ان مضمون مین غلطی پر ہین - ایک تو ظاہری علما ہین جو کہتے ہین کہ ہم فرق نہین کرتے کیونکہ شریعت حقیقت ہی ہے اور دوسرا ملحد زنادقہ کا گروہ ہے جو ہر ایک کا قیام بغیر دوسرے کے رد کہتا ہے اور اس گروہ کے لوگ کہتے ہین کہ جب حال حقیقت ہو جائے تو شریعت اُٹھ جاتی ہے اور اس بات کی دلیل کہ حکم مین شریعت حقیقت سے جدا رہے یہ ہے کہ ایمان مین تصدیق قول سے جدا ہے - اور اس بات کی دلیل کہ شریعت اصل مین حقیقت سے جدا نہین ہے یہ ہے کہ تصدیق بغیر قول کے ایمان نہین ہوتا اور قول بغیر تصدیق کے - اور قول و تصدیق کے درمیان فرق ظاہر ہے - پس حقیقت وہ چیز ہے جسپر نسخ اور تبدیل روا نہین - حضرت روح سے فنا عالم تک اسکا حکم اور امر مساوی اور برابر جاری رہیگا جیسا حق تعالیٰ کی معرفت اور وہ ہر ایک عمل مین خلوص نیت - اور شریعت وہ چیز ہے جسکا منسوخ و تبدیل ہونا روا ہو سکے جیسے کہ احکام و اوامر - شریعت بندہ کا فعل ہے اور حقیقت خدائیتعالیٰ کی داشت اور اسکی نگہبانی اور عصمت - اسلئے شریعت کا قائم ہونا حقیقت کے وجود کے سوا محال ہے اور حقیقت کی اقامت شریعت کے نگاہ رہنے کے سوا محال - اسکی مثال اُس شخص کیطرح ہے جو جان سے زندہ ہوتا ہے اور جب جان اُس سے جدا ہوتی ہے تو وہ شخص ایک مردار ہو جاتا ہے - اور جب جان اُسکے ساتھ ہوتی ہے تو ان کی قیمت ایک دوسرے کی نزدیکی سے ہے -

---

[1] یعنے رب کے غرفان مین قائم ہین اور معرفت الٰہی مین مشغول رہتے ہین

اِسی طرح شریعت بغیر حقیقت کے ریا ہوتا ہے اور حقیقت بغیر شریعت کے نفاق - خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور جن لوگون نے ہمارے راستہ مین کوشش کی البتہ دکھلاوینگے اُنکو اپنی راہ - مجاہدہ شریعت ہے اور ہدایت اسکی حقیقت - ایک تو ظاہری احکام کے لئے اپنے پر بندہ کی حفاظت ہے اور دوسری بندہ پر باطن کے احوال کے لئے خدا کی حفاظت ہے - میں شریعت کہون سے ہے اور حقیقت بخششون سے - اب آخری نوع اِس عبارت کی حد مین ہین - اُن کے کلام استعارہ قبول کرتی ہین اور اُسکے حکم کی تفصیل اور شرح زیادہ مشکل ہے مین اختصار کے طور پر اِس نوع کا بیان کرتا ہون انشاء اللہ تعالیٰ -

الحق اہل باطن کی مراد حق سے خداوند تعالیٰ ہے کیونکہ خدا کے نامون مین سے یہ ایک نام ہے جیسا کہ فرمایا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ یہ صفت جو خدا کے لئے کمال قدرت سے کی گئی اِسلئے ہے کہ خدا تعالیٰ حق ہے یعنے اپنے مین ثابت اور واجب ہے اور اپنی ذات مین قدیم **الحقیقته** اِس سے اُن کی مراد خداوند تعالیٰ کے وصل کے محل مین بندہ کی اقامت ہے اور تنزیہ کے مقام مین اُسکے بھید کا ٹھیرنا **الخطرات** تفریق کے حکمون سے جو دل پر گذرتا ہے **الوطنات** جو کچھ بھید مین تو طن ہو اسرار الٰہی سے **الطمس** عین کی ایسی نفی کہ اُسکا اثر رہے **الدمس** دل سے عین کر نفی ہو اُسکے اثر کے **العلائق** وہ اسباب جن سے طالب تعلق کے سبب مراد سے رہجائین **الوسائط** وہ اسباب جن سے تعلق کرنے کے سبب مراد کو پہنچتے ہین **الزوائد** دل مین نورون کی زیادتی کا ہونا **الغوائد** اپنے ضروری بھید کا سمجھنا **الملجا** دل کا بھروسا اُسکی مراد کے حضور پر **النجا** آفت کے محل سے دل کا رہائی پانا **الکلیت** کلیت مین آدمی کی صفتون کا استغراق - **اللوائح** مراد کا ثبوت ہے اُسکی نفی کی جلدی سے - **اللوامع** دل پر نور کا ظاہر ہونا مع اُن کے فائدون کے باقی رہنے کے **الطوالع** دل پر معرفت کے نورون کا طلوع ہونا **الطوارق** دل پر وہ وارد جو رات کی مناجات مین بشارت یا تنبیہ سے ہون - **اللطیفه** دل پر ایک اشارت ہے جو حال کے دقیقون سے ہو **السر** دوستی کے احوالون کا چھپانا **النجوی** غیر کی اطلاع سے دقیقون کی آفتون کا چھپانا **الاشارة** مراد سے زبان کی عبارت کے سوا غیر کی خبر - **الایماء** بغیر عبارت اور اشارت کے خطاب کی تعریض ہے

الوارد دل مین مضمون کا حلول **الانتباہ** دل سے غفلت کا زائل ہونا **الاشتباہ** حق اور باطل حکم کی دونون طرفون مین شکلین **القرار** حال کی حقیقت سے تردد کا دور ہونا۔ **الانزعاج** وجد کے حال مین دل کا حرکت کرنا۔ اختصار کے طور پر ان کے بعض لفظون کے معنے یہ ہین واللہ اعلم۔

آخری **فوع** ان حدون کے وہ لفظ ہین جنہین خداوند تعالی کی توحید مین استعمال کرتے ہین اور حقیقتون مین بغیر استعارہ کے اپنے اعتقاد کے بیان مین لاتے ہین انمین سے پہلا یہ ہے **العالم** خداوند تعالی کی مخلوقات سے مراد ہے اور کہتے ہین اٹھارہ ہزار عالم اور پچاس ہزار عالم ہے۔ اور فلاسفہ والے کہتے ہین دو عالم ہین ایک تو عالم علوی ہے دوسرا عالم سفلی اور اصول کے علما کہتے ہین عرش سے لیکر زمین کے نیچے تک جو کچھ ہے عالم ہے اور سب عالم مین مختلف نوعون کا اجتماع ہے۔ اور اس طریقت کے لوگ بھی یعنے صوفی عالم ارواح اور عالم نفوس کہتے ہین اور انکی مراد وہ نہین ہوتی جو فلاسفہ کہتے ہین بلکہ اُن کی مراد اس سے روحون اور نفسون کا اجتماع ہوتا ہے **المحدث** وجود مین متاخر ہونے نہ ہوا ہو اور پیچھے ہوا ہو **القدیم** جو وجود سابق اور ہمیشہ ہو اور وہ جسکی ہستی سب ہستیون سے پہلے ہو اور یہ خداوند تعالی کے سوا نہین ہے **الازل** وہ جسکے لئے ابتدا نہین **الابد** وہ جسکے واسطے انجام نہین **الذات** کسی چیز کی ہستی اور اُسکی حقیقت **الصفت** وہ جو قسمت نہ قبول کرے کیونکہ وہ قائم خود بخود نہین ہوتی **الاسم** مسمے کا غیر جو اُسکا بیان کرنیوالا ہو **التسمیہ** مسمے کا غیر **النفی** جو نفی کے عدم کا تقاضا کرے **الاثبات** جو مثبت کے وجود کو چاہے **السیان** یہ ہے کہ ایک کا وجود دوسرے کے وجود کے ساتھ روا ہو **الضدان** یہ کہ ایک کا وجود دوسرے کے وجود کے باقی ہونے مین ایک حال مین روا نہ ہو **الغیران** یہ کہ ہر ایک کا وجود بغیر دوسرے کے روا ہو **الجواہر** چیز کا اصل جو بذاتہ قائم ہو **العرض** جو جوہر کے ساتھ قائم ہو **الجسم** جو پراگندہ جزون سے ملکر بنا ہوا ہو **السوال** حقیقت کا طلب کرنا **الجواب** سوال کے مضمون سے خبر دینی **الحسن** جو امر کے موافق ہو **القبح** جو امر کے مخالف ہو **السفہ** امر کا ترک کرنا **الظلم** کسی چیز کا ایسی جگہ مین رکھنا جو اُسکے لائق نہو **العدل** کسی چیز کا اپنی جگہ پر رکھنا **الملک** وہ ہے

جسکے کئے پر اعتراض نہین کرسکتے اختصار کے طور پر یہ ہین وہ حدین جن سے طالب کو چارہ نہین -
آخری نوع اِس عبارت کا وہ ہے جو شرع کا حاجتمند ہے اور صوفیون کے درمیان پے در پے چلا آتا
ہے اور اس عبارت سے اُن کا مقصود وہ نہین ہوتا کہ لفظ کے ظاہر سے اہل لسان کو معلوم ہو -
الخاطر خاطر سے دل مین معنون کا حاصل ہونا چاہتے ہین معہ اُسکے جلدی زائل ہوجانے کے کسی
دوسرے خاطر سے اور دل سے اُسکے دفع کرنے پر صاحب خاطر کی قدرت سے - اہل خواطر کا مون ہین
پہلے خاطر کی تابع ہوتے ہین کیونکہ وہ علت کے سوا خدا سے ہوتی ہے - کہتے ہین کہ خیر نساج یعنی جلاہے
کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ جنید رح دروازہ پر ہے - چاہا کہ اس خطرہ کو اپنے سے دفع کرے ایک اور خاطر
پہلے کی مدد کے لئے آیا اُسکے دفع کرنے مین بھی مشغول ہوا پھر تیسرا خاطر وارد ہوا - اسپر باہر نکل آیا
جنید رح کو دیکھا دروازہ پر کھڑا ہے - جنید رح نے کہا اے خیر اگر پہلے خطرہ کی پیروی کرتا اور شیخون
کی خصلت کو بجا لاتا تو مجھے اتنی دیر دروازہ پر کھڑا نہ ہونا پڑتا اسلئے شیخ کہتے ہین کہ اگر وہ خاطر تھا جو
خیر کے لئے ظاہر ہوا جس سے جنید رح کو معلوم ہوا وہ کیا تھا اسکا جواب یہ دیتے کہ جنید رح خیر کا پیر تھا
اور ضرور پیر مرید کے کل احوال پر واقف ہوتا ہے الواقع واقع سے وہ معنی چاہتے ہین جو دل مین
ظاہر ہوتے ہین اور باقی کہتے ہین خاطر کے خلاف - اور کسی حال مین طالب کو اُسکے دفع کرنیکا سامان
نہین ہوتا جیسا کہ کہتے ہین خَطَرَ عَلَى قَلْبِي وَقَعَ فِي قَلْبِي خیال گذرا میرے دل پر القا ہوا میرے دل
مین - پس سب دل خطرون کا محل ہین لیکن واقع اس دل کے سوا اور کسیکو حاصل نہین ہوتا جسکا انداز سب
خدا کی حدیث نہ ہو اور اسی واسطے ہے کہ جب مرید کو حق تعالیٰ کے ماسوا مین کوئی خیال پیدا ہوتا ہے
تو اُسکو قید کہتے ہین اور کہتے ہین کہ اُسکو واقعہ پیش آیا ہے - اور اہل لسان پھر واقعہ سے مسائل مین
اشکال چاہتے ہین اور جب کوئی اسکا جواب دے اور مشکل کو اُٹھادے تو کہتے ہین کہ واقعہ حل ہوگیا
لیکن اہل تحقیق کہتے ہین کہ واقعہ وہ ہوتا ہے کہ حل ہونا اُسپر دانہ ہو اور جو حل ہوتا ہے وہ خاطر ہوتا ہے
واقعہ نہین ہوتا کیونکہ اہل تحقیق کی قید ایسی حقیر چیز مین نہین ہوتی کہ ہر لحظہ اُسکا حکم بدل جائے اور ایک
حال سے دوسرے حال پر ہو واللہ اعلم بالصواب الاختیار اختیار کے لفظ سے یہ چاہتے ہین
کہ اپنے اختیار پر خدا کے اختیار کو اختیار کرین یعنے خیر اور شر سے جسپر حق تعالیٰ نے اُنکو اختیار دیا
ہے اسپر کفایت کرین اور حق تعالیٰ کے اختیار کو بندہ کا اختیار کرنا خدا کے اختیار سے ہوتا ہے کیونکہ اگر

ایسا نہ ہوتا کہ حق تعالیٰ اُسکو بغیر کسی اختیار کے اختیار کرتا تو وہ اپنا اختیار نہ چھوڑتا اور ابو یزید رح سے
پوچھا گیا کہ امین کون ہوتا ہے جوابدیا وہ کہ جسکا اختیار نہ رہا ہو اور خدا کا اختیار اُسکا پسندیدہ ہو گیا ہو
اور جنید سے ذکر ہے کہ ایک وقت آپکو تپ ہو گیا تھا کہا اے اللہ مجھے آرام دے آپکو غیب سے آواز
آئی کہ تو کون ہے جو میرے مُلک میں بلا تعین بنتا اور اختیار ظاہر کرتا ہے میں اپنے مُلک کی تدبیر تجھ سے
بہتر جانتا ہوں تو میرے اختیار کو اختیار کر اپنے اختیار کو اپنے اختیار سے ظاہر نہ کر۔ واللہ اعلم۔
اور اختیار سے ولیوں کے دلوں کا طرح طرح کی بلاؤں سے امتحان کیا چاہتے ہیں جو حق تعالیٰ کیطرف
سے پیدا ہوتی ہیں خوف اور غم اور قبض اور ہیبت سے اور اُن کی مانند جیسا کہ خدا سے بزرگ و بلند
نے کہا ہے اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ط
یہ وہ لوگ ہیں جنکے دلوں کو خدا نے پرہیزگاری کے واسطے آزمایا ہے اُن کے واسطے بخشش ہے اور
بڑا ثواب۔ اور یہ بلند درجہ ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب البلاء بلا سے طرح طرح کی مشقتوں اور
بیماریوں اور رنجوں سے درستوں کے تن کا امتحان چاہتے ہیں۔ اور جسقدر بلا بندہ پر زیادہ قوت پیدا
کرتی ہے اُسی قدر خدا تعالےٰ سے اُسکو زیادہ نزدیکی ہوتی ہے کیونکہ بلا ولیوں کا لباس ہے اور خدا
کے برگزیدوں کا گہوارہ اور پیمبروں کی غذا۔ تو نے نہیں دیکھا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا
ہے نحن معاشر الانبیاء اشد الناس بلاء ہم پیغمبروں کا گروہ آدمیوں سے از روے بلا
کے زیادہ سخت ہیں اور یہ بھی کہا ہے اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الاولیاء ثم الامثل
فالامثل بلا کشی میں سخت مبتلا انبیا علیہم السلام ہیں پھر اولیا رح اور پھر ایسے ہی درجہ بدرجہ۔ اور بلا
ایک دُکھ کا نام ہوتا ہے جو مومن کے دل اور تن پر پیدا ہوتا ہے جسکی حقیقت نمت ہوتی ہے اور
اس سبب سے کہ اُسکا بھید بندہ پر پوشیدہ ہوتا ہے اِن رنجوں کے اُٹھانے سے اُسکو ثواب ہوتا ہے
اور پھر جو دکھ کافروں پر ہووہ بلا نہیں ہوتی بلکہ وہ بدبختی ہوتی ہے اور کافر کو بدبختی سے بدبختی نہیں
ہوتی پس بلا کا مرتبہ امتحان سے زیادہ بزرگ ہوتا ہے کیونکہ امتحان کی تاثیر دل پر ہوتی ہے اور بلا
کی دل اور تن دونوں پر واللہ اعلم بالصواب۔ التخلی تخلی کسی پسندیدہ قوم سے قول اور
عمل میں تشبیہ ہے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا ہے لیس الایمان بالتحلی والتمنی
ولکن ما وقر فی القلوب وصدقہ العمل تخلی و تمنی سے ایمان خوب ہے لیکن وہ ہی جو دلوں میں

ڈالا گیا ہے اور عمل نے اسکو تصدیق کیا ہے پس اپنے آپکو کسی گروہ کی مانند کرنا اُن کے معاملہ کی
حقیقت کے سوا یہ تجلی ہے اور جو اپنے آپ کو بناوٹ سے دکھلاتے ہیں اور ویسے نہیں ہوتے
وہ جلدی ذلیل ہوجاتے ہیں اور اُنکا بھید ظاہر ہوجاتا ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک یہ بہت ہی
خوار ہوتے ہیں اور اُن کا بھید ظاہر ہوتا ہے **التجلی** مقبلوں کے دل میں اقبال کے حکم کیموافق
خدا کے عرفان کے نوروں کی تاثیر ہے اور اس سے اسکے لائق ہوتے ہیں کہ دل میں حقتعالی کو دیکھیں
اور اس دیدار سے اور عیان دیدار کے درمیان فرق یہ ہے کہ صاحب تجلی اگر چاہتا ہے دیکھتا ہے اور
اگر چاہتا ہے تو نہیں دیکھتا یا ایک وقت دیکھتا ہے اور ایک وقت نہیں دیکھتا اور پھر اہل عیان بہشت
میں اگر چاہیں کہ نہ دیکھیں تو یہ نہیں کرسکتے کہ نہ دیکھیں کیونکہ تجلی پر ستر جائز ہے اور رویت پر
حجاب روا نہیں ہوتا واللہ اعلم **التخلی** ایسے شغلوں سے جو بندہ کو خدا سے تعالے سے منع کرنیوالے
ہوں روگردانی ہے اور ایک ان میں سے دنیا ہے کہ ہاتھ اس سے خالی کرتا ہے۔ اور دوسرا عاقبت پر
ارادہ ہے کہ اس سے دل کو خالی کرتا ہے۔ اور تیسرا ہوا کی پیروی ہے کہ سر کو اُس سے خالی کرتا ہے۔ اور
چوتھا لوگوں کی صحبت ہے کہ اپنے آپ کو اُس سے خالی کرتا ہے اور دل کو اُن کے اندیشہ سے پاک
الشرود شرود کے معنے خدا کی طلب ہے آفت اور حجابوں سے خلاصی کے ساتھ اور راہ طلب
میں بیقراری۔ کیونکہ طالب کی سب بلا حجاب سے واقع ہوتی ہے۔ پس طالبوں کے گروہ کو حجابوں
کے کشف میں اور اُن کے سفروں اور ہر چیز سے اُن کے تعلق کو شرود کہتے ہیں۔ اور طلب کی
ابتدا میں جو زیادہ بیقرار ہوتا ہے وصل کے انتہا میں سو زیادہ تمکن ہوتا ہے **القصود** قصود سے
ان کی مراد مقصود کی حقیقت کے طلب کرنے پر ارادہ کی صحت ہوتی ہے اور اس گروہ کا ارادہ
کی صحت ہوتی ہے اور اس گروہ کا ارادہ حرکت اور سکون سے نہیں باندھا گیا کیونکہ دوست دوستی
میں اگرچہ ساکن ہوتا ہے قاصد ہوتا ہے اور یہ عادت کے خلاف ہے کیونکہ قاصدوں کے ارادہ کو
یا تولا رادہ سے اُن کے ظاہر پر تاثیر ہوتی ہے یا اُن کے باطن میں کوئی نشان ہوتا ہے دوستوں کے
سوا کیونکہ یہ اپنی حرکتوں اور طلب کی علت کے سوا قاصد ہوتے ہیں۔ اور ان کی سب صفتیں
خود قصد ہوتی ہیں کیونکہ غائت پر قصد کرتے ہیں اور جب دوستی حاضر ہوتی ہے تو جب قصد
ہوتا ہے **الاصطناع** اس سے یہ چاہتے ہیں کہ بندہ کو خداوند تعالی اس سے تمام نصیبوں کے

فنا کرنے اور سب خطروں کے دور کرنے سے مہذب بنائے اور اس کے نفس کی صفتوں کو ایسی مبدل کرے یہاں تک کہ نعمتوں کے زوال اور وصفوں کے تبدیل ہونے سے اپنے سے بیخود ہو جائے اور ولیوں کے سوا پیغمبر اس درجہ میں مخصوص ہیں اور مشائخ کا ایک گروہ پیغمبروں کے سوا ولیوں پر بھی اس درجہ کو روا رکھتا ہے **الاصطفا** اصطفا یہ ہے کہ حقتعالیٰ بندہ کے دل کو اپنی معرفت کے لئے فارغ کرے تاکہ معرفت اس میں اپنی صفائی بچھالے۔ اور اس درجہ میں خاص و عام سب مومن ایک ہیں گناہگار مطیع۔ نبی اور ولی برابر ہیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ پس میراث میں دادیم نے قرآن کو اُن کو جنہیں ہم نے اپنے بندوں سے برگزیدہ کیا ہے پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعض ان میں سے میانہ رو ہیں اور بعض ان میں سے خیرات میں پیشدستی لے جانے والے ہیں **الاصطلام** خدا کے غلبے ہیں جو لطیف امتحان سے ارادہ کی نفی میں بالکل بندہ کو اپنا مقہور کر لیتے ہیں اور ممتحن اور مصطلم کا دل دونوں ایک معنے میں ہوتے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ اصطلام اس گروہ کی عبارتوں میں زیادہ صاف اور خاص امتیاز ہے واللہ اعلم **الرین** دل پر ایک پردہ ہے کہ ایمان کے سوا وہ نہیں کھلتا اور وہ کفر اور گمراہی کا پردہ ہے جیسا کہ خدائے بزرگ و بلند نے کہا ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ایسا نہیں ہے بلکہ اُن کے دلوں پر زنگار باندھا ہے اپنے جو کماتے تھے گناہوں سے۔ اور ایک گروہ کے آدمی کہتے ہیں کہ رین وہ پردہ ہے جسکا زوال کسی صفت سے ممکن نہیں کیونکہ کافر کا دل اسلام قبول کرنیوالا نہیں ہوتا اور ان میں سے جو اسلام لاتے ہیں وہ خدائے بزرگ و بلند کے علم میں مومن ہوتے ہیں **الغین**[1] دل پر ایک پردہ ہوتا ہے جو استغفار سے اُٹھ جاتا ہے اور وہ دو طرح پر ہوتا ہے ایک خفیف۔ دوسرا غلیظ۔ اور غلیظ اُن کے لئے ہوتا ہے جو اہل غفلت اور صاحب کبائر یعنے بڑے گناہگار ہوں اور خفیف ولی اور نبی سے سب کے واسطے تو نے نہیں دیکھا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی کل یوم مائۃ مرۃ پس تحقیق وہ رتبہ و شوار ہے

---

[1] غین بالفتح ابر و ابر کہ آسمان را بپوشد (یعنی تنگی و تیرگی) لیغان یعنے پردہ کردہ میشود بر دل من۔

میرے دلپر اور میں طلب مغفرت کرتا ہوں ہر دن میں اللہ سے سو دفعہ - پس غین غلیظ کے واسطے توبہ شرط ہے اور تخفیف کے لئے خدا کی طرف سچی رجوع - اور توبہ گناہوں سے طاعت کی طرف لوٹنا ہے اور رجوع اپنے سے خدا کی طرف لوٹنا ہے - پس توبہ جرم سے کرتے ہیں اور بندوں کا جرم امر کی مخالفت ہوتی ہے اور دوستوں کا جرم ارادہ کی مخالفت اور یہ بھی ہے کہ بندوں کا جرم گناہ ہوتا ہے اور دوستوں کا جرم اپنے وجود کی رویت - ایک تو خطا سے صواب کی طرف لوٹنا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ تائب ہے اور ایک صواب سے زیادہ صواب کیطرف لوٹتا ہے اسے کہتے ہیں کہ راجع ہے اور یہ سب توبہ کے باب میں سے کہا ہے ۱۲ التلبیس کسی چیز کو اسکی تحقیق کی خلاف لوگوں کی دکھلانیکو تلبیس کہتے ہیں جیسا کہ خدائے بزرگ و بلند فرمایا ہے وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ البتہ پہنا دیا انکو جو وہ پہنتے ہیں جو حقیقتاً کیلئے یہ صفت محال نہیں ہوتی کافر کو مومن کی نعت میں دکھلاتا ہے اور مومن کو کافر کی نعت میں اسلئے اظہار کے وقت ہر ایک میں اسکا حکم ہوتا ہے - اور جب اس گروہ میں سے کوئی نیک خصلتوں کو بری صفتوں میں ڈھانپ دیتا ہے تو اسکو کہتے ہیں کہ تلبیس کرتا ہے اور اس جگہ کے اس عبارت کو استعمال نہیں کرتے - نفاق اور ریا کو تلبیس نہیں کہتے چاہے کتنا ہی اصل میں تلبیس ہوتی ہے کیونکہ تلبیس حد کی اقامت کے سوا غیر میں مستعمل نہیں ہے **الشرب** طاعت کی شیرینی اور کرامت کی لذت اور الفت کی راحت کو یہ گروہ شرب کہتے ہیں اور کوئی شخص کوئی کام شرب کی لذت کے سوا نہیں کر سکتا اور جیسا کہ تن کا شرب پانی سے ہے دل کا شرب راحتوں اور حلاوتوں سے ہے - اور میرا شیخ کہتا تھا مرید کو چاہیے ارادت اور معرفت کی شرب سے بیگانہ ہو - ایک کہتا ہے کہ مرید کو چاہیے اپنے کردار سے شرب ہوتا کہ طلب کا حق ارادت میں بجا لائے اور عارف کو نہ چاہیے کہ شرب ہوتا کہ خدا کے سوا اس شرب اور راحت پر جو نفس میں لوٹتی ہے نہ آرام کرے **الذوق** ذوق شرب کی طرح ہے لیکن شرب راحتوں کے سوا غیر میں استعمال نہیں ہوتا اور ذوق رنج اور نیک راحتوں کے لئے آتا ہے جیسا کہ کوئی کہتا ہے - ذُقْتُ الْحَلَاوَةَ وَذُقْتُ الْبَلَاءَ وَذُقْتُ الرَّاحَةَ چکھا میں نے حلاوت کو اور ذائقہ بھی میں نے بلا کا اور راحت کا - سب درست ہے اور شرب کو وصل اور دوستی کے پیالے سے شرب بھی کہتے ہیں اور مثل اسکے - خداوند نے جب شرب کی حدیث یہود کی بہ فرمایا ہے كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا کھاؤ اور پیو ان شربتوں سے جو کھانے پینے کے لائق اور گوارہ ہیں اور جب ذوق کو یاد کیا ہے

تو کہا ہے ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ جبکہ تحقیق تو تو ہے غالب عزت والا - اور دوسری جگہ پر کہا ہے ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ دوزخ کی آگ کا مس کرنا چکھو - صوفیوں کی حدوں کے احکام اور اُن کے مشہور لفظ یہ ہیں جن کو میں نے بیان کیا ہے اگر وہ سب لکھوں تو کتاب لمبی ہو جاتی ہے واللہ اعلم ۔

گیارہویں حجاب کا کشف سماع کے بیان میں

علم کے حاصل ہونے کے اسباب پانچ ہیں - ایک کان - دوسرا آنکھ - تیسرا ذوق - چوتھا سونگھنا - پانچواں چھونا اور خداوند تعالیٰ نے دل کے واسطے یہ پانچ دروازہ پیدا کئے ہیں اور علم کی ہر ایک جنس ان میں سے ایک کے متعلق کی ہے - جیسا کہ سننے کے متعلق نیک و بد کا علم ہے اور رنگوں اور وجودوں کا علم آنکھ کے متعلق - اور ذوق کے لئے میٹھی اور کڑوی چیزوں کا علم - اور سونگھنے کے لئے بدبو اور خوشبو کا علم - اور چھونے کے لئے سختی اور نرمی کا - اور ان پانچ حواسوں میں سے چار کو اپنے اپنے خاص مقام میں رکھا ہے اور ایک کو تمام اعضا میں پراگندہ کیا ہے یعنے سننے کا محل کان بنایا ہے اور دیکھنے کا آنکھ اور چکھنے کا تالو اور سونگھنے کو ناک اور چھونے کو سب بدن میں رکھا ہے کیونکہ آدمی آنکھ کے سوا نہیں دیکھتا اور کان کے سوا نہیں سنتا اور ناک کے سوا نہیں سونگھتا اور تالو کے سوا مزہ نہیں پاتا لیکن سارا بدن چھونے میں نرم کو سخت سے اور گرم کو سرد سے جانتا ہے - اور از روئے جواز کے یہ جائز ہے کہ ان میں سے ہر ایک سب اعضاء میں شائع ہو جیسا کہ لمس ہے اور معتزلہ کے نزدیک یہ روا نہیں ہے کہ ہر ایک کے واسطے مخصوص محل کے سوا اور محل ہو اور جس لمس کے باب میں اُن کا یہ قول جھوٹا ہے کیونکہ اس کے لئے خاص محل نہیں ہے - اور جب ایک (یعنے لمس) کا اس صفت سے موصوف ہونا ہو سکتا ہے تو دوسروں کے لئے بھی روا ہے اور اس بیان کی یہ جگہ نہیں ہے مگر معنوں کے بیان کی تحقیق کے لئے اسقدر بیان کرنے سے میں نے چارہ نہیں دیکھا - پس یہ چار حسیں کہ جنکا ذکر گذرا ہے پانچویں کے سوا جو سننا ہے ایک دیکھتی ہے ایک سونگھتی ہے - ایک چکھتی ہے اور ایک چھوتی ہے اور روا ہوتا ہے کہ اس عجائب جہان کے دیکھنے اور خوش چیزوں کے سونگھنے اور عمدہ نعمتوں کے چکھنے اور نرم چیزوں کے چھونے سے عقل کے لئے دلیل ہوں - اور

خداوند تعالیٰ کی طرف اسکو راستہ دکھلائیں جیسا کہ ان (حواس) کے ذریعہ انسان سمجھ لیتا ہے کہ جہان محدث ہے اور تغیر کا محل اور ایک نو پیدا شدہ چیز کے لئے اُسکا پیدا کرنیوالا ضروری ہے پس اس عالم کے لئے وہی ایک آفریدگار ہے جو اس عالم کی جنس سے نہیں ہے پیدا کرنیوالا مجسم نہیں اور پیدا کیا گیا مجسم ہے اور پیدا کرنیوالا قدیم ہے اور یہ محدث اور پیدا کرنیوالا بے انتہا ہے اور اُسکی نہایت ہی اور وہ سب چیزوں اور سب کاموں پر قادر ہے اور سب معلومات پر عالم اور ملک میں اُسکا تصرف جائز ہے۔ یہی دلیلوں کے ساتھ رسولوں کے بھیجنے سے جو کچھ چاہتا ہے کرسکتا ہے لیکن جبتک معرفت کے وجوب کو سمع سے معلوم نہ کرے اور جو موجب سمع ہے اسکو نہ جانے یہ سب اُسپر واجب نہیں اور اسی واسطے ہے کہ اہل سنت دنیا میں سمع کی بصر پر بندگی رکھتے ہیں۔ اور اگر کوئی خطا کار کہے کہ سمع خبر کا مقام ہے اور بصر نظر کی جگہ ہے اور خدا کا دیدار اُس کے کلام کے سننے سے زیادہ فاضل ہوتا ہے اسلئے چاہئے کہ نظر سمع سے زیادہ فاضل ہو۔ میں کہتا ہوں کہ ہم سمع سے جانتے ہیں کہ بہشت میں دیدار ہوگا اور عقل سے دیدار کے جائز ہونے میں حجاب کشف سے بہتر نہیں ہے اور ہم نے خبر سے جانا ہے کہ مومنوں کو مکاشف کریگا یعنے دیدار دیگا اور حجاب اُن کے بھیدوں سے اُٹھا یگا تاکہ وہ خدا کو دیکھیں پس سمع بصر سے زیادہ فاضل ہے اور یہ بھی ہے کہ شریعت کے سب احکام سمع پر مبنی ہیں اور اگر سمع نہ ہوتا تو ان کا ثبوت محال ہوتا۔ اور یہ بھی ہے کہ جو پیغمبر علیہم السلام آئے ہیں پہلے پہل اُنہوں نے کہا ہے کہ جو سننے والے تھے وہ گرویدہ ہوئے ہیں اور پھر معجزہ دکھلایا ہے اور معجزہ کے دیکھنے میں انکی تاکید بھی سمع سے تھی اور ان دلیلوں پر جو سماع سے انکار کرتا ہے وہ بالکل شرع کا انکار کرتا ہے اور اُسکا حکم اپنے پر پوشیدہ کرتا ہے اور اب میں اُسکا حکم جو سب کو احاطہ کرنیوالا ہے ظاہر کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ؛

باب بست و چہارم قرآن سننے اور اُسکے متعلقات کے بیان میں

سنی گئی چیزوں سے بہتر چیزیں دل کے لئے فائدوں میں اور سر کے لئے زوائد میں اور کان کے لئے لذت میں خداوند تعالیٰ کا کلام ہے اور خدا کا کلام سننے کے واسطے سب مومن امر کئے گئے ہیں

اور سب کافر آدمیوں اور پریوں سے تکلیف دیئے گئے ہیں۔ اور قرآن کے معجزوں میں سے ایک معجزہ یہ ہے کہ اُسکے پڑھنے اور سُننے سے طبع ملول نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس میں بڑی رقت ہے یہانتک کہ قریش کے کافر نوشیدہ رات کو آتے تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نماز میں ہوتے تھے اور جو کچھ آپ پڑھتے تھے وہ سُنتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ جیسے حارث کا بیٹا نضر جو بہت فصیح تھا اور ربیعہ کا بیٹا عتبہ جو بلاغت میں سحر کرتا تھا۔ اور بوجہل شام جو خطبوں میں نظم کی دلیلیں پیدا کرتا تھا اور دوسرے جو ان کی مانند تھے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رات ایک سورۃ پڑھتے تھے عتبہ بیہوش ہوگیا اور بوجہل کو کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ مخلوقات کا کلام نہیں ہے اور خداوند تعالیٰ نے پریوں کو بھیجا جو گروہ گروہ ہوکر آئیں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خدا کا کلام سُنا جیسا کہ خدائے بزرگ وبلند نے فرمایا ہے فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا پس کہا انہوں نے تحقیق سُنا ہمنے قرآن عجب۔ اسوقت ہمکو پریوں کے قول سے خبر دی اور کہا یہ قرآن تمہارے دلوں کو خدا کی طرف راستہ دکھلانیوالا ہے اور فرمایا یَهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا بھلائی کیطرف راستہ دکھلاتا ہے پس ہم اسپر ایمان لائے اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسیکو شریک نہ لائیں گے۔ پس قرآن کی نصیحت نصیحتوں میں سے زیادہ نیک نصیحت ہے اور اُسکے لفظ لفظوں میں سے زیادہ مختصر ہیں اور اسکا امر سب امروں سے زیادہ لطیف ہے اور اسکی نہی سب نہیوں سے زیادہ تنبیہ کرنیوالی ہے اور اسکا صواب کا وعدہ سب وعدوں سے زیادہ دلربا اور اسکا عذاب کا حکم سب حکموں سے زیادہ جان گداز اور اسکا قصہ سب قصوں سے زیادہ بلند اور مثالیں سب مثالوں سے زیادہ فصیح۔ اسکے سماع نے ہزاروں دلوں کو صید کیا ہے۔ اور ہزار جانوں کو اسکے لطیفوں نے غارت کیا ہے اور دنیا کے عزیزوں کو ذلیل کیا ہے اور دنیا کے ذلیلوں کو عزیز۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے یہ سنا کہ آپ کی بہن اور اُنکا بہنوئی مسلمان ہوگئے ہیں تو تلوار کھینچکر اُن کے قتل کرنیکا ارادہ کیا اور دل کو اُن کی محبت سے خالی۔ اسلئے حق تعالیٰ نے اپنے لطف سے اُنکا لشکر سورۃ طٰہٰ کے گوشوں کی گھات میں ٹھہلا دیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بہن کے گھر کے دروازہ پر آئے تو وہ یہ پڑھ رہی تھیں طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ہمنے تجھ پر قرآن اسلئے نہیں بھیجا کہ تو رنج اُٹھائے گو نصیحت واسطے اُس شخص کے کہ ڈرتا

ہے یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جان اسکی باتیوں کی مشتاق ہوگئی اور دل اسکے لطیفوں میں بند ہوگیا۔ صلح کا طریق چاہا اور جنگ کا لباس اتار دیا اور مخالفت سے موافقت پر آئے۔ اور مشہور ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پڑھتے تھے اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا تحقیق ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور آگ ہے اور کھانا ہے گلے میں اٹکنے والا اور عذاب ہے درد دینے والا بیہوش گر پڑے۔ اور کہتے ہیں کہ ایک عمرو نے حضرت عمر رض کے پاس یہ پڑھا اِنَّا عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ تحقیق عذاب تیرے پروردگار کا البتہ ہونیوالا ہے اور اسکو کوئی ٹالنے والا نہیں۔ تو حضرت عمر رض نے سنکر نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئے لوگ آپ کو اٹھا کر گھر میں لے گئے۔ اور یہ خدائے بزرگ و بلند کے خوف سے ایک مہینے تک بیمار رہے۔ اور کہتے ہیں کہ حنظلہ کے بیٹے عبداللہ کے پاس ایک مرد نے یہ پڑھا لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ کافروں کے لئے دوزخ سے بچھونا ہے اور اُن کے اوپر سے بالاپوش ہیں تو وہ سنکر رونے لگ گیا۔ یہاں تک کہ حکایت کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے خیال کیا جان اس سے جدا ہوگئی ہے۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اوروں نے اسکو کہا اے استاد بیٹھ جا جواب دیا کہ اس آیت کی ہیبت بیٹھنے سے مجھے باز رکھتی ہے اور کہتے ہیں کہ جنید رح کے سامنے یہ پڑھا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کیوں کہتے ہو جو کچھ کہ نہیں کرتے تو جنید رح نے کہا اے اللہ اِنْ قُلْنَا قُلْنَا بِكَ وَاِنْ فَعَلْنَا فَعَلْنَا بِتَوْفِيْقِكَ فَاِنَّ الْقَوْلَ وَالْفِعْلَ اگر ہم کہتے ہیں تو تجھ سے[1] کہتے ہیں اور اگر ہم کرتے ہیں تو تیری مدد سے کرتے ہیں پس قول اور فعل کہاں ہے۔ اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر ہے کہ کسی نے آپ کے سامنے پڑھا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ اور یاد کر اپنے پروردگار کو جب تو بھول جائے تو آپ نے کہا کہ یاد کرنے کی شرط نسیان میں ہے اور سب عالم ذکر میں ہے یہ کہکر نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو کہا مجھے اُس دل سے تعجب ہے جو خدا کا کلام سنے اور برجا رہے اور اُس جان سے مجھے تعجب ہے جو خدا کا نام سنے اور باہر نہ آجائے۔ مشائخ میں سے ایک کہتا ہے کہ ایک وقت میں خدا کا کلام پڑھتا تھا وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ اور اُس دن سے ڈرو کہ اُس میں خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے ایک ہاتف نے آواز دی کہ زیادہ نرم پڑھ کیونکہ اسکی ہیبت سے پریوں میں سے چار پریاں مرگئی ہیں اور

[1] یعنے تیری مدد سے یا تجھ سے کہتے ہیں۔

ایک درویش کہتا ہے کہ دس سال سے قرآن کو نماز میں اس مقدار کے سوا جو نماز میں جائز ہے میں نے نہیں پڑھا اور نہیں سُنا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیوں جواب دیا اس خوف سے کہ مجھ پر جہت ہوگی۔ ایکدن میں شیخ ابوالعباس شقانی کے پاس آیا میں نے انکو اس حال میں پایا کہ یہ پڑھ رہے تھے ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْکًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ بیان کی اللہ نے مثال مدم خریدہ بندہ کی کہ وہ کسی چیز پر نفع اور نقصان سے طاقت نہیں رکھتا اور رو رہے تھے اور نعرہ مارتے تھے یہانتک کہ میں نے سمجھا کہ دنیا سے گذر گئے۔ میں نے کہا اے شیخ یہ کیا حال ہے جواب دیا کہ گیارہ سال ہوئے ہیں کہ میرا ورد یہاں تک پہنچا ہے اور اس جگہ سے میں نہیں گذر سکتا۔ اور ابوالعباس عطا سے پوچھا کہ ہر روز آپ کتنا قرآن پڑھتے تھے جواب دیا اس سے پہلے رات دن میں دو ختم کرتا تھا اور اب چودہ سال ہوئے ہیں کہ ابھی تک سورۃ الانفال میں آج پہنچا ہوں۔ ذکر کرتے ہیں کہ ابوالعباس قصاب نے قاری کو کہا پڑھ اُس نے پڑھا یٰٓاَیُّھَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَھْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَۃٍ مُّزْجٰٮۃٍ جب یوسف کے بھائی آئے تو اُنہوں نے کہا اے عزیز ہمکو اور ہمارے اہل کو سختی نے مس کیا اور لائے ہم پونجی حقیر پیسے تھوڑی۔ پھر کہا پڑھ تو اُس نے پڑھا قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ کہا اگر بن میں نے چوری کی ہے تو کیا عجب ہے پس تحقیق اس سے پہلے اُسکے حقیقی بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ پھر کہا پڑھ اُس نے پھر یہ پڑھا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ آج کے دن تم پر سرزنش نہیں تمہیں اللہ بخشیگا۔ اس کے بعد کہا بارخدایا میں ظلم میں یوسف ع کے بھائیوں سے زیادہ ہوں اور تو کرم میں یوسف سے زیادہ ہے۔ میرے ساتھ وہ کر جو یوسف نے اپنے جفا کرنیوالے بھائیوں کے ساتھ کیا۔ اور باوجود اس تمام کے اہل اسلام مطیع اور عاصی سے اُسکے سننے پر امر کئے گئے کیونکہ خدائے بزرگ و بلند نے فرمایا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اور جب قرآن پڑھا جائے پس اُسکو سنو اور چپکے رہو تاکہ رحم کئے جاؤ۔ اور اس حال میں کہ کوئی قرآن پڑھتا ہو لوگوں کو چپ رہنے اور سُننے کے لئے امر فرمایا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ الایۃ پس خوشخبری سنا میرے بندوں کو جو بات کو سنتے ہیں پس پیروی کرتے ہیں اُسکے بہتر کی۔ اور یہ بھی فرمایا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ اُسکے سوا نہیں کہ ایمان لانیوالے وہ لوگ ہیں کہ جب یاد کیا جاوے اللہ

اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔ خدا کا کلام سننے والوں کے دل پر خوف ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا ہے
اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ جو لوگ
ایمان لائے ہیں اور دلہائے جمع رکھتے ہیں اُنکے دل خدا کی یاد سے خبردار ہو کہ خدا کے ذکر سے ہی سنکے دل آرام پکڑتے ہیں
دلوں کا آرام خداوند تعالیٰ کے ذکر میں ہے اور ایسی ہی بہت آیتیں ہیں جو اس حکم پر ہیں۔ اور پھر اسکے
خلاف اس گروہ کی مذمت کی ہے جو خدا کے کلام کو حق سے نہیں سنتے اور اُسکو کان سے دلمیں راستہ
نہیں دیتے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ
غِشَاوَةٌ مہر کی اللہ نے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور یہ بھی کہا
ہے کہ قیامت کو اہل دوزخ کہینگے لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ اگر ہم سنتے
یا سمجھتے ہوتے تو دوزخ میں سننے والوں کے بیچ نہ ہوتے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ
وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اور مکہ کے کافروں میں سے
وہ لوگ ہیں جو تیری طرف کان رکھتے ہیں جبکہ تو قرآن پڑھتا ہے اور اُن کے دلوں پر ہم نے پردہ ڈالا ہے
تاکہ اُسکو نہ سمجھیں اور اُن کے کانوں میں بہرے گرانی رکھی ہے اور یہ بھی کہا ہے وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ
قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ اور ان لوگوں کیطرح نہو جو کہتے تھے ہم نے سنا اور نہیں سنتے تھے
شکایت کی وجہ پر کہا ہے کہ ایسے نہو جیسا کہ اُنہوں نے کہا ہے کہ کہا ہم نے سُنا اور نہیں سُنا یعنی سُنا
لیکن دل سے نہیں سنا اور خدا تعالیٰ کی کتاب میں ایسی بہت سی آیتیں ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
ذکر ہے کہ مسعود کے بیٹے کو کہا کہ پڑھ اُس نے عرض کی کہ آپ پڑھیں کیونکہ آپ پر اُتارا گیا ہے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا انا احب ان اسمع من غیری میں دوست رکھتا ہوں اُسکو کہ
اپنے غیر سے سنوں۔ یہ اسپر واضح دلیل ہے کہ سننے والا قاری سے زیادہ کامل حال ہوتا ہے کیونکہ فرمایا
ہے کہ میں اسکو زیادہ دوست رکھتا ہوں کہ میں اپنے غیر سے سنوں وجہ یہ ہے کہ قاری یا حال سے
پڑھتا ہے یا حال کے غیر سے اور سننے والا حال کے سوا نہیں سنتا کیونکہ گویائی میں ایک قسم کا تکبر
ہوتا ہے اور سننے میں ایک قسم کی تواضع۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے کہ میں نے
سورہ ہود نے اور سورہ ہود نے مجھ کو پیر کر دیا اور یہ اسواسطے ہوا کہ سورہ ہود میں یہ آیت موجود تھی
فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ پس سیدھا رہ جسطرح حکم کیا گیا ہے۔ حیرانی ہوتی کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اس

امر کے حکم کے موافق قیام کرسکوں۔ دل کے رنج سے دل کی قوت چلی گئی اور رنج پر رنج زیادہ ہوا ایکدن اپنے گھر میں اُٹھے۔ ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور قوت کی حضرت ابوبکرہ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا حال ہے اور آپ جوان اور تندرست ہو جواب دیا سورۂ ہود نے مجھ کو بوڑھا کردیا ہے یعنے اس امر نے میرے دل پر اتنی قوت پکڑی ہے کہ میری قوت ساقط ہوگئی اور ابوسعید خدری کے اصحابوں میں سے ایک نے روایت کی ہے کنت فی عصابۃ فیھا ضعفاء المھاجرین وان بعضھم یستتر ببعضا من العری وقاری یقرء علینا ونحن نستمع لقرأتہ قال فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی قام علینا فلما رء القاری سکت قال فسلّم وقال ماذا کنتم تصنعون قلنا یا رسول اللہ کان قاری یقرء علینا ونحن نستمع لقراءتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ الذی جعل فی امتی من امرت ان اصبر نفسی معھم قال ثم جلس وسطنا لیعدل نفسہ فینا ثم قال بید ھکذا فتحلق القوم فلم یعرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منھم احد قال وکانوا ضعفاء المھاجرین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابشروا صعالیک المھاجرین بالنور التام یوم القیمۃ تدخلون الجنۃ قبل اغنیاء کم بنصف یوم کان مقدارہ خمس مایتہ عام میں ہجرت کرنیوالے فقیروں کے ایک گروہ کے ساتھ تھا کہ انہوں نے برہنگی کے سبب اپنے اندام کے بعض حصہ کو بعض دوسرے حصہ سے ڈھانپا ہوا تھا اور قاری ہم پر پڑھتا تھا اور ہم اسکی قرارت کو سنتے تھے۔ اسلئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ہمارے سر پر کھڑے ہوگئے اور جب قاری نے ان کو دیکھا تو چپ ہوگیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر سلام کہا اور فرمایا کس کام میں تھے میں نے کہا یارسول اللہ قاری پڑھتا تھا اور ہم ان کے پڑھنے کو سنتے تھے۔ اُسوقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا الحمد للہ کہ میری امت میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوا ہے کہ مجھ کو امر کیا ہے کہ میں اُن کی صحبت میں صبر کروں پھر ہمارے درمیان بیٹھ گئے گویا کہ ایک ہم میں سے تھے اور اپنے آپکو ہماری برابر کردیا پس اس گروہ نے حلقہ کردیا کسی نے اُس حلقہ کے درمیان پیغمبر کو ان سے نہ پہچانا پھر انکو کہا اے مہاجر درویشو تمہیں بڑی فتحمندی سے خوشخبری ہو کہ قیامت کے دن دوپہر کے وقت تم بہشت میں پہلے آؤ گے اور وہ آدھا دن پانسو سال

ہونگے۔ اور اس خبر کو کئی ایک رواتوں سے مختلف بیان کرتے ہیں لیکن اختلاف عبارت میں ہے معنے سب درست ہیں ؛

فصل ۱۔ ابی ادفی بیٹا ازارہ کا بزرگ اصحابوں میں سے تھا اور آدمیوں کی امامت کرتا تھا۔ اس نے ایک آیت پڑھی اور نعرہ مارا اور جان دیدی۔ اور ابو جعفر تابعین میں سے تھا صالح مری رح نے اُن کے پاس ایک آیت پڑھی تو وہ بخود ہوکر دنیا سے کوچ کر گئے اور ابراہیم نخعی رح روایت کرتے ہیں کہ کوفہ کے ایک گاؤں میں میں جاتا تھا۔ ایک بوڑھی عورت کو نماز میں میں نے کھڑے ہوئے دیکھا۔ نیکی کی نشانیاں اُس پر ظاہر تھیں یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہوئی تبرک کے طور پر میں نے اُسکو سلام کیا مجھ سے پوچھا تو قرآن جانتا ہے میں نے جواب دیا جانتا ہوں مجھے کہنے لگی کوئی آیت پڑھ میں نے آیت پڑھی سنکر ایک آواز نکالی اور دیدار کے استقبال کے لئے جان کو بھیجدیا یعنے مرگئی ابو ایوب الحواری کے بیٹے احمد روایت کرتے ہیں کہ جنگل میں ایک جوان کو میں نے دیکھا سخت گودڑی پہنے ہوئے ایک کنوئیں کے سر پر کھڑا ہوا تھا مجھے کہا اے احمد تو وقت پر آیا ہے کیونکہ مجھے سماع چاہیئے تاکہ میں جان دوں۔ کوئی آیت پڑھ۔ خداوند تعالی اس آیت کو میری زبان پر لایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ تحقیق وہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پس اسپر ثابت قدم رہے سنکر کہا اے احمد مجھے خدا کے کعبہ کی قسم ہے کہ تو نے وہی آیت پڑھی ہے جو فرشتہ اسوقت میرے پاس پڑھتا تھا اور اُسی وقت مرگیا اور اگر ان سب حکایتوں کو جو ان معنوں میں ہیں لکھوں تو اپنی مراد سے رہجاتا ہوں وباللہ التوفیق ؛

باب بست و پنجم شعر سُننے اور اُسکے متعلقات کے بیان میں

شعر کا سننا مباح ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنا ہے اور اصحابوں نے شعر کہا ہے اور سُنا ہے ان من الشعر لحکمۃ والحکمۃ ضالۃ المومن حیث وجدھا فھو حق بعض شعر سراوہ شعر ہے جو حکمت ہو اور حکمت کی گمشدہ چیز جو اس سے غائب ہوگئی اسکو جو (اپنی گمشدہ چیز کو) پالے وہ اُسکا سزاوار ہے اور اُسکے لئے شایاں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے اصدق کلمۃ قالتھا العرب قول لبید کلموں میں سے سچے کلمے جو عربوں نے کہے ہیں لبید کا قول ہے شعر

الا کل شیئ ماخلا اللہ باطل وکل نعیم لا محالۃ زایل

خبردار ہو کہ بجز ذات الٰہی کے اور ہر ایک چیز باطل ہے اور سب نعمتیں ضرور نا زائل ہونیوالی ہیں۔ اور عمر بن الزید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا استنشدنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل تردی من شعر امیۃ بن ابی الصلت شیئاً فانشدت مایۃ قافیۃ فجعل کلما مردت علی بیت قال ھیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاد ان یسلم فی شعرہ کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر سنانے کی بابت امر کیا اور فرمایا کہ کیا تو امیہ بن ابی صلت کے شعروں سے کچھ بیان کرسکتا ہے۔ میں نے عرض کی کہاں۔ اور اسپر میں نے ایکسو شعر پڑھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہر شعر کے بعد فرماتے تھے کہ اور پڑھ۔ اور ایسی ہی اور بہت سی روائتیں ہیں عمر بن زید اور دیگر اصحابہ رضی اللہ عنہم سے۔ اور حضرت عمرؓ نے کہا ہے کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح شعر سخن ہے کہ اُسکا نیک نیک ہے اور بُرا بُرا۔ اور لوگوں کو اسمیں غلطیاں واقع ہوئی ہیں۔ ایک گروہ کے آدمی سب شعروں کے سننے کو حرام کہتے ہیں اور رات دن مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔ اور ایک گروہ کے آدمی شعر کو حلال کہتے ہیں اور رات دن زلف اور خال کی صفت میں غزل کو سنتے ہیں اور ہر ایک میں ایک دوسرے پر دلیلیں لاتے ہیں۔ اور میری مراد اِن کا ثبوت کرنا نہیں ہے۔ مشائخ صوفیاء کا اسمیں طریق ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے شعر کی نسبت پوچھا آپ نے کہا کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح شعر سخن ہے کہ اُسکا نیک نیک ہوتا ہے اور اُسکا بُرا بُرا ایسے جسکا سننا حرام ہے جیسے غیبت اور بہتان اور بُرائی اور کسی کی مذمت اور نظم اور نثر میں کفر کا کلمہ سب حرام ہے اور جسکا سننا نثر میں حلال ہے جیسے حکمت اور نصیحت اور خدا کی نشانیوں میں دلیل کا لانا اور نظم میں خدا کے شاہدوں میں نظر کرنی جو آفت کا مقام ہے اور اُس کا چھونا حرام اور ہلاکت ہوتی ہے اسکی صفت بھی اسوجہ پر سننی حرام ہے۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ میں حال میں کہتا ہوں اسمیں نظر کرے اور چھونے کو حلال کہنا چاہیے یہ بیدینی ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ میں آنکھ اور رخسار اور خال اور زلف میں حق کو سنتا ہوں اور حق کو طلب کرتا ہوں تو اُسکا یہ کہنا واجب کرتا ہے کہ کسی دوسری چیز میں نظر کرے اور خط وخال کو دیکھے اور کہے کہ میں حق کو دیکھتا ہوں اور حق کو طلب کرتا ہوں۔ اور یہ بھی واجب ہوتا ہے کہ یہ دوسرے کو کہے کہ میں اسلئے چھوتا اور نظر کرتا ہوں

اسکے بعد صفحہ ۳۰ کو پڑھیں جو ۳۱ صفحہ کی جگہہ چھپ گیا ہے پھر ۳۱ کو ۳۰ صفحہ کی جگہہ پر

شیطان کے حکم کے موافق مرتب کیا ہے - یہانتک کہتے ہیں کہ اسحاق موصلی ایک باغ میں گا رہے تھے - ایک بلبل جو درخت پر چھپا رہی تھی اُس گانے کی لذت سے خاموش ہوکر وجد میں آگئی یہاں تک کہ مرکر درخت سے گر پڑی - اور ایسی ہی حکایتیں میں نے اور بھی سنی ہیں لیکن جو کچھ وہ کہتے ہیں اُس سے انکی مراد اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ آوازوں کی تالیف اور ترکیب سے طبیعتوں کو راحتیں ہوں - اور ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایک وقت میں عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ میں پہنچا اور ایک امیر کی مہمانسرا میں اُترا - ایک حبشی کو میں نے دیکھا جسے زنجیر سے جکڑ کر دہوپ میں خیمے کے دروازہ پر ڈالا ہوا تھا - مجھے اسپر رحم آیا - اور ارادہ کیا کہ امیر سے اسکی شفاعت کروں جب کھانا لائے تو مہمان کی تعظیم کے لئے امیر آیا تاکہ مجھ سے موافقت کرے جب اُس نے کھانا کھانیکا ارادہ کیا تو میں نے انکار کیا - اور عربوں پر کوئی چیز اس سے زیادہ سخت نہیں گذرتی کہ کوئی انکا کھانا نہ کھائے - مجھے کہنے لگا اے جوانمرد تجھے کس چیز نے میری دعوت سے ہٹا رکھا ہے میں نے جواب دیا اُس امید نے جو میں تیرے کرم پر رکھتا ہوں - امیر نے کہا میرا سب ملک تیرا ہے مگر تو میرے ہاں کا کھانا کھالے میں نے کہا مجھے تیرے ملک کی حاجت نہیں ہے - ہاں اس غلام کو میرے لئے چھوڑ دے - امیر نے جواب دیا کہ پہلے اس کا جرم پوچھ لے - پھر اس کی زنجیر کھول دے - کیونکہ جب تک تو میرا مہمان ہے تجھکو میری سب چیزوں پر حکم ہے - میں نے کہا فرمائیے کہ اسکا کیا گناہ ہے - فرمایا کہ یہ اچھا گویّہ ہے - میں نے اسکو کچھ اونٹوں کے ساتھ اپنی مزروعہ زمینوں پر بھیجا تاکہ میرے لئے غلہ لائے - وہ گیا اور ہر ایک اونٹ پر دو اونٹوں کا بوجھ رکھا اور راستہ میں راگ گاتا چلا آتا تھا اور اونٹ اسکے گانے سے مست دوڑتے تھے آخر کچھ عرصہ کے بعد جسقدر کہ میں نے کہا تھا اس سے دوگنا بوجھ لیکر اس جگہ کے قریب آیا - جب بوجھ کو اونٹوں سے اوتار دیا - تو اونٹ ایک ایک دو دو ہوکر سب مرگئے - یہ سنکر مجھے بڑا تعجب ہوا - میں نے کہا ای امیر تیری بزرگی - تجھے ٹھیک کہنے کے سوا اور اجازت نہیں دیتی ٹھیک کہتے ہوگے - لیکن مجھے اس قول پر کوئی دلیل چاہیئے - ہم اسی گفتگو میں تھے کہ جنگل سے کچھ اونٹ گھاٹ پر لائے تاکہ انہیں پانی پلائیں - امیر نے پوچھا کہ کتنے روز ہوئے ہیں - کہ ان اونٹوں نے پانی نہیں پیا ہے - انہوں نے جواب دیا کہ تین روز ہوئے ہیں - غلام کو

کہ وہ ایک اُسکی صفت سننے کو روا رکھتا ہے اور دوسرا اُسکے دیکھنے کو اور کہتا ہے کہ میں اس میں حق کو طلب کرتا ہوں اور معنوں کے سمجھنے کے لئے کوئی خواہش کسی خواہش سے بہتر نہیں اسوقت کل شریعت باطل ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے عینان تزنیان وہ آنکھیں زنا کرتی ہیں اُسکا حکم اُٹھ جاتا ہے اور نامحرموں کے چھونے سے طہارت منقطع ہو جاتی ہے اور شرعی حدیں ساقط ہو جاتی ہیں اور یہ گمراہی ہے۔ اور جب جاہل صوفیوں نے خاص مستغرق سماع کرنیوالوں کو دیکھا کہ سماع کرتے تھے تو اُن کے حال سے خیال کیا کہ نفس کے لئے کرتے ہیں اور سماع کو حلال کہا۔ اُن کے استغراق اور نیستی کو نہیں دیکھا ظاہر پر تقلید اختیار کر لی اور باطن کو چھوڑ دیا۔ اسلئے ہلاک ہو گئے اور ایک قوم کو ہلاک کر دیا اور یہ امر زمانہ کی آفتوں میں سے ہے اور اپنے موقع پر میں اسکی سب شرح کہتا ہوں انشاء اللہ و باللہ التوفیق +

باب بست و ششم لحن و صوت کے سُننے کے بیان میں

پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے زینوا صواتکم بالقرآن اپنے آوازوں سے قرآن کو پڑھنے میں زیبائش دو۔ اور ایک روایت میں ہے زینوا القرآن باصواتکم اپنے آوازوں سے قرآن کو زیبائش دو۔ اور خداوند بزرگ و بلند نے فرمایا ہے یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ زیادہ کرتا ہے پیدائش میں جسکو چاہتا ہے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے کہ جو داؤد علیہ السلام کے آواز کو سننا چاہتا ہے اُسے کہو کہ موسیٰ اشعری کے آواز کو سُنے اور مشہور ہے کہ بہشت میں اہل بہشت کو سماع ہوگا۔ اور وہ اسطرح سے ہوگا کہ ہر ایک درخت سے ایک مختلف آواز نکلیگا جب وہ جمع ہونگے تو ان آوازوں سے طبیعتوں کو بڑی لذت ہوگی اور اس نوع کا سماع مخلوق کے درمیان آدمی اور اُسکے غیر سے عام ہے کیونکہ اس حکم کے موافق زندہ ہیں کہ روح لطیف ہے اور آوازوں میں بھی ایک لطافت ہے جب سنتا ہے تو جنس جنس کیطرف مائل ہوتی ہے اور یہ قول جو مینے کہا ہے ایک گروہ کا ہے اور طبیب اور دانا جو تحقیق کا دعویٰ کرتے ہیں انکو اسمیں بہت سخن ہے آواز کے تالیف ہونیمیں کتابیں لکھی ہیں اور انکو بڑی بزرگی دی ہے اور آجکے دن انکی صنعت کی نشانیاں سازوں میں ظاہر ہیں جنکو اُنہوں نے ہوا کو قوت دینے اور کھیل اور بیہودگی کے طلب کرنے کے واسطے

کہا کہ حدی (زبان عربی میں اونٹوں کے مناسب راگ کہتے ہیں) کہے اس نے حدی کہنا شروع کیا اور اونٹ
اس کے آواز کے سننے میں مشغول ہوگئے - اور بالکل پانی پر منہہ نہ کیا یہانتک کہ اچانک ایک ایک ہوکر
بھاگ گئے اور جنگل میں پراگندہ ہوگئے اس کے بعد امیر نے اس غلام کو چھوڑ دیا اور مجھے بخش دیا
اور میں بعض مشاہدوں میں دیکھتا ہوں کہ جب شتربان اور خربندہ یعنے گدہے کو چلانے والی ان کے
چلانیکی آواز کو سرود سے نکالتے ہیں - تو اونٹ اور گدہے میں ایک خوشی پیدا ہوتی ہے - اور
خراسان اور عراق میں عادت ہے کہ شکاری رات کیوقت ہرن پکڑتے ہیں - ایک طشت
بجاتے ہیں - ہرن اسکی آواز سنتا ہے اور ایک جگہہ پر ٹھہر جاتا ہے - اسکو پکڑ لیتے ہیں - اور مشہور
ہے کہ ہندوستان میں ایک گروہ ہے - جسکے آدمی جنگل میں باہر جاتے ہیں اور غنا کرتے ہیں -
اور آواز کو گردش دیتے ہیں - ہرن جب سنتا ہے تو ان کا ارادہ کرتا ہے - یہ اس کے ارد گرد
ہوجاتے ہیں اور غنا کرتے ہیں یہانتک کہ لذت سے آنکھہ مند کر لیتا ہے - اور سو جاتا ہے
اور یہ ہرن کو پکڑ لیتے ہیں - اور چھوٹے لڑکوں میں یہ حکم ظاہر ہے کہ جب ہنگوڑے میں روتے
ہیں - اور کوئی خوش آواز نکالتا ہے تو چپ ہوجاتے ہیں اور اس آواز کو سنتے ہیں - اور
طبیب اس لڑکے کی نسبت کہتے ہیں کہ اسکی حس درست ہے - تو جب بڑا ہوگا تو دانا ہوگا -
جب عجم کا بادشاہ مرا اور اس کا دو سال کا لڑکا رہگیا تو وزیروں نے کہا کہ اس کو بادشاہ کے
تخت پر بٹھلا دینا چاہئے - بزرجمہر کے ساتھہ صلاح کی اسنے کہا اچھی بات ہے - لیکن پہلے
آزما لینا چاہئے کہ اس کی حس درست ہے تاکہ اس پر امید ہوسکے - پوچھا کہ اسکی کیا تدبیر ہے
جواب دیا کہ سرود کہنے والے اس کے پاس سرود کریں - انہوں نے سرود کیا - لڑکا سرود میں
خوش ہوا - اور ہاتھہ پاؤں مارنے لگ گیا - بزرجمہر نے کہا کہ یہ ملک پر امیدوار ہے - اور
عاقلوں کے نزدیک آوازوں کی تاثیر اس سے زیادہ ظاہر ہے - کہ اسکی دلیل کے ظاہر کرنیکی
حاجت پڑے - اور جو یہ کہتا ہے کہ مجھ کو آوازوں اور سازوں سے خوشی نہیں ہوتی یا تو جھوٹ کہتا
ہے یا نفاق کرتا ہے یا حس نہیں رکھتا اور سب آدمی اور چارپاؤں سے باہر ہوتا ہے اور اس سے
ایک گروہ کا منع کرنا اسلئے ہے کہ خداوند تعالی کے امروں کی متابعت کریں اور فقیہ اس پر
متفق ہیں کہ جب ملاہی کے اوزار نہ ہوں اور اسکے سننے سے دل میں فسق ظاہر نہ ہو تو اسکا سننا

مباح ہے اور اسپر نشانیاں اور خبریں ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔
قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِي جَارِيَةٌ تُغَنِّي فَاسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَلَمَّا أَحَسَّتْهُ وَسَمِعَتْ حِسَّهُ
فَرَّتْ فَلَمَّا دَخَلَ عُمَرُ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صلعم فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللهِ
قَالَ كَانَتْ عِنْدِي جَارِيَةٌ تُغَنِّي فَلَمَّا سَمِعَتْ حِسَّكَ فَرَّتْ فَقَالَ عُمَرُ لَا أَبْرَحُ
حَتَّى أَسْمَعَ مَا كَانَ سَمِعَ رَسُولُ اللهِ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم
الْجَارِيَةَ فَأَخَذَتْ تُغَنِّي وَرَسُولُ اللهِ يَسْمَعُ کہا عائشہ صدیقہ رضہ نے کہ ہمارے ہاں
ایک لونڈی جو گا رہی تھی۔ اتنے میں حضرت عمر نے اندر آنیکی اجازت چاہی۔ جب لونڈی نے انکا
آنا معلوم کیا اور انکی آہٹ سنی بھاگ نکلی جب عمر اندر آئے تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے۔ عمر رضہ
نے عرض کی یا رسول اللہ آپکو کس چیز نے ہنسایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس ایک لونڈی گا رہی
تھی۔ جب اُسنے تیری آہٹ سنی تو بھاگ نکلی۔ عمر نے کہا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا
ہے جب تک میں اُسے نہ سُن لونگا نہ ٹلوں گا اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کو بُلایا اور وہ گانے
لگی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سنتے تھے۔ اور صحابوں میں سے بہت نے ایسا ہی بیان کیا ہے اور
شیخ ابو عبد الرحمن سلمی رحمہ نے کتاب السماع میں ان سب کو جمع کیا ہے اور اسکے حلال اور مباح ہونے
پر فیصلہ کیا ہے۔ اور صوفی مشائخ کی مراد اس سے اس کے سوا ہے کیونکہ علموں میں فقہ سے طلب کرنے
چاہئے۔ اباحت یعنی مباح ہونیکو طلب کرنا عام لوگوں کا کام ہے۔ اور مباح کے محل پر چار پانچ ہیں
مکلف بندوں کو چاہئے کہ کاموں سے فائدہ طلب کریں۔ ایکدفعہ میں مرو میں تھا۔ اہل حدیث کے اماموں
میں سے ایک امام نے جو بہت مشہور تھا مجھے کہا کہ میں نے سماع کے مباح ہونے میں ایک کتاب لکھی
ہے میں نے کہا یہ دین میں بڑی مصیبت ہوئی ہے کہ خواجہ امام نے لہو و لعب کھیل کو جو سب گناہوں کا
اصل ہے حلال کیا ہے۔ مجھے جواب دیا کہ اگر تو حلال نہیں سمجھتا تو آپ سماع کیوں کرتا ہے۔ میں نے کہا
اسکا حکم کئی وجہوں پر ہے ایک چیز پر قطع نہیں کر سکتے اگر دل میں حلال کی تاثیر ہو تو سماع حلال اور
اگر حرام کی تاثیر ہو تو حرام اور اگر مباح کی ہو تو مباح ہے جس چیز کا ظاہری حکم گناہ ہے اور اسکے
حال کے باطن میں کئی وجہوں پر رفتار ہے ایک چیز پر اسکا اطلاق کرنا محال ہوتا ہے۔

باب بست و ہفتم سماع کے احکام میں

سماع کے لئے طبیعتوں میں مختلف حکم ہیں جیسا کہ دلوں میں ارادہ مختلف ہے اور ظلم ہے کہ کوئی اسکو ایک حکم پر قطع کرے۔ سب سننے والے دو گروہ ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو معنے کو سنتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو آواز کو سنتے ہیں۔ اور ان دونوں اصلوں میں فائدے ہیں اور آفتیں کیونکہ خوش آوازوں کا سننا معنوں کا غلیظان ہے۔ جو آدمیوں میں مرکب ہوتا ہے۔ اگر حق کا ہو تو حق ہوتا ہے۔ اور اگر باطل کا ہو تو باطل جسکی طبیعت کا سرمایہ فساد ہو وہ جو سنتا ہے سب فساد ہوتا ہے۔ اور یہ سب داؤد علیہ السلام کی حکائتوں میں آیا ہے جب حق تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا۔ تو آپ کو ایک خوش آواز دیا۔ اور آپکے گلو کو مزامیر بنایا۔ اور پہاڑوں کو اس سے نرم کیا۔ پہاڑ اور جنگل کے وحشی پرندے سنکر سماع میں آتے تھے۔ چارپائے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور مرغ ہوا سے گر پڑتے تھے۔ اور روائت ہے کہ ایک ماہ تک وہ مخلوق جنگل میں کچھ نہ کھاتے تھے۔ اور جب لڑکے آواز سن لیتے تو وہ نہ مانگتے۔ اور جب لوگ وہاں سے لوٹتے تھے تو آدمی ان کے کلام اور آواز کی لذت سے مرجاتے تھے۔ یہانتک کہ کہتے ہیں ایک دفعہ سات سو لونڈیاں خوبصورت شمار میں آئیں جو مرگئی تھیں۔ اور دس ہزار بڈھے مرے۔ اور جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ آواز کے سننے والے کو اور اہل حق اور حقیقت کے سننے والے سے طبیعت کی پیروی کرنیوالے کو جدا کرے تو ابلیس نے اُن پر اپنے حیلوں کے اظہار میں درخواست کی۔ اور اجازت پائی۔ اور نے اور طنبور بنایا۔ اور داؤد کی مجلس کے مقابلہ میں ایک مجلس منعقد کی۔ جو داؤد کا آواز سنتے تھے وہ دو گروہ ہو گئے۔ ایک وہ جو بدبخت تھے۔ دوسرے وہ جو نیک بخت تھے۔ بدبخت تو ابلیس کے سازوں کی طرف نازل ہوئے۔ اور نیک بخت داؤد کے آواز پر رہے۔ اور ہر جو اہل معنے تھے داؤد اور اُن کے غیر کا آواز ان کے دل کے سامنے نہ تھا۔ کیونکہ وہ بالکل حق کو دیکھتے تھے۔ اگر شیطان کا ساز سنتے تھے۔ تو اس میں حق کا فتنہ دیکھتے تھے۔ اور اگر داؤد کا آواز سنتے تھے تو خدا کی ہدایت کل سے رہجاتے تھے۔ اور متعلقات سے اعراض کرتے اور دونوں کو

جیساکہ تھے ویسا دیکھتے۔ صواب کو صواب اور خطا کو خطا۔ اور جسکا سماع اس صفت پر ہو وہ جو کچھ سنتا ہے سب حلال ہوتا ہے۔ اور مدعیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ ہمیں سماع اس کے خلاف واقع ہوتا ہے جیساکہ ہے۔ یہ محال ہے کیونکہ ولائیت کا کمال یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کو تو ایسا دیکھے جیسی کہ وہ ہے تاکہ دیدار درست ہو۔ اور اگر اس کے برخلاف دیکھے تو دیدار درست نہیں ہوتا تو نے نہیں دیکھا کہ پیغمبر صلعم نے کہا ہے اللھم ارنا الاشیاء کما ھی اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ وارنا الاشیاء کما ھی اے اللہ ہمیں ہر چیز کو جیسی کہ وہ ہے کھلا الٰہی ہم پر ایسا کر کہ ہم راستی کو راستی دیکھیں اور اس کی پیروی ہمارے نصیب ہو اور ہم باطل کو باطل دیکھیں اور اس سے پرہیز ہمارے نصیب ہو۔ اس میں سب اشیاء جیسی کہ وہ ہیں دکھلا۔ اور جب چیزوں کا درست دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ تو ان کو اس صفت پر دیکھے جیسی کہ وہ ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ سماع درست بھی وہ ہو کہ ہر چیز کو تو ایسا سُنے۔ جیساکہ وہ چیز صفت اور حکم میں ہے۔ اور جو لوگ سازوں میں دیوانہ ہو جاتے ہیں اور حرص اور شہوت کے نزدیک ہوتے ہیں اسلئے ہے کہ اس کے خلاف سنتے ہیں جیساکہ وہ ہے اگر اس کی حکم کی موافقت پر سماع کرتے تو اس کی سب آفتوں سے چھوٹ جاتے۔ تو نے نہیں دیکھا کہ گمراہ خدا کا کلام سنتے تھے اور ہمیں انکی گمراہی پر گمراہی زیادہ ہوتی تھی۔ جیساکہ حارث کے بیٹے نصر کا فرتھا اُن کی بابت کہا۔ ھذا اساطیر الاولین اور عبداللہ بن سعد کا بیٹا بن ابی سرح نے وحی کے کاتب اور پکے مومن تھے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین پس بہت برکت والا ہے بہتر پیدا کرنے والوں کا اور ایک گروہ نے لا تدرکہ الابصار نہیں پاتیں اسکو نظریں۔ اس کو دیدار کی نفی کی دلیل بنایا ہے اور ایک گروہ نے ثم استوی علی العرش کو مکان اور جہت کا ثبوت اور ایک گروہ نے وجاء ربک والملک صفا صفا اور آئیگا تیرا پروردگار اور فرشتے صف باندھکر اسکو آنیکی دلیل۔ جب اُن کا دل گمراہی کا محل تھا۔ خداوند تعالی کے کلام کے سننے نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا اور ہر ایک موحد شخص شاعر کے شعر میں نظر کی۔ اس کی طبع کے پیدا کرنیوالے کو دیکھنا اور اس کے دل کے جاننے والے کا اعتبار کیا اور فاعل پر فعل کی دلیل کی اس لئے پہلا گروہ حق میں گمراہ ہوا اور اس گروہ نے باطل میں راستہ پایا۔ اور اسکا انکار کرنا ظاہر امکابرہ ہے ۔

فصل ۱- اور ان معنوں میں لطیف کلمے ہیں اور اس سے زیادہ ہیں۔ کہ یہ کتاب اُن سب کو برداشت کرلے۔ لیکن جہاں تک ممکن ہیں اس فصل میں ان کو ثابت کرتا ہوں۔ تاکہ فائدہ زیادہ ہو۔ ذوالنون مصری رحمۃ نے کہا ہے السماع وارد الحق یزعج القلوب الی الحق فمن اصغی الیہ بحق تحقق ومن اصغی بنفس تزندق سماع خدا کا وارد ہے جو دلوں کو برانگیختہ کرتا ہے اور خدا کی طلب پر حرص دلاتا ہے۔ جو اس کو حق سے سنتا ہے وہ حق پر راستہ پاتا ہے اور جو نفس سے سنتا ہے وہ بیدینی میں پڑتا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ سماع اس لئے چاہئے کہ وہ خدا کے وصل کی علت ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ سننے والا حق سے معنی کو سنے نہ آواز کو اور اسکا دل خدا کے وارد کا محل ہو پس جب وہ معنی دل میں پہنچتے ہیں تو دل کو برانگیختہ کرتے ہیں۔ جہاں میں خدا کا پیرو ہوتا ہے وہ محقق ہوتا ہے اور جو نفس کا پیرو ہوتا ہے وہ محجوب ہوتا ہے۔ اور تاویل سے تعلق کرتا ہے اسوقت پہلے سماع کا پہل کشف ہوتا ہے اور دوسرے کا زندقہ یعنے بیدینی۔ لیکن زندقہ پارسی ہے جو معرب کیا گیا ہے اور عجمی زبان میں زندقہ تاویل کو کہتے ہیں اور اسی سبب سے وہ اپنی کتاب کو زند اور پازند کہتے ہیں۔ جب اہل نعت نے چاہا کہ ابنائے مجوس جو بابک و رفشین ہیں انکے لئے کوئی نام رکھیں تو زندیق نام رکھا اس حکم کے موافق کہ کہتے تھے جس چیز کو یہ مسلمان بیان کرتے ہیں وہ تاویل ہے کیونکہ ظاہری حکم اسکو توڑ دیتا ہے۔ اور تنزیل یعنے قرآن دیانت میں داخل ہوتا ہے اور تاویل اس سے نکلتا۔ اور آج کے دن انکے باقی لوگ جو مصر کے مشبہ گروہ میں سے ہیں یہی کہتے ہیں۔ پس ذوالنون رح کی مراد اس سے یہ ہے کہ جو صاحب تحقیق ہیں وہ سماع میں محقق ہوتے ہیں اور صاحب ہوا تاویل کرنیوالے کیونکہ اصلی معنوں میں اسکی تاویل دور کرتے ہیں اور اس سبب سے گناہ میں پڑتے ہیں۔ اور شبلی رح نے کہا ہے السماع ظاھرہ فتنۃ وباطنہ عبرۃ فمن عرف الاشارت حلالہ استماع العبرۃ والا فقد استدعی الفتنۃ وتعرض البلیۃ سماع کا ظاہر فتنہ ہے اور باطن عبرت جو صاحب اشارہ ہے اسکے لئے عبرت کا سماع حلال ہے نہیں تو دوسرے کے واسطے فتنہ کا طلب کرنا ہے اور بلا کے تعلق یعنی جبکا تمام دل خدا کی حدیث کا مستغرق نہیں سماع اسکی بلا ہے اور اسکی آفت کی جگہ ابوعلی رودباری ایک مرد کے سوال میں جو سماع کی بابت ان سے پوچھا تھا کہا ہے یلتقا تخلصنا منہ رأسا اس آرزو سے کہ ہم اس سماع سے چھوٹ جاتے۔ کیونکہ آدمی تمام

چیزوں کا حق ادا کرنے میں عاجز ہے۔ اور جب کسی چیز کا حق فوت ہوتا ہے تو اسمیں اپنی کوتاہی دیکھتا ہے اور جب اپنی کوتاہی دیکھتا ہے تو آرزو کرتا ہے کہ میں اس سے چھوٹ جاتا اور مشائخ میں سے ایک کہتا ہے السماع بنیۃ الاسرار لما فیھا من المغیبات سماع اُن چیزوں سے جو غائبات کو واجب کرتی ہیں بھیدوں کا پیدا کرنا ہے نکالنا اُن کے باعث ہمیشہ بارگاہ خدا میں حاضر ہیں کیونکہ بھیدوں کی غیبت دعویٰ کے لئے بہت بُری صفتوں میں سے ہے کیونکہ دوست اگرچہ غائب ہو دوست کے پاس حاضر ہوتا ہے اور جب غیبت آئی تو دوستی اُٹھ گئی اور میرے شیخ نے کہا ہے السماع زاد المضطرین فمن وصل استغنی عن السماع سماع پیچھے رہے ہوئے لوگوں کا توشہ ہے جو پہنچ گیا اسکو سماع کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ وصل کے محل میں سننے کا حکم معزول ہوتا ہے کیونکہ سماع خبر کے واسطے ہوتا ہے اور خبر غائب سے ہوتی ہے جب معائنہ یعنے دیدار ہو تو سُننا نہیں رہتا۔ حصری نے کہا ہے الشی اعمل بالسماع الذی ینقطع اذا انقطع فمن یسمع منہ وینبغی ان یکون سماعک متصلاً غیر منقطع میں سماع کو کیا کروں کیونکہ جب قاری خاموش ہو جاتا ہے تو وہ منقطع ہو جاتا ہے چاہیئے تیرا سماع ایک متصل سماع ہو اور ہمیشہ جو کبھی بریدہ اور منقطع نہو۔ اور یہ نشان محبت کے باغ میں ہمت کے جمع ہونے سے دیا ہے کیونکہ جب بندہ اس درجہ میں پہنچتا ہے تو سب جہان اسکا سماع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ پتھر اور اینٹ سے بھی اور یہ بہت بڑا درجہ ہے وباللہ التوفیق ٭

باب بست و ہشتم سماع کی بابت صوفیا کے اختلاف میں

سماع میں محققوں اور شیخوں کے درمیان اختلاف ہے ایک گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ سماع غیبت کا آلہ ہے اور دلیل لاتے ہیں کہ مشاہدہ میں سماع محال ہوتا ہے کیونکہ دوست مشاہدہ میں وصل کے محل میں ہوتا ہے اور دوست پر نظر ہونیکی حالت میں سماع سے بے پروا ہوتا ہے کیونکہ سماع دوست سے خبر ہوتی ہے اور خبر مشاہدہ کے مقام میں دوری اور حجاب اور شغولی ہوتی ہے۔ پس سماع مبتدیوں کا آلہ ہوتا ہے تاکہ غفلت کی پراگندگیوں سے اُس کے سبب مجتمع ہوں اور جو پہلے ہی مجتمع ہوتا ہے وہ اس سے پراگندہ ہوتا ہے۔ اور ایک گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ سماع حضور کا آلہ ہے کیونکہ محبت کلیت کو چاہتی ہے جب تک کل محب محبوب کے کل میں غرق نہ ہو وہ محبت میں

ناقص ہوتا ہے پس جیسا کہ دل کو وصل کے محل میں محبت نصیب ہے اور بھید کو مشاہدہ اور روح کو وصل اور تن کو خدمت چاہئے کہ کانوں کو بھی کچھ نصیب ہو جیسا کہ آنکھ کو دیدار ہے۔ اور ہزل کے محل میں ایک شاعر نے جسنے شراب کی دوستی کا دعوی کیا ہے بہت ہی اچھا کہا ہے **شعر**

الا استقنی خمرا وقل لی ھی الخمر ولا تسقنی سرا اذا امکن الجھر

یعنے اے دوست مجھے شراب دے تاکہ آنکھ دیکھے اور ہاتھ چھوئے اور تالو چکھے اور ناک سونگھے۔ اسوقت ایک حس کو اس سے نصیب نہیں ہوتا ہے پس کہہ یہ شراب ہے تاکہ کانوں کو بھی نصیب ہو اور میری سب حسیں اسمیں بند ہو جائیں اور اس سے لذت پائیں اور مجھے پوشیدہ مت پلا جبکہ ظاہراً پلانا ممکن ہے۔ کہتے ہیں کہ سماع حضور کا آلہ ہے کیونکہ غائب خود غائب ہے اور غائب منکر ہوتا ہے اور منکر اسکا اہل نہیں ہوتا۔ پس سماع دو طرح پر ہوتا ہے ایک تو واسطے سے ہوتا ہے اور دوسرا بلا واسطہ جو قاری سے سنتا ہے وہ غیبت کا آلہ ہوتا ہے اور جو خدا سے سنتا ہے وہ حضور کا آلہ ہوتا ہے اور اسیواسطے ایک پیر نے کہا ہے کہ میں مخلوق کو اس مرتبہ میں نہیں رکھتا کہ انکے کلام کو سنوں یا ان کی حدیث کہوں۔ واللہ اعلم ٭

باب بست و نہم سماع کی حقیقت اور اُسکے مرتبوں کے بیان میں

سماع میں ہر ایک کے لئے مرتبہ ہے کہ سماع سے اُسکا ذوق اور شرب اسکے مرتبہ کے مقدار کے موافق ہوتا ہے چنانچہ توبہ کرنیوالا جو کچھ سنتا ہے اسکو اس سے حسرت اور ندامت کی مدد ہوتی ہے اور مشتاق کو شوق اور دیدار کا سرمایہ ہوتا ہے اور یقین کرنیوالے کو یقین کی تاکید اور مریدوں کو بیان کی تحقیق اور محب کے لئے علاقوں کے قطع ہونیکا باعث اور فقیر کے لئے کل سے نومیدی کی بنیاد ہوتی ہے۔ اور اصل سماع کی مثال آفتاب کی طرح ہوتی ہے جو سب چیزوں پر چمکتا ہے۔ اور ہر چیز کو اسکے مرتبوں کے مقدار کے موافق اس سے ذوق اور شرب ہوتا ہے ایک کو جلاتا ہے ایک کو بڑھاتا ہے ایک کو گال دیتا ہے اور ایک کو نوازتا ہے اور یہ سب طوائف یعنے گروہ جنکا میں نے بیان کیا ہے سماع کی تحقیق میں تین مرتبوں پر ہیں۔ ایک تو مبتدی ہیں۔ دوسرے متوسط ہیں۔ تیسرے کامل ہیں اور میں سماع میں ہر ایک کے حال کی شرح میں ایک فصل لکھتا ہوں تاکہ تیرے سمجھنے میں زیادہ قریب ہو انشاء

اللہ عزوجل ۔

فصل ۱ ۔ سماع حق کا وارد ہے اور اس جسم کی ترکیب بیہودگی اور کھیل سے ہے اور مبتدی کی طبع کسی حال میں خدا کی حدیث کے قابل نہیں ہوتی اور ان ربانی معنوں کے وارد ہونے سے طبع کو زیر اور زبر ہوتا ہے اور حرکت اور قہر۔ جیسا کہ ایک گروہ کے لوگ سماع میں بیہوش ہو جاتے ہیں اور ایک گروہ کے لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں ۔ اور کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ سننے سے اسکی طبع حد اعتدال سے باہر نہ ہو جائے ۔ اور اسکے لئے ظاہر دلیل ہے ۔ اور مشہور ہے کہ روم میں شفاخانہ میں ایک بجا بنایا ہے جو بہت عجیب ہے اور اسکو انکلیون کہتے ہیں ۔ اور جس چیز میں بہت عجائبات ہوں یونانی اسکو اس نام سے پکارتے ہیں جیسا صحیفوں اور ربانی کی صنعت کو انکلیون کہتے ہیں اور مثل ان کے اور مراد اس سے حکمت کا اظہار نہیں ہے اور وہ انکلیون سازوں میں سے ایک ساز کی طرح ہے اور ہفتہ میں دو روز بیماروں کو اسکے لیجاتے ہیں ۔ اور اس کے بجانے کے لئے امر کرتے ہیں اور مرض کی مقدار کے موافق بیمار کو اسکی آواز سنواتے ہیں پھر اسکو اس جگہ سے باہر نکالتے ہیں ۔ اور جب چاہتے ہیں کہ کسیکو ہلاک کریں تو زیادہ دیر تک بیمار کو اسکے پاس رکھتے یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے ۔ اور اسکی حقیقت کا حال لکھا ہے لیکن موت کے لئے اسباب ہیں اور وہ طبیب ہمیشہ ان سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں کچھ اثر نہیں کرتے کیونکہ وہ ان طبیبوں کی طبع کے موافق ہیں اور ان متبدیوں کی طبع کے مخالف ۔ اور ہندوستان میں میں نے دیکھا ہے کہ قاتل زہر میں ایک کیڑا پیدا ہو گیا تھا اور اسکی حیاتی اس زہر پر تھی کیونکہ اسکی کلیت سب وہ زہر تھی ۔ اور ترکستان میں ایک شہر میں جو اسلام کی سرحد پر تھا میں نے دیکھا ہے کہ ایک پہاڑ میں آگ لگی ہوئی تھی اور جل رہا تھا اور اسکے پتھروں سے نوشادر جوش مار کر نکل رہا تھا ۔ اور آگ کے درمیان ایک چوہا تھا کہ جب آگ سے اسکو نکالتے تھے تو وہ مر جاتا تھا ۔ اور اس سے اسکے سوا اور کوئی مراد نہیں کہ مبتدی کا اضطراب القا کے ابتدا میں اس سبب سے ہوتا ہے کہ اسکا بدن الہام و القا کے مخالف ہے مگر جب یہ الہام اس پر متواتر ہوتا ہے تو پھر مبتدی اسکا عادی ہو جاتا ہے تو نے نہیں دیکھا کہ جب جبرئیل علیہ السلام ابتدا میں آتا تو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے دیدار کی طاقت نہ ہوتی اور جب نہایت کو پہنچے تو اگر ایک ساعت نہیں آتا تھا تو تنگ دل ہو جاتے تھے ۔ اور اسکے لئے بہت سے گواہ ہیں اور یہ حکایت بھی متبدیوں کے

اضطراب کی دلیل ہے اور سماع میں نہ ہونا دلوں کے سکون کی دلیل ہے۔ اور مشہور ہے کہ جنید رح کے پاس ایک مرید تھا جو سماع میں بہت اضطراب کرتا تھا اور درویش اسمیں مشغول ہوتے تھے۔ دوسروں نے شیخ کے پاس شکایت کی۔ جنید رح نے اسکو کہا کہ اگر اسکے بعد تو سماع میں اضطراب کریگا تو میں تجھے اپنی مجلس سے نکال دونگا۔ ابو محمد جریری رح کہتا ہے کہ میں سماع کے وقت جنید رح میں دیکھتا تھا لب پر لب رکھے ہوئے اور چپ یہاں تک کہ آپ کے بدن کے ہر ایک بال سے چشمہ کھل گیا اور آپ بیہوش ہو گئے اور اگلے روز بھی ویسی ہی کیفیت گذری۔ پس میں نہیں جانتا کہ وہ سماع میں زیادہ درست تھے اور یا حرمت اُن کے دل پر زیادہ قوی تھی۔ اور کہتے ہیں کہ ایک مرید سماع میں نعرہ مارتا تھا۔ پیر نے اسکو کہا کہ چپ رہ۔ اُس نے گھٹنوں پر سر رکھ لیا اور جب دیکھا تو مرا ہوا تھا۔ اور شیخ ابو مسلم فارسی سے جو غالب فارسی کا بیٹا تھا میں نے سنا ہے کہ ایک درویش سماع میں بیقراری کرتا تھا۔ ایک نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ بیٹھ جا۔ جوں ہی بیٹھا دنیا سے کوچ کر گیا۔ اور جنید رح نے کہا ہے میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ سماع میں اُسنے جان دیدی۔ اور رواج سے روایت ہے کہ کہا ہے کہ میں ابن القرطی کے ساتھ بصرہ کے درمیان دجلہ پر جاتا تھا۔ راستہ میں ایک بلند مکان کے پاس پہنچے۔ ایک نیک مرد اُسکے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا اور اُس کے سامنے ایک لونڈی سجی ہوئی اُسکو سرود سناتی تھی اور یہ کہہ رہی تھی شعر

فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وُدًّا کَانَ مِنِّی لَکَ یَبْذُلُ ۔۔۔ کُلَّ یَوْمٍ یَتَلَوَّنُ غَیْرَ ھٰذَا بِکَ اَجْمَلُ

تیری میری دوستی جو دنیاوی شہوات پر مبنی نہیں (بلکہ خالصاً للہ ہے) وہ مجھ سے تجھے بذلہ ناتی تھی اور تو ہر روز بے ڈھب مفتون ہوتا جاتا ہے یہ تجھے خوبصورت اور جمیل ہے۔ اور اس محل کے نیچے میں نے ایک جوان کو کھڑے ہوئے دیکھا جھاگل لئے ہوئے اور گودڑی پہنے ہوئے اُسنے اُس شعر کو سُنکر کہا کہ خدا کے لئے اس بیت کو پھر کہہ کیونکہ میری زندگانی ایک سانس سے زیادہ نہیں رہی تاکہ اسکے سننے سے جان نکلے۔ لونڈی نے اُس شعر کو دوسری نغمہ پڑھا جسپر اُس جوان نے نعرہ مارا اور جان دیدی۔ مکان کے مالک نے لونڈی کو کہا کہ تو آزاد ہے اور آپ نیچے اُتر آیا۔ اور اسکے دفن کفن کے سامان میں مشغول ہوا۔ اور بصرہ کے سب لوگوں نے اُسپر نماز پڑھی۔ پھر وہ مالک مکان کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے بصرہ کے لوگو! میں ہوں فلان ہوں میں نے اپنا سب ملک خدا کے

راستہ میں دیدیا اور اپنے غلاموں کو آزاد کردیا اسکے بعد وہ آپ بھی اسجگہ سے چلا گیا اور پھر کسی نے اُسکی خبر نہ پائی۔ اِس حکایت کا یہ فائدہ ہے کہ مرید کو سماع کے غلبہ میں اسقدر حال چاہئے کہ اسکا سماع گنہگاروں کو گناہ سے چھوڑا دے اور اس زمانہ میں گم ہوئے ہوئے لوگوں کا ایک گروہ گنہگاروں کے سماع کے لئے حاضر ہوتا ہے اور اس گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم حق سے سماع کرتے ہیں۔ گنہگاران سے اور یہ گنہگاروں سے سماع پر موافقت کرتے ہیں اور گنہگاری میں زیادہ حریص ہوتے ہیں اسلئے یہ اور وہ دونوں ہلاک ہوجاتے ہیں۔ اور لوگوں نے جنید رح سے پوچھا کہ اگر ہم اعتبار کیوجہ پر کافروں کی عبادت گاہ میں جائیں تو روا ہوتا ہے اور وہاں جانے سے ہماری مراد اسکے سوا نہ ہو کہ اُن کے کفر کی ذلت کو دیکھیں اور اسلام کی نعمت پر شکر کریں۔ جنید نے جواب دیا کہ اگر کلیسا میں اسطرح جاسکتے ہو کہ جب تم وہاں سے باہر آؤ تو وہاں کے چند آدمیوں کو اپنے ساتھ درگاہ میں لاسکو تو جاؤ اور اگر ایسا نہ کرسکو تو نہ جاؤ۔ پس اگر حجرہ کا صاحب شراب خانہ میں جائے تو شراب خانہ اُسکا حجرہ ہوتا ہے۔ اور شراب خانہ والا جب حجرہ میں جائے تو حجرہ اُسکا شراب خانہ ہوتا ہے۔ اور بزرگوار مشائخ میں سے ایک شیخ کہتا ہے کہ میں ایک درویش کے ساتھ بغداد میں جاتا تھا اور ایک گانے والے کا میں نے آواز سنا جو یہ گا رہا تھا شعر

متی ان یکن حقاً یکن احسن المنی ۔۔۔ والا فقد عشنا بها زمناً رغدا

جبکہ سماع راستبازی سے ہو تو سب مرادوں سے بہترین مراد ہے ورنہ یونہی کچھ زمانہ ہنسے سماع سے زندگی کی ہے۔ اس درویش نے سنکر نعرہ مارا اور دنیا سے گذر گیا۔ اور اسکی مانند ابو علی رودباری کہتا ہے کہ میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ مغنی کے آواز میں مشغول تھا۔ میں نے بھی کان رکھا کہ وہ کیا کہتا ہے وہ شخص ایک دلکش آواز سے کہتا تھا کفی بالخضوع الی الذی جاد بالصنع جسنے سننے کی سخاوت کی (یعنے سن لیا) اسکے پاس نزع کرنی بھی کفایت کرتی ہے۔ اِس درویش نے ایک گردش کی اور گر پڑا۔ جب میں گیا تو اسکو میں نے مردہ پایا۔ ایک کہتا ہے کہ ابراہیم خواص رح کے ساتھ میں ایک ساحت میں ایک پہاڑ میں جاتا تھا۔ میرے دل میں ایک خوشی پیدا ہوئی اور میں نے شعر پڑھا شعر

صم عند الناس انی عاشق ۔۔۔ غیران لم یعرفوا عشقی لمن

فی الانسان شئی حسن الا و احسن منہ الصوت

لوگوں میں میرا عاشق ہونا مسلم ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ میں کس کا عاشق ہوں۔ انسان میں کئی ایک اچھی چیزیں ہیں۔ خبردار رہ کہ ان سب میں سے بہت خوبصورت اچھی آواز ہے۔ ابراہیم رد نے مجھے کہا کہ پھر کہہ۔ یہ بیت میں نے پھر کہے۔ وجد کے حکم کے موافق آپ نے زمین پر چند قدم مارے جب میں نے دیکھا تو ان کے قدم اس پتھر میں ایسے دھس گئے تھے جیسے موم میں اور وہ اسوقت بیہوش گر پڑے جب ہوش میں آئے تو مجھے کہا کہ میں بہشت کے باغ میں تھا اور تو نے نہ دیکھا اور اسی قسم کی حکائتیں اس سے زیادہ ہیں کہ یہ کتاب ان کو برداشت کرنیوالی ہو۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک درویش کو دیکھا ہے جو آذربائیجان کے پہاڑوں میں محکم مندیہ اشعار پڑھتا جاتا تھا۔

وَاللّٰہِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ اِلَّا وَاَنْتَ مِنْ قَلْبِیْ وَسْوَاسِیْ

وَلَا جَلَسْتُ اِلٰی قَوْمٍ اُحَدِّثُہُمْ اِلَّا وَاَنْتَ حَدِیْثِیْ بَیْنَ جُلَسَائِیْ

وَلَا ذَکَرْتُکَ مَحْزُوْنًا وَلَا طَرِبًا اِلَّا وَحُبُّکَ مَقْرُوْنًا بِاَنْفَاسِیْ

وَلَا ہَمَمْتُ بِشُرْبِ الْمَاءِ مِنْ عَطَشٍ اِلَّا رَاَیْتُ خَیَالًا مِنْکَ فِیْ کَاْسِیْ

وَلَوْ قَدَرْتُ عَلَی الْاِیْتَانِ زُرْتُکُمُ سَعْیًا عَلَی الْوَجْہِ اَوْ مَشْیًا عَلَی الرَّاْسِیْ

خدا کی قسم نہیں طلوع ہوا آفتاب اور نہ غروب ہوا۔ مگر مجھے تیری ہی یاد لگی رہی اور تو میرے دل میں جاگزین رہا ✦ اور نہیں بیٹھا میں کسی قوم میں اُن سے باتیں کرنیکو۔ مگر تو ہی ہمنشینوں میں میرا مدعائے سخن رہا (یعنے مجلس دوستان میں بھی جب میں تیرے ذکر و فکر سے فارغ نہیں تو خلوت کا کیا حال) ✦ اور میں نے کسی غمی اور خوشی کی حالت میں تجھے اس صورت میں یاد نہیں کیا۔ کہ تیری محبت میرے ہر دم سے مقرون ہو ✦ اور میں نے پیاس کی حالت میں کبھی پانی پینے کا قصد نہیں کیا۔ مگر پیالہ میں تیرا ہی خیال دیکھا ہے ✦ اور اگر میں تم تک پہنچنے پر قادر ہوتا۔ تو سر اور آنکھوں کے بل تمہاری زیارت کرتا ✦ وہ درویش ان اشعار سے ایسا متغیر و متاثر ہوا کہ ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور جان بحق دی۔ اور صوفی مشائخین سے ایک گروہ نے قصیدوں اور شعروں کے سننے اور خوش آواز سے قرآن کے پڑھنے کو اسطرح کہ اسکے حروف اپنی حد سے نکل جائیں مکروہ قرار دیا ہے اور مردوں کو اس سے پرہیز کرنا فرمایا ہے اور آپ پرہیز کیا ہے اور اس میں مبالغہ کیا ہے اور یہ کئی ایک گروہ ہیں اور ہر ایک گروہ کے لئے

اس میں ایک دوسری علت ہے۔ ایک گروہ ان میں سے وہ ہے جنے اسکے حرام ہونے میں روائتیں پائی ہیں اور اس میں گزشتہ نیکوں کے پیرو ہوئے ہیں اور انکی تقلید کی ہے۔ جیسا کہ پیغمبر کا حسان بن ثابت کی شیریں نام لونڈی کو غنا کرنے سے منع کرنا اور عمر رض کا اس صحابی کو جو گانا تھا دُرّہ مارنا۔ اور علی کرم اللہ وجہہ کا اس سبب سے کہ گانیوالی لونڈیاں ہیں معاویہ پر انکار کرنا۔ اور حسن بصری کا اس عورت کے دیکھنے سے منع کرنا جو گا رہی تھی اور یہ کہنا کہ وہ شیطان کے نزدیک ہے اور مثل اسکے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ غنا کو مکروہ رکھنے پر ہماری بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ ہم سے پہلے ہمارے زمانہ میں امت کا اجماع ہے کہ وہ مکروہ ہے۔ اور ایک گروہ کہتا ہے کہ حرام مطلق ہے اور ابوالحارث بنائی سے ان معنوں میں روایت کرتے ہیں کہ میں سماع میں ہٹ کر نیوالا تھا۔ ایک رات ایک شخص میرے حجرہ کے دروازہ پر آیا اور کہا خدا کی درگاہ کے طالبوں کی ایک جماعت جمع ہے اور شیخ کے دیدار کے مشتاق ہیں اگر کرم کرے اور قدم رنجہ فرمائے تو عنایت ہے۔ میں نے جواب دیا کہ آتا ہوں اور اسکے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک گروہ کے پاس پہنچا جسکے آدمیوں نے حلقہ لگایا ہوا تھا اور انکے درمیان ایک پیر تھا۔ انہوں نے میری بہت ہی عزت کی۔ اس پیر نے کہا کہ اگر اجازت دیں تو کوئی بیت پڑھیں میں نے قبول کیا۔ دو شخصوں نے خوش آواز سے وہ بیت پڑھنے شروع کر دیئے جو شاعروں نے فراق میں کہے ہوئے تھے۔ وہ سب وجد میں اُٹھ کھڑے ہوئے خوش نعرے مارتے تھے اور لطیف اشارے کرتے تھے اور میں انکے حال اور خوش وقتی میں تعجب کرتا تھا یہاں تک کہ صبح نزدیک ہوئی۔ اسوقت اس پیر نے مجھے کہا اے شیخ مجھ کو تو نے نہیں پوچھا کہ تو کون ہے اور اس گروہ کے آدمی کون ہیں۔ میں نے اسکو جواب دیا کہ تیرا وبدیہ سوال سے مجھ کو باز رکھنا ہے اس نے کہا میں عزازیل تھا جو ابلیس ہوں اور یہ سب میرے فرزند ہیں اور اس بیٹھنے اور غنا کرنے میں مجھے دو فائدے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اپنے فراق کی مصیبت رکھتا ہوں اور دولت کے زمانہ کو یاد کرتا ہوں۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ پارسا مردوں کو گمراہ کرتا ہوں اور غلطی میں ڈالتا ہوں۔ ابوالحارث بنائی کہتا ہے کہ اسوقت سے سماع کا ارادہ میرے دل سے دور ہو گیا۔ اور میں عثمان جلابی کے بیٹے علی نے شیخ امام ابوالعباس اشقانی سے سنا ہے کہ ایکدن میں ایک مجمع میں تھا اور ایک گروہ کے آدمی سماع کرتے تھے۔ انکے درمیان میں نے

دیکھا کرتا چتے تھے اور اسمیں دوڑتے تھے اور مجمع کے لوگ اسمیں گرم ہوتے تھے - اور ایک اور گروہ کے لوگ ہیں جنہوں نے اس خوف اور خطرہ سے کہ مرید بلا اور بیکاری میں نہ پڑجائیں اور اس سے دلبستگی نہ کرلیں اور توبہ سے گناہ پر نہ جائیں اور ہوا ان میں قوت نہ پکڑے اور انکے نیکی کے ارادہ کو فسخ نہ کرے کیونکہ ہوا بلا اور فتنہ کا سامان ہے سماع نہیں کیا اور نہ ان میں بیٹھے ہیں اور جنید رح سے ذکر ہے کہ حریری نے ایک مرید کو اُس کی توبہ کے حال کے ابتدا میں کہا ہے کہ اگر تو وقت کی سلامتی چاہتا ہے اور سماع میں توبہ کی رعایت کرتا ہے جیسا کہ صوفی کرتے ہیں تو منکر نہ ہو اور اپنے آپ کو اہل سماع سے نہ جان - اب تو جوان ہے جب بوڑھا ہو تو آدمیوں کو اپنے آپ پر گناہگار نہ کر - اور ایک گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ اہل سماع دو گروہ ہیں ایک تو وہ ہیں جو لاہی یعنی کھیل کرنیوالے ہوتے ہیں - دوسرے وہ ہیں جو الٰہی ہوتے ہیں - لاہی عین فتنہ ہیں ہوتا ہے اور اس سے نہیں ڈرتا - اور الٰہی مجاہدوں اور ریاضتوں میں ہوتا ہے اور مخلوقات کو دل سے قطع کئے ہوئے اور موجودات سے سر پھیرے ہوئے اور فتنہ کو اپنے سے دور کئے ہوئے اور اس سے امن میں ہوتا ہے جب ہم نہ اس گروہ سے ہوتے ہیں اور نہ اس گروہ سے تو پس ہمارے لئے اُسکا ترک کرنا ہی بہتر ہے - اور ایسی چیز کی طرف مشغول ہونا جو ہمارے وقت کے موافق ہو زیادہ بہتر ہے - ایک اور گروہ کے لوگوں نے کہا ہے جب عوام کو سماع میں فتنہ ہے اور ہمارے سننے سے آدمیوں کا اعتقاد پریشان ہوتا ہے اور لوگ ہمارے درجہ سے سماع میں محجوب ہیں ہمارے سبب گنہگار ہوتے ہیں پس ہم عام لوگوں پر شفقت کریں اور خاص لوگوں کو نصیحت اور غیر کے دیکھنے پر اس سے ہاتھ اٹھالیں اور یہ پسندیدہ طریق ہے - اور ایک گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے کہا ہے من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ اسلام کے نیک خصائل میں سے یہ ہے کہ بیہودہ اشیا کو ترک کرے ہم اس چیز سے ہاتھ اٹھالیں جس سے ضروری ہے کیونکہ غیر ضروری چیز کی طرف مشغول ہونا وقت کا ضائع کرنا ہے اور دوستوں کے ساتھ دوستوں کا وقت عزیز ہوتا ہے اسکو ضائع نہیں کرنا چاہئے - اور خاصوں میں سے ایک گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ سماع خبر ہے اور اسکی لذت مراد کی یافت ہے یہ ابدالوں کا کام ہے کیونکہ مشاہدہ میں خبر کی کیا قیمت ہوتی ہے پس مشاہدہ کا کام قیمت رکھتا ہے - سماع کے حکم کہ میں جتکو میں نے اختصار کے طور پر بیان

کیا ہے - اب ان کے وجد اور وجود اور تواجد میں ایک باب مرتب کرتا ہوں - بتوفیق اللہ تعالیٰ ؛

باب سیم وجد اور وجود اور تواجد اور انکے مراتب کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ وجد اور وجود دو مصدر ہیں ایک اندوہ کے معنے میں ہے اور دوسری یافتن یعنے پانے کے معنی میں اور جب دونوں کا فاعل ایک ہوتا ہے تو ان میں مصدر کے سوا فرق نہیں کر سکتے جیسا کہ جب پالیا تو کہتے ہیں وجد یجد وجودا و وجدانا اور جب اندوہناک ہو تو کہتے ہیں وجد یجد وجدا اور جب دولتمند ہو تو بھی کہتے ہیں وجد یجد جدۃ اور جب غصہ میں ہو تو کہتے ہیں وجد یجد موجدۃ اور ان سب کا فرق مصدروں میں ہے نہ فعلوں میں - اور اس گروہ کی مراد وجد اور وجود سے دو حالوں کا ثبوت ہے جو سماع میں ان میں پیدا ہوتا ہے - ایک تو اندوہ کے نزدیک ہوتا ہے اور دوسرا مراد کی یافت سے ملا ہوا - اور اندوہ کی حقیقت محبوب کا گم ہونا اور مراد کا منع ہونا اور یافت کی حقیقت مراد کا حاصل ہونا ہے - اور اندوہ اور وجد کے درمیان فرق یہ ہے کہ حزن اس اندوہ کا نام ہے جو اپنے نصیب میں ہوتا ہے اور وجد اس اندوہ کا نام ہے جو محبت کیوجہ سے غیر کے نصیب میں ہو اور غیرت سب طالب کی صفت ہیں والحق لا یتغیر اور حق تغیر نہیں پاتا وجد کی کیفیت عبارت کے تحت میں نہیں آتی کیونکہ وہ معائنہ میں درد ہے اور درد کو قلم سے بیان نہیں کر سکتے پس وجد طالب اور مطلوب میں ایک بھید ہے کہ اسکے کشف میں بیان کرنا غیبت ہے اور وجود کی کیفیت میں نشان اور اشارت درست نہیں کیونکہ وہ مشاہدہ میں خوشی ہے اور خوشی کو طلب میں نہیں پا سکتے - پس وجود محب پر محبوب سے ایک بزرگی ہوتی ہے کہ اشارہ اسکی حقیقت سے موقوف ہوتا ہے اور میرے نزدیک وجد دل کو ایک درد کا پہنچنا ہے خوشی سے یا خوف سے یا تکان سے اور وجود دلپر غم کے سامان سے ہوتا ہے اور اس سے محبت کرنے سے - اور واجد کی صفت یا تو حجاب کی حالت میں شوق کے جوش میں حرکت ہوتی ہے یا مشاہدہ کے حال میں کشف کیحالت میں سکون یا ٹھنڈی آہ کا کھینچنا یا فریاد کرنا یا بہت گریہ زاری کرنی - یا عیش یا طیش یا بے قراری یا خوشی ہے اور اسمیں شیخ مختلف ہیں کہ وجد زیادہ تمام ہوتا ہے یا وجود - ایک گروہ کے لوگ کہتے ہیں

کہ وجود مریدوں کی صفت ہے اور وجد عارفوں کی نعمت۔ اور جب عارفوں کا درجہ مریدوں سے زیادہ بلند ہوتا ہے چاہیئے کہ اُن کی صفت بھی ان سے زیادہ بلند اور کامل ہو اور جو چیز یافت کے نیچے آتی ہے وہ مدرک ہوتی ہے اور اسمیں اور وہ صفت جنسی ہوتی ہے کیونکہ ادراک حد کو چاہتا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ بیحد ہے پس جو کچھ بندہ پاتا ہے وہ ایک مشرب کے سوا نہیں ہوتا اور جس نے نہیں پایا وہ طالب ہے اور طلب اسمیں منقطع ہوتی ہے اور طالب اسکی طلب سے عاجز ہے اور وجد ان خدا کی حقیقت ہوتی ہے اور ایک گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ وجد مریدوں کی جبلت ہوتی ہے اور وجود محبوں کا تحفہ ہوتا ہے اور محبوں کا درجہ مریدوں سے زیادہ چاہیئے تاکہ طلب میں شورش سے تحفے کے ساتھ آرام زیادہ تمام ہو اور یہ معنی ایک حکایت کے سوا زیادہ معلوم نہیں ہوتے اور وہ حکایت یہ ہے کہ ایکدن شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے حال کے جوش میں جنید رح کے پاس آئے اور جنید کو غمناک پایا۔ پوچھا اے شیخ کیا ہوا ہے جنید نے کہا سن طلب وجد سے طلب کیا پایا۔ شبلی نے کہا نہیں بلکہ من وجد طلب جسنے پایا طلب کیا۔ اسجگہ شیخ کہتے ہیں کہ ایک نے وجد سے نشان دیا ہے اور دوسرے نے وجود سے اشارہ کیا ہے اور میرے نزدیک جنید کا قول معتبر ہے کیونکہ بندہ نے جب پہچان لیا کہ اسکا معبود اسکی جنس سے نہیں ہے تو اُسکا اندوہ دراز ہوتا ہے اور ان معنوں میں اس کتاب میں سخن کہا گیا ہے۔ اور مشائخ اسپر اتفاق کرنیوالے ہیں کہ سلطان علم سلطان وجد سے زیادہ قوی چاہیئے کیونکہ جب سلطان وجد کے لئے طاقت ہوتی ہے تو واجد خطر کے محل پر ہوتا ہے اور جب سلطان علم کے لئے قوت ہوتی ہے تو عالم امن کے محل میں ہوتا ہے اور اس سب سے مراد یہ ہے کہ سب حالوں میں چاہیئے کہ طالب علم اور شرع کا پیرو ہوتا کہ جب وجد میں مغلوب ہو تو خطا اس سے اُٹھ جائے اور جب خطا اُٹھا تو ثواب اور عذاب بھی اُٹھ جاتا ہے اور جب ثواب اور عذاب اُٹھ جائے تو کرامت اور اہانت بھی اُٹھ جاتی ہے سو وقت اس کا حکم مجنون کا حکم ہوتا ہے اولیاؤں اور مقربوں کا نہیں ہوتا۔ اور جب علم کا سلطان حال کے سلطان پر غالب ہو تو بندہ کا حال امروں اور نہیوں کی کشف میں ہوتا ہے اور عزت کے سرا پردہ میں مذکور۔ اور پھر جب حال کا سلطان علم کے سلطان پر غالب ہو تو بندہ حد سے خارج ہو جاتا ہے اور اپنے نفس کے عمل میں محظوظ محروم لیکن مغرور ہوتا ہے اور یہ ہوا ان معنوں میں ہی جنید کا قول ہے جو کہا ہے کہ راستی دو میں یا علم سے یا رفتار سے۔ جو رفتار بغیر علم کے ہو اگرچہ نیک ہو وہ جہل اور نقص ہوتا ہے اور علم اگرچہ

بغیر رفتار کے ہو وہ عزت اور بزرگی ہے اور اسیواسطے بایزید رح نے کہا ہے کفر اھل الھمۃ اشرف من اسلام اھل النیۃ اہل ہمت پر کفر صورت نہیں کہ پڑتا اگر سوچا جائے تو اہل ہمت جو کفر کے ساتھ ہو زیادہ کامل ہوتا ہے اہل نیت سے جو با ایمان ہو۔ اور جنید نے شبلی کو کہا الشبلی سکران ولو افاق من سکرہ لجاء منذر ما ینفع بہ شبلی مست ہے اور اگر اپنی مستی سے ہوش میں آجائے تو البتہ ایک ایسا ڈرانیوالا ہو کہ جس سے کوئی بھی نفع نہ اُٹھا سکے اور حکایتوں میں مشہور ہے کہ جنید اور محمد بن مسرق اور عطا بن ابوالعباس ایک جگہ جمع تھے قوال ایک بیت پڑھتا تھا جسے سنکر دونوں وجد کرتے تھے مگر جنید ساکن تھے اسپر دونوں کہنے لگے کہ اے شیخ تجھے سماع سے کچھ نصیب نہیں ہے۔ جنید نے خدائے بزرگ و بلند کا یہ قول پڑھا تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ یعنے تو انکو جمے ہوئے گمان کرتا ہے اور وہ گذرنے والے بادلوں کیطرح چلے جاتے ہیں لیکن وجد کرنا اور اسمیں آنا تکلیف ہوتی ہے اور وجد خدا کے مشاہدوں کے انعام کو دلپر عرض کرنا ہوتا ہے۔ اور وصل اور آرزو کا فکر کرنا مردونکی رفتار ہے۔ اور ایک انمیں پہنچا ہے جنہوں نے ظاہری حرکتوں کی تقلید کی ہے اور رقص کو ترتیب دیا ہے اور انکے اشارونکو آرائش دی ہے اور یہ محض حرام ہے اور ایک گروہ کے لوگ محقق ہیں کہ انکی مراد اس میں احوال اور انکو درجہ کی طلب ہے حرکتوں اور رسموں کی نہیں اور پیغمبر نے فرمایا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم جسنے کسی قوم سے مشابہت کی پس وہ ان میں سے ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے اذا قرأتم القرآن فابکوا وان لم تبکوا فتباکوا جب تم قرآن کو پڑھو تو رووو اگر نہ روو تو پھر بھی رووو۔ اور وجد کے مباح ہونے پر یہ حدیث ناطق ہے اور اسیواسطے اس پیر نے کہا ہے کہ میں ہزار فرسنگ دوغ پر چلتا ہوں تو ایک قدم اس سے صدق یعنے راستی پر آتا ہے اور اس باب میں اس سے زیادہ سخن ہے لیکن میں نے اسپر اختصار کیا ہے واللہ اعلم۔

باب سی و یکم رقص اور اسکے متعلقات کے بیان میں

شریعت اور طریقت میں رقص کے لئے کوئی اصل نہیں ہے کیونکہ جب کوشش سے ہو تو وہ سب عاقلوں کے اتفاق سے تکمیل ہے اور جب ٹھٹھے کے طور پر ہو تو لغو اور بیہودہ ہے اور بعضوں میں کسی نے

اسکی تعریف نہیں کی اور اسمیں مبالغہ نہیں کیا اور جو اثر اہل حشو یعنے وہ لوگ جو بطور بہرتی کے زائد
ہیں اسمیں لاتے ہیں وہ باطل ہوتا ہے کہ وجد کی حرکتیں اور اہل وجد کے معاملے رقص کے مانند ہوئے
ہیں اہل نزل میں سے ایک گروہ نے اسکی پیروی کی ہے اور اسمیں مبالغہ کرنیوالے ہوئے ہیں
اور اس سے ایک مذہب بنالیا ہے اور میں نے عام لوگوں کا ایک گروہ دیکھا ہے کہ انہوں نے
سمجھا ہے کہ تصوف کا مذہب اسکے سوا نہیں ہے اسلئے اسکو اختیار کرلیا اور ایک گروہ کے
لوگ اسکے اصل کے منکر ہوئے ہیں اور مختصر یہ ہے کہ مردوں کے لئے ناچنا از روے شرع اور
عقل کے برا ہے اور پھر ناممکن ہے کہ افضل آدمی ناچیں۔ لیکن دل کے لئے ایک سبکی پیدا ہوئی
اور سلطان وقت کے سر پر ایک خفقان تو وقت کے حال نے طاقت پکڑی اور حال نے اپنا اضطراب
پیدا کیا اور خام ترتیب اور سمیں اٹھ گئیں۔ یہ اضطراب جو پیدا ہوتا ہے رقص ہوتا ہے نہ کہ پاؤں سے
بازی کرنی اور طبع کا پالنا کیونکہ حقیقی رقص جان کا گداز کرنا ہوتا ہے اور جو پاؤں کی بازی کو رقص
کہتا ہے وہ صواب کے طریق سے بہت دور جا پڑتا ہے۔ رقص ایک ایسی حالت ہے کہ گویائی
سے اسکو ... ہیں کرسکتے من لم یذق لا یدری النظم فی الاحداث یعنے جسنے
ذوق عرفان نہیں چکھا وہ دنیاوی اشیاء یعنے محدثات میں نظر کرنیکی واقفیت نہیں رکھتا۔ نوجوان
اور نوخواستہ آدمیوں میں دیکھنا منع کیا گیا ہے اور اسکا جائز رکھنے والا کافر ہوتا ہے اور جو اثر اسمیں لاتے
ہیں وہ بیہودگی اور جہالت ہوتی ہے اور میں نے جاہلوں کا ایک گروہ دیکھا ہے کہ نوجوان میں دیکھنے
کی تہمت سے اس طریقت کے لوگوں کے منکر ہوئے اور ایک گروہ کو دیکھا ہے کہ اس نے
مذہب بنایا ہے اور سب مشائخ نے اسکو آفت جانا ہے اور یہ اثر خدا تعالے کے ولیوں اور صوفیوں
میں محلولیوں سے رہا ہے اللہ کی اپر لعنت ہو واللہ اعلم ✣

باب سی و دوم جامہ کے پارہ کرنیکے بیان میں

جامہ کا پارہ کرنا اس گروہ کے درمیان عادت کیا گیا اور مشہور ہے اور بڑے مجمعوں میں جنمیں بڑے
بڑے شیخ حاضر تھے ایسا کیا گیا ہے۔ میں نے علماء کا ایک گروہ دیکھا ہے جسکے
آدمی اسکے منکر ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ درست جامہ کا پارہ کرنا روا نہیں ہوتا اور پارہ